﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبات جمعہ

سنہ ۱۹۵۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۴ جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ ۲۷ دسمبر ۱۹۵۷ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

گزشتہ تباہ شدہ قوموں کی ہلاکت کا نقشہ

(۱) انبیاء علیہم السلام نے انہیں حق کی دعوت دی (۲) انہوں نے حق کے تسلیم کرنے سے انکار کیا (۳) بلکہ انبیاء علیہم السلام کی توہین کی (۴) اس کے بعد عذاب الٰہی سے ہلاک کئے گئے

انبیاء علیہم السلام کی تبلیغ کے دو پہلو

برادران اسلام - انبیاء علیہم السلام جو اصلاح خلق اللہ کے لئے آتے تھے۔ ان کی تبلیغ کے دو پہلو ہوتے تھے۔ انذار (ڈرانا) بشیر (خوشخبری سنانا) یعنی احکام الٰہی کی مخالفت کرنے والوں کو عذاب الٰہی سے ڈراتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت میں جنت میں جا پہنچنے کی خوشخبری سناتے تھے۔ چونکہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ اس لئے حضورؐ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اگر بالفرض کسی نے نبوت کا دعوے کیا۔ تو اسے مسلمان نبی نہیں مانیں گے۔ بلکہ دجالوں کے مردود فرقہ کی طرف اسے منسوب کریں گے کہ یہ شخص دجال ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے لوگوں نے نبوت کا دعوے کیا۔ اس وقت کے مسلمانوں نے اسے دجال ہی کا خطاب دیا۔

انبیاء علیہم السلام کے یکے بعد دیگرے آنیکا سبب ہی یہ تھا کہ ایک پیغمبر نے مبعوث ہو کر مخلوق خدا کو اللہ تعالیٰ سے پیغام حق لے کر پہنچایا۔ وہ پیغام حق سن کر بھی پیغمبر کے مخالف ہو گئے۔ اور اس قدر مخالفت کی اور پیغمبر کو اس قدر ستایا کہ ان کے خلاف اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں آیا اور انہیں خس و خاشاک کی طرح صفحہ ہستی سے مٹا کر لے گیا۔

پھر دوسرا پیغمبر

اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ وہ بھی پہلے کی طرح پیغام حق لے کر آیا۔ پھر قوم نے اسے جھٹلایا اور پیغمبر کی توہین کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستور کے مطابق انہیں تباہی کے گھاٹ اتار کر پھر دوسرا پیغمبر مبعوث فرمایا۔ اس سلسلہ کی کڑیاں حضور انورؐ کی بعثت سے پہلے ایک لاکھ تئیس ہزار نو سو ننانوے ہیں۔ حضور انورؐ کی شمولیت سے وہ تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہو جاتی ہے۔

حضورؐ کی بعثت کے بعد سلسلہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا

مگر چونکہ ابلیس ملعون نے قیامت تک مہلت لی ہوئی ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ اس لئے وہ تو بدستور سابق انسانوں کے گمراہ کرنے کی جدوجہد کرتا ہی رہے گا۔ لہٰذا (سنت اللہ) اللہ تعالیٰ کی عادت کے مطابق حضور انورؐ کے بعد آپ کی امت کے علمائے کرام کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے گا۔ کہ وہ مخلوق خدا کو پیغام حق پہنچائیں۔

اسی احساس کی بنا پر

مسلمانوں میں علم دین جاننے والا طبقہ ہر بستی، ہر قصبہ، ہر شہر میں دین کی تبلیغ میں مصروف ہے۔ کیا یہ پنج وقتہ نماز کی اذان یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے کیا یہ ہر مسجد میں مصلی پر کھڑا ہو کر سری اور جہری نمازیں پڑھانا یہ تبلیغ نہیں ہے۔ کیا دونوں عیدوں کے موقعوں پر نماز عید پڑھانا اور خطبہ پڑھنا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ کیا بچہ ہونے کے وقت اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت (تکبیر) یہ تبلیغ دین نہیں ہے کیا لڑکی اور لڑکے کے جوان ہونے کے بعد خطبۂ مسنونہ اور قرآن مجید کی آیتیں پڑھ کر عقد نکاح کرنا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ کیا سکرات کی حالت میں دنیا سے عنقریب رخصت ہونے والے انسان کو سورۂ یٰسین سنانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ کیا مسلمانوں کے مرنے کے بعد اسلامی رسم و رواج کے مطابق میت کی تجہیز و تکفین کرنا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ کیا مسلمان بچوں کو قرآن مجید ناظرہ پڑھانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ کیا مسلمان بچوں کو قرآن مجید حفظ کرانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ کیا قرآن مجید کے مطالب سمجھانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے اور کیا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے بچوں کو پڑھانا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ پاکستان اور ہندوستان میں ہزاروں مدارس عربیہ کا پایا جانا (جن میں محض دین اسلام پڑھایا جاتا ہے اور انگریزی کا ایک لفظ بھی نہیں پڑھایا جاتا) کیا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ اور کیا بستی بستی میں، قصبہ قصبہ میں، شہر شہر میں خود جا کر بن بلائے اسلام کا پیغام پہنچانا (جس طرح حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی تبلیغی جماعتیں کر رہی ہیں) کیا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے۔ اور

کیا اس تبلیغی جماعت کی تحریک کا سہرا ایک عالم دین حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے سر پہ نہیں ہے اور کیا قرآن مجید اور حدیث رسول کے مطابق مسلمانوں کی باطنی اصلاح کرنے والے صوفیائے کرام مبلغین اسلام نہیں ہیں اور کیا یہ تبلیغ اسلام نہیں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ

برادران اسلام۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے حاملین دین کی پندرہ خدمات بطور نمونہ پیش کر چکا ہوں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے کہ آج پونے چودہ سو سال گزرنے کے بعد حضور انورؐ کی اُمت میں ایسے زندہ دل۔ اسلام کا درد رکھنے والے اہل علم پائے جاتے ہیں اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ پہلی صدی ہجری سے چل کر آج چودھویں صدی تک پہنچا ہوا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ قیامت تک زندہ رہے گا۔ اور حضور انورؐ سے پہلے کسی مذہب اور کسی آسمانی کتاب کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ اس کے مبلغین نے اپنے پیغمبر کے وقت کے دین کی اتنی مدت مدید تک تبلیغ کی ہو اور اس کی حفاظت کرتے آئے ہوں۔

اے دُنیا دار ہوش میں آ اور اپنی عاقبت خراب نہ کر

دُنیا دار سے میری مُراد وہ لوگ ہیں۔ جن کا مطلوب مقصود محبوب فقط دنیا کی زندگی کی عیش و عشرت ہو اور آخرت دربار گاہ الٰہی میں قیامت کے دن کی حاضری کو نظر انداز کئے ہوئے ہوں۔ اس قسم میں سرمایہ دار زمیندار تجارت پیشہ (جو دنیا کے نشے میں مخمور ہوں) سرکاری عہدہ دار سبھی آتے ہیں۔ اے دُنیا دارو ہوش میں آؤ۔ بیہوشی میں نہ مرو۔ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے غلام خادمان اسلام جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہے ہیں کہ کتاب و سنت کی تعلیم کو اپنا لو اور سچے کھرے اور اصلی مسلمان بن جاؤ۔ اس کے بعد اگر ہو سکے تو اسلام کی نشر و اشاعت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں میں شامل ہو کہ حسب توفیق کام کرو۔ تو تمہاری دُنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گی۔ ورنہ

اے دُنیا دارو اپنی دونوں جہان کی بربادی کا شاہنشاہی اعلان سُن لو

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ (سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پ ۱۶)

ترجمہ:۔ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیگے کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائیگا اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ پہلی آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دُنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلۂ مقصود سمجھ بیٹھا ہے۔ اس کی گزران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص و ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے۔ کسی وقت تنالوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکالتا۔ موت کا یقین اور زوال دولت کے خطرات الگ سوہان روح بنے رہتے ہیں۔ یورپ کے اکثر متنعمین کو دیکھ لیجئے۔ کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی دُنیا کے مخمصوں سے تنگ آ کر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں اس نوع کی خودکشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں بخصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدوں یاد الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ لیکن۔ ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی"۔

اے شریعت اسلامی کی مخالفت کر نیوالو ناچ گانے پر فریفتہ ہو نیوالو سینما دیکھنے کے شیدائی پاکستانی مسلمانو

تم ایسوں کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں ایک دفعہ ہے۔ جسے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ دہلوی کی اصطلاح میں تذکیر بایام اللہ کہا جاتا ہے اس دفعہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کو گزشتہ نافرمانی کر کے تباہ و برباد ہونے والی قوموں کے واقعات سنائے جاتے ہیں۔ تاکہ موجودہ وقت کے نافرمان ان سے عبرت حاصل کر کے اپنی اصلاح کر لیں اور عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔

"تذکیر بایام اللہ" کا ایک اجمالی خاکہ

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۝ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۝ ثُمَّ يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۝ وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ۝ وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۝ وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۝ وَاَنَّهٗ اَهْلَكَ عَادَا الْاُوْلٰى ۝ وَثَمُوْدَا فَمَا اَبْقٰى ۝ وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ ۖ اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى ۝ وَالْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ۝ فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ۝ (سورہ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷) ترجمہ اور یہ کہ انسان کو وہی ملتا ہے جو کرتا ہے۔ اور یہ کہ اس کی کوشش جلد دیکھی جائے گی۔ پھر اسے پورا بدلہ دیا جائیگا اور یہ کہ سب کو اپنے رب ہی کی طرف پہنچنا ہے۔ اور یہ کہ وہی ہنساتا اور رُلاتا ہے اور یہ کہ وہی مارتا اور زندہ کرتا ہے اور یہ کہ اُسی نے جوڑا نر اور مادہ کا پیدا کیا ہے ایک بُوند سے جبکہ وہ ٹپکائی جائے اور یہ کہ دوسری بار زندہ کر کے اُٹھانا اُسی کے ذمہ ہے اور یہ کہ وہی غنی اور سرمایہ دار کرتا ہے۔ اور یہ کہ وہی شعریٰ کا رب ہے۔ اور یہ کہ اُسی نے عاد اولےٰ کو ہلاک کیا تھا اور ثمود کو۔ پس ان سے باقی نہ چھوڑا۔ اور اس سے پہلے نوحؑ کی قوم کو۔ بے شک وہ زیادہ ظالم اور زیادہ سرکش تھے اور الٹی بستی کو اس نے دے پٹکا (یعنی لوط علیہ السلام کی بستی کو) پھر اس پر جو وہ (تباہی) چھا گئی جو چھا گئی۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیات کا یہ ہے۔ کہ

اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا انسان پر حاوی ہونے کا نقشہ دکھایا ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہے۔ اس کے قبضہ سے باہر نکل ہی نہیں سکتا اس کے بعد قوموں پر اپنی قدرت کاملہ کے حاوی ہونے کا نمونہ دکھایا ہے۔ کہ قوم عاد۔ قوم ثمود اور قوم نوحؑ اور قوم لوطؑ یہ بڑی بڑی زبردست طاقت والی قومیں تھیں۔ بعض ان میں سے بڑی بڑی زبردست بادشاہیوں کے مالک بھی تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے باعث جب ان کے خلاف غضب الٰہی جوش میں آیا تو انہیں مسل کر رکھ دیا۔ اور قانون الٰہی کے ان باغیوں میں سے ایک فرد بھی بچنے نہ پایا۔ مذکورۃ الصدر آیتیں سورۃ النجم پارہ ۲۷ کی ہیں۔ اور سورۃ النجم مکی ہے۔ یعنی اس کا نزول مکہ معظمہ میں ہوا ہے۔ اس لئے مکہ معظمہ کے باشندوں کو جو قرآن مجید کی مخالفت کر رہے تھے۔ ان برباد شدہ قوموں کا نمونہ دکھایا گیا ہے۔ تاکہ وہ لوگ عبرت حاصل کریں اور قرآن مجید پر ایمان لے آئیں اور اس کا اتباع کریں اور پیغمبر خداؐ کے نقش قدم پر چلیں تاکہ گزشتہ قوموں کی طرح مکہ معظمہ کے باشندے بھی عذاب الٰہی میں مبتلا نہ ہونے پائیں۔ اسی طرح

پاکستان کے مخالفین شریعت اسلامی

کو عرض کیا جاتا ہے کہ آپ لوگ اس قانون الٰہی کا احترام کریں۔ اس کی مخالفت سے باز آ جائیں۔ ورنہ اللہ تعالےٰ کا اعلان سن لیجئے۔

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا ۝ (سورہ فاطر رکوع ۵ پ ۲۲)

ترجمہ:۔ پس تو اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اور تو اللہ کے قانون میں کوئی تغیر نہیں پائے گا۔

حاصل

یہ ہے کہ جس طرح پہلی نافرمان قوموں کو اللہ تعالےٰ نے تباہ و برباد کیا تھا۔ اب بھی اسی قسم کے مجرموں کو وہی سزا مل سکتی ہیں۔ اور یہ بھی ذلیل کر کے صفحہ ہستی سے مٹائے جا سکتے ہیں۔

گزشتہ ہلاک شدہ قوموں کی ہلاکت کے نقشے

پہلا نقشہ نوح علیہ السلام کی قوم

نوح علیہ السلام نے انہیں حق کی دعوت دی

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاۗءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورہ نوح رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ۔ بے شک ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا۔ کہ اپنی قوم کو ڈرا۔ اس سے پہلے کہ ان پر دردناک عذاب آ پڑے۔ اس نے کہا اے میری قوم بے شک میں تمہارے لئے کھلم کھلا ڈرانیوالا ہوں۔ کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو وہ تمہارے لئے تمہارے گناہ بخش دیگا۔ اور تمہیں ایک وقت مقرر تک مہلت دیگا۔ بے شک اللہ کا وقت ٹھہرایا ہوا ہے۔ جب آ جائے گا تو اس میں تاخیر نہ ہوگی کاش تم جانتے۔

قوم کا حق کے تسلیم کرنے سے انکار

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۝ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاۗءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ (سورہ نوح رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ:۔ (نوحؑ نے) کہا۔ اے میرے رب۔ میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا۔ پھر وہ میرے بلانے سے اور بھی زیادہ بھاگتے رہے۔ اور بیشک جب کبھی میں نے انہیں بلایا تاکہ تو انہیں معاف کر دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں رکھ لیں اور انہوں نے اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور ضد کی اور بہت بڑا تکبر کیا

نوح علیہ السلام کی توہین

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَ ۝ (سورہ القمر رکوع ۱ پ ۲۷) ترجمہ:۔ ان سے پہلے قوم نوحؑ نے بھی جھٹلایا تھا۔ پس انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا اور کہا پاگل ہے اور اسے جھڑک دیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت نوح علیہ السلام جو اللہ کی طرف سے مبعوث تھے۔ ان کی اس قوم نے توہین کی۔ اور انہیں پاگل کہہ کر ذلیل کیا۔ پھر غضب الٰہی جوش میں آیا

قوم نوحؑ کا عذاب الٰہی سے ہلاک ہونا

وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝ وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ (سورۃ الانبیاء رکوع ۶ پ ۱۷)

ترجمہ:۔ اور نوحؑ کو جب اس نے اس سے پہلے پکارا۔ پھر ہم نے اس کی دعا قبول کر لی۔ پھر ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو بڑی گھبراہٹ سے بچا لیا اور ہم نے اس کی مدد کی۔ ان لوگوں پر جو ہماری آیتیں جھٹلاتے تھے بے شک وہ برے لوگ تھے۔ پھر ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ چونکہ نوح علیہ السلام کی قوم نے پیغمبر کو جھٹلایا تھا اور اسے ستایا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کے احکام کو ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے انہیں غرق کر دیا۔

ہود علیہ السلام کی قوم عاد کو حق کی

طرف دعوت

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ (سورہ ہود رکوع ۵ پ ۱۲) ترجمہ:۔ اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ کہا اے قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی

حاکم نہیں۔ تم سب جھوٹ کہتے ہو۔ اے قوم میں اس پر تم سے مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری اسی پر ہے۔ جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ پھر کیا تم نہیں سمجھتے اور اے قوم اپنے رب سے معافی مانگو۔ پھر رب کی طرف رجوع کرو۔ جو تم پر خوب بارشیں برسائے گا۔ اور تمہاری قوت کو اور بڑھائے گا اور نافرمان ہو کر نہ پھر جاؤ۔

قوم کا اس دعوت کے قبول کرنے سے انکار

قَالُوْا یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِکِیْٓ اٰلِھَتِنَا عَنْ قَوْلِکَ وَمَا نَحْنُ لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ ۝ (سورہ ہود رکوع ۵ پ ۱۲) ۔ ترجمہ: کیا اے ہودؑ تو ہمارے پاس کوئی معجزہ بھی نہیں لایا۔ اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تجھے ماننے والے ہیں۔

حضرت ہود علیہ السّلام کی توہین

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖٓ اِنَّا لَنَرٰىکَ فِیْ سَفَاھَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝ قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاھَةٌ وَّلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۹ پ ۸)

ترجمہ:۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تمہیں بے وقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں۔

قوم عاد کی عذاب الٰہی سے ہلاکت

وَاَمَّا عَادٌ فَاُھْلِکُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَةٍ ۝ سَخَّرَھَا عَلَیْھِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْھَا صَرْعٰی ۝ کَاَنَّھُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ ۝ فَھَلْ تَرٰی لَھُمْ مِّنْ بَاقِیَةٍ ۝ (سورہ الحاقۃ رکوع ۱ پ ۲۹)

ترجمہ:۔ اور لیکن قوم عاد سو وہ ایک سخت آندھی سے ہلاک کئے گئے۔ وہ ان پر سات راتیں اور آٹھ دن تک لگاتار چلتی رہی۔ (اگر تو موجود ہوتا تو) اس قوم کو اس طرح گرا ہوا دیکھتا۔ کہ گویا گری ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔ سو کیا تمہیں ان میں کا کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

ان آیات پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں۔ (یعنی وہ ہوا اس قدر تیز و تند تھی۔ جس پر کسی مخلوق کا قابو نہ چلتا تھا۔ حتیٰ کہ فرشتے جو ہوا کے انتظام پر مسلط ہیں۔ ان کے ہاتھوں سے نکلی جاتی تھی جو لوگ لنگوٹ کس کر اکھاڑے میں یہ کہتے ہوئے اترے تھے۔ مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً (ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے) وہ ہماری ہوا کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اور ایسے گرانڈیل پہلوان ہوا کے تھپیڑوں سے اس طرح پچھاڑ کھا کر گرے۔ گویا کھجور کے کھوکھلے اور بے جان تنے ہیں۔ جن کا سر اوپر سے کٹ گیا ہو۔

حضرت صالح علیہ السّلام کی قوم ثمود کو حق کی دعوت

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ قَدْ جَآءَتْکُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ ھٰذِہٖ نَاقَةُ اللّٰہِ لَکُمْ اٰیَةً فَذَرُوْھَا تَاْکُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰہِ وَلَا تَمَسُّوْھَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ (سورہ اعراف رکوع ۱۰ پ ۸)

ترجمہ:۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے سو اسے چھوڑ دو۔ اللہ کی زمین میں کھائے اور اسے بری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔

دعوتِ حق کے قبول کرنے سے انکار

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْھُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّہٖ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِہٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِہٖ کٰفِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پ ۸)

ترجمہ:۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا جو ایمان لا چکے تھے کیا تمہیں یقین ہے کہ صالحؑ کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے

صالح علیہ السّلام کی توہین

کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوْٓا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُہٗٓ اِنَّآ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ۝ ءَاُلْقِیَ الذِّکْرُ عَلَیْہِ مِنْۢ بَیْنِنَا بَلْ ھُوَ کَذَّابٌ اَشِرٌ ۝ (سورہ القمر رکوع ۲ پ ۲۷) ۔ ترجمہ:۔ قوم ثمود نے بھی ڈرانے والوں کو جھٹلایا تھا۔ پس کہا کہ ہم اپنے میں سے ایک آدمی کے کہنے پر چلیں گے۔ تب تو ہم ضرور گمراہی اور دیوانگی میں جا پڑیں گے۔ کیا ہم میں سے اسی پر وحی بھیجی گئی۔ بلکہ وہ بڑا جھوٹا (اور) شیخی خورا ہے۔

صالح علیہ السّلام کی قوم پر دو قسم کا عذاب آیا

پہلا

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَکَانُوْا کَھَشِیْمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ (سورۃ القمر رکوع ۲ پارہ ۲۷۔ ترجمہ۔ بیشک ہم نے ان پر ایک زور کی چیخ کا عذاب بھیجا۔ پھر وہ ایسے ہو گئے کہ جیسا کانٹوں کی باڑ کا چورا۔

دوسرا

فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّھِمْ وَقَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ کُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ فَاَخَذَتْھُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸۔

ترجمہ:۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہا اے صالحؑ لے آ ہم پر جس سے تو ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے پس انہیں زلزلہ نے آ پکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

حاصل

یہ ہے کہ اس قوم پر اللہ تعالیٰ کی

طرف سے دو عذاب نازل ہوئے۔ اور وہ ہلاک ہو کر رہ گئے۔

باشندگان پاکستان میں سے شریعت اسلامی سے آزادی پسند طبقہ کو دعوتِ حق

برادرانِ اسلام۔ میرے پاکستان میں ایسا طبقہ بھی ہے جو نام کے لحاظ سے مسلمان کہلاتا ہے۔ مگر شریعت اسلامی کے احکام کی تعمیل سے آزاد رہنا چاہتا ہے احکام شرعیہ کو ملائیت کے حقارت آمیز نام سے تعبیر کرتا ہے۔ اور شریعت کی طرف دعوت دینے والے گروہ کو مُلّا کے حقیر نام سے پکارتا ہے۔ اس گروہ کا نظریہ یہ ہے کہ نہ کوئی ہمیں اللہ کے نام سے ڈرائے اور نہ شریعت محمدیہ کا نام سُنائے۔ جو ہمارا دل چاہے وہ کریں۔ اس گروہ کو تعلیم پسند ہے تو یورپ کی تمدن پسند ہے تو یورپ کا تہذیب پسند ہے تو یورپ کی۔ صورت پسند ہے تو یورپ کی۔ سیرت پسند ہے تو یورپ کی

پیغمبر نہیں آئے گا

ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپؐ کے بعد قیامت تک کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ البتہ خلق خدا کو تبلیغ حق کے لئے حضور انورؐ کی امت میں سے ایسے افراد ہر دور میں پیدا ہوتے رہیں گے جو اس دور کے انسانوں کو پیغام حق پہنچاتے رہیں گے۔ چنانچہ اسی نظریہ کی بنا پر ہر دور میں حق پرست علمائے کرام پیدا ہوتے رہے ہیں۔ جن کی مساعی جمیلہ کی برکت سے آج تک قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سطح دُنیا پر موجود ہیں۔

شریعت اسلامی سے آزادی پسند طبقہ میں ہر قسم کے آدمی موجود ہیں

ان میں سرمایہ دار بھی ہیں۔ زمیندار بھی ہیں۔ تاجر بھی ہیں۔ سرکاری عہدہ دار بھی ہیں۔

پاکستانی آزادی پسند بھائیوں کو حضرت صالح علیہ السلام کے الفاظ میں دعوت

دی جاتی ہے۔ والی ثمود اخاھم صلحاً قال یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہٗ ھو انشاکم من الارض واستعمرکم فیھا فاستغفروہ ثم توبوا الیہ ان ربی قریبٌ مجیبٌ ۝ (سورہ ہود رکوع ۶ پ ۱۲)

ترجمہ:۔ اور ثمود کی طرف اُن کے بھائی صالح کو بھیجا۔ کہ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اُسی نے تمہیں زمین میں بنایا۔ اور اس میں آباد کیا۔ پس اس سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ بے شک میرا رب نزدیک ہے۔ قبول کرنے والا ہے۔

میرے بھائیو مُلّا کی آواز کہہ کر مت ٹالو

جب اس قسم کی دعوت آزادی پسند طبقہ کے کان تک پہنچتی ہے۔ تو اُسے ملائیت اور مُلّا کی آواز کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ میرے بھائیو خدا سے ڈرو۔ اور مُلّا کی اس آواز کو حقیر اور معمولی مت سمجھو۔ ہم لوگ آپ کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔ آج مان جاؤ ورنہ قیامت کے دن تمہیں ماننا پڑے گا کہ ہم بدبخت تھے اور گمراہ تھے۔ اور پاکستان کا مُلّا سچا تھا۔

گزشتہ تنبیہ کا ثبوت

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ (سورۃ المومنون رکوع ۶ پ ۱۸)۔

ترجمہ۔ اور جن کا پلّہ (نیکیوں کا) ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے۔ جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔ اُن کے مُونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل والے ہوں گے۔ (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں اور پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

مُلّا کی آواز کہہ کر مت ٹالو

اے آزادی پسند مغربیت زدہ طبقہ اس آوازِ حق کو مُلّا کی آواز کہہ کر مت ٹالو۔ ورنہ تمہارا بھی وہی حال ہوگا۔ جو پہلی برباد شُدہ قوموں کا ہُوا تھا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۸ر جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ مطابق ۳ر جنوری ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

دربار رسالت کا فیصلہ کہ زندگی کے مختلف شعبوں میں اچھے آدمی کون ہیں

(کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَوْ اٰمَنَ اَھْلُ الْکِتٰبِ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ مِنْھُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَکْثَرُھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝) (سورہ آل عمران رکوع ۱۲ - پ ۴) ۔ ترجمہ:- تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا۔ کچھ ان میں سے ایماندار ہیں اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں

حاصل

یہ ہے کہ خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت تمام گذشتہ امتوں میں سے بہتر ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کے لحاظ سے ایسا بنائے کہ وہ واقعی خیر امۃ کی جماعت میں شامل ہونے کے قابل ہو جائے۔ اب میں زندگی کے مختلف شعبوں میں خیر امۃ میں شامل ہونے والوں کی صفات عرض کرتا ہوں۔ اور وہ صفات خود سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی ہیں۔ تاکہ ہر شخص اپنے شعبہ حیات میں خیر امۃ کہلانے کا مستحق ہو جائے

کون سا آدمی اچھا ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰی نَادِیْ جُلُوْسٍ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِکُمْ مِنْ شَرِّکُمْ قَالَ فَسَکَتُوْا فَقَالَ ذٰلِکَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ رَجُلٌ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخْبِرْنَا بِخَیْرِنَا مِنْ شَرِّنَا فَقَالَ خَیْرُکُمْ مَنْ یُّرْجٰی خَیْرُہٗ وَیُؤْمَنُ شَرُّہٗ وَشَرُّکُمْ مَنْ لَا یُرْجٰی خَیْرُہٗ وَلَا یُؤْمَنُ شَرُّہٗ

(رواہ ترمذی والبیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ:- ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند بیٹھے ہوئے آدمیوں پر آ کر کھڑے ہوئے۔ پھر فرمایا۔ کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں۔ تم میں سے اچھا آدمی اور برا آدمی کون ہے۔ ابوہریرہؓ نے کہا بس سب چپ رہے۔ پھر آپؐ نے یہی فقرہ تین مرتبہ فرمایا۔ پھر ایک شخص نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ ہمیں بتلایئے۔ ہم میں سے اچھا آدمی کون ہے اور برا کون ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ تم میں سے اچھا وہ آدمی ہے۔ جس سے بھلائی کی امید رکھی جائے اور اس سے برائی کا خطرہ نہ ہو اور تم میں سے برا آدمی وہ ہے۔ جس سے بھلائی کی امید نہ ہو اور اس کی برائی سے بے خوف نہ ہوا جائے ۔

عبرت

برادران اسلام اپنے منہ سے تو ہر کوئی اپنے آپ کو اچھا آدمی کہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا آدمی ہونے کا جو معیار فرمایا ہے۔ واقعہ میں اچھا آدمی فقط وہ ہے۔ جو اس معیار پر پورا اترے۔ ہر انسان اپنی تو کھوٹی چیز کو بھی کھری ہی کہتا ہے۔ حالانکہ وہ چیز کھری تب ہوتی ہے۔ جب دوسرے لوگ اس کے کھری ہونے کا فیصلہ کریں۔

بہترین دوست کون ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرُھُمْ لِصَاحِبِہٖ

(رواہ الترمذی ودارمی ۔ ترجمہ:- عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے ہاں دوستوں میں سے بہتر وہ (دوست) ہے۔ جو اپنے دوست کا خیر خواہ ہو۔

عبرت

دنیا میں کئی آدمی ایسے ہوتے ہیں جو دوست بن کر دوست کی جڑیں کاٹتے ہیں۔ مثلاً اپنے دوست کے راز اس کے دشمنوں کو بتلا دیتے ہیں۔ جس سے اس شخص کو کئی طرح کے نقصان پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے دوستوں کے شر سے پناہ دے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔ ہر شخص کو چاہیئے کہ جب تک آزمانہ لے۔ اس وقت تک دوستی کا دم بھرنے والے ہر شخص کو دوست نہ سمجھے۔

بہترین ہمسایہ کون ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الْجِیْرَانِ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرُھُمْ لِجَارِہٖ

(رواہ الترمذی والدارمی ۔ ترجمہ:- عبداللہؓ بن عمروؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین ہمسایہ اللہ کی بارگاہ میں لوگوں میں سے اپنے پڑوسی سے خیر خواہی کرنے والا ہے۔

عبرت

ایک دوسری حدیث شریف میں آیا ہے۔ وہ شخص بہشت میں نہیں جائے گا۔ جس کی تکلیفوں سے ہمسائے محفوظ نہ رہیں۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ ہمسایہ کو تکلیف پہنچانا اتنا سخت گناہ ہے۔ کہ یہ گناہ انسان کو بہشت سے محروم کر دیتا ہے۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ اگر ہمسایہ دکھ دینے پر اتر آئے تو اور

کوئی دشمن اتنا دُکھ نہیں دے سکتا۔ جتنا یہ دے سکتا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جتنا جرم شدید ہو۔ سزا بھی اتنی سخت دی جاتی ہے۔ اسی لئے ہمسایہ کے ستانے کی سزا شریعت میں دوزخ کا داخلہ قرار دی گئی ہے۔

کس قسم کے لوگ بہترین آدمی ہیں

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ یَزِیْدَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ قَالُوْا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خِيَارُكُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ (رواہ ابن ماجۃ) ترجمہ۔ اسماءؓ بنت یزید سے روایت ہے۔ اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں نہ بتلاؤں کہ تم میں بہترین لوگ کون ہیں۔ لوگوں نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہؐ! آپؐ نے فرمایا۔ تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں۔ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے۔

وضاحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد پر دل سے صد تصدیق لگانا ہر مسلمان کا ایمانی فرض ہے۔ اس ارشاد کی وضاحت کے لئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ انسان کی یہ فطرت ہے کہ ہر ایک چیز کو دیکھ کر اس سے کچھ نہ کچھ اثر لیتا ہے۔ مثلاً کسی انسان کو دیکھتے ہی فوراً اس کے دل میں خیال آئیگا کہ یہ خوبصورت ہے۔ یا بد صورت۔ کسی پھول کو دیکھے گا تو فوراً اس کے دل پر خیال گزرے گا کہ یہ سفید ہے یا سُرخ زرد ہے یا نیلگوں۔ البتہ جو مثالیں میں عرض کر چکا ہوں۔ ان چیزوں کی تمیز کے لئے بینائی ضروری ہے۔ اگر اندھا ہے تو اسے نہ خوبصورت اور بدصورت میں تمیز ہوگی۔ نہ پھولوں کے رنگوں میں تمیز ہوگی۔ اسی طرح اللہ والوں کے پاس بیٹھنے سے واقعی خدا یاد آتا ہے۔ بشرطیکہ بکثرت گناہ کرنے کے باعث خداداد نور زاد استعداد جو حق اور باطل نیک اور بد میں تمیز کرنے کی عطا ہوئی تھی۔ وہ فنا نہ ہو گئی ہو اور اس فطری استعداد کے ختم ہو جانے کے باعث انسان باطن کا اندھا نہ ہو گیا ہو تو اللہ والوں کے پاس عقیدت سے بیٹھنے کے باعث دل میں خیال آتا ہے کہ ہم بھی خدا کو یاد کیا کریں غرضیکہ اتنے وقت میں دُنیاوی دھندوں کے خیالات اوجھل ہو جاتے ہیں۔ اور طبیعت میں توجہ الی اللہ پیدا ہو جاتی ہے اور اگر انسان نے کسی با خدا کی صحبت میں رُوحانی تربیت پائی ہوئی ہو پھر تو اللہ والوں کی صحبت میں اپنی قابلیت کے لحاظ سے انسان فیض حاصل کرتا ہے۔ مثلاً لطائف ستہ میں سے ایک جاری شدہ ہے۔ تو وہ بیساختہ چلنے لگ جائے گا۔ اور اگر دو کی مشق کی ہوئی ہے تو دونوں چلنے لگ جائیں گے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر چھ کی مشق کی ہوئی ہے تو چھ پر ہی اثر پڑے گا۔ لطائف میں یہ لذت اور سرور اللہ والوں کی صحبت کی برکت سے اس وقت حاصل ہوگا۔ جب آدمی ان کی صحبت سے ہٹ کر دُور جائے گا تو وہ حالت قائم نہیں رہے گی۔ ایسا محسوس ہوگا۔ جیسے پاور انجن کے بند ہو جانے سے وہ مشین بھی بند ہو گئی جو اس پاور انجن کی طاقت سے چل رہی تھی۔ اس اخذ فیض کے کئی درجے ہیں۔ جن کو با کمال اہل دل جانتے ہیں۔

بہترین عالم کون ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِیِّ قَالَ ذُكِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْاٰخَرُ عَالِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِیْ عَلٰى اَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ وَاَهْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِیْ جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوْتَ لَيُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ (رواہ الترمذی)۔

ترجمہ۔ ابی امامہ الباہلیؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو دو شخصوں کا ذکر کیا گیا۔ ان میں ایک عابد اور دوسرا عالم تھا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم کی عابد پر ایسی فضیلت ہے۔ جس طرح مجھے تم میں سے ایک ادنیٰ درجہ کے مسلمان پر فضیلت ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمین والے۔ یہاں تک کہ چیونٹی اپنے بل میں اور یہاں تک کہ مچھلی لوگوں کو دین سکھانے والوں کے لئے دعائے رحمت کرتی ہیں۔

خیر سے کیا مُراد ہے

یہ چیز عقل سے بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ کے ذہن میں خیر کے لفظ سے مُراد قرآن مجید اور حضور انورؐ کے اپنے ارشادات جو قرآن مجید کی در اصل شرح ہیں۔ وہی مراد ہو سکتے ہیں۔ اس لئے آسمانوں اور زمین والوں کی دُعائیں انہیں حضرات عُلمائے کرام کے حق میں ہونگی۔ جو ان دو علوم کی اشاعت کریں۔ یہ الگ چیز ہے کہ باقی علوم متداولہ جو ہمارے مدارس عربیہ میں پڑھائے جاتے ہیں۔ وہ اس نقطۂ نگاہ سے کہ مقدمۃ العبادۃ عبادۃ میں شامل ہو کر نیکی میں شمار کئے جا سکتے ہیں۔

بہترین حاکم کون سا ہے

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُحِبُّوْنَهُمْ وَيُحِبُّوْنَكُمْ وَتُصَلُّوْنَ عَلَيْهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَيْكُمْ وَشِرَارُ اَئِمَّتِكُمُ الَّذِيْنَ تُبْغِضُوْنَهُمْ وَيُبْغِضُوْنَكُمْ وَتَلْعَنُوْنَهُمْ وَيَلْعَنُوْنَكُمْ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُنَابِذُهُمْ عِنْدَ ذٰلِكَ قَالَ لَا مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ لَا مَا اَقَامُوْا فِيْكُمُ الصَّلٰوةَ اَلَا مَنْ وُّلِّیَ عَلَيْهِ وَالٍ فَرَاٰهُ يَاْتِیْ شَيْئًا مِّنْ مَّعْصِيَةِ اللّٰهِ فَلْيَكْرَهْ مَا يَاْتِیْ مِنْ مَّعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا يَنْزِعَنَّ يَدًا مِّنْ طَاعَةٍ (رواہ مسلم)۔ ترجمہ۔ عوف بن مالک اشجعیؓ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے بہترین حاکم وہ ہیں۔ جن سے تم محبت رکھتے ہو۔ اور وہ تم سے محبت رکھتے ہیں۔ اور تم اُن کے لئے دعا کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دُعا کرتے ہیں۔ اور تمہارے بُرے حاکم وہ ہیں۔ جن سے تم بُغض رکھتے ہو۔ اور وہ تم سے بُغض رکھتے ہیں اور تم ان پر لعنت کرتے ہو اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔ راوی کہتا ہے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہؐ کیا ہم ان سے ایسے وقت میں قطع تعلق

نہ کرلیں۔ فرمایا۔ نہ۔ جبتک وہ تم میں نماز قائم رکھیں نہ جبتک وہ تم میں نماز قایم رکھیں۔ خبردار جس پر کوئی حاکم مقرر کیا جائے۔ پھر وہ شخص دیکھے کہ حاکم اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔ پھر اس گناہ کو وہ ناپسند کرے جو حاکم کرتا ہے اور اُس کی فرمانبرداری سے دست کش نہ ہو۔ (یعنی اس سے بغاوت نہ کرے۔

حاصل

یہ نکلا کہ بہترین حاکم وہ ہے۔ جس سے رعایا خوش ہو اور رعایا اسے دُعائیں دے اور وہ رعایا سے خوش ہو اور رعایا کو دُعائیں دے۔

بہترین دولھا کون سا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِلَیْکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَکُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ (رواہ الترمذی) — ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سے وہ شخص رشتہ طلب کرے۔ جس کے دین اور خلق کو پسند کرتے ہو تو اسے نکاح کر دو۔ اگر اس طرح کے نکاح نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد رونما ہوگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جب کوئی دیندار شریف آدمی تم سے رشتہ طلب کرے تو اس کی دینداری اور شرافت کو مدِّ نظر رکھ کر ہی رشتہ دے دو۔ دولت اور اعلےٰ حسب و نسب کو مت دیکھو۔ کیونکہ در اصل دینداری اور شرافت ہی حُسنِ سلوک کا باعث ہوتے ہیں۔ اس طریقہ سے تمہاری لڑکیاں خوش رہیں گی۔ اور اگر تم نے دولت کو دیکھا اور بڑے دولتمند کو لڑکی دی۔ وہ شخص دولت کے نشہ میں مغرور ہوگا اور اپنی بدمزاجی کے باعث تمہاری لڑکی خوش نہیں رکھ سکے گا۔ اور اس غلط روش سے آپس میں برادریوں کے جھگڑے اور فسادات رونما ہوں گے۔ دوسری یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر تم نے دیندار اور باخلاق آدمیوں کو دولت کی کمی کے باعث رشتے نہ دیئے۔ پھر جتنی لڑکیاں ہوں گی۔ اُتنے اعلےٰ درجہ کے دولتمندوں کے رشتہ نہیں مل سکیں گے۔ پھر ان جوان لڑکیوں کے غیر شادی شدہ ہونے کے باعث عام طور پر بد اخلاقی شروع ہو جائے گی چنانچہ آج کل لاہور میں زنا کی کثرت کا ایک سبب یہ بھی ہے۔ وماعلینا الا البلاغ۔

بہترین دُلہن کون سی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُنْکَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ (متفق علیہ)

ترجمہ:- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت سے چار چیزوں کے خیال سے نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مالدار ہونے کے لحاظ سے اور اس کی کوئی ذاتی! خاندانی خوبی کے لحاظ سے اور اس کے حسن کے لحاظ سے اور اس کے دین کے لحاظ سے تو دین والی کو ترجیح دے تو ہلاک ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ نکاح کرتے وقت عورت کے دیندار ہونے کو دُوسری تمام خوبیوں پر ترجیح دی جائے۔ اگر وہ لڑکی اعلےٰ درجہ کی دیندار ہے۔ اور بالفرض اُس کے سوا اُس کے باپ کے ہاں نہ دولت ہے۔ نہ خاندانی شہرت ہے اور بالفرض صورت کے لحاظ سے ذرا سادہ ہے۔ تو بھی دینداری کے لحاظ سے اُسی لڑکی کو ترجیح دی جائے۔ اُس کی دینداری کے باعث اس گھر پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی خاوند کی زندگی خوشگوار گزرے گی۔ اور اولاد کی تربیت دیندارانہ لحاظ سے ہوگی

بہترین خاوند کون ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَهْلِیْ وَاِذَا مَاتَ صَاحِبُکُمْ فَدَعُوْهُ (رواہ الترمذی والدارمی)

ترجمہ عائشہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنے بال بچوں کے لئے اچھا ہو اور میں تم میں سے اپنے اہل کے لئے اچھا ہوں۔ اور جب تمہارا ساتھی فوت ہو جائے تو اسے چھوڑ دو۔ (یعنی مرنے کے بعد اس کی بُرائیاں نہ بیان کیا کرو۔)

حاصل

واقعہ یہ ہے کہ انسان کے اصلی اخلاق کا پتہ کمزوروں کے ساتھ سلوک کرنے میں لگتا ہے۔ کہ یہ شخص با اخلاق ہے یا بد اخلاق۔ اپنے افسروں کے سامنے جی حضور۔ حاضر جناب۔ کہنا یہ کوئی خوش اخلاقی کا ثبوت نہیں ہے۔ قلندر کے ہاتھ میں لاٹھی ہوتی ہے۔ پھر دیکھئے۔ ریچھ اس کے حکم کی کس طرح تعمیل کرتا ہے۔ اسی طرح افسروں کے ہاتھ میں حکومت کا ڈنڈا ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے حضور میں آداب بجا لانا ایسا ہی ہے۔ جیسے قلندر کے سامنے ریچھ کا آداب بجا لانا۔ بیوی بچے بچارے کمزور ہوتے ہیں۔ اس لئے ان سے پیار اور محبت سے سلوک کرنا انسان کے اخلاق حمیدہ کا ثبوت یہاں ملتا ہے۔

بہترین بیوی کون سی ہے

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رضؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ یَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰهِ خَیْرًا لَّهٗ مِنْ زَوْجَةٍ صَالِحَةٍ اِنْ اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْهَا سَرَّتْهُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْهَا اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ۔ (رواہ ابن ماجۃ) — ترجمہ ابی امامہؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ بے شک آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کے تقوےٰ (کی نعمت) کے بعد مومن صالحہ بیوی سے بہتر اور کوئی چیز حاصل نہیں کرتا۔ اگر اسے حکم کرے تو اس کی فرمانبرداری کرتی ہے۔ اور اگر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کرتی ہے اور اگر اس کے متعلق قسم کھائے تو اسے (اس کام کی تعمیل کرکے) بری کرتی ہے۔ اور اگر اس عورت سے غائب ہو (مثلاً سفر پر چلا جائے) تو اپنے نفس اور اس کے مال میں خیر خواہی کرتی ہے۔ (یعنی نہ اپنا نفس کسی کے حوالے کرتی ہے اور نہ اس کا مال ضائع کرتی ہے)۔

بہترین بننے کا قاعدہ کلیہ

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جس شخص کو جس کام کے کرنے کی صلاحیت عطا فرمائی ہے۔ اس کام کے تمام شرائط کو پورا کرکے بہترین آدمی بن کر دکھائے تاکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ شخص خیر امۃ میں داخل ہو جائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

ہر مسلمان کا فرض ہے خواہ مرد ہو یا عورت

زندگی کے مذکورۃ الصدر شعبوں میں سے جس شعبہ کی ذمہ واری اس کے ذمہ عائد ہو۔ اس کو ایسے طریقہ سے نباہے کہ خَیْرَ اُمَّۃٍ کا لقب پا سکے۔ اور اس کی اس صلاحیت کے باعث اسلام کی عزت ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی عزت ہو۔ ورنہ ہر مسلمان کہلانے والے کی بے راہ روی سے اسلام کی توہین ہوگی۔ چونکہ یہ شخص مسلمان کہلاتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کے ہر فعل کا اثر اسلام پر پڑتا ہے۔

ان ذمہ واریوں کا اثر

نجات آخرت پر بھی پڑے گا کہ اگر ایک شخص ارکان خمسہ اسلام (کلمۂ توحید کا قائل۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ) کا پابند ہے۔ مگر مذکورۃ الصدر ذمہ واریوں میں کوتاہی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی کوتاہی کو معاف فرما دے تو قادر ہے۔ ورنہ اسلام کا قانون یہی فیصلہ کرتا ہے۔ کہ یہ شخص پہلے دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل کر آئے گا۔ مثلاً ایک عالم کتاب و سنۃ اپنی بعض مصلحتوں کی بنا پر دین کے احکام کی تبلیغ کرنے کی بجائے انہیں چھپاتا ہے۔ اس کے حق میں قرآن مجید میں مندرجہ ذیل وعید نازل ہوا ہے۔

ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینت والھدی من بعد ما بینہ للناس فی الکتب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللعنون ۝

(سورہ البقرہ رکوع ۱۹۔ پ ۲) ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو اس چیز کو چھپاتے ہیں جو ہم نے روشن دلیلوں اور ہدایت سے نازل کی ہے۔ بعد اس کے کہ ہم نے اسے کتاب (قرآن مجید) میں لوگوں کے لئے بیان کیا ہے۔ وہ لوگ ہیں۔ جن پر اللہ لعنت کرتا ہے۔ اور (سب) لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اسلام سے متعلق تمام ذمہ داریوں کے کما حقہٗ ادا کرنے کا شوق اور ان کے ادا کرنے کی توفیق حاصل ہونے کا

ایک بہترین ذریعہ

اللہ تعالےٰ نے اس کی فطرۃ ہی ایسی بنائی ہے کہ ہر چیز بذریعہ اُستاد ہی اسے آتی ہے۔ کوئی کام بھی خواہ دین کا ہو یا دُنیا کا اُستاد کی رہ نمائی کے سوا سیکھ نہیں سکتا۔ لہٰذا اس جذبہ کے پیدا کرنے کے لئے بھی کسی اُستاد کی ضرورت ہے کہ رضا الٰہی کے کاموں کو دُنیاوی ضرورتوں سے مُقدّم خیال کرے۔ اور اگر ایسے کاموں کے انجام دینے میں دنیا کے کاموں کو نظر انداز بھی کرنا پڑے تو بھی کرے۔ یہ جذبہ صادقہ اُن اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے سے پیدا ہو جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی رضا الٰہی حاصل کرنا بنا رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں

انہی حضرات کی صحبت

میں بیٹھنے کا حکم بھی اسی لئے دیا ہے۔ ارشاد الٰہی ملاحظہ ہو۔ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغدوۃ والعشی یریدون وجھہ ولا تعد عینک عنھم تریدزینۃ الحیوٰۃ الدنیا (سورہ الکہف رکوع ۴ پ ۱۵)

ترجمہ:۔ اپنے آپ کو (نشست و برخاست میں) ان لوگوں کے ساتھ پابند رکھ جو اپنے رب کو صبح اور شام پکارتے ہیں۔ اللہ کی رضا چاہتے ہیں۔ ان سے اپنی آنکھوں کو نہ ہٹا (کیا) تو دُنیا کی زندگی کی زینت چاہتا ہے۔

ایسے حضرات کی صحبت

اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ کسی نے ٹھیک کہا ہے ؎ میوہ ز میوہ رنگ گیرد

آخری دُعا

اللھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ واجعل اخر تنا خیرًا من الاولےٰ

آمین یا الہ العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۸ر جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۰ر جنوری ۱۹۵۸ء

الخطاب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب جامع مسجد نیو انوالہ لاہور

متقی کی فضیلت اور بارگاہ الٰہی سے اس تمغہ کے حاصل کرنے کی شرائط

برادران اسلام ۔ قرآن مجید میں ۴۳ مرتبہ متقین کا لفظ آیا ہے ۔ اور ایسے لوگوں کے فضائل کا بھی ذکر آیا ہے اور وہ فضائل ایسے ہیں کہ اور کسی قسم کے لوگوں کے حق میں ایسے فضائل کا ذکر نہیں آیا۔ جب آپ فضائل سنیں گے ۔ تو آپ کی طبیعت میں انشاء اللہ تعالےٰ اشتیاق پیدا ہوگا۔ کہ جب اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے یہ فضائل حاصل ہو سکتے ہیں ۔ تو ہم کیوں نہ کوشش کریں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ ہماری کوشش کو قبول فرمالے اور ہمیں بھی ان فضیلتوں کے حاصل کرنے والوں کی فہرست میں لکھ ہی لے ۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت (فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ) سورہ ہود رکوع ۹ پارہ ۱۲ (بھی ہے) ترجمہ ۔ بے شک تیرا رب جو چاہے اسے پورے طور پر کر سکتا ہے ۔

متقیوں کے فضائل

(۱) (وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ) (سورۃ البقرہ رکوع ۲۴ پارہ ۲) ترجمہ:۔ اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کیساتھ ہے)

(۲) فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (سورہ آل عمران رکوع ۸ پارہ ۳) ترجمہ ۔ پس بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے)

(۳) وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴) ترجمہ:۔ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان اور زمین ہے ۔ جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے ۔

(۴) اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ (سورۃ المائدہ رکوع ۳ پ ۶) ترجمہ اللہ پرہیزگاروں سے ہی قبول کرتا ہے ۔

(۵) وَاِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَۃً لَّھُمُ الْاَبْوَابُ ۝ مُتَّکِئِیْنَ فِیْھَا یَدْعُوْنَ فِیْھَا بِفَاکِھَۃٍ کَثِیْرَۃٍ وَّشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَھُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۝ ھٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِیَوْمِ الْحِسَابِ ۝ اِنَّ ھٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَہٗ مِنْ نَّفَادٍ ۝ (سورہ رکوع ۳ پ ۲۳) ترجمہ:۔ اور بیشک پرہیزگاروں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے ۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں ۔ ان کے لئے ان کے دروازے کھولے جائیں گے ۔ وہاں تکیہ لگا کر بیٹھیں گے ۔ وہاں بہت سے میوے اور شراب طلب کریں گے ۔ اور ان کے پاس نیچی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی ۔ یہی ہے ۔ جس کا تم سے حساب کے دن کے لئے وعدہ کیا جاتا ہے ۔ بے شک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔

مذکورۃ الصدر پانچ نمبروں کے نتیجے

(۱) اللہ تعالےٰ متقیوں کا ساتھ دیتا ہے ۔

اس کی شرح

جس شخص کا اللہ تعالےٰ ساتھ دینے والا ہو جائے ۔ کیا اسے کسی دوسرے کا خطرہ رہ سکتا ہے؟

(۲) اللہ تعالےٰ متقیوں کو دوست سمجھتا ہے ۔

شرح

اللہ تعالےٰ جس کا دوست بن جائے اُسے کسی دشمن کا کھٹکا رہ سکتا ہے؟

(۳) بخشش اور بہشت متقیوں کے لئے ہے ۔

شرح

اللہ تعالےٰ نے دنیا ہی میں اعلان فرما دیا ہے کہ میری بہشت میں صرف متقی ہی داخل ہوں گے ۔ یعنی بہشت ان کے لئے ریزرو ہو چکی ہے ۔ جس کے لئے دنیا ہی میں رہتے ہوئے بہشت ریزرو ہو جائے ۔ اسے موت کے بعد کا کوئی کھٹکا رہ سکتا ہے؟ اللھم اجعلنا منھم

(۴) اللہ تعالےٰ متقیوں کی بات قبول کرتا ہے ۔

شرح

اللہ تعالےٰ جس شخص کی معروضات کے قبول کرنے کا وعدہ کرلے اس کی دنیا کی زندگی بھی خوشگوار گزرے گی ۔ اور آخرت میں بھی خوشحال رہیں گے ۔ کیونکہ ایسے حضرات تو پھر اس قسم کی دعائیں مانگیں گے ۔ (رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ) ترجمہ ۔ اے رب ہمارے ہمیں دنیا میں بھی خوشگوار زندگی بسر کرا اور آخرت میں بھی عمدہ زندگی بسر کرانا ۔ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے ۔

(۵) متقیوں کے لئے اچھا ٹھکانا ہے

شرح

اچھے ٹھکانے سے مراد بہشت ہے ۔ چنانچہ ۵ کی آیتوں میں ان کے لئے بہشت کی نعمتوں کی تفصیل بھی آچکی ہے

متقی کا لفظی ترجمہ

پرہیزگار یا پرہیز کرنے والا بھی ہو سکتا ہے ۔ اب اس چیز کی تفصیل سے معلوم کرنے کی ضرورت ہے ۔ کہ مسلمان کن چیزوں سے پرہیز کرنے کے باعث پرہیزگار بن سکتا ہے ۔ اس سوال کا جواب قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات کی مراد یا تو اللہ تعالےٰ خود اپنی کلام پاک قرآن مجید میں بیان فرمادیں ۔ تو اس پر

یقین کیا جا سکتا ہے اور یا اللہ تعالےٰ کے کلام کے شارح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو سکتے ہیں۔ حضور انورؐ کی تفصیل و تشریح کو بھی ہم اللہ تعالےٰ ہی کی تفصیل و تشریح خیال کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں ایک سارٹیفکیٹ عطا فرمایا ہوا ہے۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ (سورہ النجم رکوع ۱ پ ۲۷)۔ ترجمہ:۔ اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے۔ یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

متقی کیلئے جن چیزوں سے بچنا ضروری ہے

ان کی تفصیل

۱۔ شرک سے بچنا ضروری ہے

الف۔ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ (سورہ الاعراف رکوع ۲۰ ۔ پ ۹)۔ ترجمہ:۔ سو اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

ب۔ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ (سورہ التوبہ۔ رکوع ۵ پ ۱۰) ترجمہ:۔ وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔

ج۔ وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۖ وَإِن جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ۚ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ (سورہ العنکبوت۔ رکوع ۱ پ ۲۰) ترجمہ:۔ اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر وہ تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اسے شریک بنائے۔ جسے تو جانتا بھی نہیں۔ تو ان کا کہنا نہ مان۔ تم سب نے لوٹ کر میرے ہاں ہی آنا ہے۔ تب میں تمہیں بتلا دونگا جو کچھ تم کرتے تھے۔

قرآن مجید سے شرک سے بچنے

کی بے شمار آیتیں مل سکتی ہیں۔ میں نے تین پر ہی اکتفا کیا ہے۔ ہر شخص ان آیات سے بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ کسی صورت سے بھی شرک کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ وہ ماں باپ جن کی نافرمانی کرنے والا دوزخ میں جائے گا۔ شرک کے معاملہ میں ان کی بھی کوئی بات نہیں مانی جائے گی۔ اور اس معاملہ میں وہ ہزار مرتبہ ناراض ہوں۔ اُن کی بھی کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی۔

شرک کا مطلب

یہ ہے کہ بندے کا جو تعلق فقط اللہ ہی سے ہونا چاہیئے تھا۔ وہی تعلق کسی دوسرے سے بھی رکھے۔

۲ کفر اور ۳ نفاق سے بھی بچنا ضروری ہے

وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝ (سورہ التوبہ۔ رکوع ۹ پ ۱۰) ترجمہ:۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

جن لوگوں کے لیے

دوزخ کا وعدہ۔ لعنت اور دائمی عذاب کا اعلان قرآن مجید میں آ چکا ہے۔ وہ متقی کیسے ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ متقی بننے کے لئے کفر اور نفاق سے بچنا ضروری ہے۔

کفر اور نفاق کیا چیز ہے

کفر کا مطلب اللہ تعالےٰ کا حکم ماننے سے انکار کرنا ہے اور نفاق یہ ہے۔ کہ ایک شخص بظاہر مسلمان کہلائے۔ اور دل میں اسلام پر اعتراض کرے مثلاً آجکل جس طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں چور کا ہاتھ کاٹنے کی جو سزا ہے۔ یہ وحشیانہ سزا ہے۔ یہ نہیں ہونی چاہیئے۔ یا مثلاً بعض آدمی کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں بیاج حرام کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ حرام نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ وغیرہ وغیرہ

ارکان اسلام کا ترک کرنا

اسلام کے چار ارکان (نماز۔ روزہ زکوٰۃ۔ حج) کا ترک کرنے والا متقی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا متقی کا تمغہ حاصل کرنے کے شائقین کا فرض ہے۔ کہ ان چار چیزوں کی عملاً پابندی کریں استطاعت کے ہوتے ہوئے ہرگز ترک نہ کریں۔

۸۔ زبان کا تقوےٰ

ا۔ کسی سے ٹھٹھا نہ کریں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ (سورۃ الحجرات۔ رکوع ۲ پ ۲۶) ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے۔ عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔

ب:۔ ایک دوسرے کو طعنے نہ دیں

وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ (سورہ الحجرات رکوع ۲۔ پارہ ۲۶)۔ ترجمہ:۔ اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو۔

ج۔ ایک دوسرے کے نام نہ دھرو

وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ۔ (سورہ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کے نام نہ دھرو۔

ک۔ ماں باپ کی بے ادبی نہ کرو۔

إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پ ۱۵)۔ ترجمہ۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف بھی نہ کہو۔ اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔

ھ:۔ کسی کے حال کی ٹوہ لگانی نہ کرو۔

وَلَا تَجَسَّسُوا (سورہ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶) ترجمہ:۔ اور ٹٹول بھی نہ کرو۔

و۔ کسی کی غیبت نہ کرو

وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا (سورہ الحجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶)۔ ترجمہ:۔ اور نہ کسی کی غیبت کیا کرے۔

۹۔ متقی بننے کے لئے گالی سے بچنا ضروری ہے

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے

ارشادات ہیں بعض چیزوں سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُہٗ کُفْرٌ (متفق علیہ) ترجمہ:۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ) ہے اور اس کا قتل کرنا کفر ہے۔

متقی بننے کے لئے چغل خوری سے بچنا ضروری ہے

عَنْ حُذَیْفَۃَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ (متفق علیہ) ترجمہ حذیفہؓ سے روایت ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ فرماتے تھے چغلخور بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔

۹۔ کان کا تقویٰ

وَاِذَا رَاَیْتَ الَّذِیْنَ یَخُوْضُوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ وَاِمَّا یُنْسِیَنَّکَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّکْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱۵ پ ۷) ترجمہ اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں۔ تو ان سے الگ ہو جا۔ یہاں تک کہ کسی اور بات میں بحث کرنے لگیں۔ اور اگر تجھے شیطان بھلا دے۔ تو یاد آ جانے کے بعد ظالموں کے پاس نہ بیٹھ

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جو لوگ کیل کانٹے نکال رہے ہوں۔ ایسے لوگوں کی صحبت سے اُٹھ کر چلا جا تاکہ اُن کی بیہودہ باتیں تیرے کان میں نہ پڑیں۔ یہی کانوں کا تقویٰ ہے۔

تائید

مذکورۃ الصدر آیت کی ہم معنی دوسری آیت ملاحظہ ہو۔ پہلی آیت کی تائید کے لئے یہ آیت پیش کی جا رہی ہے۔ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَیْکُمْ فِی الْکِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ یُکْفَرُ بِھَا وَیُسْتَھْزَاُ بِھَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَھُمْ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖٓ اِنَّکُمْ اِذًا مِّثْلُھُمْ اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ فِیْ جَھَنَّمَ جَمِیْعَا ۝ سورہ النساء۔ رکوع ۲۰ پ ۵) ترجمہ اور اللہ نے تم پر قرآن میں حکم اتارا ہے۔ کہ جب تم اللہ کی آیتوں پر انکار اور مذاق ہوتا سنو تو اُن کے ساتھ نہ بیٹھو۔ یہانتک کہ کسی دوسری بات میں مشغول ہوں۔ ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔ اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جس مجلس میں اللہ تعالےٰ کے دین پر مذاق اُڑایا جاتا ہو۔ جیسے کہ آج کل مغرب زدہ اسلام کے نُور سے بے نُور مسلمان نوجوان کرتے ہیں تو مسلمان کا فرض ہے کہ اس مجلس سے اُٹھ جائے۔ اور ان لوگوں کی باتیں نہ سنے۔ یہی کانوں کا تقوےٰ ہے۔ ہاں ان بے دینوں کا منہ توڑ جواب دینے کی توفیق ہو۔ تو پھر ان کا منہ توڑے۔ اور ڈٹ کر مقابلہ کرے۔ یہ زبان کا جہاد ہے۔ جو اسلام کی عزت کی حفاظت کے لئے معترضین کے ساتھ کیا جائے گا۔

۱۰۔ آنکھ کا تقویٰ

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَیَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ۔ الآیہ سورہ النور۔ رکوع ۴ پ ۱۸) ترجمہ ایمان والوں سے کہہ دو۔ کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں۔ اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں۔ یہ اُن کے لئے بہت پاکیزہ ہے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔ اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔

حاصل

یہ نکلا کہ مرد اجنبی عورتوں کو اور عورتیں اجنبی مردوں کو جھانک جھانک کر نہ دیکھیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے برائی تک نوبت پہنچ جائے۔ اس آیت میں اللہ کے تقوےٰ کی تعلیم ہے۔

۱۱۔ ہاتھ کا تقویٰ

وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِھِمَا وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّکَ قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ۝ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَکَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْکَ لِاَقْتُلَکَ اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ (سورۃ المائدہ۔ رکوع ۴ پ ۶) ترجمہ تو اہل کتاب کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سناوے۔ جب ان دونوں نے قربانی کی۔ ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہو گئی۔ اور دوسرے کی نہ ہوئی۔ اس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا۔ اس نے جواب دیا۔ اللہ پرہیزگاروں سے ہی قبول کرتا ہے۔ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اُٹھائے گا۔ تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اُٹھاؤں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ جس کی قربانی قبول ہوئی ہے۔ وہ اپنے بھائی سے کہہ رہا ہے۔ کہ میں خدا تعالےٰ سے ڈرنے کے باعث تمہیں قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ یہی ہاتھ کا تقوےٰ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سوا حرکت میں نہ آئے۔

قاعدہ

یہ نکلا کہ کسی موقعہ پر بھی ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے سوا نہیں اٹھانا چاہیئے۔ جس طرح عام طور پر مسلمان ہاتھ ہی سے گناہ کرتے ہیں۔ مگر اس گناہ کو محسوس نہیں کرتے۔ مثلاً سینما پہنچنے کے بعد جیب سے ٹکٹ کے لئے پیسے ہاتھ ہی سے نکالے جاتے ہیں۔ جو خلاف تقوےٰ ہے۔ شراب کے خریدنے کے لئے جیب سے پیسے ہاتھ ہی سے نکالے جاتے ہیں۔ یہ بھی ہاتھ کے تقوےٰ کے خلاف ہے۔ چور چوری کے لئے نقب ہاتھ ہی سے لگاتا ہے جو خلاف تقویٰ ہے

۱۲۔ پاؤں کا تقویٰ

وَلَا يُنْفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَّلَا كَبِيرَةً وَّلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (سورۃ التوبۃ رکوع ۱۵ پ ۱۱) ۔ ترجمہ ۔ اور جو وہ (مجاہد) تھوڑا یا بہت خرچ کرتے ہیں ۔ یا کوئی میدان طے کرتے ہیں ۔ تو یہ سب کچھ ان کے لئے لکھ لیا جاتا ہے ۔ تاکہ اللہ انہیں ان کے اعمال کا بہت اچھا بدلہ دے ۔

حاصل

اس آیت میں مجاہدین کے میدانوں کے طے کرنے کا ذکر ہے ۔ جن کے طے کرنے کے باعث انہیں اجر ملے گا ۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر طے کرنا یہ پاؤں کا تقویٰ ہے ۔

۱۳۔ لباس میں تقویٰ

یہ ہے کہ وہ لباس پہنے ۔ جس کے پہننے کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو ۔ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَبِسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَبَاءً دِيْبَاجٍ اُهْدِيَ لَهٗ ثُمَّ اَوْشَكَ اَنْ نَزَعَهٗ فَاَرْسَلَ بِهٖ اِلٰى عُمَرَ فَقِيْلَ لَهٗ اَوْشَكَ مَا نَزَعْتَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ نَهَانِيْ عَنْهُ جِبْرِيْلُ فَجَاءَ عُمَرُ يَبْكِيْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَرِهْتَ اَمْرًا وَّاَعْطَيْتَنِيْهِ فَمَا لِيْ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اُعْطِكَهٗ لِتَلْبَسَهٗ اِنَّمَا اَعْطَيْتُكَهٗ لِتَبِيْعَهٗ فَبَاعَهٗ بِاَلْفَيْ دِرْهَمٍ (رواہ مسلم)

ترجمہ ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ریشمی جبہ پہنا جو آپؐ کو بطور ہدیہ دیا گیا تھا ۔ پھر آپؐ نے اسے جلدی اُتار دیا ۔ پھر آپؐ نے اسے عمرؓ کو بھیج دیا ۔ پھر آپؐ سے عرض کی گئی یا رسول اللہؐ آپ نے اسے جلدی ہی اُتار دیا ۔ آپؐ نے فرمایا مجھے اس کے پہننے سے جبرئیلؑ نے منع کیا ۔ پھر عمرؓ روتے ہوئے آئے ۔ پھر عرض کی یا رسول اللہؐ آپؐ نے ایک چیز کو ناپسند فرمایا ۔ اور وہ چیز آپؐ نے مجھے دے دی ۔ پس وہ میرے لئے کیسی ہے ۔ تب آپؐ نے فرمایا ۔ میں نے تمہیں اس لئے وہ نہیں دی کہ تو اسے پہنے ۔ سوائے اس کے نہیں ۔ میں نے تمہیں اس لئے دی ہے کہ تو اسے بیچ لے ۔ پھر عمرؓ نے اسے دو ہزار درہم سے بیچ دیا ۔

حاصل

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام میں مردوں کے لئے ریشمی لباس پہننا حرام ہے ۔ لہٰذا لباس میں تقویٰ یہی ہے کہ جو کپڑا شرعاً پہننا حرام ہے ۔ اسے استعمال نہ کیا جائے

تہبند یا پاجامہ ٹخنے سے اوپر رکھا جائے

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ مَرَرْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ اِزَارِيْ اسْتِرْخَاءٌ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اِرْفَعْ اِزَارَكَ فَرَفَعْتُهٗ ثُمَّ قَالَ زِدْ فَزِدْتُّ فَمَا زِلْتُ اَتَحَرَّاهَا بَعْدُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اِلٰى اَيْنَ قَالَ اِلٰى اَنْصَافِ السَّاقَيْنِ (رواہ مسلم)

ترجمہ ابن عمرؓ سے روایت ہے ۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا ۔ اور میرا تہبند ڈھیلا تھا ۔ تب آپؐ نے فرمایا اے عبداللہ ۔ اپنا تہبند اونچا کر ۔ پھر میں نے اسے اونچا کر لیا ۔ پھر فرمایا اور کر ۔ پھر میں نے اور کیا ۔ اس کے بعد میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں ۔ (کہ تہبند نیچے نہ ہو جائے) پھر بعض لوگوں نے آپ سے کہا ۔ کہاں تک ۔ آپ نے فرمایا ۔ دونوں پنڈلیوں کے نصف تک ۔ یعنی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید کے باعث آدھی پنڈلیوں تک تہبند رکھتا ہوں ۔

حاصل

یہ نکلا کہ تقوے کے لوازمات میں سے یہ بھی ہے کہ تہبند یا پاجامہ ٹخنے سے اوپر ہونا چاہیئے ۔

تکبّر اور فخر کے طور پر ٹخنے سے نیچے کپڑا پہننے والے کی سزا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى مَنْ جَرَّ اِزَارَهٗ بَطَرًا (متفق علیہ) ۔ ترجمہ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ قیامت کے دن اللہ اس شخص کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا ۔ جس نے اپنے تہبند کو تکبّر کے طور پر گھسیٹا ۔ یعنی ٹخنوں سے نیچے زمین تک پہنچ رہا تھا ۔ جس طرح آج کل دیہاتوں میں رہنے والے زمیندار عموماً تہبند اتنا نیچا رکھتے ہیں کہ زمین پر گھسٹتا آتا ہے ۔

۱۴۔ کھانے پینے میں تقویٰ

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورہ البقرہ رکوع ۲۳ پ ۲)

ترجمہ ۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ ۔ اور انہیں حاکموں تک نہ پہنچاؤ ۔ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ حصّہ گناہ سے کھا جاؤ ۔ حالانکہ تم جانتے ہو ۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں اب تطہیر اموال کا ارشاد ہے کہ مال حلال تو صرف روزہ میں اس کا کھانا منع ہے ۔ اور مال حرام سے روزہ مدت العمر کے لئے ہے ۔ اس کے لئے کوئی حد نہیں ۔ جیسے چوری یا خیانت یا دغابازی یا رشوت یا زبردستی یا قمار یا بیوع ناجائزہ یا سود وغیرہ ان ذریعوں سے مال کمانا بالکل حرام اور ناجائز ہے ۔ نہ پہنچاؤ حاکموں تک ۔ یعنی کسی کے مال کی خبر نہ دو ظالم حاکموں کو یا اپنا مال بطریق رشوت حاکم تک نہ پہنچاؤ ۔ کہ حاکم کو موافق بنا کر کسی کا مال کھا لو ۔ یا جھوٹی گواہی دے کر یا جھوٹی قسم کھا کر یا جھوٹا دعوےٰ کر کے کسی کا مال نہ کھاؤ ۔ اور تم کو اپنے ناحق پر ہونے کا علم بھی ہو ۔

حاصل

کھانے پینے میں تقوے یہ ہوگا ۔ کہ حرام کے ذریعہ سے مال کمانے کی جتنی صورتیں بیان کی گئی ہیں سب سے بچے

حرام کا مال کھانے کا نتیجہ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ (رواہ احمد والدارمی)

ترجمہ ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے ۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ وہ گوشت بہشت میں نہیں جائیگا ۔ جس نے حرام کے مال سے تربیت پائی ہے ۔ اور جس گوشت نے بھی حرام کے مال سے تربیت پائی ہے ۔ اسے آگ اپنے اندر سمیٹنے کی زیادہ مستحق ہے ۔

۱۴ شرائط

برادران اسلام تقویٰ کا تمنہ حاصل کرنے کیلئے ۱۴ شرائط عرض کر چکا ہوں ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۷ر جنوری ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور

خدا تعالیٰ کے پیغمبر کی تابعداری انسان کی فطرت کا تقاضا ہے

برادران اسلام۔ آپ کو معلوم ہے کہ بچہ جب بولنا سیکھتا ہے۔ تو اکثر ماں باپ سے سوال کرتا رہتا ہے۔ گھر میں ہو تو سوالات کرتا ہے اور اگر اسے سیر کرانے کے لئے لے جایا جائے تو جو نئی چیز دیکھے گا اس کے متعلق دو سوال کرتا ہے۔ پہلا ابا جی یہ کیا چیز ہے؟ دوسرا یہ کس کام کی ہے؟ یعنی اس سے کیا کام لیا جاتا ہے؟ اس کے بعد جب بڑا ہو جائے تو پھر اوّل تو خود سوچتا ہے۔ یا ہادی اسے توجہ دلاتا ہے۔ کہ تو اپنے متعلق اسی طرح سوچ۔ جس طرح تو دوسری چیزوں کے متعلق سوچتا رہتا ہے۔

پہلی بات تو کیا ہے۔ دوسری بات کس کام کیلئے بنائے گئے ہو

پہلی بات کے متعلق جب سوچتا ہے کہ میں کیا ہوں تو اس کے خیال میں یہ بات آتی ہے کہ میں زمین سے نہیں اُگا۔ بلکہ مجھے ماں نے جنا ہے۔ کب جنا تھا۔ جب میری ماں کی شادی میرے باپ سے ہوئی تھی۔ شادی کے بعد میرے ماں باپ کی ہمبستری کے تو میرے باپ نے منی کا ایک قطرہ جو میری ماں کے رحم میں ڈالا تھا۔ اگر منی کا قطرہ ڈالنے ہی سے انسان خود بخود پیدا ہو جاتا تو کوئی ماں باپ بھی بے اولاد نہ ہوتے۔ حالانکہ لاکھوں میاں بیوی دنیا میں بے اولاد نظر آتے ہیں۔ اس غور و خوض کے بعد انسان اس نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ ماں کے رحم میں انسان بنانے والا کوئی اور ہے۔

نمبر دوم

یہ سوچے گا۔ کہ اگر اولاد کا پیدا ہونا ماں باپ کے اختیار میں ہوتا۔ تو ہر ایک کے ہاں بیٹا پیدا ہوتا۔ کیونکہ عام طور پر فطرت انسانی بیٹے کو زیادہ پسند کرتی ہے۔ اس لئے کہ وہ عمر بھر ماں باپ کے پاس ہی رہتا ہے حتیٰ کہ ماں باپ کا کفن دفن وہی کرتا ہے۔ اور لڑکی ہو تو شادی ہو کر دوسروں کے ہاں چلی جاتی ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ انسان کی اس خواہش کے باوجود بکثرت ایسے ماں باپ پائے جاتے ہیں کہ ان کے ہاں یکے بعد دیگرے لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ لڑکا ایک بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اس غور و خوض سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ مجھے لڑکا بنا کر پیدا کرنے والے ماں باپ نہیں ہیں۔ کوئی اور ہی ذات ہے۔

نمبر سوم

فطرۃ سلیمہ سے سوچنے والا یہ سوچے گا کہ جس طرح بعض ماں باپ کے ہاں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ لڑکا ایک بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح بعض گھروں میں لڑکے ہی لڑکے پیدا ہوتے ہیں۔ لڑکی ایک بھی پیدا نہیں ہوتی۔ حالانکہ مائیں ترستی ہیں کہ خدا کرے کہ کوئی بیٹی پیدا ہو جائے۔ جس کو سونے چاندی کے زیورات پہنائیں۔ اور عمدہ اور قیمتی رنگا رنگ کے لباس پہنا کر گڑیا کی طرح سجائیں۔ مگر ساری عمر ان کی یہ ہوس پوری نہیں ہوتی۔ اس سے بھی وہ سوچنے والا اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ انسان کو پیدا کرنے والا کوئی اور ہے۔ اگرچہ ماں باپ انسان کے پیدا ہونے کا آلہ ضرور ہیں۔

نمبر چہارم

اپنی پیدائش کے متعلق غور کرنے والا انسان یہ سوچے گا کہ اگر بچے کا پیدا کرنا ماں باپ ہی کے اختیار میں ہوتا تو ہر بچہ ماں کے پیٹ سے خوبصورت ہی پیدا ہوتا۔ حالانکہ ایک ہی ماں کے جنے ہوئے بعض بچے خوبصورت ہوتے ہیں۔ اور بعض بدصورت ہوتے ہیں۔ اس سے بھی وہ سوچنے والا انسان اس نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ انسان کو بنانے والی ماں نہیں ہے۔ کوئی اور ہی ہے۔

نمبر پنجم

وہ سوچنے والا انسان جب یہ دیکھتا ہے کہ بعض بچے ماں کے پیٹ سے اندھے پیدا ہوتے ہیں۔ حالانکہ اگر بچے کی پیدائش ماں کے اختیار میں ہوتی تو سب بچے آنکھوں والے ہی ہوتے اندھا کوئی بھی نہ ہوتا۔ اس لئے معلوم ہوا کہ ماں کے پیٹ میں بنانے والا کوئی اور ہی ہے۔

نمبر ششم

وہ سوچنے والا انسان جب یہ دیکھتا ہے کہ بعض بچے ماں کے پیٹ سے گونگے پیدا ہوتے ہیں تو وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اگر زبان میں بولنے کی طاقت ڈالنا ماں کے اختیار میں ہوتا۔ تو کوئی بچہ گونگا پیدا نہ ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ زبان میں گویائی کی طاقت ڈالنے والا کوئی اور ہی ہے۔

نمبر ہفتم

وہ سوچنے والا انسان جب یہ دیکھتا ہے کہ بعض بچے ماں کے پیٹ سے ایسے پیدا ہوتے ہیں۔ کہ جن کی پیدائشی طور

پر دونوں باہیں نہیں ہوتیں۔ اس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ بچے کو باہیں دینا ماں کا کام نہیں ہے کسی اور ہی کا ہے۔ ورنہ کوئی بھی بچہ باہوں کے سوا پیدا نہ ہوتا۔

نمبر ہشتم

وہ سوچنے والا انسان جب یہ دیکھتا ہے کہ بعض بچوں کا سر اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ اس میں سوچ و بچار کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی۔ اس سر کی کمزوری کے باعث نیم پاگل سے ہوتے ہیں۔ اس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ دماغ میں عقل کی صلاحیت کا ڈالنا کسی اور کا کام ہے۔ ماں کا نہیں ہے۔

آٹھ دلائل کا نتیجہ

یہ نکلا کہ باپ نے تو انسان کی ماں کے رحم میں فقط منی کا قطرہ ہی ڈالا تھا۔ اس کے بعد اگرچہ انسان بننے کا آلہ تو ماں ہی ہے۔ مگر حقیقت میں بنانے والا اور ہے۔ جس طرح ہانڈی میں لذیذ سالن پکتا ہے۔ مگر پکانے والا کوئی اور ہوتا ہے جو ایک اندازہ کا نمک مرچ ڈالتا ہے ایک اندازہ کا گھی ڈالتا ہے۔ ایک اندازہ کی آگ جلاتا ہے۔ ایک خاص اندازہ کے وقت تک اسے پکاتا ہے۔

جو اور ہے

وہ دراصل ایک ہی ہے۔ البتہ مختلف زبانوں میں اسے مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ مثلاً عربی زبان میں اسے اللہ (جل شانہٗ) کہا جاتا ہے۔ فارسی زبان میں اسے خدا کہا جاتا ہے۔ ہندی زبان میں اسے پرمیشر کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں اسے گاڈ کہا جاتا ہے۔

انسان کے بنانے میں اللہ تعالےٰ کی قدرت

کا کمال ملاحظہ ہو۔ (وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝)

سورۃ المومنون رکوع ۱ پ ۱۸۔ ترجمہ: البتہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اُسے حفاظت کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔ پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا۔ پھر اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا۔ سو اللہ بڑی برکت والا سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے انسان کو یہ سمجھایا ہے۔ کہ میں نے تیرا خمیر مٹی سے اٹھایا ہے۔ (بلحاظ مفسرین کی ایک توجیہ کے) کہ مختلف سبزیوں۔ ترکاریوں۔ اناج اور میوہ جات کو مٹی سے پیدا کر کے تمہارے ماں باپ کے پیٹ میں بصورتِ غذا پہنچایا اور غذا سے اپنی خاص تدبیر سے نطفہ بنایا۔ نطفہ سے لوتھڑا بنایا۔ لوتھڑے سے گوشت بنایا۔ پھر اس میں سے کچھ حصہ کی ہڈیاں بنائیں۔ پھر ایک خاص ترکیب سے ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر انسان کی شکل بنا کر اُس میں روح ڈال کر ماں کے پیٹ سے باہر نکالا۔

مذکورۃ الصدر ساری تفصیل

اپنے متعلق سوچنے والے انسان کے پہلے سوال (تو کیا ہے) کا جواب ہے۔ اس تفصیل کے معلوم ہونے کے بعد فطرتاً انسان کی طبیعت میں ایک دوسرا سوال پیدا ہوگا۔

میں کس کام کیلئے بنایا گیا ہوں

یہ ایک فطرتی سوال ہے۔ جب عقلمند انسان سارے جہان میں نظر دوڑا کر دیکھے گا۔ کہ دُنیا کی ہر چیز کسی نہ کسی کام کے لئے بنائی گئی ہے۔ مثلاً گدھا باربرداری کے لئے۔ گھوڑا چٹیل میدانوں میں برق رفتاری سے میلوں کی مسافت کو چشم زدن میں منٹوں میں طے کرنے کے لئے ریگستانی مسافت کے طے کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اونٹ بنا دیا ہے۔ سورج دن میں مخلوق خدا کو روشنی پہنچانے کے لئے۔ رات کو چاند روشنی کے لئے۔ اگر وہ غروب ہو جائے۔ تو ستارے روشنی کے چراغ بنا دیئے ہیں۔ پھر سوچنے والا انسان سوچے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی قدرتِ کاملہ نے جب سب پیدا شدہ چیزوں کو میری خدمت کے لئے پیدا کیا ہے۔ تو بالآخر میں بھی تو کسی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ انسان کے اس سوال کا جواب فقط اللہ تعالےٰ ہی دے سکتا ہے۔ جس کی قدرت کاملہ نے اتنی منزلیں طے کر کے انسان کو بنایا ہے۔ کیونکہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کوئی کاریگر کسی مشین کو بناتا ہے تو اسی سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ آپ یہ مشین کس کام کے لئے بنا رہے ہیں۔ اُسی قاعدہ کے ماتحت انسان پر لازم ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے دریافت کرے۔ کہ اے اللہ۔ تو فرما۔ کہ مجھے کس کام کے لئے دنیا میں پیدا کیا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالےٰ ہماری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے۔ اور وُہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ بایں ہمہ ہم نے جو بات اس سے دریافت کرنی ہوگی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ذریعہ سے دریافت کریں گے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ رحمۃ للعلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس درجہ پر پہنچنے کے بعد

انسان اپنی فطرت سلیمہ کے تقاضا

کے لحاظ سے مجبور ہوگا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس کے سوا (کہ مجھے کس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔) کے جواب میں جو ارشاد ہو اسی کو اپنی زندگی کا نصب العین بنائے۔ اور اسی کو اپنی زندگی کا دستور العمل ٹھیرائے۔ حضور انورؐ کی طرف سے اس سوال کا جواب یہ ہے۔ (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝) سورۃ الذاریات رکوع ۳۔ پ ۲۶) ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسانوں کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

حاصل

اب وہ مسلمان جس کے خیالات کی تفصیل گزشتہ سطور میں عرض کر چکا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حاصل شدہ جواب کو اپنے طبعی اور فطرتی شوق سے اپنی زندگی کا نصب العین بنائے گا۔

الحمدللہ

اس خطبہ کا مجوزہ عنوان بھی یہی تھا۔ جس کا ثبوت دے چکا ہوں۔

عنوان عبدیت کی تفصیل کا مطالبہ

فطرت سلیمہ والا انسان جب اپنی زندگی کا نصب العین عبدیت (بندگی) بنالے گا۔ پھر وہ پیغمبر خداؐ سے سوال کرے گا۔ کہ مجھے عبدیت کا نظام الاوقات (پروگرام) تجویز فرما دیجئے۔ پھر پیغمبر خدا اسے اللہ تعالےٰ کی مقدس کتاب قرآن مجید ہی سے اس کو جواب عطا فرمائیں گے۔ کہ عبدیت اصولاً تین قسموں میں محدود ہے۔ اعتقادی بدنی اور مالی

اعتقادی

کلمہ توحید کا تہ دل سے اقرار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اس کلمۂ توحید کا اجمالی اقرار دو قسم کی تفاصیل پر مبنی ہے۔ پہلی اللہ تعالیٰ کو ذات اور صفات کے لحاظ سے وحدہٗ لا شریک لہٗ ماننا۔ (جن صفات کی تفصیل قرآن مجید میں مفصلاً مذکور ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا)

بدنی

بدنی عبادات میں نماز۔ روزہ اور حج آجاتے ہیں۔ (اگرچہ حج میں مالی قربانی بھی کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ حاجی آمد و رفت کے مصارف رضاء الٰہی کی خاطر اپنی گرہ سے خرچ کرتا ہے۔ اور اگر مصارف آمد و رفت کے نہ ہوں۔ تو اس شخص پر حج فرض ہی نہیں ہے۔

مالی

اس میں زکوٰۃ آتی ہے جو فرض ہے نماز اور روزہ کی طرح زکوٰۃ ادا کرنا بھی اسلام میں اشد ضروری ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والوں ہی کو مرتد قرار دیا تھا۔ اور ان کے ساتھ جہاد کیا تھا۔

فرائض عینیہ کے بعد عبدیت کا اجمالی نقشہ

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ سورۃ الانعام۔ رکوع ۲۰۔ پ ۸) ترجمہ کہدو۔ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلا فرمانبردار ہوں۔

حاصل

اپنی فطرت سلیمہ کی تحقیق سے پیغمبر کا اتباع کرنے والے انسان سے یہ کہہ دیا جائے گا کہ ان فرائض عینیہ کے ادا کرنے کے بعد اپنی زندگی کے ہر کام میں یہ خیال کر لینا کہ اے اللہ یہ کام میں تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کر رہا ہوں تو اس نیت سے تمام ہر کام نیکی میں شمار ہو سکے گا۔ مثلاً اگر تو کھانا کھائے تو یہ نیت کر کہ اے اللہ اس لئے کھانا کھاتا ہوں۔ کہ تیری عبادت کی طاقت حاصل ہو۔ تو تیرا یہ کھانا بھی عبادت میں شمار ہوگا۔ سوتے وقت یہ نیت کر۔ اے اللہ اس لئے سوتا ہوں کہ تیری عبادت میں جمعیت صاف ہو۔ غنودگی نہ ہونے پائے۔ سردی میں گرم کپڑے بنائے تو یہ نیت کرلے کہ سردی کی شدت میں نفس یہ بہانہ نہ بنائے۔ کہ میں گھر سے نکل کر نماز پڑھنے کے لئے کس طرح جا سکتا ہوں۔ اس سے کہا جائیگا کہ گرم کپڑوں کے پہننے سے سردی ہرگز نہیں ستائے گی لہذا بہرحال مسجد میں چل کر نماز ادا کر تو میرے یہ گرم کپڑے بھی نیکی میں شمار ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک قاعدہ ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْنِّيَّاتِ ؛ ترجمہ سوائے اس کے نہیں کہ عملوں کا مدار نیتوں پر ہے۔ وہی کام اگر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کیا جائے۔ تو نیکی ہے۔ وہی کام کسی بُرے ارادے سے کیا جائے تو گناہ ہو جائے گا۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ انسان کی زندگی کا ہر کام نیکی کے دائرہ میں آسکتا ہے۔ بشرطیکہ اللہ تعالےٰ کی رضا مطلوب ہو۔

اجتماعی زندگی میں بھی خدا تعالیٰ کے پیغمبر کی تابعداری فطری تقاضا ہے

جب فطرت سلیمہ والا انسان اجتماعی زندگی میں قدم رکھے گا۔ تو اسے قدم قدم پر باہمی جھگڑے اور لڑائیاں ہوتی نظر آئیں گی۔ ایک آدمی دوسرے سے اپنا حق لینے کے لئے لڑ رہا ہے۔ ایک خاندان دوسرے خاندان سے دست بگریباں ہے ایک قوم دوسری قوم سے برسرپیکار ہے ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ کے ملک پر فوج کشی کر رہا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ سورۃ الروم رکوع ۵ پارہ ۲۱۔ ترجمہ:۔ خشکی اور

فساد پھیل گیا ہے۔ تاکہ انہیں اللہ
ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے۔
تاکہ وہ باز آ جائیں ✤

اس جہان کا مالک فساد کو پسند نہیں کرتا

ارشاد ہے۔ (وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ
سورہ البقرہ۔ رکوع ۲۵ پ ۲ ترجمہ:۔ اور اللہ
فساد کو پسند نہیں کرتا۔

فسادی قوم باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ قوم کی قوم کو ہلاک کر دیتا ہے۔

(اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ
ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا
فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ
بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝ الَّذِيْنَ
طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝
فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝)
سورہ الفجر پ ۳۰۔ ترجمہ۔ کیا آپ نے
نہیں دیکھا۔ کہ آپ کے رب نے عاد کے
ساتھ کیا سلوک کیا۔ جو نسل آدم سے
ستونوں والے تھے۔ کہ ان جیسا شہروں
میں پیدا نہیں کیا گیا اور ثمود کے ساتھ
جنہوں نے پتھروں کو وادی میں تراشا تھا
اور فرعون میخوں والوں کے ساتھ۔ ان
سب نے ملک میں سرکشی کی۔ پھر انہوں
نے بہت فساد پھیلایا۔ پھر ان پر تیرے
رب نے عذاب کا کوڑا پھینکا۔

یہ ساری قومیں

اللہ تعالیٰ کے ملک میں فساد مچانے
کے باعث مذکورۃ الصدر قومیں ہلاک کر دی
گئی تھیں۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب
عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ یعنی ان
قوموں نے عیش و دولت اور زور و قوت
کے نشہ میں مست ہو کر ملکوں میں خوب
اودھم مچایا۔ بڑی بڑی شرارتیں کیں۔
اور ایسا سر اٹھایا۔ گویا ان کے سروں
پر کوئی حاکم ہی نہیں۔ ہمیشہ اسی حال
میں رہنا ہے۔ کبھی اس ظلم و شرارت
کا خمیازہ بھگتنا نہیں پڑے گا۔ آخر جب
ان کے کفر و تکبر اور جور و ستم کا پیمانہ
لبریز ہو گیا اور مہلت و درگزر کا کوئی
موقعہ باقی نہ رہا۔ دفعۃً خداوند قہار نے
ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسا دیا۔
ان کی سب قوت اور بڑائی خاک میں مل

فساد بھی مٹ جائے اور بربادی بھی نہ ہو

ایک فطرت سلیمہ والا انسان مذکورۃ الصدر
حالات کو دیکھ کر یہ چاہتا ہے کہ سانپ
بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے
یعنی فسادات بھی ختم ہو جائیں اور قوم بھی
برباد نہ ہو۔

ایسا حل فقط اللہ تعالیٰ ہی فرما سکتا ہے

کیونکہ وہ سارے جہان کے انسانوں کا
پیدا کرنے والا ہے۔ اس کو تمام افراد تمام
اقوام اور تمام عالم کے باشندوں سے یکساں
شفقت ہے۔ اس لئے فطرت سلیمہ والا
انسان پورے غور و خوض کے بعد اسی نتیجہ
پر پہنچے گا۔ کہ ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔
جو تمام جھگڑوں کا بہترین حل فرما سکتا
ہے۔

پیغمبر خدا کی ضرورت

جب ایک عقلمند آدمی اس نتیجہ پر
پہنچے گا۔ تو پھر اسے فطرتاً یہ چیز عقل
میں آئے گی۔ کہ میں تو اس قابل ہی
نہیں ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ جاننا
کو سن سکوں۔ جو وہ انسانوں کے باہمی
جھگڑوں کے مٹانے کے لئے فرمائے۔
لہذا میرے اور اللہ تعالیٰ
کے درمیان ایک ایسا
آدمی واسطہ بن جائے
جو اللہ تعالیٰ سے
سنے اور مجھے پہنچائے۔
شریعت میں اسی شخص
کو پیغمبر کہا جاتا ہے
لہذا یہ چیز ثابت
ہو گئی کہ ایک فطرت
سلیمہ والا انسان اجتماعی
زندگی میں بھی محسوس
کرے گا۔ کہ مجھے پیغمبر
خدا کی تابعداری ضرور بھی
کرنی چاہیئے۔

یہی مقصد تھا

برادران عزیز آپ
کی خدمت میں یہی چیز
پیش کرنی چاہتا تھا۔
کہ انبیاء علیہ السلام کی
تابعداری خلاف فطرت
ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ
کہ ان حضرات کی تابعداری کی جائے اور
جو فطرتی تقاضے کی مخالفت کرے۔ اس کے
متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ
مجنوط الحواس ہے۔

تمام فتنوں کے مٹانے کے لئے رب العالمین کے ارشادات طیبہ

۱

کوئی کسی کا مال ناحق نہ کھائے۔

(وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ
بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا
فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۲۳ پ ۲۔
ترجمہ:۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں
ناجائز طور پر مت کھاؤ۔ اور انہیں حاکموں
تک نہ پہنچاؤ۔ تاکہ لوگوں کے مال کا کچھ
حصہ گناہ سے کھا جاؤ۔ حالانکہ تم
جانتے ہو۔

اگر مالی معاملات

میں اس طریقے پر فیصلے کئے جائیں تو
عمل کے متعلقہ سب جھگڑے ختم ہو سکتے ہیں

وہ شخص مومن نہیں جس کی تکلیف سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ: خدا کی قسم! وہ
شخص مومن نہیں، خدا کی قسم! اس میں ایمان نہیں، خدا
کی قسم! وہ صاحب ایمان نہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول
اللہ! کون شخص؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی
جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں
سے مامون اور بے خوف نہ ہوں۔ (یعنی ایسا آدمی
ایمان سے محروم ہے) صحیح بخاری و صحیح مسلم

۲۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت کا معیار

دولت و وجاہت نہیں۔ بلکہ فقط پرہیزگاری ہے۔ (یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۵) سورہ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ اے لوگو ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ اور تمہارے خاندان اور قومیں جو بنائی ہیں۔ تاکہ تمہیں آپس میں پہچان ہو۔ بے شک زیادہ عزت والا تم میں سے اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔

۳۔ مومن سب آپس میں بھائی بھائی ہیں

(اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ) الایہ۔ سورہ الحجرات۔ رکوع ۲ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

۴۔ کوئی کسی سے ٹھٹھا نہ کرے۔

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ) الایہ سورہ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھا نہ کرے عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں۔ کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔

۵۔ کوئی کسی کو طعنہ نہ دے

(وَ لَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ) الایہ سورہ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دو۔

۶۔ کوئی کسی کا تمسخر کے طور پر نام نہ رکھے

(وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ) سورہ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶)

ترجمہ اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو۔

۷۔ کوئی کسی کے حال کی تفتیش نہ کرے۔

(وَ لَا تَجَسَّسُوْا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶) ترجمہ۔ اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو۔

۸۔ کوئی کسی کے خلاف پس پشت پروپیگنڈا نہ کرے

(وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ اور نہ کوئی کسی کی غیبت کیا کرے۔

آٹھ ہدایات پر عمل

اگر مذکورۃ الصدر آٹھ ہدایات پر انسان عمل کریں تو باہمی فتنوں کا قلع قمع ہو سکتا ہے۔ اور دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کو فطرت سلیم والے

انسان فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ چنانچہ ان کا ذکر خیر قرآن مجید میں ہے۔ (اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ۵ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۵ رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَہٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۵ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ کَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۵ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَ لَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۵) سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پ ۴۔ ترجمہ۔ بے شک آسمان اور زمین کے بنانے اور رات اور دن کے آنے جانے میں البتہ عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے یاد کرتے ہیں۔ اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں فکر کرتے ہیں۔ کہتے ہیں اے رب ہمارے تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا۔ تو سب عیبوں سے پاک ہے۔ سو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے رب ہمارے جسے تو نے دوزخ میں داخل کیا۔ سو تو نے اُسے رسوا کیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سُنا۔ جو ایمان لانے کو پکارتا تھا۔ کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری برائیاں دُور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے جو تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعہ سے وعدہ کیا ہے اور قیامت کے دن رسوا نہ کرو۔ بے شک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

ارشاد نبوی ﷺ

ماں کے پیٹ سے ہر بچہ سلیم الفطرت ہی پیدا ہوتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوْ یُنَصِّرَانِہٖ اَوْ یُمَجِّسَانِہٖ ترجمہ۔ ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی بنا دیتے ہیں۔ یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔ یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

یعنی

پیدائشی طور پر ہر بچہ کا اپنے خالق کے ساتھ تعلق درست ہوتا ہے۔ لیکن اگر اسے خالق کی یاد سکھائی جائے تو دل سے مان لے گا۔ اسے اپنے خالق کے احکام کی تابعداری کے لئے کہا جائے تو مان لے گا۔ اور فقط اسی کو اپنا حاجت روا سمجھے گا کسی غیر کی طرف نہیں جائے گا۔ علیٰ ہذا القیاس تعلق باللہ کو وہ ہر لحاظ سے محبوب خیال کرے گا۔ مگر اس جہان میں آنے کے بعد جو پہلے بگڑی ہوئی ذہنیت کے آدمی ہوتے ہیں۔ وہ اسے اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے ہٹا کر دوسروں کے دروازہ پر لے جاتے ہیں۔ پھر جو تعلق اس نے اپنی فطرت کے تقاضا کی بنا پر اللہ تعالیٰ سے رکھنا تھا وہ غیروں کے ساتھ رکھنے لگ جاتا ہے۔ گویا کہ اس بچے کی ذہنیت بگاڑ دی جاتی ہے۔

ایک مثال

ذہنیت کے بگڑنے کی مثال ایسی ہے۔ جس طرح فطرتاً ہر بچہ اناج ہی کا کھانا پسند کرتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ بعض بچے مٹی کھانے لگ جاتے ہیں۔ انہیں کتنا بھی منع کیا جائے۔ مگر وہ اپنی بری عادت کی بنا پر ماں سے چوری مٹی کھاتے رہتے ہیں۔ جس طرح اس بچے نے اپنے فطری تقاضا کو کھو دیا ہے۔ اسی طرح انسان بعض اوقات اپنے خالق حقیقی کے تعلق کے فطری تقاضا کو کھو بیٹھتا ہے۔ اور اسے اس غلط راستے سے ہٹایا جائے تو ہٹانے والے ہادی سے دست بگریباں ہوتا ہے۔ اور قتل قتال تک اتر آتا ہے۔ لہذا مشرکین اور کفار غلطی سے غیر فطری راستہ پر چلتے اور ہادی (پیغمبر ہو یا۔ اس کا نائب) سے لڑتے اور جھگڑتے رہے ہیں۔ اور آج کل بھی ایسے ہی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تائیین سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم و اھدنا الی صراط المستقیم۔ آمین یا الہ العالمین۔

جس کو اپنے پڑوسی کی فکر نہیں وہ کامل مومن نہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا جو ایسی حالت میں اپنا پیٹ بھر کے رات کو (بے فکری سے) سو جائے کہ اس کے برابر والا اس کا پڑوسی بھوکا ہو، اور اس آدمی کو اس کے بھوکے ہونے کی خبر بھی ہو۔ مسند بزار، معجم کبیر للطبرانی

جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ یہ کام کرے

حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنا اور جس وقت آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے اس وقت میری آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرے اور جو اللہ پر یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو اللہ پر یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اچھی بات بولے یا پھر چپ رہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۳ر رجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۴ر جنوری ۱۹۵۸ء

از جناب الشیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

(۱) اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں کامیاب کون ہیں اور کامیابی کا صلہ

(۲) اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں ناکام کون ہیں اور ناکامی میں ذلت

برادران اسلام۔ آج کل کامیابی اور ناکامی کے الفاظ آپ اکثر لوگوں کی زبان سے سنتے ہوں گے۔ یہ دونوں الفاظ مختلف موقعوں پر مختلف معنوں میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ مثلاً فلاں لڑکا میٹرک کے امتحان میں کامیاب ہو گیا ہے۔ فلاں ناکام ہوا ہے۔ فلاں لڑکا بی اے کے امتحان میں کامیاب ہو گیا ہے۔ فلاں ناکام ہوا ہے۔ فلاں شخص ملازمت کی تلاش میں کامیاب ہو گیا ہے۔ فلاں ناکام ہوا ہے۔ فلاں تاجر کامیاب ہے اور فلاں ناکام ہے اسی طرح

انسان کا فرض ہے

کہ اپنے متعلق بھی غور کرے۔ کہ میری زندگی کامیابی کی لائن پر جا رہی ہے۔ یا ناکامی کی لائن پر۔ اس غور و فکر کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ اگر انسان اپنی زندگی کی گاڑی کی لائن بدلنا چاہے تو بدل سکتا ہے۔ اگر خدا نخواستہ دنیا کی زندگی میں لائن نہ بدلی تو مرنے کے بعد ہرگز بدلی نہیں جائے گی۔ مرنے کے بعد اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ کہ دنیا میں جو غلط اور مہلک راستہ اختیار کیا تھا۔ اس کے مہلک نتائج بھگتتا رہے۔ اللھم لا تجعلنا منہم

انسان کی زندگی کا مرکزی نقطہ جس پر انسانی زندگی کی کامیابی اور ناکامی کو پرکھا جائے۔

وہ نقطہ اللہ تعالےٰ کے ایک ارشاد میں مذکور ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ط) سورہ الذریٰت رکوع ۱ پ ۲۷۔ ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسانوں کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے

حاصل

یہ نکلا کہ انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالےٰ کی یاد ہے۔ اب اسی معیار پر انسان کی کامیابی اور ناکامی کا مدار ہوگا۔ کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے احکام کی پابندی کرتا ہے۔ وہ تو صحیح معنی میں کہدو۔ یا اصلی اور کھرا کہدو اللہ کا بندہ ہے۔ اور جو اپنے خالق اور مالک کے احکام کی تعمیل نہیں کرتا۔ وہ اللہ تعالےٰ کا بندہ کہلانے کا حقدار ہی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کامیاب زندگی والے بندوں کی صفتیں

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا) سورۃ الفرقان رکوع ۶ پ ۱۹۔ ترجمہ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں۔ سلام ہے

تفسیر

یعنی اللہ کے بندے وہ ہیں۔ جن کی چال ڈھال سے تواضع۔ متانت اور بے تکلفی ٹپکتی ہے۔ متکبروں کی طرح زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔ اور بے ادب بیہودہ گو لوگوں کی بات کا جواب عفو اور درگزر کرنے سے دیتے ہیں۔ جب کوئی ان سے بے ادبی سے گفتگو کرے تو ملائم بات کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ کہ بھائی جو تمہارا دل چاہے کہہ لو۔ مگر ہماری طرف سے امن میں رہو۔ ہم تم پر کوئی نقطہ چینی نہیں کرینگے۔

صفتوں کی تفصیل

پہلی اور دوسری

حاصل یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی دو صفتیں ذکر کی گئی ہیں۔ تواضع اور بے ادبی۔ بیہودہ لوگوں سے تو تو میں میں نہ کرنا

(وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پ ۱۹۔ ترجمہ اور وہ لوگ جو اپنے رب کے سامنے سجدہ میں اور کھڑے ہو کر رات گزارتے ہیں۔

تفسیر

یعنی اللہ کو جب غافل بندے نیند میں آرام سے سوئے ہوئے ہوتے ہیں تو یہ اللہ تعالےٰ کے حضور میں کھڑے اور سجدہ میں پڑے ہوئے گزارتے ہیں۔

تیسری

اس آیت میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی ایک صفت بیان کی گئی ہے وہ یہ کہ رات کو نماز تہجد ادا کرتے ہیں۔

(وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا) سورہ الفرقان۔ رکوع ۶ پ ۱۹۔ ترجمہ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے رب ہمارے ہم سے دوزخ کا عذاب دور کر دے۔ بیشک اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔

تفسیر

باوجود اتنی عبادت کرنے کے اللہ تعالےٰ کا اتنا ڈر ہے کہ اللہ تعالےٰ کے غضب کے مقام یعنی دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔

چوتھی

اللہ تعالےٰ کے خوف سے راتوں کو اُٹھ اُٹھ دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔ (وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا) سورہ الفرقان۔ رکوع ۷ پ ۱۹۔ ترجمہ۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں۔ تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

تفسیر

اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی صفتوں میں دو صفتیں یہ بھی ہیں کہ خرچ کرنے کے موقعہ پر فضول خرچی نہیں کرتے۔ مثلاً بیٹے کی شادی کا موقعہ ہے۔ اس موقعہ پر باجے نہیں بجاتے۔ جن کا بجانا شرعاً حرام ہے۔ اگر اس خرچ کے حرام ہونے کی تفصیل معلوم کرنی ہو تو اس گنہگار (احمد علی) کا رسالہ (شہادۃ التحاریر علیٰ حرمۃ المزامیر) انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ کے دفتر سے ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر منگوا کر پڑھ لیں جس پر دیوبندی۔ بریلوی۔ اہل حدیث۔ ہر فرقہ کے علماء کرام کی تصدیق موجود ہے۔ یا مثلاً برات کے جاتے وقت آتشبازی کے گولے چھوڑنا۔ یہ گولے جب چھٹتے ہیں ایسے معلوم ہوتا ہے۔ جیسے بم کا گولہ پھٹا۔ یا مثلاً دولہا کو گھوڑی پر چڑھا کر جب برات روانہ ہوتی ہے تو راستہ میں پیسوں اور ٹکوں کی نام و نمود کی خاطر سوٹ کرتے جاتے ہیں۔ یعنی پھینکتے جاتے ہیں بھائی اگر اس خوشی کے موقعہ پر کچھ نقد خیرات کرنی ہے تو مساکین مثلاً بیوگان یتامیٰ یا لولے لنگڑوں کو جو کمانے کے قابل نہیں ہیں۔ ان کو ہاتھ میں چپکے سے دے دو۔ اور جس طرح یہ دنیا دار پھینکتے ہیں۔ اس میں نام و نمود مطلوب ہوتا ہے۔ جسے اصطلاح شرع میں ریا کہا جاتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ریا کو چھوٹا شرک فرمایا ہے۔

اور بجا خرچ کرنیکے موقعہ پر تنگی کرنا

یہ چیز بھی اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی صفت کے خلاف ہے۔ مثلاً باوجود معقول آمدنی ہونے کے صبح کا کھانا بھی دفتر جانے سے پہلے کسی ہوٹل سے کھا گئے اور شام کا کھانا بھی خود کسی ہوٹل سے حسب منشا کھا لیا اور چونکہ بیوی سے ناراض ہیں۔ اس لئے اسے دُکھ دینے کے لئے صبح کو چار آنے بیوی کو سالن کے لئے دے گئے۔ اور کہہ گئے کہ دال پکا لینا اور اگر پیسے کم ہوں تو تنور سے پکی پکائی دال منگوا لینا اور گزارہ کر لینا۔ اس طرح پر باوجود توفیق ہونے کے بال بچوں کو دُکھ دینے والے انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں شریف نہیں سمجھے جاتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے (خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ) ترجمہ۔ تم میں سے بھلا کہہ دو یا شریف کہہ دو۔ وہ ہے۔ جس کا سلوک اپنے بال بچوں سے اچھا ہو۔

با اخلاق اِنسان کی پہچان

یہ یاد رہے با اخلاق انسان وُہ ہے جس کا سلوک اپنے سے کمزور انسانوں کے ساتھ اچھا ہو۔ آپ نے یہ تماشا دیکھا ہوگا۔ چونکہ قلندر کے ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈنڈا ہوتا ہے۔ پھر دیکھئے کہ ریچھ قلندر کے حکم کی کس طرح ادب سے تعمیل کرتا ہے۔ اور چاروں طرف کے لوگوں کو سلامیں کرتا ہے۔ اسی طرح اگر آپ نے اپنے افسر کو جی حضور کہہ دیا یا جناب والا کے مہذب الفاظ سے خطاب کر لیا۔ اس سے آپ کی شرافت طبعی کا پتہ نہیں چل سکتا۔ آپ کے افسر کے ہاتھ میں چونکہ حکومت کا ڈنڈا ہے۔ اس لئے زبان سے جی حضور نکل رہا ہے۔ آپ کی شرافت کا پتہ آپ کے ماتحتوں کے سلوک۔ آپ کے نوکروں سے سلوک۔ آپ کے بیوی بچوں کے سلوک سے لگ سکتا ہے۔

پانچویں اور چھٹی

مذکورۃ الصدر آیت میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی دو صفتیں اور ذکر کی گئی ہیں۔ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا) سورہ الفرقان۔ رکوع ۷ پ ۱۹ ترجمہ اور وہ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور اس شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے جسے اللہ نے حرام کر دیا ہے اور زنا نہیں کرتے اور جس شخص نے یہ کیا۔ وہ گناہ میں جا پڑا۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی ایک یہ صفت بھی ہے کہ جب انہوں نے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا۔ اس کے بعد اپنی ہر حاجت میں امداد و اعانت کے لئے فقط ایک اللہ جل شانہٗ ہی کو پکارتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے سوا نہ کسی کو حاجت روا مانتے ہیں اور نہ کسی کو حاجت روائی کے لئے پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا باقی سب مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سمجھتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا باقی سب اللہ تعالےٰ کے ہی محتاج ہیں اور سب حضرات خود اسی کی بارگاہ میں اپنی حاجت روائی کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔ خواہ انبیائے علیہم السلام ہوں یا اولیائے کرام ہوں۔ ایک مثال خیال فرمائیے

حضرت ابراہیم علیہ السلام

انبیاء علیہم السلام میں سے حضرت ابراہیمؑ بہت بڑے بلند پایہ کے پیغمبر ہیں۔ ان کا بیان قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے نقل فرمایا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ انبیاء علیہم السلام کا اللہ تعالےٰ سے کس قسم کا تعلق ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں۔ (اَلَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝) سورہ الشعراء رکوع ۵ پ ۱۹۔ ترجمہ (اللہ وُہ ہے) جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے اور وُہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے اور وہ جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا اور وہ جو مجھے اُمید ہے کہ میرے گناہ قیامت کے دن مجھے بخش دے گا۔ اے میرے رب مجھے کمال علم عطا فرما اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر

ہر مسلمان کا فرض ہے

کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیان کے آئینے میں اپنے اعتقادات کو اللہ تعالےٰ سے درست کر لے۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے مسلمان اللہ والوں سے حسن عقیدت رکھتے ہوئے بھی غلط خیالات اپنے ذہن میں لئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور اس کے مقبول بندوں کے ساتھ وہ عقیدت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو بارگاہ الٰہی میں ہمیں مقبول و محبوب بنا دے۔ خدا نخواستہ ایسا نہ ہو کہ ہم اپنے بزرگوں سے حسن رکھنے میں عیسائیوں کی طرح غلط راستہ پہ پڑ جائیں۔ وما علینا الا البلاغ

ساتویں آٹھویں نویں

مذکورۃ الصدر آیت میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی تین صفتیں اور ذکر کی گئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو نہیں پکارتے۔ کسی بے گناہ کو قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے (وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا) سورہ الفرقان رکوع ۶ پ ۱۹۔ ترجمہ:۔ اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ باتوں کے پاس سے گذریں تو شریفانہ طور سے گذرتے ہیں۔

تفسیر

یعنی نہ تو جھوٹ بولتے ہیں۔ نہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں۔ نہ برے کاموں میں اور نہ گناہ کی مجلسوں میں شامل ہوتے ہیں۔ بلکہ ادھر سے گذرنے کا اتفاق ہو۔ تو چپ چاپ شریفانہ طور پر گزر جاتے ہیں مثلاً نٹڑی کا ناچ ہو رہا تھا۔ وہاں سے ان کا گزر ہوا۔ نہ اس مجلس میں بیٹھیں گے اور نہ کھڑے ہو کر گانا سنیں گے۔ کہ چلو بھئی پیسے تو خرچ نہیں کرنے پڑیں گے۔ تھوڑی دیر مفت کی تفریح طبع ہی کر لیں۔

دسویں اور گیارھویں

نہ تو جھوٹ بولتے ہیں اور نہ ہی بیہودہ کاموں میں شریک ہوتے ہیں۔ (وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا) سورہ الفرقان رکوع ۷ پ ۱۹ ترجمہ:۔ اور جب انہیں ان کے رب کی آیتوں سے سمجھایا جاتا ہے تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔

تفسیر

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کو جب اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید کی آیتیں سنائی جائیں۔ تو بڑی توجہ سے سنتے ہیں۔ اور ان میں غور کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں ان آیات میں کس کس چیز کی تعلیم دی ہے۔

بارھویں

اس آیت میں اللہ تعالےٰ کی مقبول بندوں کی ایک صفت بیان کی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی آیتوں کو بڑے گہرے غور سے سنتے ہیں اور ان کے مطالب سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا) سورہ الفرقان۔ رکوع ۷ پارہ ۱۹۔ ترجمہ اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا

تفسیر

یعنی ہمیں ایسے بیوی بچے عنایت فرما جنہیں دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش ہو۔ یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کا دل اسی وقت ٹھنڈا ہوگا۔ جب اپنے اہل و عیال کو نیکی کے راستہ پر گامزن اور للہی علم کی تحصیل میں مشغول پائیں گے۔ اللہ والوں کی اس آیت میں دوسری دعا یہ ذکر کی گئی ہے کہ ہمیں ایسا بنا دے کہ لوگ ہماری تابعداری کر کے متقی بن جائیں۔

تیرھویں اور چودھویں

اس آیت میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کی دو صفتیں اور بیان کی گئی ہیں۔ اپنے اہل و عیال کے لئے صلاحیت اور نیکوکاری کی دعا اور پرہیزگاری کے اعلےٰ مقام پر پہنچنے کی استدعا کہ لوگ ہمیں دیکھ کر اور ہمارا اتباع کر کے پرہیزگار بن جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکوکاروں کی قدردانی کے اعلانات

پہلا (اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ) سورۃ التوبہ رکوع ۱۵ پارہ ۱۱۔ ترجمہ بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

دوسرا

(وَاَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ) سورہ البقرہ رکوع ۲۴۔ پ ۲ ترجمہ اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

تیسرا

(وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝) سورہ العنکبوت رکوع ۷ پ ۲۱۔ ترجمہ:۔ بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

چودہ صفات سے متصف ہونے والوں کی جزاء خیر کا ذکر

شاہنشاہ حقیقی عزاسمہٗ و جل مجدہ کے ان تین اعلانات کی بنا پر گزشتہ چودہ صفتوں سے متصف ہونے والے حضرات کی جزاء خیر کا اعلان

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝) سورہ الفرقان رکوع ۶ پ ۱۹۔ ترجمہ:۔ یہی لوگ ہیں۔ جنہیں ان کے صبر کے بدلہ میں جنت کے بالاخانے دیئے جائیں گے۔ اور ان کا وہاں دعا اور سلام سے استقبال کیا جائے گا۔ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ٹھہرنے اور رہنے کی خوب جگہ ہے۔

ناکامیاب انسانوں کی زندگی کا نصب العین

(زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَاۗءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝) سورہ آل عمران۔ رکوع ۱۴ پ ۳۔ ترجمہ:۔ لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے۔ اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے۔ اور اللہ ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ مذکورۃ الصدر چیزوں میں مشغول رہنے اور انہیں کے ذریعہ سے دنیا کی زندگی کا لطف اٹھانے کا نصب العین جس نے بنا

لیا۔ وہ مرتے دم تک انہیں میں منہمک رہے گا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ اس کی آخرت کی زندگی برباد ہو جائے گی۔ مرنے کے بعد بجائے عزت کے ذلت اور بجائے راحت کے رنج اور بجائے آرام کے دکھ اٹھائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دروازے کو چھوڑ کر جن کو مقصود بالذات بنایا تھا۔ وہ سب غدار نکلے۔ ان میں سے ایک بھی اس تنہائی میں ساتھ نہیں آیا اب آنکھ کھلے گی۔ اب دست حسرت ملنے سے کیا ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد

پہلا

مرد کے لئے عورت ایک بڑے خطرے کی چیز ہے

عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَرَکْتُ بَعْدِیْ فِتْنَۃً اَضَرَّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ اسامہ بن زید سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے کوئی سخت فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں چھوڑا۔

دوسرا

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْھَا فَیَنْظُرُ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَۃِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کَانَتْ فِی النِّسَآءِ (رواہ مسلم)۔ ترجمہ ابی سعید سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دنیا میٹھی ہے سبز ہے۔ اور بیشک اللہ تمہیں اس کا نظام سپرد کرنے والا ہے۔ پھر دیکھے گا تم کیا کرتے ہو۔ پس اللہ سے ڈرو اور عورتوں سے بچو پس تحقیق بنی اسرائیل میں پہلا فتنہ عورتوں کے ذریعہ ہی سے پڑا تھا۔

حضور انورؐ کے دونوں ارشادات کا حاصل

یہ ہے کہ مرد کے لئے عورت بڑے خطرے کی چیز ہے۔ اگر اس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہے۔ اور اس کی معیت میں بہشت میں جانا چاہے تو بہشت میں پہنچانے کے لئے بھی یہ بہترین معین ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے بے نیاز ہو کر عورت ہی کو مقصود بالذات بنا لے تو ٹھیک دوزخ میں بھی عورت ہی پہنچانے کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے گزشتہ آیت میں خواہشات نفسانی کی مد میں سب سے پہلے عورت کو رکھا ہے۔

علیٰ ھذا القیاس

انسان کو اولاد کی محبت بھی اللہ تعالیٰ کے دربار سے ہٹا دیتی ہے۔ انسان یہ چاہتا ہے کہ اولاد کی بہتری ہو جائے۔ خواہ اللہ تعالیٰ ناراض ہی کیوں نہ ہو جائے۔ مثلاً تقسیم ملک سے پہلے مسلمانوں نے اپنے بچوں کو انگریز کی تحویل میں دیا۔ جس نے بچوں کو کلمہ تک نہ سکھایا اور بی اے تک جا پہنچایا۔ حق پرست علماء کرام بآواز دہل مسلمانوں کو کہتے رہے کہ بچوں کی کچھ دینی تعلیم کا بھی انتظام کرو۔ ورنہ یہ اسلام سے بے بہرہ ہو جائیں گے۔ بلکہ اسلام کے مخالف اور انگریز کی تہذیب تمدن اور معاشرت کے دلدادہ ہوں گے۔ مسلمانوں کا نظریہ یہ تھا کہ انگریز کی تعلیم پا کر نوکری تو مل ہی جائے گی۔ اب دیکھ لیجئے کہ اکثر نوجوان مسلمان انگریزی دانوں میں اسلام سے نفرت پائی جاتی ہے اور انگریز کی تہذیب و تمدن کے دلدادہ بلکہ اس پر فریفتہ نظر آتے ہیں۔ اسلام کا نام لینے والوں پر پھبتیاں اڑاتے ہیں اور اسلام کی تبلیغ کرنے والے علماء کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

نوجوان کی بے دینی میں سب سے بڑے مجرم

اس کے ماں باپ ہیں۔ چنانچہ یہ اسلام سے بے بہرہ نوجوان قیامت کے دن ماں باپ پر لعنتیں بھیجے گا۔ (یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَکُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ۝ رَبَّنَا اٰتِھِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْھُمْ لَعْنًا کَبِیْرًا ۝)

سورہ الاحزاب رکوع ۸ پ ۲۲۔ ترجمہ۔ جس دن ان کے منہ آگ میں الٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر

سرداروں اور بڑوں سے

مراد نمبر اول ماں باپ ہی تو ہیں۔ جنہوں نے باہمی مشورہ کر کے یہ سکیم بنائی تھی کہ اگر بیٹے نے دین نہ سیکھا اور دیندار نہ بھی ہوا۔ پھر بھی ڈگری حاصل کر کے تنخواہ تو معقول لے ہی آئے گا۔

اتمام حجت ہو رہا ہے

برادران اسلام میری ان معروضات کو معمولی سمجھ کر ٹال نہ دو۔ بلکہ سوچو کہ قرآن مجید کی روشنی میں آپ سے کیا کہا جا رہا ہے بچوں کی تعلیم میں اصلاح کرو۔ اگر سکولوں اور کالجوں میں دینیات کا انتظام نہیں ہے تو آپ کا فرض ہے کہ سکول سے فارغ ہونے کے بعد جب بچہ آئے تو کسی عالم دین کے پاس اسے بھیجو۔ تاکہ اسلام سے بھی بقدر ضرورت واقفیت حاصل ہوتی جائے۔ ورنہ آپ لوگ قیامت کے دن یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ اے اللہ ہمیں تو تیرے اسلام کی تعلیم کی ضرورت اور اہمیت کا علم ہی نہیں تھا۔ فقط میں ہی نہیں بلکہ بفضلہ تعالیٰ اکثر شہروں اور قصبات میں بھی ایسے حضرات پائے جاتے ہیں جو یہی پیغام مسلمانوں کو پہنچا رہے ہیں۔

تیسری چیز مال کی محبت

سورہ آل عمران کی مذکورۃ الصدر آیت میں نمبر تین پر اللہ تعالیٰ نے مال کی محبت کا ذکر فرمایا ہے کہ مال کی محبت بھی انسان کو راہ راست سے ہٹا دیتی ہے۔ اور وہ اس راستہ پر چل نکلتا ہے۔ جو اسے آخرت میں ناکامیاب بنا دے

فرمان خداوندی بالکل ٹھیک ہے

(کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی ۝ اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی ۝) سورہ العلق پارہ ۳۰۔ ترجمہ ہرگز نہیں بے شک آدمی سرکش ہو جاتا ہے جبکہ اپنے آپ کو غنی پاتا ہے۔

واقعہ یہ ہے

کہ رزق کی فراوانی سے انسان خدا تعالیٰ کو بھی بھول جاتا ہے۔ (الا ماشاء اللہ)۔ اللہ تعالیٰ کے بعض خوش نصیب بندے اس کے شر سے بچ بھی جاتے ہیں (جن کی تعداد اقلیت میں ہونے کے لحاظ سے نہ ہونے کے برابر ہے) اگر آپ غور کر کے دیکھیں گے کہ اکثر گناہ دولت کی فراوانی سے ہی ہوتے ہیں۔ جو شخص تنگدست ہو۔ گھر میں فاقہ ہے۔ بال بچے روٹی روٹی پکار رہے ہوں اور باپ خالی ہاتھ ہو۔ کیا وہ بیوی بچوں کو

سینما میں لے جا سکتا ہے۔ اور کیا وہ تفریح طبع کے لیئے کسی ہوٹل میں شراب پینے کے لئے جا سکتا ہے۔

اور جسنے شادی کے موقعہ پر مالدار آدمی جتنی خلاف شرع رسمیں کرتا ہے وہ سب دولت کا کھیل ہوتا ہے۔ دولت کے نشہ میں آکر دولتمند خدا سے تو ڈرتا نہیں۔ اور بے دین انسانوں میں اپنی ناک رکھنے کے لیئے اللہ تعالےٰ کے حلال کے مال کو خلاف شرع رسموں میں دل کھول کر خرچ کرتا ہے خلاف شرع (اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف) اس روپے کو خرچ کرنے کے باعث قیامت کے دن جب باز پرس ہوگی۔ تب ہوش ٹھکانے پر آئے گی۔ لیکن اس وقت پچھتانے سے کیا ہو سکتا ہے۔ پچھتانے کا وقت دنیا کی زندگی ہے۔ اب ہر گناہ معاف ہو سکتا ہے مرنے کے بعد کسی کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

شاہنشاہی اعلان سُن لو

(وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝) سورۃ النساء رکوع ۳۳ پ ۴۔ ترجمہ:۔ اور ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے۔ اس وقت کہتا ہے۔ کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔ ان کے لیئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

دولتمندوں پر اتمام حجت

مسلمانوں کا وہ دولتمند طبقہ جو دولت کے نشہ میں شریعت محمدیہ ﷺ کے خلاف اپنا روپیہ خرچ کرتا ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ اس کی صحیح رہنمائی کرنے والے حق پرست حق گو علماء کرام موجود ہیں جو اس بے دین طبقہ سے اشتراک عمل نہیں کرتے اور وہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ چونکہ آپ خلاف شرع رسوم کرنے والے ہیں اس لئے ہم آپ کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتے۔ اور الحمدللہ آپ ان کو کوئی لالچ دے کر بھی خلاف شرع رسموں میں شریک نہیں کر سکتے۔ انہیں حضرات کو صاحب استقامت کہا جاتا ہے۔ صوفیائے کرام فرمایا کرتے ہیں۔

(اُطْلُبُوا الْاِسْتِقَامَةَ وَلَا تَطْلُبُوا الْكَرَامَةَ)۔

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ سے استقامت کی دعا مانگو ۴۴ کرامۃ کی نہ مانگو۔ کیونکہ (اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ) ترجمہ۔ استقامۃ کا درجہ کرامۃ سے اوپر ہے۔ میرے دولتمند بھائیو۔ ان حضرات علماء کرام کا حق کی آواز کو تمہارے کانوں تک پہنچا دینا ہی شریعت کی اصطلاح میں اتمام حجت کہلاتا ہے

پڑوسی کے لیے کھانے کا شوربہ زیادہ کرلیا کرو

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کے ہاں سالن کی ہانڈی پکے تو اسے چاہئے کہ شوربہ زیادہ کر لے، پھر اس میں سے کچھ پڑوسیوں کو بھی بھیج دے۔

معجم اوسط للطبرانی

علماء کرام کی اس آواز

پر لبیک نہیں کہو گے اور مرتے دم تک انہیں خلاف شرع فضول خرچیوں میں زندگی بسر کرو گے تو قیامت کے دن ایک منظر پیش آنے والا ہے وہ بھی سن لو (اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَاۗلِّيْنَ ۝ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَــُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝) سورہ المومنون رکوع ۶ پ ۱۸۔ ترجمہ۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بیشک ظالم ہوں گے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو

ناکامیاب زندگی والے انسانوں کا یہی نقشہ دنیا میں ہے اور یہی قیامت میں ہوگا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار و ما علینا الا البلاغ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۰ر رجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۳۱ر جنوری ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

اللہ تعالیٰ کا اعلان کہ عزت فقط تین ہستیوں میں محدود ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات ۱ انبیاء علیہم السلام ۲ مؤمنین ۳

برادران اسلام۔ انسان کا یہ فطرتی تقاضا ہے کہ مجھے عزت نصیب ہو اور ہر شخص کی نظر میں ذلت ایک بدترین چیز ہے۔ مثلاً آپ ایک بھنگی کو دیکھیے۔ اگر آپ اس کی عزت کریں گے تو آپ کو دعائیں دے گا اور اگر اسے برا بھلا کہیں گے۔ تو اگرچہ بظاہر آپ کو کچھ نہیں کہے گا۔ مگر دل میں آپ سے سخت ناراض ہوگا۔ حتیٰ کہ حیوانات میں بھی عزت اور ذلت کا احساس پایا جاتا ہے۔ مثلاً آپ ایک بلی سے پیار کریں گے۔ تو وہ آپ کے پاس آکر بیٹھے گی۔ بلکہ بعض اوقات آپ کی گود میں آ بیٹھے گی۔ اور اگر آپ اس کو ماریں گے۔ تو آپ کے کھانا کھانے کے وقت پاس نہیں آئیگی بلکہ دور بیٹھ کر آپ کا منہ تکتی رہیگی کہ شائد مجھے بھی کوئی ہڈی مل جائے۔

دو لائنیں

ابتدا ہی سے دنیا میں دو لائنیں چلی آ رہی ہیں ایک رحمانی جس کے علمبردار انبیاء علیہ السلام اور ان کے جانشین ہوتے ہیں۔ دوسری شیطانی جس کے چلانیوالے شیاطین الانس والجن ہوتے ہیں۔ یعنی انسانوں اور جنوں میں سے جو شیطان سیرت ہوتے ہیں۔ وہ اس لائن پر چلنے کی دعوت دیتے رہتے ہیں۔

شیطانی لائن والے عزت حاصل کرنیکے مندرجہ ذیل طریقے بتلائیں گے

۱ اگر سرمایہ داری کا شائق ہے تو اسے کہیں گے کہ تم زیادہ سے زیادہ سرمایہ جمع کرنے کی کوشش کرو۔ جتنے زیادہ سرمایہ کے مالک ہو جاؤ گے۔ اتنی ہی تمہاری عزت بڑھ جائے گی۔

مثلاً قارون

ایمان اور عمل صالح کی بجائے دولت ہی کو عزت کا باعث خیال کرتا ہے۔ اسی جرم کی پاداش میں غرق کر دیا گیا تھا۔

(اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۠ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ سورۃ القصص ع ۸ پ ۲۰ ترجمہ بیشک قارون موسےٰ کی قوم میں سے تھا۔ پھر ان پر اکڑنے لگا۔ اور ہم نے اسے اتنے خزانے دیئے تھے کہ اس کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو اٹھانی مشکل ہوتیں۔ جب اس سے اس کی قوم نے کہا۔ اترا مت بیشک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حاشیہ

اکثر مفسرین کا یہ خیال ہے کہ مفاتح سے مراد کنجیاں ہی ہوں۔ یعنی مال کے صندوق اتنے تھے۔ جن کی کنجیاں اٹھاتے ہوئے کئی زور آور آدمی تھک جائیں۔

(وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ ۖ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا ۚ وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۖ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ سورۃ القصص ع ۲۰ پ ۲۰ ترجمہ اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے۔ اس سے آخرت کا گھر حاصل کر۔ اور اپنا حصہ دنیا میں سے نہ بھول۔ اور بھلائی کر۔ جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے۔ اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

حاشیہ

یعنی اللہ نے تمہیں مال اس لئے دیا ہے۔ کہ اس سے آخرت کا توشہ بنالے۔ جس طرح اللہ نے تمہارے ساتھ نیکی کی ہے۔ کہ اتنی دولت دی ہے تو بھی نیکی کر۔ یعنی اس مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کر۔ خدا کے پیغمبر موسےٰ علیہ السلام کی مخالفت نہ کر اور ملک میں فساد نہ پھیلا۔

(قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ۭ اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا ۭ وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ) سورۃ القصص ع ۲۰ پ ۲۰ ترجمہ۔ کہا یہ تو مجھے ایک ہنر سے ملا ہے جو میرے پاس ہے۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ اللہ نے اس سے پہلے بہت سی امتیں جو اس سے قوت میں بڑھ کر اور جمعیت میں زیادہ تھیں ہلاک کر ڈالی ہیں۔ اور گناہگاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں پوچھا نہیں جائے گا۔

حاشیہ

قارون نے کہا مجھے اپنی لیاقت اور قابلیت پر یہ دولت حاصل ہوئی ہے۔ کیا یونہی بیٹھے بٹھائے بے محنت مال مل گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے حکم اور تمہارے مشورے کے موافق خدا کے نام پر خرچ کر ڈالوں۔ کیا اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سے پہلے کتنی جماعتیں اپنی شرارت اور سرکشی کے باعث تباہ کی جا چکی ہیں۔ جن کے پاس بادشاہیاں بھی تھیں اور اس سے زیادہ خزانوں اور لشکروں کے مالک تھے۔ عذاب دینے کے لئے ان ظالموں سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کو ان کے سب گناہ معلوم ہیں۔ فرشتوں نے سب لکھے ہوئے ہیں۔ ہاں بطور ڈانٹنے کے کسی وقت ان سے سوال کیا جائے تو ممکن ہے

(فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ سورۃ القصص ع ۶ پ ۲۰ ترجمہ۔ پھر اپنی قوم کے سامنے اپنے ٹھاٹھ سے نکلا۔ جو لوگ دنیا کی زندگی کے طالب تھے۔ کہنے لگے اے کاش ہمارے لئے بھی ویسا ہی ہوتا۔ جیسا کہ قارون کو دیا گیا ہے۔ بیشک وہ بڑے

نصیب والا ہے

حاشیہ

یعنی زرق برق والا لباس پہن کر بہت نوکروں چاکروں کے ساتھ بڑی ٹیپ ٹاپ سے نکلا۔ جسے دیکھ کر دنیا داروں یعنی دنیا کے طالبوں کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ کہنے لگے کاش ہم بھی دنیا میں ایسی ترقی اور عروج حاصل کرتے جو قارون کو حاصل ہے۔ یہ بڑا ہی خوش قسمت ہے۔

(وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ۝ سورۃ القصص ع ۶ پ ۲۰

ترجمہ۔ اور علم والوں (یعنی سمجھ دار لوگوں) نے کہا۔ تم پر افسوس ہے۔ اللہ کا ثواب بہتر ہے۔ اس کے لئے جو ایمان لایا اور نیک کام کیا۔ مگر صبر کرنے والوں کے سوا وہ نہیں ملا کرتا۔

حاشیہ

یعنی سمجھ دار لوگوں نے بے سمجھوں کو سمجھایا کہ اس ناپائیدار چمک دمک میں کیا رکھا ہے جو تمہارے منہ میں پانی آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو اس کے ہاں جو دولت ملنے والی ہے۔ اس کے سامنے یہ سب کچھ ہیچ ہے۔ اے لوگو۔ دنیا سے آخرت کو بہتر وہی لوگ جانتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر صبر کرنے والے ہیں۔ اور بے صبر لوگ دنیا کے لالچ کو پسند کرتے ہیں بے سمجھ آدمی دنیا کی خوشحالی کو دیکھ کر سمجھتے ہیں۔ کہ یہ شخص بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ حالانکہ بالفرض اگر دنیا کی چند روزہ زندگی میں آرام بھی پا لیا اور مرنے کے بعد ہزارہا برس بلکہ کبھی ختم نہ ہونے والی زندگی کا عذاب لے لیا تو یہ آرام کس کام کا ہے۔

(فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝) سورۃ القصص ع ۶ پ ۲۰

ترجمہ۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا۔ پھر اس کی ایسی کوئی جماعت نہ تھی جو اسے اللہ سے بچا لیتی اور نہ وہ خود بچ سکا۔

حاشیہ

یعنی نہ کوئی دوسرا اس کی مدد کو پہنچا اور نہ وہ کسی کو بلا سکا

(وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝) سورۃ القصص ع ۸ پ ۲۰

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو کل اس کے مرتبہ کی تمنا کرتے تھے۔ آج صبح کو کہنے لگے کہ ہائے شامت اللہ اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے۔ روزی کشادہ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے۔ اگر ہم پر اللہ کا احسان نہ ہوتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا۔ ہائے کافر نجات نہیں پا سکتے۔

حاشیہ

یعنی جو لوگ قارون کی ترقی کو دیکھ کر کل یہ تمنا کر رہے تھے کہ کاش ہم کو بھی ایسا عروج حاصل ہوتا۔ آج اس کا یہ برا انجام دیکھ کر کانوں پر ہاتھ دھرنے لگے۔ اب ان کو ہوش آیا کہ کسی کی دنیاوی ترقی اور عروج کو دیکھ کر بھی یہ فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ عزت و وجاہت رکھتا ہے۔ یہ دولت کسی انسان کے مقبول بارگاہ الٰہی ہونے کا معیار نہیں بن سکتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے۔ جس پر مناسب خیال کرے روزی کے دروازے کھول دے۔ اور جس پر چاہے تنگ کر دے مال و دولت کی فراخی مقبولیت اور نیک انجام ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ بسا اوقات اس کا نتیجہ تباہی اور ابدی ہلاکت کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔

عبرت

دولتمند ہونیسے آدمی معزز نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے سارے قرآن مجید میں سوائے قارون کے اور کسی شخص کا نام لے کر اتنا بڑا دولتمند ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ جس کی دولت کی اللہ تعالیٰ بھی تعریف کرے اور پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنی دولت سمیت زمین میں دھنسا دے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے وجود سے تو ناراض تھا۔ بلکہ اس کے کمائے ہوئے روپے پر بھی خداوند تعالیٰ کا اتنا غضب تھا کہ اس کو بھی اس مردود کے ساتھ ہی غرق کر دیا۔ تاکہ اس خبیث کی کمائی کا کوئی پیسہ کسی اللہ کے نیک بندے کے کام نہ آئے۔

لہذا

اے مال و دولت کو مقصود بنانیوالے مردو اور عورتو۔ قارون کے واقعہ سے عبرت حاصل کرو۔ تم داماد ایسا تلاش کرتے ہو جو دولتمند ہو۔ اگر دولتمند نہ ہو تو آج کل ایسا ذریعہ اختیار کیا ہوا ہو۔ جس سے بہت زیادہ دولت کما کر لاتا ہو اور گھر میں بہو ایسی لانا چاہتے ہو۔ جس کا باپ دولتمند ہو۔ تاکہ تمہیں بہو باپ کے ہاں سے بہت زیادہ جہیز لا کر دے۔

سنو اور کان کھول کر سنو

ممکن ہے کہ تمہارے داماد کے ہاں جو دولت ہے۔ اس میں حرام کی کمائی کا روپیہ شامل ہو۔ یا اب اس نے کمائی کا جو ذریعہ اختیار کیا ہوا ہے۔ اس میں حرام کی کمائی کا روپیہ اس کے ہاں آتا ہو۔ جس پر تم فریفتہ ہو رہے ہو۔ مثلاً آج کل کے ملازمین کی طرح سو روپیہ مشاہرہ ہے اور سات آٹھ سو روپیہ رشوت کا ماہوار جمع کر کے گھر میں لاتا ہے۔ تم بڑے خوش ہو کہ لڑکی کی زندگی بڑی آسودہ حالی سے گزرے گی لیکن اگر تمہاری لڑکی نے اس حرام کے مال سے تربیت پا کر زندگی بسر کی تو

اس کا ٹھکانا دوزخ ہوگا

اس اعلان پر شرعی ثبوت بھی سن لو۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ اَوْلٰى بِهٖ (رواہ احمد والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں وہ گوشت نہیں جائے گا جو حرام کے مال سے پیدا شدہ ہوگا۔ اور ہر وہ گوشت جو حرام کے مال سے پیدا شدہ ہوگا۔ اسے آگ (اپنے اندر) سمیٹنے کی مستحق ہے۔

آخری نتیجہ

قارون کے واقعہ سے آخری نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں دولتمند ہونا کوئی عزت کا معیار نہیں ہے۔ اگر یہ عزت کا معیار ہوتا تو قارون کو ایسی ذلت کے موت سے ہلاک نہ کیا جاتا۔ حالانکہ وہ موسےٰ علیہ السلام کے قوم کا آدمی تھا۔ مگر اسے گور و کفن بھی نصیب نہیں ہوا۔

ع ۲

شیطانی لائن والے عزت حاصل کرنے کے لئے کبھی مندرجہ ذیل دو چیزوں کی طرف انسان کی طبیعت کو متوجہ کرتے ہیں اگر اس کے دماغ میں حکومت حاصل کرنے کا جنون ہے۔ تو بادشاہی کو اپنی عزت کا انتہائی معیار قرار دے گا۔ اور اگر زمینداری

شائق ہے تو اپنی عزت کا ذریعہ زمین کے زیادہ سے زیادہ رقبہ پر قبضہ جمانا اپنی زندگی کا نصب العین بنائے گا۔ اور مقتدر تحقیق انسان ایمان اور عمل صالح کو نظر انداز کر دے گا۔ اور اپنی دھن میں ایسا غرق ہوگا کہ اللہ تعالےٰ اس کو ان دونوں (حکومت اور ملکیت زمین کی ہوس) بیماریوں سے شفایاب کرنے کے لئے جو روحانی طبیب (پیغمبر یا اس کا نائب) بھجوائے گا۔ یہ شخص اس ہادی کو اپنا دشمن خیال کرے گا۔ اور اس کی اصلاح کو قبول نہیں کرے گا۔ نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ ہادی کی تشریف آوری کے باعث اس پر اتمام حجت تو ضرور ہو جائے گا تاکہ قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکے۔ ربنا ما جاءنا من نذیر۔ اے ہمارے رب ہماری طرف تو ڈرانے والا آیا ہی نہیں تھا۔ اور یہ شخص دنیا سے ذلت کی موت سے مرے گا۔ اور آخرت میں جہنم رسید ہوگا۔

فرعون انہیں دو امراض کا مریض تھا

اگر بادشاہی یا زیادہ سے زیادہ زمین کے رقبہ پر قبضہ ہوتا۔ بارگاہ الٰہی میں عزت کا موجب ہوتا تو فرعون غرق نہ کیا جاتا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں فرعون کو حاصل تھیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ان دونوں چیزوں سے تہیدست تھے۔ مگر دونوں کے تصادم کے بعد نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ فرعون کو مع لشکر کے بحیرہ قلزم میں غرق کرتا ہے اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کو مع اپنی قوم کے بحیرۂ قلزم سے بخیر و خوبی پار کر دیتا ہے۔

نتیجہ

اس واقعہ سے بآسانی یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نظر میں ایمان اور عمل صالح کی جو قیمت اور عزت ہے۔ وہ بادشاہی یا زمینداری کی نہیں ہے۔

اس مغرور و متکبر کی داستان

موجودہ وقت کے سرکاری عہدہ داری یا زمینداری کے نشہ میں جو مخمور ہیں۔ ان کی اصلاح کے لئے قرآن مجید سے پیش کی جاتی ہے تاکہ مذکور الصدر دونوں قسم کے لوگوں کو پیغام حق پہنچ جائے۔ تاکہ قیامت کے دن یہ عذر نہ پیش کر سکیں کہ اے اللہ ہمیں تو تیرے کسی بندے کے ذریعے سے تیرا پیغام پہنچا ہی نہیں تھا۔

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ۝) سورۃ الزخرف رکوع ۵ پ ۲۵) ترجمہ۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے امرائے دربار کی طرف بھیجا تھا سو اس نے کہا کہ میں پروردگار عالم کا رسول ہوں۔ پس جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں لایا۔ تو وہ اس کی ہنسی اڑانے لگے

دراصل رب العالمین پر ہنسی اڑا رہے ہیں

چونکہ فرعون کے یہ دو دعوے ہیں۔ پہلا (يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِىْ ۝) سورۃ القصص رکوع ۴ پ ۲۰) ترجمہ۔ اے سردارو میں نہیں جانتا کہ میرے سوا تمہارا کوئی اور معبود ہے۔ دوسرا (فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى) سورۃ النزعٰت ع ۱ پارہ ۳۰ ۔ پھر کہا کہ میں تمہارا سب سے برتر رب ہوں۔ فرعون کے ان دونوں دعووں کو اس کے دربار کے امراء بھی تسلیم کئے ہوئے ہیں۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے رسول رب العالمین کا لفظ سن کر ہنسی اڑا رہے ہیں۔ کیونکہ وہ فرعون کے سوا اور کسی خدا سے روشناس ہی نہیں ہیں۔

وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۖ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝) سورہ الزخرف رکوع ۵ ۔ پ ۲۵ ۔ ترجمہ اور ہم ان کو جو کوئی نشانی دکھاتے تھے تو ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تاکہ وہ باز آجائیں۔

پہلی سے بڑی

کا مطلب یہ ہے کہ ایک سے ایک بڑھ کر اپنی قدرت کا نشان اور موسیٰؑ کی صداقت کا دکھایا اور آخر وہ نشان بھیجے۔ جو ایک طرح کے عذاب کا رنگ اپنے اندر رکھتے تھے۔ جن کا ذکر سورہ اعراف میں گزرا ہے۔ (فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۱۶ پ ۹ ۔ ترجمہ پھر بھیجے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون یہ سب کھلے کھلے معجزے بھیجے۔ پھر بھی انہوں نے تکبر ہی کیا۔ اور یہ لوگ گنہگار تھے۔

جب عذاب نازل ہوتا تو فرعون موسیٰؑ سے دعا کی درخواست کرتا

آپ کی دعا سے آپ کا رب یہ عذاب ہٹا دے تو ہم تیری بات کو مان لیں گے اور بنی اسرائیل کو آزاد کر دیں گے۔ (وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَا السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ۝) سورۃ الزخرف رکوع ۵ ۔ پ ۲۵ ۔ ترجمہ۔ اور انہوں نے کہا اے جادوگر اپنے رب سے ہمارے لئے اس عہد سے جو تجھ سے اس نے کیا ہے۔ دعا کر ہم ضرور راہ راست پر آجائیں گے۔

فرعون ہمیشہ بدعہدی کرتا رہا

(فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ۝) سورۃ الزخرف رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ:۔ پھر جب ہم ان سے عذاب ہٹا لیتے تو اسی وقت عہد کو توڑ دیتے۔

فرعون کا اپنی ملوکیت اور ملکیت کا متکبرانہ اعلان

(وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِىْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِىْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِىْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝) سورہ الزخرف رکوع ۵ پ ۲۵ ۔ ترجمہ۔ اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کر کے کہہ دیا۔ اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں۔ اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہ رہیں۔ پھر تم کیا نہیں دیکھتے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین

ملوکیت کے غرور میں آکر حضرت موسیٰؑ کی توہین کرتا ہے۔ (ام انا خیر من ھذا الذی ھو مھین ۙ ولا یکاد یبین ۝) سورۃ الزخرف رکوع ۵ پ ۲۵ ۔ ترجمہ:۔ کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں جو ذلیل ہے اور صاف بات بھی نہیں کر سکتا۔

توہین کا باعث

یہ بیان کر رہا ہے کہ موسےٰؑ کے پاس نہ روپیہ نہ حکومت۔ نہ عزت۔ نہ کوئی ظاہری کمال۔ یہاں تک کہ بات بھی (لکنت کے باعث)

صاف بھی نہیں کر سکتا۔

رفَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَیْہِ اَسْوِرَۃٌ مِّنْ ذَھَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ مُقْتَرِنِیْنَ ۝) سورۃ الزخرف رکوع ۵ پ ۲۵ ترجمہ:۔ پھر اس کے لئے سونے کے کنگن کیوں نہیں اُتارے گئے۔ یا اس کے ہمراہ فرشتے پرے باندھے ہوئے آئے ہوتے

بغاوت کا نتیجہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سالہا سال کی تبلیغ کے مقابلہ میں فرعون کے مغرورانہ اور متکبرانہ اعلانات اور بغاوت کا نتیجہ یہ نکلا رفَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْھُمْ فَاَغْرَقْنٰھُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ فَجَعَلْنٰھُمْ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلْاٰخِرِیْنَ) (سورۃ الزخرف رکوع ۵ پارہ ۲۵ ۔ ترجمہ پس جب انہوں نے ہمیں غصّہ دلایا۔ تو ہم نے اُن سے بدلہ لیا۔ پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔ پھر ہم نے انہیں گئے گزرے اور پیچھے آنے والوں کے لئے کہاوت بنا دیا۔

فرعون کو عذاب الٰہی سے بچانے کیلئے نہ ملوکیت کام آئی اور نہ ملکیت کام آئی

فرعون کی معہ لشکر کی غرقابی کے واقعہ سے یہ نتیجہ بآسانی نکل سکتا ہے کہ اصلی سچی اور کھری عزّت وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے دربار سے کسی کو ملے۔ اگر بادشاہی اصلی عزت کا باعث ہوتی تو فرعون جیسا جابر بادشاہ اس ذلّت سے نہ مرتا۔ اور ابدی ذلت (دوزخ) کا تحفہ لے کر دنیا سے نہ جاتا

تین سو میل مربع میں سینکڑوں باغات کے مالک نعمت عذاب الٰہی میں مبتلا ہو کر تباہ ہو گئے

لَقَدْ کَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْکَنِھِمْ اٰیَۃٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ ؕ کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَ اشْکُرُوْا لَہٗ ؕ بَلْدَۃٌ طَیِّبَۃٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ۝ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰھُمْ بِجَنَّتَیْھِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُکُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ۝ ذٰلِکَ جَزَیْنٰھُمْ بِمَا کَفَرُوْا ؕ وَ ھَلْ نُجٰزِیْٓ اِلَّا الْکَفُوْرَ ۝ وَ جَعَلْنَا بَیْنَھُمْ وَ بَیْنَ الْقُرَی الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْھَا قُرًی ظَاھِرَۃً وَّ قَدَّرْنَا فِیْھَا السَّیْرَ ؕ سِیْرُوْا فِیْھَا لَیَالِیَ وَ اَیَّامًا اٰمِنِیْنَ ۝ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا وَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فَجَعَلْنٰھُمْ اَحَادِیْثَ وَ مَزَّقْنٰھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوْرٍ ۝) سورۃ السبا رکوع ۲ پ ۲۲ ۔ ترجمہ:۔ بے شک قوم سبا کے لئے ان کی بستی میں ایک نشان تھا۔ دائیں اور بائیں دو باغ۔ (ہم نے کہا) اپنے رب کی روزی کھاؤ۔ اور اس کا شکر کرو۔ عمدہ شہر رہنے کو اور بخشنے والا رب (اس سے بڑھ کر خوشحال زندگی بسر کرنے کی اور کون سی عمدہ صورت ہو سکتی تھی) پھر انہوں نے (اپنے رب کی) نافرمانی کی۔ پھر ہم نے ان پر سخت سیلاب بھیج دیا۔ (جس سے پھلدار اور خوشبودار درخت سب تباہ ہو گئے) اور ہم نے ان کے دونوں باغوں کے بدلے میں دو باغ بدمزہ پھل کے اور جھاؤ کے اور کچھ تھوڑی بیریوں کے بدل دیئے۔ (اللہ تعالیٰ کی ناشکری کا یہ نتیجہ نکلا۔ بیشک یہ سچ ہے۔ جو اپنے فضل سے انسان کو سب کچھ مفت دے سکتا ہے۔ وہ غصّہ میں آئے تو سب کچھ واپس لینے پر بھی قادر ہے) یہ ہم نے ان کی ناشکری کا بدلہ دیا اور ہم ناشکروں ہی کو بُرا بدلہ دیا کرتے ہیں (یہ بالکل ٹھیک ہے۔ اگر انسان چشم بصیرت کھول کر دیکھے تو آج بھی یہی ہو رہا ہے)۔ اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت رکھی تھی۔ بہت سے گاؤں آباد کر رکھے تھے جو نظر آتے تھے (یعنی گاؤں اتنے قریب قریب تھے کہ ایک تک پہنچیں تو اگلا نظر آنے لگتا تھا) اور ہم نے ان میں منزلیں مقرر کر دی تھیں۔ ان میں راتوں اور دنوں کو امن سے چلو۔ (یعنی کسی چور یا ڈاکو کا خطرہ نہیں ہوتا تھا۔ کیونکہ آبادیاں بالکل قریب قریب تھیں) پھر انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہماری منزلوں کو دُور دُور کر دے۔ اور انہوں نے (اس سوال کرنے میں) اپنی جانوں پر ظلم کیا سو (اس ظلم نافرمانی اور اللہ تعالےٰ سے بغاوت کے باعث) ہم نے انہیں کہانیاں بنا دیا۔ اور ہم نے انہیں پورے طور پر پارہ پارہ کر دیا۔ بیشک اس (واقعہ) میں ہر ایک صبر شکر کرنیوالے کے لئے نشانیاں ہیں۔

مذکور الصدر قوم سبا کا تفصیل وار واقعہ

یہ قوم بڑے عیش و رفاہیت اور خوشحالی اور فارغ البالی کے بعد کفر اور ناشکری کے باعث تباہ کی گئی ہے۔ یہ قوم یمن کی بڑی دولتمند اور ذی اقتدار قوم تھی جو صدیوں تک بڑے جاہ و جلال سے ملک پر حکومت کرتی رہی۔ انہی میں ایک وہ ملکہ تھی (بلقیس) جس کا حضرت سلیمانؑ کی بارگاہ میں حاضر ہونا سورہ نحل میں مذکور ہے۔ انکی آبادی سے لے کر باغوں کے دو طویل سلسلے داہنے اور بائیں میلوں تک چلے گئے تھے۔ اگر سمجھتے تو خدا کی رحمت اور قدرت کی یہی نشانی ایمان لانے اور شکر گزار بننے کے لئے کافی تھی۔ گویا وہ نشانی زبان حال سے کہہ رہی تھی کہ اپنے رب کی دی ہوئی نعمتوں سے بہرہ اندوز ہو۔ اور اس منعم حقیقی کا شکر ادا کرو۔ کفر و عصیان اختیار کر کے ناشکرے مت بنو۔ یا جیسا کہ بعض سلف کا قول ہے۔ انبیاءؑ کی زبانی اللہ تعالےٰ نے یہ ہدایت فرمائی ہوگی۔

مصنف ارض القرآن

سبا کی عمارتوں کا ذکر کرتے ہوئے مؔ لکھتا ہے۔ "اسی سلسلۂ عمارات میں ایک چیز بند آب ہے۔ جس کو عرب حجاز "سد" اور عرب یمن "عرم" کہتے ہیں

عرب کے ملک میں کوئی ماہی دریا نہیں۔ پانی پہاڑوں سے بہ کر بیگستانوں میں خشک اور ضائع ہو جاتا ہے۔ زراعت کے مصرف میں نہیں آتا۔ "سبا" مختلف مناسب موقعوں پر پہاڑوں اور وادیوں کے بیچ میں بڑے بڑے بند باندھ دیتے تھے کہ پانی رُک جائے اور بقدر ضرورت زراعت کے کام میں آئے۔ مملکت "سبا" میں اس طرح کے سینکڑوں بند تھے۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور "سد مارب" ہے۔ جو ان کے دارالحکومت "مارب" میں واقع تھا۔ شہر مارب کے جنوب میں داہنے بائیں دو پہاڑ ہیں۔ جن کا نام کوہ ابلق ہے۔ سبا نے ان دو پہاڑوں کے بیچ میں تقریباً ۷۰۰ سو قبل مسیح میں "سد مارب" کی تعمیر کی تھی۔ یہ سد تقریباً ایک سو پچاس فٹ لمبی اور پچاس فٹ چوڑی ایک دیوار ہے۔ اس کا اکثر حصہ تو اب افتادہ ہے تاہم ایک ثلث دیوار اب بھی باقی ہے۔ "ارناڈ" ایک یورپین سیاح نے اس کے موجودہ حالات پر ایک مضمون فرنچ ایشیاٹک سوسائٹی کے جرنل میں لکھا ہے اور اس کا موجودہ نقشہ نہایت

عمدگی سے تیار کیا ہے۔ اس دیوار پر جابجا کتبات ہیں وہ بھی پڑھے گئے۔ اس سد میں اوپر نیچے بہت سی کھڑکیاں تھیں جو حسب ضرورت کھولی اور بند کی جا سکتی تھیں۔ "سد" کے دائیں بائیں مشرق و مغرب میں دو بڑے دروازے تھے۔ جن سے پانی تقسیم ہو کر چپ و راست کی زمینوں کو سیراب کرتا تھا۔ اس نظام آب رسانی سے چپ و راست دونوں جانب اس ریگستانی اور شور ملک کے اندر تین سو میل مربع میں سینکڑوں کوس تک بہشت نزار تیار ہو گئے تھے۔ جس میں انواع و اقسام کے میوے اور خوشبودار درخت تھے۔ قرآن کریم جنتان عن یمین وشمال کہہ کر ان ہی باغوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یونانی مورخ "اگاتھرشیدس" جو ۱۴۵ سال قبل مسیح میں "سبا" کا معاصر تھا۔ بیان کرتا ہے۔ سبا عرب کے سرسبز و آباد حصہ میں رہتے ہیں۔ جہاں بہت اچھے اچھے بیشمار میوے ہوتے ہیں۔ دریا کے کنارے جو زمین ہے اس میں نہایت خوبصورت درخت ہوتے ہیں۔ اندرون ملک میں بخورات۔ دارچینی اور چھوارے کے نہایت بلند درختوں کے گنجان جنگل ہیں۔ اور ان درختوں سے نہایت شیریں خوشبو پھیلا کرتی ہے۔ درختوں کے اقسام کی کثرت و تنوع کے سبب سے نام و وصف مشکل ہے۔ جو خوشبو اس میں اڑتی ہے۔ وہ جنت کی خوشبو سے کم نہیں۔ اور جس کی تعریف لفظوں میں ادا نہیں ہو سکتی۔ جو اشخاص زمین سے دور ساحل سے گزرتے ہیں۔ وہ بھی جب ساحل کی طرف سے ہوا چلتی ہے۔ تو اس خوشبو سے محظوظ ہوتے ہیں۔ وہ گویا آبحیات کا لطف اٹھاتے ہیں۔ اور یہ تشبیہ بھی اس کی قوت و لطافت کے مقابل میں ناقص ہے۔ آرٹی سیڈروس جو "سبا" کے عہد آخر میں تھا لکھتا ہے۔ "سبا کا بادشاہ اور اس کا ایوان "مارب" میں ہے۔ جو ایک پر اشجار پہاڑ پر عیش و مسرت میں واقع ہے۔ غرض باعتبار سرسبزی، خوشحالی، سامان عیش اور اعتدال آب و ہوا کے مارب اسی کا مصداق تھا۔ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ۔ "رب غفور" سے ادھر اشارہ کر دیا۔ کہ اپنی طرف سے شکر گزار ہو۔ اگر بمقتضائے بشریت کچھ تقصیر رہ جائے گی تو اللہ تعالیٰ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایسا سخت نہیں پکڑتا۔ اپنی مہربانی سے معاف فرما دیگا۔ اس کی نعمتوں کا شکر کماحقہٗ کس سے ادا ہو سکتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تحریر فرماتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا عذاب بھیجے۔ گھونس پیدا ہوئی۔ اس پانی کے بند میں۔ اس کی جڑ کرید ڈالی۔ ایک بار پانی نے زور کیا بند کو توڑ ڈالا وہ پانی عذاب کا تھا۔ جس زمین پر پھر گیا۔ کام سے جاتی رہی۔ کہتے ہیں کہ بند ٹوٹنے کی پیشینگوئی ایک کاہن نے کی تھی۔ اس پر بہت لوگ وطن چھوڑ کر ادھر ادھر چلے گئے۔ جو باقی رہے انہیں ان باغوں کے بدلہ نلکی اور کڑوی کسیلی چیزیں ملیں۔

موجودہ زمانے والوں کے لئے عبرت

موجودہ دور کے تمام انسانوں بالخصوص مغرور اور بے دین زمینداروں کے لئے قوم سبا کا واقعہ عبرتناک ہے کہ ایسے باغات کے مالک ہونے اور ایسے خوشحال ہونیکے باوجود جب اللہ تعالیٰ سے بغاوت کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کیسا ذلیل کیا معلوم ہوا کہ بڑے سے بڑے زمیندار ہو جانے سے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عزت حاصل نہیں ہوتی۔ ورنہ قوم سبا کے بڑے بڑے زمینداروں پر یہ تباہی نہ آتی۔

اللہ جل شانہٗ کا اعلان

کہ عزت فقط تین ہستیوں میں محدود ہے

اللہ تعالیٰ کی ذات۔ انبیاء علیہم السلام۔ مومنین

(یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۭ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝)

سورہ المنافقون رکوع ۱ پ ۲۸۔ ترجمہ۔ وہ (منافق) کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو اس میں سے عزت والا ذلیل کو ضرور نکال دے گا اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مومنین ہی کے لئے ہے

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہے کہ عزت فقط تین ہستیوں میں محدود ہے۔

اول نمبر عزت اللہ تعالیٰ کی ہے

اس کا سبب ملاحظہ ہو

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝) سورہ آل عمران رکوع ۳ پ ۳۔

ترجمہ۔ تو کہہ اے اللہ بادشاہی کے مالک جسے تو چاہتا ہے۔ سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے۔ سلطنت چھین لیتا ہے جسے تو چاہتا ہے۔ عزت دیتا ہے اور جسے تو چاہے ذلیل کرتا ہے۔ سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے

لہٰذا

جب اللہ تعالیٰ ہی سارے جہان کا مالک ہے۔ لہٰذا عزت تو اس کی لونڈی ہے۔ وہ تو خود عزت بانٹنے والا ہے۔ اس لئے سب معززین میں سے نمبر اوّل عزت اللہ تعالیٰ کا حصہ ہے

اللہ تعالیٰ کے بعد معززین میں انبیاء علیہم السلام اور مومنین کا شمار

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ۝

سورہ المومن۔ رکوع ۶ پ ۲۴۔ ترجمہ: ہم اپنے رسولوں اور ایمانداروں کے دنیا کی زندگی میں بھی مددگار ہیں اور اس دن بھی جبکہ گواہ کھڑے ہوں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انبیاء علیہم السلام اور مومنین بارگاہ الٰہی میں اتنے معزز ہیں۔ کہ دنیا اور آخرت میں دونوں جگہ ان کی امداد کا وعدہ فرما رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر عزت کا اور کونسا مقام ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی امداد و اعانت کا اپنی طرف سے اعلان فرما رہے ہیں

آخری دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو صحیح معنوں میں مومن ہونے کی توفیق عطا فرمائے کہ امداد کے یہ وعدے بھی ہمارے حق میں ثابت ہوں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۷ر رجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۷ر فروری ۱۹۵۸ء

از شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی درکوانہ شیرانوالہ لاہور

مرنے والوں میں خوش نصیب کون ہے اور بد نصیب کون ہے

برادران اسلام - آج کے خطبہ میں قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں یہ چیز عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگرچہ موت تو ہر انسان پر آنے والی ہے - البتہ مرنے والوں کے انجام میں فرق ضرور ہوتا ہے - بعض خوش نصیب ہوتے ہیں اور بعض بد نصیب - اور یہ دونوں چیزیں در اصل انسان کی گزشتہ زندگی کا نتیجہ ہوتی ہیں - آج میں نے جو عنوان تجویز کیا ہے ممکن ہے کہ اسے پڑھ کر بعض ایسے آدمی جن کا اپنی بد اعمالی کے باعث انجام بد ہونے والا تھا وہ ڈر جائیں اور اپنی اصلاح کر لیں - ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ ان کے سابقہ گناہ معاف فرما دے اور آئندہ کی ہوئی نیکیاں قبول فرمائے اور وہ انجام کے لحاظ سے خوش نصیب ہو جائیں - یہ کانٹا دنیا میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے بدلا جا سکتا ہے - حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :-

اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ اَوْكَمَا قَالَ - ترجمہ - گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح (پاک) ہو جاتا ہے - جس نے گناہ کیا ہی نہیں تھا -

تائید الٰہی

(قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝) سورہ الزمر رکوع ۶ پ ۲۴ -

ترجمہ - کہدو اے میرے بندو - جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے - اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو - بیشک اللہ سب گناہ بخش دے گا - بیشک وہ بخشنے والا رحم والا ہے - اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کا حکم مانو - اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے - پھر تمہیں مدد بھی نہ مل سکے -

حاصل

ان آیات سے بالکل صاف طور پر یہ چیز ثابت ہو رہی ہے کہ اللہ تعالےٰ گنہگاروں سے فرما رہا ہے - بے شک اللہ تعالےٰ سب گناہ بخش دے گا - بیشک وہ بخشنے والا ہے اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو - اور حکم مانو - گناہوں سے رجوع کر کے حکم ماننے کا موقعہ تو دنیا کی زندگی ہی میں ہو سکتا ہے - موت کے بعد تو یہ موقعہ آنے والا نہیں ہے -

موت سر پر آ کھڑی ہو

تو پھر توبہ قبول نہیں ہو سکتی - اللہ جل شانہٗ کا اعلان ملاحظہ ہو - (وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۭ اُولٰۗىِٕكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝) سورہ النساء رکوع ۳ پ ۴ - ترجمہ - اور اُن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے - جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں - یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے - اس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں - اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں - ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے -

موت والوں کا ذکر

پہلی مثال

(اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰۗىِٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِيٰۗؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝) سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع ۴ پ ۲۴ - ترجمہ - بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے - پھر اس پر قائم رہے - ان پر فرشتے اُتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو - اور جنّت میں خوش رہو - جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا - ہم تمہارے دُنیا میں بھی دوست تھے اور آخرت میں بھی اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے - جس کو تمہارا دل چاہے اور جو تم وہاں مانگو گے - ملے گا - بخشنے والے نہایت رحم کرنے والے کی طرف سے مہمانی ہے -

تینوں نعمتوں کا سبب

ان خوش نصیب انسانوں کو مرنے کے بعد تین نعمتیں نصیب ہوتی ہیں - کوئی خوف نہ کرو - کوئی غم نہ کرو - بہشت میں خوش ہو کر رہو - ان تینوں نعمتوں کا سبب بھی اسی آیت میں مذکور ہے - اور وہ دو چیزیں ہیں - پہلی انہوں نے یہ اقرار کیا تھا کہ ہماری ہر حاجت کا پورا کرنے والا ایک اللہ ہے - حاجتیں خواہ جسمانی ہوں یا روحانی بچپن کی تھیں یا جوانی کی یا بڑھاپے کی - صحت کی حالت کی تھیں - یا بیماری کی حالت کی - مجرد زندگی کے وقت کی تھیں یا متاہل (شادی ہونے کے بعد) زندگی کی تھیں - اندرون خانہ میں پیش آنے والی تھیں یا بیرون خانہ میں پیش آنے والی تھیں - برادری کے تعلقات کے متعلق تھیں یا غیر برادری کے تعلقات کے متعلق تھیں - دوستوں سے نباہ کے متعلق تھیں یا دشمنوں سے عہدہ برآ ہونے کے متعلق تھیں

کسی شادی کے موقعہ سے متعلق تھیں۔ یا کسی غمی کے موقعہ سے عہدہ بر آ ہونے کے متعلق تھیں۔ اولاد کی تربیت کے متعلق تھیں یا بیویوں سے نباہ کے متعلق تھیں یا برادری سے تعلقات کے متعلق تھیں۔ غرضیکہ ان خوش نصیب انسانوں نے ان تمام معاملات میں فقط اللہ تعالےٰ ہی کی رضا کو پیش نظر رکھ کر اور اسی کی راہ نمائی کی روشنی میں زندگی کے لمحات کو بسر کیا اور مذکورہ طرز عمل پر استقامت اختیار کی۔ یعنی اس طریق زندگی پر ایسے پکے رہے کہ کسی کی مخالفت کی ذرہ برابر پرواہ نہ کی۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت چلنے میں اگر ساری دُنیا سے نباہ ہوتا جائے تو نبھا اور اگر بالفرض کسی معاملہ میں اللہ تعالےٰ کی رضا پر چلنے میں ساری دنیا کے انسان ان سے کٹ جائیں تو انہیں اتنا بھی احساس نہیں ہوتا۔ جتنا کہ بدن پر بیٹھے ہوئے مچھر کے اُڑ جانے سے ہو سکتا ہے۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلک ومنک

ربنا اللہ ثم استقاموا

کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے کی ایک عجیب مثال (سورۃ المنفقون پ۲۸) کی آیات میں ایک واقعہ ہے۔ اختصار کے سبب سے آیتیں نقل نہیں کرتا۔ ان آیات کے متعلق جو واقعہ ہے وہ عبرت کے لئے عرض کرتا ہوں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے دو شخص لڑ پڑے ایک مہاجرین میں سے تھا اور ایک انصار میں سے تھا۔ دونوں نے اپنی حمایت کے لئے اپنی اپنی جماعت کو پکارا۔ جس پر خاصہ شور مچ گیا۔ یہ خبر عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کو پہنچی۔ اس نے کہا کہ اگر ہم ان مہاجرین کو اپنے شہر میں جگہ نہ دیتے۔ تو یہ لوگ ہم سے مقابلہ کیوں کرتے۔ تم ہی ان کی خدمت کرتے ہو۔ تب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمع رہتے ہیں۔ تم خبر گیری چھوڑ دو۔ یہ لوگ خرچ سے تنگ آ کر چلے جائیں گے۔ اور یہ سارا مجمع بکھر جائے گا۔ یہ بھی کہا۔ کہ اس سفر سے واپس ہو کر ہم مدینہ پہنچیں تو جس کا اس شہر میں زور ہے۔ وہ ذلیل لوگوں کو نکال دے گا۔ (یعنی ہم انصار لوگ شہر کے مالک اور معزز ہیں ان ذلیل مہاجروں کو جو نووارد ہیں۔ نکال دیں گے) ایک صحابی زیدؓ بن ارقم نے اس کی یہ باتیں سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کر دیں حضور انورؐ نے عبداللہ بن ابی وغیرہ کو بلا کر تحقیق کی تو یہ لوگ قسمیں کھا گئے کہ زیدؓ بن ارقم نے ہمارے متعلق یہ جھوٹ بولا ہے۔ سب لوگ زیدؓ بن ارقم پر ناراض ہوئے۔ وہ بچارے سخت نادم ہوئے۔ اس وقت سورۃ المنفقون کی آیتیں نازل ہوئیں۔ حضور انورؐ نے زیدؓ کو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تجھے سچا کر دیا۔ عبداللہ بن ابی کی جماعت یہ نہ سمجھی کہ تمام آسمان اور زمین کے خزانوں کا مالک تو اللہ ہے۔ کیا جو لوگ محض اُس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اُس کے پیغمبرؐ کی خدمت میں رہتے ہیں۔ وہ اُن کو بھوکا مار دے گا۔ اور اگر یہ لوگ اُن کی امداد بند کر دیں گے تو وہ بھی اپنی روزی کے سب دروازے بند کر دے گا۔ روایات میں ہے کہ عبداللہ بن ابی کے وہ الفاظ (کہ عزت والا ذلیل کو نکال دے گا) جب اس کے بیٹے عبداللہؓ بن عبداللہ کو پہنچے (جو دل و جان سے سچے مسلمان تھے) تو باپ کے سامنے تلوار لے کر کھڑے ہو گئے۔ کہنے لگے۔ جب تک تو اقرار نہیں کر لے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں۔ اور تو ذلیل ہے۔ زندہ نہیں چھوڑوں گا اور نہ مدینہ میں داخل ہونے دوں گا۔ بالآخر اقرار کرا کر چھوڑا (یہ ساری تفصیل عبداللہؓ بن عبداللہ کے اُن فقروں کے سامنے لانے کے لئے میں نے تحریر کی ہے۔ یہ شخص قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کی فہرست میں شامل ہونے والوں میں سے ہے) اللھم اجعلنا منھم

دُوسری مثال

(ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون ۰ فرحین بما اتھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۰ یستبشرون بنعمۃ من اللہ وفضل وان اللہ لا یضیع اجر المؤمنین ۰) سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پ۴۔ **ترجمہ** اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں۔ اُنہیں مُردہ نہ سمجھ۔ بلکہ وُہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں دیا ہے خوش ہونے والے ہیں اور اُن کی طرف سے بھی خوش ہوتے ہیں۔ جو ابھی تک اُن کے پیچھے سے اُن کے پاس نہیں پہنچے۔ اس لئے کہ نہ اُن پر خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں اور اس بات سے کہ اللہ ایمان والوں کی مزدوری کو ضائع نہیں کرتا۔

ان خوش نصیب شہیدوں کا احادیث میں ذکر

پہلی

عن مسروق قال سألنا عبد اللہ بن مسعود عن ھذہ الآیۃ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون ۰ الایۃ قال اما انا سألنا عن ذالک فقال ارواحھم فی اجواف طیر خضر لھا قنادیل معلقۃ بالعرش تسرح من الجنۃ حیث شاءت ثم تاوی الی تلک القنادیل فاطلع علیھم ربھم اطلاعۃ فقال ھل تشتھون شیئا قالوا ای شیء نشتھی ونحن نسرح من الجنۃ حیث شئنا ففعل ذالک بھم ثلث مرات فلما رأوا انھم لم یترکوا من ان یسئلوا قالوا یا رب نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتی نقتل فی سبیلک مرۃ اخری فلما رأی ان لیس لھم حاجۃ ترکوا (رواہ مسلم) **ترجمہ**:۔ مسروق سے روایت ہے۔ کہا ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے سوال کیا۔ اس آیت کے متعلق ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون (اس آیت کا ترجمہ بھی لکھا گیا ہے) کہا بیشک ہم نے اس کے متعلق (رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے سوال کیا تھا۔ تب آپؐ نے فرمایا۔ ان (شہیدوں) کی رُوحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہیں۔ ان کے لئے عرش کے ساتھ قندیل لٹکے ہوئے ہیں۔ بہشت میں جہاں چاہتے ہیں۔ چُگتے پھرتے ہیں۔ پھر ان قندیلوں کی طرف لوٹ کر آ جاتے ہیں۔ پھر ان کا رب ان کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر ان (شہیدوں سے) فرمایا۔ کوئی چیز چاہتے ہو۔ اُنہوں نے کہا۔ ہم (اور) کیا چاہیں۔ بہشت میں جہاں ہم چاہتے ہیں۔ چُگتے پھرتے ہیں۔ پھر اس نے تین مرتبہ ان سے یہی سوال کیا۔ پھر جب انہوں نے دیکھا کہ ان سے بار بار سوال کیا جا رہا ہے۔ اُنہوں نے عرض کی کہ اے ہمارے رب ہم چاہتے ہیں کہ ہماری رُوحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیا جائے۔ تاکہ دُوسری مرتبہ تیری راہ میں قتل کیے جائیں۔ پس جب (اللہ تعالےٰ نے) دیکھا کہ ان کی کوئی حاجت نہیں ہے تو چھوڑ دیا گئے۔

دُوسری

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ اَنَّهٗ لَمَّا اُصِيْبَ اِخْوَانُكُمْ يَوْمَ اُحُدٍ جَعَلَ اللّٰهُ اَرْوَاحَهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ اَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَاْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَاْوِيْ اِلٰى قَنَادِيْلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِيْبَ مَاْكَلِهِمْ وَمَشْرَبِهِمْ وَمَقِيْلِهِمْ قَالُوْا مَنْ يُّبَلِّغُ اِخْوَانَنَا عَنَّا اِنَّنَا اَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ لِعَلَّا يَزْهَدُوْا فِي الْجَنَّةِ وَلَا يَنْكِلُوْا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَاءٌ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَاتِ (رواہ ابوداؤد) ترجمہ:-

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا۔ تحقیق شان یہ ہے۔ جب تمہارے بھائیوں کو اُحد کے دن تکلیف پہنچائی گئی (یعنی شہید کیے گئے) اللہ نے اُن کی رُوحوں کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں ڈال دیا بہشت کی نہروں پر پھرتے ہیں۔ بہشت کے پھلوں سے کھاتے ہیں اور عرش کے سایہ میں جو سونے کی قندیلیں لٹکی ہوئی ہیں۔ ان میں آ بیٹھتے ہیں۔ پھر جب اُنہوں نے اپنے کھانے پینے اور رہنے کا عمدہ انتظام دیکھا۔ تو کہا۔ ہمارے بھائیوں کو کون ہماری طرف سے یہ پیغام پہنچا دے کہ بیشک ہم بہشت میں زندہ ہیں۔ تاکہ بہشت کے حاصل کرنے میں بے رغبتی نہ کریں اور لڑائی کے وقت پیچھے نہ ہٹیں تب اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ بیشک میں ان کو تمہاری طرف سے پہنچا دوں گا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے یہ (آیتیں) نازل فرمائیں۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاءٌ اِلٰى آخر الآیات

قرآن مجید میں بدنصیب مرنے والوں کا ذکر

(اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰۗىِٕكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۱۹ پ ۲ — ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے انکار کیا اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے تو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی بھی وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح اور ہماری اصطلاح میں فرق ہے

آج کل ہم لوگ غیر مُسلم کو کافر کہتے ہیں۔ مثلاً ہندو۔ سکھ۔ عیسائی وغیرہ یعنی جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھے وہ مُسلمان ہے اور جو یہ کلمہ نہ پڑھے وہ کافر ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں بعض کلمہ پڑھنے والے بھی کافر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا اعلان

ملاحظہ ہو۔ وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْٓا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُوْلُهٗ ۭ بَلْ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ (سورۃ النور رکوع ۶ پ ۱۸)

ترجمہ۔ اور کہتے ہیں ہم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے اور ہم فرمانبردار ہو گئے۔ پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے۔ تاکہ ان میں فیصلہ کرے۔ تبھی ایک گروہ ان میں سے مُنہ موڑنے والے ہیں۔ اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف گردن جُھکائے آتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں یا ڈرتے ہیں۔ اس سے کہ ان پر اللہ اور اس کا رسول ظلم کریگا بلکہ وہی ظالم ہیں۔ مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے۔ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بُلایا جاتا ہے۔ تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم نے سُنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے بس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانے کا اقرار کرتے ہیں۔ یعنے اپنے آپ کو مُسلمان کہتے ہیں اور جس وقت انہیں اپنے جھگڑوں کا فیصلہ کرانے کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی عدالت میں لایا جائے تو آنے سے انکار کرتے ہیں۔ ہاں ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہاں جانے میں فیصلہ ہمارے ہی حق میں ہوگا۔ پھر تو آ جاتے ہیں۔ ورنہ نہیں آتے۔ ایسے لوگوں کے حق میں اللہ تعالےٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ وہ مومن نہیں ہیں۔ جس شخص کے متعلق اللہ تعالےٰ فرمائے کہ وہ مومن نہیں ہے تو اس کے حق میں سوائے کافر کے اور کون سا لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کی روشنی میں یہ فیصلہ صاف ہو گیا کہ اسلام کا دعوےٰ کرنے والے سارے مسلمان نہیں ہوتے۔ بلکہ بعض آدمی

اندر میں کافر ہوتے ہیں اور بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں اور ان پر کفر کا لفظ استعمال کرنے کا سبب فقط یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت سے فیصلہ کرانے سے انکار کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

قرآن مجید کی اصطلاح میں انہیں منافق کہا جاتا ہے

اگرچہ یہ لوگ اندر میں کافر ہی ہیں۔ مگر بظاہر کلمہ گو ہیں اور مسلمانوں میں شامل رہتے ہیں۔ اس لئے انہیں منافق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

ان بدنصیبوں کا ٹھکانہ بھی جہنم ہے

(اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِیْرًا) سورہ النساء رکوع ۲۰ پ ۶) ترجمہ:۔ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقے میں ہوں گے اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہیں پائے گا۔

مرنے والوں میں سے خوش نصیبوں کا ذکر حدیث شریف میں

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَۃِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَانْتَھَیْنَا اِلَی الْقَبْرِ وَلَمَّا یُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَلَسْنَا حَوْلَہٗ کَاَنَّ عَلٰی رُءُوْسِنَا الطَّیْرَ وَفِیْ یَدِہٖ عُوْدٌ یَنْکُتُ بِہٖ فِی الْاَرْضِ فَرَفَعَ رَاْسَہٗ فَقَالَ اسْتَعِیْذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ اِذَا کَانَ فِیْ اِنْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْیَا وَاِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَۃِ نَزَلَ اِلَیْہِ مَلٰٓئِکَۃٌ مِّنَ السَّمَآءِ بِیْضُ الْوُجُوْہِ کَاَنَّ وُجُوْھَھُمُ الشَّمْسُ مَعَھُمْ کَفَنٌ مِّنْ اَکْفَانِ الْجَنَّۃِ وَحَنُوْطٌ مِّنْ حَنُوْطِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَجْلِسَ مِنْہُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ یَجِیْئُ مَلَکُ الْمَوْتِ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَتّٰی یَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِہٖ فَیَقُوْلُ اَیَّتُھَا النَّفْسُ الطَّیِّبَۃُ اُخْرُجِیْ اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٍ قَالَ فَتَخْرُجُ تَسِیْلُ کَمَا تَسِیْلُ الْقَطْرَۃُ مِنَ السِّقَآءِ فَیَاْخُذُھَا فَاِذَا اَخَذَھَا لَمْ یَدَعُوْھَا فِیْ یَدِہٖ طَرْفَۃَ عَیْنٍ حَتّٰی یَاْخُذُوْھَا فَیَجْعَلُوْھَا فِیْ ذٰلِکَ الْکَفَنِ وَ فِیْ ذٰلِکَ الْحَنُوْطِ وَیَخْرُجُ مِنْھَا کَاَطْیَبِ نَفْحَۃِ مِسْکٍ وُجِدَتْ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ قَالَ فَیَصْعَدُوْنَ بِھَا فَلَا یَمُرُّوْنَ یَعْنِیْ بِھَا عَلٰی مَلَاٍ مِّنَ الْمَلَائِکَۃِ اِلَّا قَالُوْا مَا ھٰذَا الرُّوْحُ الطَّیِّبُ فَیَقُوْلُوْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِاَحْسَنِ اَسْمَائِہِ الَّتِیْ کَانُوْا یُسَمُّوْنَہٗ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی یَنْتَھُوْا بِھَا اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَسْتَفْتِحُوْنَ لَہٗ فَیُفْتَحُ لَھُمْ فَیُشَیِّعُہٗ مِنْ کُلِّ سَمَآءٍ مُقَرَّبُوْھَا اِلَی السَّمَآءِ الَّتِیْ تَلِیْھَا حَتّٰی یُنْتَھٰی بِہٖ اِلَی السَّمَآءِ السَّابِعَۃِ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اُکْتُبُوْا کِتَابَ عَبْدِیْ فِیْ عِلِّیِّیْنَ وَاَعِیْدُوْہُ اِلَی الْاَرْضِ فَاِنِّیْ مِنْھَا خَلَقْتُھُمْ وَفِیْھَا اُعِیْدُھُمْ وَمِنْھَا اُخْرِجُھُمْ تَارَۃً اُخْرٰی قَالَ فَتُعَادُ رُوْحُہٗ فِیْ جَسَدِہٖ فَیَاْتِیْہِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَنْ رَّبُّکَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰہُ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا دِیْنُکَ فَیَقُوْلُ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ مَا ھٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ فَیَقُوْلُ ھُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلَانِ لَہٗ وَمَا عِلْمُکَ فَیَقُوْلُ قَرَاْتُ کِتَابَ اللّٰہِ فَاٰمَنْتُ بِہٖ وَصَدَّقْتُ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَاَفْرِشُوْہُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاَلْبِسُوْہُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَافْتَحُوْا لَہٗ بَابًا اِلَی الْجَنَّۃِ قَالَ فَیَاْتِیْہِ مِنْ رَّوْحِھَا وَطِیْبِھَا وَیُفْسَحُ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ مَدَّ بَصَرِہٖ قَالَ وَیَاْتِیْہِ رَجُلٌ حَسَنُ الْوَجْہِ حَسَنُ الثِّیَابِ طَیِّبُ الرِّیْحِ فَیَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِیْ یَسُرُّکَ ھٰذَا یَوْمُکَ الَّذِیْ کُنْتَ تُوْعَدُ فَیَقُوْلُ لَہٗ مَنْ اَنْتَ فَوَجْھُکَ الْوَجْہُ یَجِیْئُ بِالْخَیْرِ فَیَقُوْلُ اَنَا عَمَلُکَ الصَّالِحُ فَیَقُوْلُ رَبِّ اَقِمِ السَّاعَۃَ حَتّٰی اَرْجِعَ اِلٰی اَھْلِیْ وَمَالِیْ۔

ترجمہ ۔ براء بن عازب رضؓ سے روایت ہے کہا ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار کے ایک آدمی کے جنازہ کے لئے نکلے۔ پس ہم قبر پر پہنچ گئے اور ابھی لحد تیار نہیں ہوئی تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم آپ کے گرد بیٹھ گئے۔ گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہیں اور آپؐ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ اس کے ساتھ زمین کو کرید رہے تھے پھر آپؐ نے سر اٹھایا۔ پھر فرمایا قبر کے عذاب سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ طلب کرو۔ (یہ کلمہ) دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا۔ پھر دیا۔ بے شک بندہ مومن جب دنیا سے منقطع ہونے والا اور آخرت کی طرف جانے والا ہوتا ہے۔ اس کی طرف فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں سفید مونہوں والے۔ گویا کہ ان کے منہ پر سورج ہیں۔ ان کے پاس بہشت کے کفنوں میں سے کفن ہوتا ہے۔ اور بہشت کی خوشبوؤں میں سے خوشبو ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس سے آنکھ کی نگاہ کی دوری تک دور بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام آتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے۔ پھر کہتا ہے اے پاک نفس اللہ کی مغفرت اور رضا کی طرف نکل۔ آپؐ نے فرمایا پھر روح نکل آتی ہے۔ جس طرح مشک سے پانی کا قطرہ بہ کر نکل آتا ہے۔ پھر وہ اسے لے لیتا ہے۔ دوسرے فرشتے اس کے ہاتھ میں آنکھ کے جھپکنے کی دیر بھی نہیں چھوڑتے۔ یہاں تک کہ اس روح کو لے لیتے ہیں۔ پھر اس روح کو اس کفن میں ڈال دیتے ہیں۔ اور اس خوشبو میں اور اس (روح) سے مثل عمدہ کستوری کے ناف کی سی خوشبو نکلتی ہے جو زمین پر پایا جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا پھر اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ پھر اسے لے کر فرشتوں کی کسی جماعت کے پاس سے نہیں گزرتے۔ مگر وہ کہتے ہیں۔ یہ عمدہ روح کس کی ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں۔ فلانے بیٹے فلانے کی۔ بہترین۔ ان ناموں میں سے جن سے دنیا میں پکارتے تھے۔ یہاں تک دنیا کے آسمان تک جا پہنچتے ہیں۔ پھر اس کے لئے دروازے کھلواتے ہیں۔ پھر ان کے لئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ اس کے اعزاز میں ہر آسمان کے مقرب چلتے ہیں۔ اس آسمان تک جو پہلے آسمان سے متصل ہے۔ یہاں تک کہ اسے ساتویں آسمان تک جا پہنچاتے ہیں۔ پھر اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ میرے بندے کا نامۂ اعمال علیین میں لکھ دو۔ اور اسے زمین کی طرف واپس لے جاؤ۔ پس میں نے اسی سے انہیں پیدا کیا تھا اور اسی میں انہیں لوٹاؤں گا اور اسی سے انہیں دوسری مرتبہ نکالوں گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ پس اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ پھر اسے بٹھاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ تیرا رب کون

ہے۔ پھر کہتا ہے۔ میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہتے ہیں۔ تیرا دین کون سا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ میرا دین اسلام ہے۔ پھر کہتے ہیں۔ یہ شخص کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا۔ پھر کہے گا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر اسے کہیں گے تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ پھر کہے گا۔ میں نے اللہ کی کتاب (یعنی قرآن مجید) پڑھی تھی۔ پھر میں اس پر ایمان لایا تھا اور میں نے اس کی تصدیق کی تھی۔ پھر آسمان سے ایک پکار نے والا پکاریگا کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ پس اسے بہشت کا بچھونا بچھا دو۔ اور بہشت کا لباس پہنا دو۔ اور بہشت کی طرف سے ایک دروازہ کھول دو۔ آپؐ نے فرمایا۔ پھر اسے بہشت کی طرف سے ہوا اور خوشبو آتی ہے۔ پھر اس کے لئے اس کی قبر آنکھ کی نگاہ کی دوری تک کشادہ کر دی جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اس کے پاس ایک خوبصورت انسان خوبصورت کپڑوں والا اور عمدہ خوشبو والا آتا ہے۔ پس وہ کہتا ہے۔ تمہیں مبارک ہو۔ اس چیز کی جو تمہیں خوش کرتی ہے یہی تیرا وہ دن ہے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ پھر (قبر والا) اس سے کہے گا۔ تم کون ہو۔ تیرا منہ تو ایسا منہ ہے۔ جس سے بھلائی نکلتی ہے۔ پھر وہ کہے گا۔ میں تیرا ہی نیک عمل ہوں۔ پھر وہ (قبر والا) کہے گا۔ اے میرے رب قیامت قائم کر تاکہ میں اپنے اہل اور مال میں لوٹ کر جاؤں۔

مرنیوالوں میں سے بد نصیبوں کا ذکر حدیث شریف میں

وَاَنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ اِذَا كَانَ فِي اِنْقِطَاعٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَاِقْبَالٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ نَزَلَ اِلَيْهِ مِنَ السَّمَآءِ مَلَآئِكَةٌ سُوْدُ الْوُجُوْهِ مَعَهُمُ الْمُسُوْحُ فَيَجْلِسُوْنَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَجِيْئُ مَلَكُ الْمَوْتِ حَتّٰى يَجْلِسَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَيَقُوْلُ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيْثَةُ اُخْرُجِيْ اِلٰى سَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ قَالَ فَتَفَرَّقُ فِيْ جَسَدِهٖ فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السَّفُّوْدُ مِنَ الصُّوْفِ الْمَبْلُوْلِ فَيَاْخُذُهَا فَاِذَا اَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِيْ يَدِهٖ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى يَجْعَلُوْهَا فِيْ تِلْكَ الْمَسُوْحِ وَتَخْرُجُ مِنْهَا كَاَنْتَنِ رِيْحٍ جِيْفَةٍ وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا فَلَا يَمُرُّوْنَ بِهَا عَلٰى مَلَاٍ مِّنَ الْمَلَآئِكَةِ اِلَّا قَالُوْا مَا هٰذَا الرُّوْحُ الْخَبِيْثُ فَيَقُوْلُوْنَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِاَقْبَحِ اَسْمَآئِهِ الَّتِيْ كَانَ يُسَمّٰى بِهَا فِي الدُّنْيَا حَتّٰى يَنْتَهُوْا بِهَا اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيُسْتَفْتَحُ لَهٗ فَلَا يُفْتَحُ لَهٗ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اُكْتُبُوْا كِتَابَهٗ فِيْ سِجِّيْنٍ فِي الْاَرْضِ السُّفْلٰى فَتُطْرَحُ رُوْحُهٗ طَرْحًا ثُمَّ قَرَاَ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ فَتُعَادُ رُوْحُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ وَيَاْتِيْهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهٖ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِيْنُكَ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيَقُوْلَانِ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ فَيَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِيْ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ كَذَبَ فَاَفْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَى النَّارِ فَيَاْتِيْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰى تَخْتَلِفَ فِيْهِ اَضْلَاعُهٗ وَيَاْتِيْهِ رَجُلٌ قَبِيْحُ الْوَجْهِ قَبِيْحُ الثِّيَابِ مُنْتِنُ الرِّيْحِ فَيَقُوْلُ اَبْشِرْ بِالَّذِيْ يَسُوْءُكَ هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِيْ كُنْتَ تُوْعَدُ فَيَقُوْلُ وَمَنْ اَنْتَ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيْئُ بِالشَّرِّ فَيَقُوْلُ اَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيْثُ فَيَقُوْلُ رَبِّ لَا تُقِمِ السَّاعَةَ

(رواہ احمد)

ترجمہ:۔ اور تحقیق بندہ کافر جب دنیا سے رخصت ہونے والا ہوتا ہے۔ اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے والا ہوتا ہے تو اس کی طرف آسمان سے سیاہ منہوں والے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ انکے پاس ٹاٹ ہوتا ہے۔ پھر اس کی آنکھ کی نگاہ کی دوری تک بیٹھ جاتے ہیں پھر موت والا فرشتہ آتا ہے۔ یہانتک کہ اس کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے پھر کہتا ہے اے خبیث روح نکل۔ اللہ کے غضب کی طرف۔ آپؐ نے فرمایا۔ پھر اس کے بدن میں روح پھیل جاتی ہے۔ پھر اسے کھینچ کر نکالتا ہے۔ جس طرح لوہے کی (گرم) سیخ بھیگی ہوئی اون سے کھینچ کر نکالی جاتی ہے۔ پھر اس روح کو لے لیتا ہے۔ پھر جب اسے لے لیتا ہے۔ وہ فرشتے اسکے ہاتھ میں آنکھ کے جھپکنے کی دیر بھی نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ اسے اس ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں۔ اور اس سے مردار کی سی بدترین بدبو آتی ہے۔ جو (مردار) زمین پر پایا جائے۔ پھر اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ پھر اس روح کو فرشتوں کی کسی جماعت کے پاس سے نہیں گزارتے۔ مگر وہ فرشتے کہتے ہیں۔ یہ خبیث روح کیسی (یعنی کس کی) ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں فلاں بیٹا فلاں کا ہے۔ بہت برے ناموں سے جن سے دنیا میں پکارا جاتا تھا یہاں تک کہ اسے آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں۔ پھر اس کے لئے دروازہ کھولنے کے لئے کہا جاتا ہے۔ پھر اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ (ترجمہ۔ ان کے لئے آسمان کے دروازے کھولے نہیں جائینگے اور نہ وہ بہشت میں داخل ہوں گے یہاں تک اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو۔) پھر اللہ عزوجل فرمائے گا۔ اس کا نامۂ اعمال زمین کے نچلے حصے سجین میں لکھ دو۔ پھر اس کی روح کو پھینک دیا جائے گا۔

پھر آپؐ نے پڑھا (جس کا ترجمہ یہ ہے) اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک کیا۔ پس گویا کہ وہ آسمان سے گرا۔ پھر اسے پرندے نے اچک لیا۔ یا اسے ہوا نے کسی دور جگہ میں جا پھینکا۔ پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے۔ اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ پھر اسے بٹھاتے ہیں۔ پھر اسے کہتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے۔ پھر وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں تو نہیں جانتا۔ پھر اسے کہتے ہیں۔ تیرا دین کون سا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ ہائے ہائے میں تو نہیں جانتا۔ پھر اسے کہتے ہیں۔ یہ شخص کون تھا۔ جو تم میں بھیجا گیا۔

پڑوسی کے حقوق

معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پڑوسی کے حقوق تم پر یہ ہیں کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت اور خبر گیری کرو اور اگر انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ اور وہ قرض مانگے تو (بشرط استطاعت) اس کو قرض دو اور اگر وہ کوئی برا کام کر بیٹھے تو پردہ پوشی کرو اور اگر اسے کوئی نعمت ملے تو اس کو مبارک باد دو اور اگر کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو، اور اپنی عمارت اس کی عمارت سے اس طرح بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے اور (جب تمھارے گھر اچھا کھانا پکے تو) تمھاری ہانڈی کی مہک اس کے لئے باعث ایذاء نہ ہو (یعنی اس کا اہتمام کرو کہ ہانڈی کی مہک اس کے گھر تک نہ جائے) الا یہ کہ اس میں سے تھوڑا سا کچھ اس کے گھر بھی بھیج دو (اس صورت میں کھانے کی مہک اس کے گھر تک جانے میں کوئی مضائقہ نہیں) معجم کبیر

پھر کہتا ہے۔ ہائے ہائے میں تو نہیں جانتا۔ پھر ایک آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ بس اسے آگ کا بچھونا بچھا دو اور اس کے لئے دوزخ کی طرف سے دروازہ کھول دو۔ پھر اُسے دوزخ کی گرمی اور لُو پہنچتی رہتی ہے۔ اور اُس پر قبر تنگ کر دی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اُس کی پسلیاں داہنی والی بائیں اور بائیں والی دائیں ہو جاتی ہیں اور اُس کے پاس ایک بدصورت بُرے کپڑوں والا بدبو والا آدمی آتا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ تمہیں خوشخبری ہو اس چیز کی جو تمہیں بُری معلوم ہوتی ہے۔ یہی تیرا وُہ دن تھا۔ جس کا تُمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ پھر وہ کہے گا تو کون ہے۔ تیرا تو مُنہ ایسا ہے جس سے بُرائی ٹپکتی ہے۔ پھر وُہ کہے گا۔ میں تیرا ہی عمل بد ہوں۔ پھر وُہ (قبر والا) کہے گا۔ اے میرے رب قیامت نہ لا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ۔ مورخہ ۲۴ رجب المرجب ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۴ فروری ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

تحفہ معراج

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (سورہ بنی اسرائیل ع ۱ پ ۱۵)

ترجمہ ۔ وہ پاک ہے۔ جس نے راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی۔ جس کے گرد گرد ہم نے برکت رکھی ہے۔ تاکہ ہم اُسے اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں۔ بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چند خصوصیات عطا فرمائی ہیں

۱۔ سیادت انبیاءؑ کا عہدہ جلیلہ

اس کے متعلق حضور کا اپنا ارشاد ہے:۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَّبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا اور میرے ہاتھ میں حمد کا جھنڈا ہوگا۔ اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا۔ اور قیامت کے دن آدم علیہ السلام اور اُن کے سوا تمام دُوسرے پیغمبر میرے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ اور قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر کھلے گی اور اس پر مجھ کو فخر نہیں۔

۲۔ شفاعت کبریٰ

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہے۔ انتظار کی ایک گھڑی بھی تکلیف دہ ہوتی ہے قیامت کے دن پچاس ہزار سال تک مخلوق خدا انتظار کرتے کرتے تھک جائیگی حدیث شریف میں آتا ہے اُس دن مومن آپس میں کہیں گے۔ کاش ہم کسی کو سفارش کے لئے تیار کرتے۔ تاکہ وہ ہمارے پروردگار سے ہماری شفاعت کرتا اور ہم کو اس تکلیف سے نجات دلاتا۔ چنانچہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے۔ کہ میں اس درجہ کا نہیں ہوں۔ وہ فرمائیں گے کہ تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ دُنیا میں سب سے پہلے نبی ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ وہ بھی معذوری کا اظہار فرمائیں گے اور حضرت ابراہیمؑ کے پاس جانے کے لئے فرمائیں گے غرضیکہ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام سب معذوری کا اظہار فرمائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھجوائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے حساب کتاب شروع ہوگا۔

۳۔ بہشت کا دروازہ

قیامت کے دن سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہشت کا دروازہ کھلوائیں گے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَاَسْتَفْتِحُ فَیَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَیَقُوْلُ بِکَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَکَ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں جنت کے دروازے پر آؤں گا۔ پس اُس کو کھلواؤں گا۔ جنت کا دربان پوچھے گا۔ آپ کون ہیں۔ میں کہوں گا محمدؐ دربان کہے گا۔ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ آپؐ سے پہلے کسی کے لئے (دروازہ) نہ کھولوں

یہ محاسن

اور خصوصی مرتبے کسی پیغمبر کو نصیب نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک معراج شریف بھی ہے۔

حدیث المعراج

مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معراج کا واقعہ سنایا۔ فرمایا کہ میں حطیم اور بعض اوقات فرمایا۔ کہ میں حجر میں لیٹا لیٹا ہوا تھا۔ ناگہاں ایک شخص میرے پاس آیا۔ اُس نے میرے سینے کو ناف تک چیرا۔ میرا دل نکالا۔ پھر میرے پاس ایک سونے کی طشتری ایمان سے بھری ہوئی لائی گئی۔ میرا دل دھو کر اس میں ایمان بھر کر اپنی جگہ پر رکھ دیا گیا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ زمزم کے پانی سے پیٹ دھو کر ایمان اور حکمت سے بھر دیا گیا ہے۔ پھر میرے پاس ایک سفید رنگ کی سواری لائی گئی جو خچر سے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی۔ جس کا نام بُراق تھا۔ اس کا ایک قدم اپنی آنکھ کی نگاہ کی دُوری پر پڑتا تھا۔ مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبرائیلؑ مجھے ساتھ لے گئے۔ یہاں تک کہ آسمان دنیا پر جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کی درخواست کی۔ پوچھا گیا کون ہے۔ فرمایا جبرائیلؑ پوچھا گیا اور آپؐ کے ساتھ

کون ہے - فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سوال کیا گیا - کیا آپ کو بلایا گیا ہے - فرمایا ہاں - کہا گیا - مرحبا - اچھے تشریف لائے - جب میں وہاں پہنچا - وہاں میں نے آدم علیہ السلام کو پایا - جبرائیلؑ نے فرمایا - یہ آپ کے والد آدم علیہ السلام ہیں - ان کو سلام فرمایئے میں نے اُن سے سلام کہا - آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا - صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو - پھر جبرئیلؑ مجھے اوپر لے چڑھے - یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھولنے کی درخواست کی - پوچھا گیا کون ہے - فرمایا جبرئیلؑ - پوچھا اور آپ کے ساتھ کون ہے - فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوال کیا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے فرمایا ہاں - کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے - پھر دروازہ کھولا گیا - میں وہاں پہنچا - وہاں یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام (موجود تھے) اور وہ دونوں خالہ زاد (بھائی) ہیں - جبرائیل نے فرمایا کہ یہ یحییٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) ہیں ان دونوں کو سلام فرمایئے - میں نے سلام کہا - دونوں نے جواب دیا - پھر فرمایا - صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو - پھر جبرئیلؑ مجھے تیسرے آسمان پر لے چڑھے - دروازہ کھولنے کی درخواست کی پوچھا گیا کون ہے - فرمایا جبرئیلؑ پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے - فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم - پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے - فرمایا ہاں - کہا گیا - مرحبا اچھے تشریف لائے - پھر دروازہ کھولا گیا - جب میں وہاں پہنچا - یوسفؑ کو پایا - جبرئیل نے فرمایا یہ یوسفؑ ہیں ان کو سلام فرمایئے - میں نے اُن سے سلام کہا - انہوں نے جواب دیا - پھر فرمایا صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو - پھر جبرئیل اوپر لے چڑھے - یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے - دروازہ کھولنے کی درخواست کی - کہا گیا کون ہے - فرمایا جبرئیل - پوچھا گیا - کیا آپ کے ساتھ کوئی ہے - فرمایا ہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے - فرمایا ہاں - کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے - پھر دروازہ کھولا گیا - جب میں وہاں پہنچا ادریس (علیہم السلام) کو وہاں پایا - جبرئیلؑ نے فرمایا - یہ ادریسؑ ہیں - ان کو سلام فرمایئے - میں نے ان کو سلام کہا - انہوں نے سلام کا جواب دیا - پھر فرمایا - صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو - پھر جبرئیلؑ مجھے لے چڑھے - یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک جا پہنچے - دروازہ کھولنے کی درخواست کی - پوچھا گیا کون ہے - فرمایا جبرئیلؑ کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے - فرمایا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پوچھا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے - فرمایا ہاں - کہا گیا مرحبا - اچھے تشریف لائے - پھر دروازہ کھولا گیا - جب میں وہاں پہنچا - ہارون علیہ السلام کو وہاں پایا - جبرئیلؑ نے فرمایا یہ ہارون علیہ السلام ہیں - ان کو سلام فرمایئے - میں نے ان کو سلام کہا انہوں نے جواب دیا - پھر فرمایا بھائی صالح اور نبی صالح کو مرحبا ہو - پھر جبرئیلؑ مجھے لے چڑھے - یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک پہنچے - دروازہ کھولنے کی درخواست کی - کہا گیا کون ہے - فرمایا جبرئیلؑ - پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہیں - فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم - کہا گیا - کہ آپ کو بلایا گیا ہے - فرمایا ہاں - کہا گیا مرحبا اچھے تشریف لائے - پھر دروازہ کھولا گیا - جب وہاں پہنچا - تو موسیٰؑ کو وہاں پایا - جبرئیل نے فرمایا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں - ان سے سلام فرمایئے - میں نے ان سے سلام کہا - انہوں نے جواب دیا - پھر فرمایا - صالح بھائی اور نبی صالح کو مرحبا ہو - جب میں اُن کے پاس سے گزرا تو رو پڑے - اُن سے کہا گیا - آپ کو کس چیز نے رُلایا - فرمانے لگے - اس لئے رویا کہ ایک نوجوان یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بعد بھیجا گیا - اس کی اُمت میری اُمت سے زیادہ بہشت میں جائے گی - پھر جبرئیل مجھے ساتویں آسمان پر لے چڑھے - دروازہ کھولنے کی درخواست کی - پوچھا گیا کون ہے - فرمایا جبرئیل - کہا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے - فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم - کہا گیا کیا آپ کو بلایا گیا ہے - فرمایا - ہاں کہا گیا مرحبا - اچھے تشریف لائے - جب میں وہاں پہنچا - ابراہیمؑ کو وہاں پایا - جبرائیل نے فرمایا یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں - ان سے سلام فرمایئے - میں نے اُن سے سلام کہا - اُنہوں نے سلام کا جواب فرمایا - پھر کہا - صالح بیٹے اور نبی صالح کو مرحبا ہو - پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک اٹھایا گیا - اُس کا پھل ہجر کے مٹکوں جیسا بڑا تھا اور اُس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح تھے جبرئیل نے فرمایا - یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے - وہاں میں نے چار دریا دیکھے - دو دریا ظاہر دو دریا باطن - میں نے کہا - اے جبرئیل یہ کیا ہے - فرمایا دو باطن والے جنت کے ہیں - اور دو ظاہر والے نیل اور فرات ہیں - پھر مجھے بیت المعمور کی طرف اُٹھایا گیا - اور میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا - اور ایک برتن شہد کا لایا گیا - میں نے دودھ والا برتن لے لیا - جبرئیل نے فرمایا - یہی فطرت ہے جس پر تو اور تیری اُمت ہے - پھر مجھ کو روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں - میں دربار الٰہی سے لوٹ آیا - موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا - اُنہوں نے پوچھا - آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے - میں نے کہا روزانہ پچاس نمازیں - پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی - خدا تعالےٰ کی قسم ہے - میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کرکے دیکھا ہے - میں نے بنی اسرائیل کو بہت زیادہ آزمایا ہے اپنے رب کے پاس لوٹ کر جایئے - اور اپنی اُمت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے - پھر میں لوٹ کر گیا - تو اللہ تعالےٰ نے دس نمازیں معاف فرمادیں - پھر موسیٰؑ کے پاس لوٹ کر آیا - پھر ویسا ہی کہا - پھر میں لوٹ کر گیا - تو اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمادیں - پھر میں لوٹ کر موسےٰؑ کے ہاں آیا - پھر ویسا ہی کہا - پھر میں لوٹ کر گیا - تو اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمادیں - پھر میں موسےٰ علیہ السلام کے ہاں لوٹ آیا - پھر ویسا ہی فرمایا - پھر میں لوٹ کر گیا - پھر اللہ تعالےٰ نے دس اور معاف فرمائیں - پھر مجھے روزانہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا - پھر لوٹ کر موسےٰؑ کے ہاں آیا - پھر ویسا ہی فرمایا - پھر مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا - پھر میں لوٹ کر موسےٰؑ کے ہاں آیا - پوچھا آپؐ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے - میں نے کہا روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے - فرمایا تیری اُمت روزانہ پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکے گی - میں نے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور بنی اسرائیل کو میں نے سخت آزمایا ہے - اپنے رب کے ہاں جایئے - اور اپنی اُمت کے لئے تخفیف کی درخواست کیجئے - آپ نے فرمایا - میں نے اپنے رب سے بہت سوال کئے ہیں - اب

شرم آتی ہے۔ اب میں راضی ہو جاتا ہوں اور اپنا اور اُن کا معاملہ اللہ تعالےٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ جب میں آگے گزرا ایک منادی نے آواز دی۔ میں نے اپنے مقرر کئے ہوئے حکم کو پورا کر لیا اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کر دی۔ (بخاری شریف و مسلم شریف)

معراج جسمانی ہوا یا روحانی؟

اکثر علمائے کرام جسمانی معراج کے قائل ہیں اور یہ کوئی بعید از قیاس چیز نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (سورہ یٰسین رکوع ۵ پ ۲۳) ترجمہ۔ اس کی تو یہ شان ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اتنا ہی فرما دیتا ہے۔ کہ ہو سو وہ ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اُس نے حضرت آدمؑ کو بن ماں باپ کے پیدا فرمایا۔ اور حضرت عیسےٰؑ کو بن باپ کے۔ اس کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رات ہی رات میں ساتوں آسمانوں کی سیر کرا دے۔ جسمانی معراج کے علاوہ روحانی معراج بھی سلف صالحین سے ثابت ہے۔

معراج شریف کب ہوا؟

معراج کس سال اور کس ماہ میں ہوا اس میں اختلاف ہے۔ فتح الباری اور عینی شرح بخاری شریف میں سال کے متعلق دس اور مہینے کے متعلق چھ مختلف روایات ہیں۔

۱۔ ہجرت سے پہلے چھ ماہ ہوا۔
۲۔ ہجرت سے پہلے آٹھ ماہ ہوا۔
۳۔ ہجرت سے پہلے گیارہ ماہ ہوا۔
۴۔ ہجرت سے پہلے ایک سال ہوا۔
۵۔ ہجرت سے پہلے ۱۴ ماہ ہوا۔
۶۔ ہجرت سے پہلے ۱۵ ماہ ہوا۔
۷۔ ہجرت سے پہلے سترہ ماہ ہوا۔
۸۔ ہجرت سے پہلے ۱۸ ماہ ہوا۔
۹۔ ہجرت سے پہلے تین سال ہوا۔
۱۰۔ ہجرت سے پہلے آٹھ سال ہوا۔
۱۔ شوال۔ ۲ ذی الحجہ۔ ۳۔ ربیع الاول
۴۔ ربیع الآخر۔ ۵۔ رجب۔ ۶۔ رمضان

نتیجۂ اختلاف

نبوت کا عہدۂ جلیلہ عطا ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں ۲۳ سال تک رونق افروز رہے۔ معراج شریف کے بعد کچھ عرصہ مکہ معظمہ میں اور پورے دس سال مدینہ منورہ میں قیام فرما رہے۔ اس عرصہ میں یوم معراج کے نام سے اگر کوئی تہوار منایا جاتا تو اُس تہوار کا ایک دن معیّن ہو جاتا۔ لیکن برسوں اور مہینوں کے اختلاف سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک زمانہ یا صحابہ کرامؓ یا تابعین کے زمانہ میں معراج شریف کے نام سے کسی تقریب کے منانے کا کوئی اہتمام نہیں کیا گیا۔ جس میں خورد و نوش یا لباس و پوشاک یا کوئی عبادت کسی خاص دن یا رات میں ادا کی جاتی ہو۔ اگر کوئی خاص اہتمام ہوتا تو ناممکن تھا کہ اس قدر اختلاف باقی رہتا۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہو سکتا جسے حضور سرور کائنات (فداہ ابی و امی) کی اس عظمت افزائی سے فرحت و سرور نہ ہو ہو آپ کو معراج شریف کی رات دربار الٰہی میں نصیب ہوئی ہے۔ لیکن اس خوشی کے اظہار کا وہ طریقہ بھی پسندیدہ بلکہ جائز نہیں ہے۔ جو پنجاب میں اختیار کیا جاتا ہے۔ اس خوشی کے اظہار کا صحیح طریقہ آئندہ تحفہ معراج کے عنوان میں آئے گا وما علینا الا البلاغ۔

خلاف شرع رسوم

پنجاب میں شب معراج ستائیسویں رجب کو منائی جاتی ہے۔ دن کو حلوا پکی پکایا جاتا ہے۔ رنگین کاغذوں کی جھنڈیاں لگائی جاتی ہیں۔ رات کو آتشبازی چلائی جاتی ہے اور دیئے جلاتے ہیں۔ جو شخص ان خلاف شرع رسوم کی مخالفت کرے اُسے وہابی کا لقب دیا جاتا ہے۔ چونکہ معراج شریف کا تہوار نہ منانے والوں پر طعن کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ خلاف شرع رسوم بدعت قرار پاتی ہیں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے

عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ اَحْدَاثِ بِدْعَةٍ (رواہ احمد) ترجمہ۔ حضرت غضیف بن حارث ثمالیؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس قوم نے (دین میں) کوئی نئی بات نکالی اُس کے مثل ایک سنت اُٹھا لی جاتی ہے پس سنت کو مضبوط پکڑنا نئی بات نکالنے سے بہتر ہے۔

اس حدیث

سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زور ایک ہی چیز پر ہو سکتا ہے۔ اگر مسلمان بدعت پر زور دیں گے تو سنت ختم ہو جائے گی۔ چنانچہ پنجاب میں گیارھویں پر بڑا زور دیا جاتا ہے۔ جو گیارھویں نہ دے۔ وہ وہابی ہے۔ لیکن زکوٰۃ پر زور نہیں دیا جاتا۔ آپ نے کبھی یہ نہیں سنا ہوگا۔ کہ جو زکوٰۃ نہ دے وہ وہابی ہے۔ یا جو نماز نہ پڑھے وہ وہابی ہے میاں صاحب پر حج اگر فرض ہے۔ اور وہ باوجود بنک میں کافی روپیہ جمع ہونے کے حج نہیں کرتے تو وہ وہابی نہیں کہلاتے

معراج شریف کی یہ سب خوشیاں

نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منائیں اور نہ آپؐ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ سے ثابت ہیں۔ پنجاب میں جو اسلام رائج ہے۔ اس کا ۹/۱۰ حصہ کفر سے آیا ہوا ہے ع

ہر کفر کہ کہنہ شد مسلمانی شد

مسلمانو!

گوش ہوش سے سن لو! کہ جو تمہارا دل چاہے۔ لیکن یاد رکھو۔ قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو گے۔ مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ (سورہ المائدہ ع ۳ پ ۶) (ترجمہ۔ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا)

مشکوٰۃ شریف

میٹرک کے درجہ کی کتاب ہے۔ ہر حنفی عالم اس کو پڑھ کر آتا ہے۔ اس میں مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ والی حدیث موجود ہے تمہارے عالم تم سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے تمہیں حق نہیں کہتے۔ ع

آنچہ شیراں را کند روباہ مزاج
احتیاج است احتیاج است احتیاج

حق وہی کہہ سکتا ہے جو تمہاری روٹیوں سے بے نیاز ہو اور فقط اللہ تعالےٰ کے دروازہ کا محتاج ہو۔ سورہ الشعراء میں اللہ تعالےٰ نے ہر نبی سے یہ اعلان کرایا ہے۔ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (سورہ الشعراء رکوع ۶ تا ۱۰ پ ۱۹) ترجمہ۔ اور میں تم

میری مزدوری تو بس رب العلمین کے ذمہ ہے۔
اگر ہمارے ہاں کھرا دین نہیں پایا جاتا تو اس میں امام اور مقتدی دونوں قصوروار ہیں۔ آئمہ مساجد کا قصور یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بجائے تم پر اعتماد کرتے ہیں اور تمہارا قصور یہ ہے کہ تم حق کہنے والوں کو اپنی مساجد میں نہیں رہنے دیتے
اللہ تعالیٰ سب آئمہ مساجد کو اپنے مقتدیوں کو صحیح دین پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور انہیں غیر اللہ سے مستغنی کر دے۔ آمین یا الہ العالمین۔

دوستی اور محبت کا ثبوت

مسلمانو! جس عقل سے دُنیا میں کام لیتے ہو۔ اُسی عقل سے دین کے معاملہ میں کام لوگے تو نجات ہو جائیگی ورنہ مارے جاؤ گے۔ اگر کسی کا کوئی دوست یا عزیز کسی جگہ سے اس کے لئے کوئی تحفہ لائے اور وہ اُسے رد کر دے تو دوستی اور محبت میں فرق آ جائے گا۔ اگر اُس کے دل میں دوست یا عزیز کی محبت ہے تو اُس تحفہ کو ضرور قبول کرے گا بلکہ اس کا احترام کرے گا۔

تحفۂ معراج

معراج مبارک کی حدیث کو غور سے پڑھ کر دیکھئے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمّتِ مرحومہ کے لئے کیا تحفہ لائے ہیں۔ روز روشن کی طرح واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت مرحومہ کے لئے بارگاہ باری جل مجدہٗ و عزّ اسمہ سے پانچ وقت کی نمازوں کا تحفہ لائے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ معراج شریف کو سجا جانے اور معراج شریف کی خوشی میں وہ تحفہ اور تبرک جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔ اس کو قبول کرے۔ اور اس تحفہ معراجیہ کو تا دمِ لحد ہاتھ سے جانے نہ دے۔ جو شخص اس تحفہ کو قبول نہیں کرتا۔ وہ گویا معراج شریف کی برکت آسمانی سے محروم رہنا چاہتا ہے اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ ہاتھ مبارک جو اپنی اُمت کے ہر کلمہ گو کو تحفہ معراجیہ دینے کے لئے بڑھا ہوا ہے۔ اُس سے تحفہ لینے کا انکار کر رہا ہے۔

خط و کتابت

وعید تارک تحفۂ معراج شریف

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پُرسشِ نماز بود

ترک نماز گناہ کبیرہ ہے۔ اس کا مرتکب دوزخی ہے۔ اور اگر ایمان سلامت ہے تو سزا بھگت کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل آئے گا۔ یہ فیصلہ اللہ تعالےٰ خود فرمائیں گے۔ کہ کتنی مدت اس کو دوزخ میں رہنا ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے اور کفر کو ملا دینے والی چیز نماز کا ترک کرنا ہے (مسلم) یعنی جو شخص نماز ترک کرتا ہے۔ اس میں کفر کی بُو آ جاتی ہے۔ ایک دوسری حدیث شریف کا یہ مضمون ہے۔ کہ جو لوگ نماز میں شریک نہیں ہوتے۔ جی چاہتا ہے کہ اُن کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دیا جائے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ وہ آپ کو اور مجھے تحفۂ معراج کو قبول کرنے اور اس کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

یتیم کی کفالت کرنے والے کا اجر

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور اپنے یا پرائے یتیم کی کفالت کرنے والا آدمی جنت میں اس طرح (قریب قریب) ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی سے اشارہ کر کے بتلایا، اور ان کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی۔ صحیح بخاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ تکریم شعبان ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۱ر فروری ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی مہتمم مدرسہ امینیہ شیرانوالہ لاہور

ایک خطرناک مہلک غلطی

مغربی پاکستان کے باشندوں میں مسلمانوں کا ایک بہت بڑا طبقہ ہے جو کہ تقریباً ہر بستی۔ ہر قصبہ۔ ہر شہر میں پھیلا ہوا ہے۔ جو اپنے آپ کو بڑا سمجھ دار بڑا عقلمند اور تعلیمیافتہ خیال کرتا ہے۔ اس طبقہ میں شامل ہونے والے اکثر افراد ایک خطرناک مہلک غلطی میں مبتلا ہیں۔ خود تو وہ اللہ تعالےٰ کے دین اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ ہے جس کا منبع قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف ہے اور جن مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ نے اس تعلیم الٰہی کا حامل اور عامل بنایا ہے۔ ان کا نام توہین آمیز طریقہ سے لیتا ہے۔ ان کا نام بجائے علمائے کرام یا علماء دین لینے کے انہیں مُلّا کے لفظ سے پکارتا ہے اور وہ طبقہ دل میں خوب سمجھتا ہے کہ میں نے اس نام سے حاملین دین کو پکار کر ان کی توہین کی ہے اور ان کا مذاق اڑایا ہے قرآن مجید کو پڑھ کر دیکھ لیجئے۔ گزشتہ ہلاک ہونے والی قوموں میں بھی یہی خطرناک غلطی تھی جو ان کے لئے عذاب الٰہی سے ہلاکت کا باعث بنی۔

حاملین دین الٰہی پر مذاق اڑانیوالے پہلے اور موجودہ دور کے لوگوں میں ایک فرق

پہلے حضرات انبیاء علیہم السلام پر استہزا (ٹھٹھا) کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ کوئی نبی پیدا ہونے والا نہیں ہے۔ اس لئے آپ کی اُمت کے علمائے کرام ہی کتاب و سُنت کی تبلیغ و اشاعت کریں گے۔ اور یہ فریضہ دراصل انہیں حضرات کا ہے۔ شہادۃ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ "اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَاِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ"۔ ترجمہ بیشک علماء انبیاءؑ کے وارث ہیں۔ اور انبیاءؑ نے انہیں دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا سوائے اس کے نہیں کہ انہیں علم کا وارث بنایا ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے جو علم انبیاء علیہم السلام کو دیا تھا۔ وہ علم علمائے دین کے سینوں میں آیا ہے۔

مُجرم دونوں ہی ہوں گے

جس طرح قومیں انبیاء علیہم السلام پر استہزا کرنے کے باعث مجرم قرار دی گئیں تھیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کرنے والے علماء کرام پر استہزاء (ٹھٹھا) کرنے والے بھی عند اللہ مجرم ہوں گے اور جس طرح وہ لوگ عذاب الٰہی سے ہلاک ہوتے رہے ہیں۔ اسی طرح آج کل کے دین الٰہی اور حامل دین پر ٹھٹھا کرنے والے اور ان کی توہین کرنے والے بھی عذاب الٰہی کے مستحق ہوں گے۔ ہاں وہ ان مجرموں کو معاف کر دے تو اُسے کوئی پوچھنے والا نہیں اور اگر عذاب ہی کرنا چاہے تو اس کی میعاد کو کوئی نہیں جانتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان استہزا اور ٹھٹھا کرنے والوں کو دُنیا میں عذاب نہ ہی کرے۔ اور قبر میں دفن کرا کر قبر کو حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النِّيْرَانِ۔ ترجمہ۔ دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا بنا دے۔ اللھم انا نعوذ بک من عذاب القبر وعذاب النار

استہزأ پر سزا کے شواہد

پہلا

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝ (سورہ یٰس رکوع ۲ پارہ ۲۳)۔ ترجمہ۔ کیا افسوس ہے بندوں پر ان کے پاس کوئی بھی ایسا رسول نہیں آیا۔ جس سے انہوں نے ہنسی نہ کی ہو۔ کیا یہ نہیں دیکھ چکے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا۔ وہ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آئے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر قوم نے اپنے پیغمبر پر ٹھٹھا کیا اور عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئی۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی دیکھتے اور سُنتے ہیں کہ دنیا میں کتنی قومیں پہلے پیغمبروں سے ٹھٹھا کر کے غارت ہو چکی ہیں۔ جن کا نام و نشان مٹ چکا۔ کوئی ان میں سے لوٹ کر ادھر واپس نہیں آئی۔ عذاب کی چکی میں سب پس کر برابر ہو گئیں۔ اس پر بھی عبرت نہیں ہوتی۔ جب کوئی نیا رسول آتا ہے۔ وہی تمسخر اور استہزا شروع کر دیتے ہیں۔ جو پہلے کفار کی عادت تھی۔ چنانچہ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار مکہ کا یہی معاملہ ہے۔

اور آج کل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح اور اصلی دین یعنی کتاب اللہ اور سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت کرنے والے علماء کرام کے ساتھ وہی سلوک کر رہے ہیں جو ہمیشہ باطل پرست قومیں حق پرست انبیاء علیہم السلام سے کرتی آئی ہیں۔

دیندار طبقہ سے درخواست

میرے دیندار بھائیوں کو چاہیئے۔ کہ مذکورہ بالا سطریں ان لوگوں کو ضرور پہنچا دیں جو دین اسلام پر تمسخر کرنے کے عادی ہیں شاید کہ وہ لوگ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈر کر اس گناہ سے توبہ کرلیں اور ان کی عاقبت اچھی ہو جائے۔

دُوسرا

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝

اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا ۝ سورہ الکہف۔ رکوع ۱۰ پ ۱۶)۔

ترجمہ۔ کہہ دو کیا میں تمہیں بتاؤں۔ جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئی۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بیشک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں۔ جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اس کے روبرو جانے کا انکار کیا ہے۔ پھر ان کے سارے اعمال ضائع ہو گئے۔ پھر ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کرینگے یہ سزا ان کی جہنم ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق بنایا تھا۔

نتیجہ

بالکل صاف ہے کہ اللہ تعالےٰ کے احکام اور اُن کے پہنچانے والے انبیاء علیہم السلام جو مذاق کیا کرتے تھے۔ اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے انہیں دوزخ کے داخلہ کا وعید سنایا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اے موجودہ دور کے عقلمندو۔ اسلام کے احکام اور ان کے پہنچانے والوں پر مذاق کرنے سے باز آ جاؤ۔ ورنہ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے۔

تیسرا

وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ۝ اِنْ كَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا لَوْلَآ اَنْ صَبَرْنَا عَلَیْهَا ؕ وَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۝ (سورہ الفرقان رکوع ۴ پ ۱۹۔ ترجمہ:۔ اور جب یہ لوگ تمہیں دیکھتے ہیں تو بس تم سے مذاق کرنے لگ جاتے ہیں۔ کیا یہی ہے جسے اللہ نے رسول بنا کر بھیجا۔ اس نے تو ہمیں اپنے معبودوں سے ہٹا ہی دیا تھا۔ اگر ہم ان پر قائم نہ رہتے اور انہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔ جب عذاب دیکھیں گے کہ کون شخص گمراہ تھا۔

نتیجہ

ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مذاق کرنے والوں کو عذاب الٰہی کی اطلاع دی گئی ہے

چوتھا

وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ۟ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ۝ وَاِذَا قِیْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَیْبَ فِیْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِیْ مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَیْقِنِیْنَ ۝ وَبَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ (سورہ الجاثیہ رکوع ۴ پ ۲۵)

ترجمہ:۔ اور وہ جنہوں نے کفر کیا (انہیں کہا جائیگا) کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم نے غرور کیا اور تم نافرمان لوگ تھے اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے قیامت کیا چیز ہے ہم تو اس کو محض خیالی بات جانتے ہیں اور ہمیں یقین نہیں اور ان پر ان کے اعمال کی بُرائی ظاہر ہو جائیگی اور ان پر وہ آفت آپڑیگی۔ جس سے ٹھٹھا کرتے تھے

نتیجہ

تعلیم الٰہی کو تسلیم نہ کرنے بلکہ احکام الٰہی پر استہزا (ٹھٹھا) کرنے کے باعث عذاب الٰہی میں مبتلا کئے جائیں گے۔

عبرت

موجودہ دور کے اسلامی احکام اور ان کے مبلغین پر مذاق اُڑانے والوں کو آنکھیں کھول کر ٹھٹھا کرنے والوں کے انجام کو دیکھنا چاہیئے اور کان کھول کر عذاب الٰہی کے اعلان کو سُن لینا چاہیئے۔

پانچواں

وَاِذَا رَاٰكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ یَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا ؕ اَهٰذَا الَّذِیْ یَذْكُرُ اٰلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمٰنِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ؕ سَاُورِیْكُمْ اٰیٰتِیْ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنِ ۝ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا حِیْنَ لَا یَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ وَلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ۝ بَلْ تَاْتِیْهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝ (سورۃ الانبیاء رکوع ۳ پ ۱۷

ترجمہ اور جہاں تمہیں کافر دیکھتے ہیں تو انہیں تجھ سے سوائے ٹھٹھا کرنے کے اور کوئی کام نہیں کیا۔ یہی شخص ہے جو تمہارے معبودوں کا نام لیتا ہے اور وہ رحمٰن کے نام سے منکر ہیں۔ آدمی جلد باز بنایا گیا ہے۔ میں تمہیں اپنی نشانیاں ابھی دکھاتا ہوں۔ سو جلدی مت کرو۔ اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہوگا۔ اگر تم سچے ہو۔ کاش یہ منکر اُس وقت کو جان لیں کہ اپنے مونہوں اور اپنی پیٹھوں سے آگ کو روک نہ سکیں گے۔ اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے۔ بلکہ وہ ان پر ناگہاں آئے گی۔ پھر وہ ان کے ہوش کھو دے گی۔ پھر نہ اسے ٹال سکیں گے۔ اور نہ انہیں مُہلت دی جائے گی۔

حاصل

یہ ہے کہ یہ لوگ دین سے اعراض اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مذاق اڑانے کے باعث جہنم رسید کئے گئے ہیں۔

دوزخی سے بہشتی بن سکتے ہیں

انبیاء علیہم السلام پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مذاق کرنے والوں کو دوزخ کا وعید قرآن مجید کے متعدد مقامات سے سنایا جا چکا ہے۔ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنا چاہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ ان کے لئے کھل سکتا ہے اور جس طرح پہلے اپنی بداعمالی کے باعث دوزخی ہو چکے تھے۔ اب اگر صدق دل سے توبہ کریں تو ان کا ٹھکانہ بجائے جہنم کے بہشت میں ہو سکتا ہے۔

ساہنشاہی اعلان ملاحظہ ہو

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۲۱ پ ۶

ترجمہ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائے گا۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی اور اللہ (کے دین) کو مضبوط پکڑا اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور

اللہ تعالےٰ جلدی ایمان لانے والوں کو بہت بڑا ثواب دے گا

دونوں گناہ کبیرہ تھے

برادران اسلام جس طرح نفاق گناہ کبیرہ تھا۔ اسی طرح پیغمبروں پر ٹھٹھا کرنا بھی کبیرہ تھا۔ چنانچہ دونوں قسم کے مجرموں کے لئے داخلہ جہنّم کا وعید سنایا گیا تھا لہٰذا جس طرح نفاق کے گناہ کے مرتکب کو توبہ کے بعد معاف کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح پیغمبروں پر ٹھٹھا کرنے والے مجرموں کو بھی بخش دیا جائے گا۔ بشرطیکہ سچے دل سے توبہ کریں۔

ہاں ایک وقت ایسا بھی آئیگا کہ توبہ قبول نہیں ہوگی

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۔ (سورۃ النساء رکوع ۳ پ ۴) ترجمہ اور اُن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو بُرے کام کرتے رہتے ہیں۔ یہانتک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آ جاتا ہے۔ اس وقت کہتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں۔ اور اسی طرح ان لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہے جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں۔ ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

پارٹی کا ہر ممبر غصّے سے اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کھائے گا

احکام اسلام پر اور حاملین دین الٰہی پر مذاق اُڑانے والوں کی بھی بڑے بڑے شہروں میں بڑی بڑی پارٹیاں ہیں۔ بقول شخصے۔ شعر

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

جب یہ لوگ آپس میں مل بیٹھتے ہیں تو علماء دین پر خوب دل کھول کر مذاق کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ مولویوں کی داڑھی پٹ سن کا جنگل ہے۔ کوئی کہتا ہے یہ داڑھی والے بکرے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

حالانکہ

ان بے تمیزوں کو علم نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک لاکھ چوبیس ہزار دنیا میں پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے دربار میں معزز اور مقرب تھے۔ اور دُنیا میں بسنے والے شریف اور مہذّب انسانوں کے راہ نما تھے اور وہ سب حضرات داڑھی والے تھے۔ کسی ایک پیغمبر نے بھی داڑھی نہیں منڈائی۔

ایک چور اور ساتھ ہی چیتر

حق پرست با خدا ہادیان دین الٰہی اور بارگاہ الٰہی میں معززین کے تمدّن سے ہٹے ہوئے ہونے کے باوجود بجائے اس کے کہ اپنی نفس پرستی پر شرمندہ ہوں اُلٹا شریف اور انبیاء علیہم السلام کے طریقہ کو زندہ رکھنے والے انسانوں پر پھبتیاں اُڑانا کہاں کی شرافت ہے۔ اسی بے روی والوں کے لئے یہ محاورہ استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک چور اور ساتھ ہی چیتر

اسی پارٹی کے ممبروں کی قیامت کے دن کی حالت

یہ ہوگی۔ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ يَا وَيْلَتَىٰ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا ۝ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ۗ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنسَانِ خَذُولًا ۝ (سورہ الفرقان رکوع ۳ پ ۱۹) ترجمہ اور اس (قیامت کے) دن ظالم اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا۔ کہے گا۔ اے کاش۔ میں بھی رسول کے ساتھ راہ چلتا۔ ہائے میری شامت کاش میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا اسی نے تو نصیحت کے بعد مجھے بہکا دیا۔ اور شیطان انسان کو رسوا کرنے والا ہی ہے

مثلاً اس پارٹی کے ممبر

یہ یاد کریں گے کہ میرے یاروں نے مجھے علماء دین سے تو نفرت دلائی اور سینما دیکھنے اور ڈانس کھیلنے اور گانے بجانے کا شوق دلایا۔

دیندار طبقے سے درخواست

میرے معزز دیندار بھائیو۔ راہ راست سے بھٹکے ہوئے ہے دین نوجوانوں کو میری یہ معروضات سُنا دیں۔ خواہ وہ بے دین طبقہ کے لوگ مرد ہوں یا عورتیں۔ ممکن ہے کہ ان الفاظ کے سُننے سے شیطان کے پنجے سے آزاد ہو جائیں اور اپنی دُنیا اور آخرت سنبھال لیں

مقصد بعثت کا اجمالی خاکہ

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۖ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ ۚ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ (سورہ المائدہ رکوع ۱۰ پ ۶) ترجمہ اے رسول جو کچھ تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اُترا ہے۔ اسے پہنچا دے۔ اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہ کیا۔ اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔ بے شک اللہ کافروں کی قوم کو راستہ نہیں دکھاتا۔

حاصل

ارشاد باری تعالےٰ سے یہ چیز واضح ہو گئی کہ آپؐ کی بعثت کا مقصد تبلیغ و اشاعت قرآن ہے ؛

حضورؐ کے متعلق دوسرا ارشاد باری تعالیٰ

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝ (سورۃ الحجر رکوع ۶ پ ۱۴) ترجمہ اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہو یہانتک کہ تمہیں موت آئے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آپ کے ذمے جو فرائض عبدیت ہیں۔ انہیں آخر دم تک بجا لانا چاہیئے ان فرائض عبدیت میں گزشتہ آیت میں ثابت ہو چکا ہے کہ آپ کے فرائض میں تبلیغ قرآن مجید بھی ہے۔

علیٰ ہذا القیاس کتاب و سنّت کے علماء دین پر بھی یہی فرض عائد ہوگا

کہ زندگی کے آخری لمحہ تک کتاب و سنّت کی اشاعت کرتے رہیں۔ کیونکہ حضورؐ کی اُمت کے لئے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ (سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پ ۲۱)

ترجمہ:۔ البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے۔ جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

لہٰذا علماء کرام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح آخر دم تک قرآن مجید کا پیغام اللہ تعالےٰ کی مخلوق کو پہنچاتے رہیں گے۔ اور حق پرست علماء کرام اس بات کی پرواہ نہیں کریں گے۔ کہ کوئی مانتا ہے یا نہیں۔

اگر سُننے والے

نہیں مانیں گے۔ تو بھی قیامت کے دن یہ عذر پیش کر سکیں گے کہ اے اللہ ہمیں تو تیرا پیغام پہنچا ہی نہیں تھا۔

آخری دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ کتاب و سُنّت کے ماننے والوں کو اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرمائے اور اسلام اور علماء دین پر مذاق کرنے والوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

جس کا پڑوسی اس کی ایذاء سے محفوظ نہ ہو وہ جنت میں نہ جائے گا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جس کی شرارتوں اور ایذاء رسانیوں سے اس کے پڑوسی مامون نہ ہوں۔ صحیح مسلم

تین قسم کے پڑوسی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پڑوسی تین قسم کے اور تین درجے کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ پڑوسی جس کا صرف ایک ہی حق ہو اور وہ (حق کے لحاظ سے) سب سے کم درجہ کا پڑوسی ہے، اور دوسرا وہ پڑوسی جس کے دو حق ہوں اور تیسرا وہ جس کے تین حق ہوں۔ تو ایک حق والا وہ مشرک (غیر مسلم) پڑوسی ہے جس سے کوئی رشتہ داری بھی نہ ہو (تو اس کا صرف پڑوسی ہونے کا حق ہے) اور دو حق والا وہ پڑوسی ہے، جو پڑوسی ہونے کے ساتھ مسلم (یعنی دینی بھائی) بھی ہو، اس کا ایک حق مسلمان ہونے کی وجہ سے ہوگا اور دوسرا پڑوسی ہونے کی وجہ سے۔ اور تین حق والا پڑوسی وہ ہے، جو پڑوسی بھی ہو، مسلم بھی ہو اور رشتہ دار بھی ہو۔ تو اس کا ایک حق مسلمان ہونے کا ہوگا دوسرا حق پڑوسی ہونے کا اور تیسرا رشتہ داری کا ہوگا۔ مسند بزار، حلیہ ابی نعیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۸ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۸ فروری ۱۹۵۸ء

از شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب مدظلہ العالی جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

احکام شب براۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ـــ اَمَّا بَعْدُ

سوال ۱۔ شعبان کی پندرھویں رات جس کو مسلمان شب براۃ کہتے ہیں۔ اس کے متعلق اسلامی احکام کیا ہیں؟ (۲) موجودہ وقت میں مسلمان جو کچھ کرتے ہیں۔ یعنی دن کو حلوا لچی۔ رات کو چراغاں اور آتشبازی۔ آیا ان چیزوں کا بھی کوئی ثبوت ہے۔ بینوا توجروا

الجواب

جواب حصہ اول۔ قرآن مجید میں شب براۃ کا ذکر ہونے میں اختلاف ہے (۱) قرآن مجید میں فقط ایک آیت ہے۔ جس میں بعض حضرات مفسرین کی رائے ہے کہ یہاں شب براءۃ کا ذکر ہے اور وہ آیت سورۂ دخان پارہ ۲۵ کی ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ ۝ ترجمہ۔ تحقیق ہم نے اس (قرآن مجید) کو مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ بیشک ہم (انسانوں کو ان کی غلط کاریوں سے) ڈرانیوالے تھے انتہی اس آیت کی تفسیر میں مختلف تفاسیر (مثلاً السراج المنیر۔ معالم التنزیل۔ البیضاوی۔ الجلالین میں مفسرین کے دو قول منقول ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے۔ کہ اس رات سے مراد لیلۃ القدر ہے (جو رمضان میں آتی ہے) اور بعض کی رائے ہے کہ شب براءۃ ہے

صحیح فیصلہ

رئیس المفسرین حامل اسوۃ المحدثین الحافظ عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ وَمَنْ قَالَ اِنَّھَا لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ کَمَا رُوِیَ عَنْ عِکْرِمَۃَ فَقَدْ اَبْعَدَ النَّجْعَۃَ فَاِنَّ نَصَّ الْقُرْاٰنِ اِنَّھَا فِیْ رَمَضَانَ۔ ترجمہ اور جو شخص یہ کہے کہ یہ رات شعبان کی پندرھویں ہے۔ چنانچہ عکرمہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ پس تحقیق اس شخص نے راہ حق سے اپنی نگاہ کو دور جا پھینکا۔ کیونکہ تحقیق قرآن پاک کی نص تو یہ بتاتی ہے کہ (جس رات کا ذکر اس آیت میں ہے) وہ رمضان شریف میں ہے۔ ابن کثیر نے اپنے قول کی تصحیح کے لئے مندرجہ ذیل دو آیتوں سے استشہاد کیا ہے

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ اور اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ

اس کے بعد عمدۃ المحدثین اسوۃ الصالحین الامام النووی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔ صحیح مسلم کی شرح باب صوم التطوع میں فرماتے ہیں لیلۂ مبارکہ سے پندرھویں شب شعبان کا مراد لینا غلطی ہے۔ صحیح یہ بات ہے اور علمائے کرام اسی کے قائل ہیں کہ لیلۂ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے بہر حال تحقیق یہی ہے کہ شب براءۃ کا ذکر خیر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں تفصیل سے موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے ارشادات متعلقہ شب براءۃ

(۱) عَنْ عَلِیٍّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَھَا وَصُوْمُوْا یَوْمَھَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْزِلُ فِیْھَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَہٗ اَلَا مِنْ مُسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَہٗ اَلَا مِنْ مُبْتَلًی فَاُعَافِیَہٗ اَلَا مِنْ کَذَا اَلَا مِنْ کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ (رواہ ابن ماجہ) ترجمہ حضرت علیؓ سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب شعبان کی پندرھویں رات ہو۔ پس اس رات کو قیام کرو (یعنی نماز پڑھو) اور دن کو روزہ رکھو۔ کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ کی تجلی آفتاب کے غروب ہونے کے وقت سے ہی آسمان دنیا پر ظاہر ہوتی ہے۔ پس فرماتا ہے۔ خبردار کوئی بخشش مانگنے والا ہے کہ اسے بخش دوں خبردار کوئی رزق لینے والا ہے کہ اسے رزق دوں۔ خبردار کوئی مصیبت زدہ ہے۔ اسے چھڑا دوں۔ خبردار کوئی فلاں فلاں حاجت والا ہے۔ طلوع صبح صادق تک اللہ تعالےٰ یہی آواز دیتا رہتا ہے۔

(۲) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَیَطْلُعُ فِیْ لَیْلَۃِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ البتہ شعبان کی پندرھویں رات کو طلوع فرماتا ہے۔ پس سوائے مشرک اور کینہ ور کے اپنی ساری مخلوقات کو بخشتا ہے۔

(۳) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً فَاِذَا ھُوَ بِالْبَقِیْعِ فَقَالَ اَکُنْتِ تَخَافِیْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْکِ وَرَسُوْلُہٗ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنَّکَ اَتَیْتَ بَعْضَ نِسَآئِکَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْزِلُ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِاَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ رواہ الترمذی وزاد رزین مِمَّنِ اسْتَحَقَّ النَّارَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا یعنی البخاری یضعف ھذا الحدیث۔ ترجمہ:۔ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا۔ پھر ناگہاں وہ بقیع (قبرستان مدینہ منورہ) میں پائے گئے۔ تب آپ نے فرمایا (اے عائشہؓ کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے خیال کیا تھا کہ شاید آپ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہوں۔ تب آپ نے فرمایا تحقیق اللہ تعالےٰ شعبان کی پندرھویں رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ پس قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی گنتی سے بھی زیادہ کو بخشتا ہے۔ اس روایت کو ترمذی

نے روایت کیا ہے اور رزین نے یہ لفظ زیادہ کیا ہے یعنی جو لوگ دوزخ کے مستحق ہو چکے ہوں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْنَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ يَعْنِيْ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ قَالَتْ مَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ فِيْهَا اَنْ يُّكْتَبَ كُلُّ مَوْلُوْدِ بَنِيْ اٰدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيْهَا اَنْ يُّكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِيْ اٰدَمَ فِيْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِيْهَا تُرْفَعُ اَعْمَالُهُمْ وَفِيْهَا تَنْزِلُ اَرْزَاقُهُمْ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُلْتُ وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى هَامَتِهٖ فَقَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ يَقُوْلُهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ (رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر) ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ اس رات (یعنی پندرھویں شعبان کی) میں کیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو بچہ اس سال میں پیدا ہونا ہوتا ہے۔ وہ اس رات میں لکھا جاتا ہے اور اس سال میں جو بنی آدم ہلاک ہونے والا ہوتا ہے اس کا نام لکھا جاتا ہے اور اس رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں۔ تب عائشہؓ نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالےٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہو پھر آپ نے فرمایا کوئی بھی ایسا نہیں جو اللہ تعالےٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں جا سکے۔ تین دفعہ آپؐ نے یہ کلمہ فرمایا۔ میں نے کہا آپؐ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جا سکینگے پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر فرمایا اور میں بھی نہیں جا سکوں گا۔ مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالےٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ آپؐ نے یہ کلمہ تین دفعہ فرمایا۔

میرے بھائیو! آنحضرتؐ کے ارشادات مبارکہ معہ ترجمہ کے آپ دیکھ چکے ہیں۔ اگرچہ ان احادیث میں بھی مدارج مختلفہ ہیں۔ ان میں اصح کتب الاحادیث البخاری و مسلم کی احادیث تو نہیں ہیں۔ لیکن بہر حال جو کچھ بھی بعد از سعی بلیغ آپ کے سامنے ہے۔ ان احادیث میں جب ہم غور کرتے ہیں تو مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ چنانچہ ترتیب وار مسائل احادیث ملاحظہ ہوں۔ مسائل کی تعداد صحیح رکھنے کے لئے جو بات پہلی حدیث شریف میں آ چکی ہے۔ وہی دوسری حدیث میں ہوگی تو اس کو اختصاراً ذکر نہیں کیا جائے گا۔

پہلی حدیث شریف کے مطالب

۱۔ اس براءۃ کی رات کو عبادت کرو

۲۔ شب براءۃ کے بعد دن کو روزہ رکھو

۳۔ اس رات کو سورج کے غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی تجلی (نور کا پرتو) آسمان دنیا پر نازل ہوتی ہے۔

۴۔ اس رات کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کوئی مجھ سے بخشش مانگنے والا ہے کہ اُسے بخش دوں۔

۵۔ کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا ہے کہ اُسے رزق دوں۔

۶۔ کوئی شخص کسی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے کہ میں اُسے نجات دے دوں۔

۷۔ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح مختلف حاجات انسانی کا نام لے کر پکارتا رہتا ہے کہ کوئی مجھ سے مانگے تو میں اس کی وہ حاجت پوری کر دوں۔

دوسری حدیث شریف کے مطالب

۸۔ شب براءۃ میں اللہ تعالیٰ اپنی ساری مخلوق کو بخش دیتا ہے۔

۹۔ مگر مشرک (جو کہ اللہ تعالےٰ کے حقوق بندگی دوسرے کو دیتا ہے) کو نہیں بخشتا۔

۱۰۔ مگر کینہ ور کو نہیں بخشتا

تیسری حدیث شریف کے مطالب

۱۱۔ شب براءۃ کو (معلوم ہوتا ہے۔ کہ کسی درمیانی حصہ شب میں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ کے قبرستان بقیع میں تشریف لے گئے۔

۱۲۔ اس رات کو اللہ تعالےٰ قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ اپنے بندوں کو مغفرت فرماتا ہے

چوتھی حدیث شریف کے مطالب

۱۳۔ اس رات میں آئندہ سال کے پیدا ہونے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے

۱۴۔ اس رات میں آئندہ سال کے مرنے والوں کی فہرست لکھی جاتی ہے۔

۱۵۔ اس رات میں انسانوں کے اعمال اللہ تعالےٰ کے حضور میں اٹھا کر پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۶۔ اس رات میں انسانوں کے رزق کا اندازہ نازل کیا جاتا ہے۔ (یعنی جو ملائکہ عظام اس کام پر مؤکل ہیں۔ ان کے سپرد کیا جاتا ہے)

۱۷۔ کوئی فرد بشر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

مجموعہ احادیث شب براءۃ کا خلاصہ

مسلم کو چاہیئے کہ شرک اور کینہ (اخلاق رذیلہ) وغیرہ سے توبہ کرے۔ رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔ خدا تعالیٰ سے اپنے لئے اور مُردوں کے لئے بخشش مانگے علاوہ اس کے اپنی ہر حاجت کا اسی سے سوال کرے اور دن کو روزہ رکھے۔

عزیز بھائیو! یہ وہ کام ہے جو مسلمانوں کو شب براءۃ اور دن کو کرنا چاہیئے۔

خیالات
فقہائے احناف رحمہم اللہ تعالےٰ
متعلقہ شب براءۃ

صاحب الدر المختار فرماتے ہیں۔ ومن المندوبات رکعتا السفر والقدوم منہ وصلوٰۃ اللیل واقلہا علی ما فی الجوہرۃ ثمان و لو جعلہ اثلاثا فالاوسط افضل ولو انصافا فالاخیر افضل واحیاء لیلۃ العیدین والنصف من شعبان۔ ترجمہ۔ اور مستحب نمازوں میں سے یہ ہیں۔ سفر پر جانے کے وقت دو رکعت پڑھے اور سفر سے واپس آنے کے وقت دو رکعت پڑھے اور رات کو (یعنی تہجد نماز پڑھے۔ "جوہرہ نیرہ" کے بیان حصوں میں تقسیم کرے تو درمیانی حصہ میں تہجد پڑھنا افضل ہے اور اگر رات کے دو حصے کرے تو پھر اخیر حصہ میں پڑھنا افضل ہے عیدالفطر اور عیدالضحیٰ کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات یعنی شب براءۃ کو عبادت کرنا بھی مستحب ہے۔

شیخ ابراہیم حلبی منیۃ المصلی کی شرح غنیۃ المستملی میں فرماتے ہیں۔ فعلم ان کلاً من صلوٰۃ الرغائب لیلۃ اول جمعۃ

من رجب وصلوٰۃ البراءۃ لیلۃ النصف من شعبان وصلوٰۃ القدر لیلۃ السابع والعشرین من رمضان بالجماعۃ بدعۃ مکروھۃ ۔ ترجمہ

پس معلوم ہوا کہ صلوٰۃ الرغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کی شب کو پڑھی جاتی ہے اور پندرھویں شعبان کی رات اور رمضان شریف کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر کی جو نماز جماعت سے ادا کی جاتی ہے ۔ ان راتوں میں جماعت سے نماز پڑھنا بدعت مکروہ ہے ۔ انتہیٰ خدا کے بندو! فقہائے عظام کا اتباع سنت دیکھو اور عبرت حاصل کرو ۔ کہ مطلق نماز جس کا ذکر خیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں آ چکا ہے ۔ اگر کوئی اپنی طرف سے اس سے ذرا بھی زیادہ کرتا ہے تو اُسے بدعت کہہ کر روک دیتے ہیں ۔ خواہ وُہ چیز در اصل عبادت ہی کیوں نہ ہو ۔ مثلاً حدیث شریف میں مطلق نماز پڑھنے کا ذکر آیا ہے ۔ جس میں جماعت کا کوئی ذکر نہیں ۔ تو اب جو شخص جماعت کی زیادتی کرتا ہے ۔ اس کو برداشت نہیں کرتے ۔

وہی شیخ ابراہیم حلبی آگے چل کر فرماتے ہیں ۔ فَلَوْ تَرَكَ اَمْثَالَ هٰذِهِ الصَّلٰوتِ تَارِكٌ لِيَعْلَمَ النَّاسُ اَنَّهٗ لَيْسَ مِنَ الشَّعَائِرِ لَحَسُنَ اَنْتَهٰى

ترجمہ :۔

پس اگر کوئی شخص اس قسم کی نمازوں کو چھوڑ دے ۔ تاکہ لوگ یہ سمجھ جائیں کہ یہ نمازیں شعائر اسلام میں سے نہیں ہیں تو اس نے اچھا کیا ۔ انتہیٰ

میرے پیارے حنفی بھائیو! خدا تعالےٰ کے لئے سوچو اور اپنے بزرگوں کے نام کو بدنام نہ کرو ۔ وہ حضرات تو اس قدر پابند شرع ہیں کہ وہ تو شب براءۃ کی رات میں وہ کسی عبادت کو لازمی اور رسم بنانا بھی جائز نہیں سمجھتے اور تم اس مبارک رات میں چراغاں کرتے ہو ۔ اور اس اسراف کو رسم دین سمجھتے ہو ۔ علاوہ اس کے اس رات کی "عزت افزائی" میں آتشبازی چلاتے ہو ۔ یہ چیز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہے ۔ آئمہ دین اس قسم کی حرکتوں سے ناراض ہیں خدا تعالےٰ کے بندو! خدا سے ڈرو اور باز آ جاؤ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

جواب حصّہ دوم

شب براءۃ سے پہلے دن کو حلوا پکی اور شب کو چراغاں اور آتش بازی کے متعلق یہ عرض ہے ۔ قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے لوگوں میں ایک مرض پیدا ہوا کرتا تھا ۔ وہ یہ کہ دین کے کاموں کو کھیل اور تماشے کی صورت دے دیتے تھے ۔ چنانچہ سورۂ انعام کے رکوع ۸ میں ہے ۔ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝

ترجمہ :۔ اور چھوڑ دو (اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو جنہوں نے اپنے دین کو کھیل تماشہ بنا رکھا ہے ۔ اور ان کو دُنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال رکھا ہے ۔ اور اس قرآن پاک سے نصیحت کر ۔ تاکہ کوئی نفس اپنے کئے کے باعث ہلاک نہ ہو ۔ ایسے نفس کو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے بچانے والا کوئی دوست اور سفارش کرنے والا نہیں ملے گا اور اگر بدلہ دیوے سارے بدلے اس سے نہیں لیا جائے گا ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی بدکرداری کے باعث ہلاک کئے جائینگے ان کے لئے گرم پانی پینے کے لئے اور دردناک عذاب ہے ۔ کیونکہ یہ کفر کیا کرتے تھے

شب براءۃ کو چراغاں اور آتشبازی کے متعلق پہلا وعید

جو بے دین، دین کے کاموں کو کھیل اور تماشہ بنائیں ۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے بے دینوں سے قطع تعلق کرنے کا حکم دیا ہے ۔ خدا کے بندو! شب براءۃ کے متعلق اسلامی احکام تو پہلے پڑھ چکے ہو ۔ جن میں نہ چراغاں ہے نہ آتشبازی ہے ۔ یہ دونوں چیزیں بے دین مسلمانوں نے دین کی رسموں کے قائم مقام بنا رکھی ہیں ۔ خدا تعالےٰ سے ڈرو اور ان لغویات کو چھوڑ دو ۔ ورنہ یاد رکھو کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے قطع تعلق نہ کر لیں ۔ جب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع تعلق کر لیا تو پھر سوچو کہ جس اسلام اور ایمان کا نام لیتے ہو اس کی کیا قیمت باقی رہے گی ۔ اور پھر نجات کس کے دروازے سے تلاش کروگے اور کس کی شفاعت کی امید ہو سکتی ہے اور کس کی جنّت میں ٹھکانہ مل سکے گا ۔

بھائیو! خدا تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنی رضا کی توفیق عطا فرمائے آمین

دوسرا وعید

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝

ترجمہ :۔ اور بیجا خرچ نہ کر خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں ۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے (سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۳)

میرے عزیز بھائیو! خدا تعالےٰ کا خوف کرو اور غور کرو کہ اس آیت میں کیا ارشاد ہو رہا ہے ۔ بیجا خرچ کرنیوالے یعنی اسراف کرنیوالے شیطان کے بھائی اور خدا تعالےٰ کے دشمن ہیں ۔

معنی اسراف

اسراف لُغت میں بے اندازہ اور ناف و گزاف کے طور پر خرچ کرنے کو کہتے ہیں ۔ یعنی جس خرچ میں نہ آخرت کی بہتری مقصود ہو اور نہ دُنیا کا کوئی بھلا ہو ۔ نہ رضائے الٰہی حاصل ہو ۔ اور نہ کسی ضرورت انسانی (مثلاً کھانے پینے پہننے) میں صرف ہو ۔ یہ نقص شب براءۃ کے چراغاں اور آتشبازی میں پورے طور پر موجود ہے ۔ خدا کے بندو! اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی سورۃ التکاثر پارۂ عم میں فرماتے ہیں ۔ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

ترجمہ :۔ پھر اس دن تم سے اے لوگو! نعمتوں کے متعلق پُوچھا جائے گا ۔ کہ اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمتیں روپیہ وغیرہ کہاں صرف کیا تھا؟ بتاؤ اس دن کیا جواب دوگے

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى وَاجْعَلْ اٰخِرَتَنَا خَيْرًا مِّنَ الْاُوْلٰى

آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۵ر شعبان المعظم مطابق ۷ر مارچ ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی سبعہ جامع شیرانوالہ لاہور

حزب اللہ کی جماعت کے ممبر کون لوگ ہیں

اور

حزب الشیطان کی جماعت کے ممبر کون لوگ ہیں

برادران اسلام۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسانوں کی مختلف پہلوؤں کے لحاظ سے تقسیمیں فرمائی ہیں۔ مثلاً ایک تقسیم کے لحاظ سے موحد اور مشرک دو قسمیں ہیں۔ دوسری تقسیم کے لحاظ سے مومن اور کافر ہیں تیسری تقسیم کے لحاظ سے اصحاب الجنۃ (بہشتی) اور اصحاب النار (دوزخی) ہیں۔ آج قرآن مجید سے اس تقسیم کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جس میں انسانوں کی دو قسمیں کی گئی ہیں۔ ایک حزب اللہ (اللہ والی جماعت) دوسری حزب الشیطان (شیطان والی جماعت) ان دونوں ناموں سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ بہشت میں وہ جماعت داخل کی جائیگی جو حزب اللہ والوں کی ہوگی اور چونکہ شیطان اللہ تعالیٰ کا باغی ہے۔ جس جماعت کی رہنمائی اس نے کی ہوگی۔ اور جس جماعت نے اس کی زیر ہدایت دنیا کی زندگی بسر کی ہوگی وہ غضب الٰہی کی مستحق ہوگی۔ اور جہنم کا ایندھن بنے گی۔ آج کی صحبت میں چاہتا ہوں کہ

قرآن مجید کے آئینے میں

دونوں کی تصویر دکھا دوں۔ اس کے بعد ہر آدمی اپنے متعلق خود فیصلہ کرے۔ کہ ان دونوں تصویروں میں سے اس کی تصویر کونسی ہے۔ تاکہ میری پیش کردہ سطروں کے پڑھنے والے قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکیں کہ اے اللہ ہمیں تو علم ہی نہیں ہوا۔ ورنہ یقیناً حزب الشیطان سے نکل کر حزب اللہ کی جماعت میں آ کر شامل ہو جاتے۔ وما علینا الا البلاغ

قرآن مجید میں حزب اللہ کا ذکر

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۭ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ۭ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(سورۃ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸)

ترجمہ:۔ آپ ایسی قوم نہ پائینگے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے۔ اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے اور انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہینگے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی اللہ کی جماعت ہے نجروار بیشک اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہونے والی ہے۔

اللہ والی جماعت کے اوصاف

پہلی صفت

اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس کی ذات کو ذات اور صفات کے لحاظ سے وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ مانیں۔ بالفاظ دیگر اس کے ننانوے اسماء الحسنیٰ کو بھی اس کی ذات کے ساتھ مخصوص مانیں۔ اگر اس کی ذات جیسا کسی اور کو مان لیا تو مشرک ہو جائے گا۔ اور مشرک کبھی بھی خدا تعالیٰ کا دوست نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کو صفات کے لحاظ سے بھی وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ مانے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی صفات میں بھی کسی اور کو شریک مان لیا تو بھی مشرک ہو جائیگا مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے دو صفتیں اَلْقَابِض اور اَلْبَاسِطُ ہیں۔ یعنی رزق میں تنگی کرنے والا اور کشادہ کرنے والا ہے۔ اب اگر یہی دو صفتیں کسی اور میں بھی مان لی جائیں کہ وہ شخص بھی انسان کے رزق میں تنگی یا کشادہ کرنے کا اختیار رکھتا ہے تو اس عقیدے والا انسان مشرک ہو جائے گا۔

دوسری مثال

مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ اولاد کا دینا نہ دینا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر دے۔ تو پھر چاہے تو فقط لڑکیاں دے اور اگر چاہے تو فقط لڑکے دے اور اگر چاہے تو لڑکے لڑکیاں دونوں ملا کر دے۔ اور اگر نہ چاہے تو کچھ بھی نہ دے مذکور الصدر عبارت کی شہادت قرآن مجید سے ملاحظہ ہو۔

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝

(سورہ شوریٰ ع ۵ پ ۲۵)

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے۔ لڑکیاں

عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے۔ بانجھ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ خبردار قدرت والا ہے۔

اب اگر ایک شخص

اللہ تعالےٰ کو ذات کے لحاظ سے تو وحدہٗ لاشریک ہی مانتا ہے۔ کہ سوائے ایک خدا کے دوسرا کوئی خدا نہیں ہے۔ مگر اس کے بعد اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو بھی اولاد کے دینے یا نہ دینے کا اختیار خیال کرے تو یہ شخص بھی مشرک ہی کہلائے گا۔

ایک مثال

شرک فی الصفات کی وضاحت کے لئے ایک مثال عرض کی جاتی ہے۔ مثلاً ایک منکوحہ عورت یہ اقرار کرتی ہے۔ کہ میں فلاں کی بیوی ہوں۔ اس اقرار کی بنا پر اس عورت کا فرض ہے کہ اپنی زندگی کی تمام ضروریات کا مطالبہ فقط اپنے خاوند سے کرے۔ اگر خدانخواستہ اپنی ضروریات زندگی کا مطالبہ اپنے خاوند کے دوست سے کرنا شروع کر دے۔ تو کیا کوئی غیور خاوند اپنی بیوی کا غیر سے اس قسم کا تعلق برداشت کر سکتا ہے۔ اگر اسی معاملہ میں جھگڑا ہو جائے تو ہر عقلمند انسان بیوی کو جھوٹا کریگا کہ جب تیرا خاوند موجود ہے اور وہ بحیثیت خاوند ہونے کے تیری ضروریات کا ذمہ دار ہے تو پھر تمہیں کیا حق ہے کہ اس کے سوا غیر کے سامنے ہاتھ پھیلاو اے منی کے قطرہ سے پیدا ہونیوالے انسان تیرے اندر یہ غیرت موجود ہے کہ جو تیری کہلائے وہ کسی حاجت میں بھی سوائے تیرے کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائے

تو خود فیصلہ کر!

کہ وہ اللہ جل شانہ جس کا تو کلمہ پڑھتا ہے۔ اگر تم اپنی حاجت روائی کے لئے غیر کے دروازہ پر جاؤ گے اور اس سے اپنی حاجت روائی کا مطالبہ کرو گے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ کی غیرت گوارا کر سکتی ہے۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اپنی تمام مخلوقات کی حاجت روائی کا ذمہ اٹھایا ہوا ہے۔ اس کا اعلان ملاحظہ ہو۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ (سورہ ہود رکوع ۱ پ ۱۲) ۔ ترجمہ:۔ اور زمین پر کوئی چلنے والا نہیں۔ مگر اس کی روزی اللہ پر ہے۔ اور جانتا ہے۔ جہاں وہ ٹھہرتا ہے اور جہاں وہ سونپا جاتا ہے۔ سب کچھ واضح کتاب میں ہے

حاصل

گزشتہ سطور کا حاصل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ پر ایمان لانے کے معنی یہ ہے کہ اس کو ذات اور صفات کے لحاظ سے وحدہٗ لاشریک مانا جائے۔ عام طور پر مسلمانوں میں شرک فی الذات تو نہیں ہے۔ البتہ شرک فی الصفات بکثرت پایا جاتا ہے۔

توحید خالص کا نور

واقعہ یہ ہے کہ توحید خالص کا نور انسان کو تب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ یا تو خود قرآن شریف کے معانی اور مطالب پر خود غور کرنے کی صلاحیت حاصل ہو۔ اور یا اس شخص کے دامن سے وابستہ ہو۔ جس کے سینے میں نور قرآن مجید بدرجہ اتم و اکمل پایا جائے۔ جو شخص ان دونوں درجوں میں سے کسی درجہ میں بھی داخل نہ ہو۔ اس کا شرک سے بچنا قریب قریب محال کے ہے کیونکہ اس کی جہالت کے باعث شیطان کہیں نہ کہیں اسے گمراہی کے گڑھے میں لا ہی ڈالے گا۔

دوسری صفت

اللہ والی جماعت کی دوسری صفت "قیامت کے دن پر ایمان لانا ہے" یہ عقیدہ بھی انسان کو اللہ تعالےٰ کو راضی رکھنے کے لئے مجبور کر دیتا ہے۔ اسی دن کے متعلق قرآن مجید میں اعلان ہے۔ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْـًٔا ۖ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ۝ سورۃ الانفطار پ ۳۰ ۔ ترجمہ۔ جس دن کوئی کسی کے لئے کچھ بھی نہ کر سکے گا۔ اور اس دن سارا معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہوگا۔

اس عقیدے کا نتیجہ

یہ ہوگا کہ انسان قیامت کے دن کی نجات کے لئے دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرے گا۔ میری اس تحریر کا ثبوت قرآن مجید سے ملاحظہ ہو۔

إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِن كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِن رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ فَوَقَاهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ۝ وَجَزٰهُم بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝ مُّتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ۝ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ۝ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا ۝ قَوَارِيرَا مِن فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنجَبِيلًا ۝ عَيْنًا فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا ۝ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنثُورًا ۝ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا ۝ عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ وَحُلُّوا أَسَاوِرَ مِن فِضَّةٍ وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۝ إِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُم مَّشْكُورًا ۝ سورۃ الدھر رکوع ۱ پ ۲۹ ۔ ترجمہ بے شک نیک ایسی شراب کے پیالے پئیں گے۔ جس میں چشمۂ کافور کی آمیزش ہوگی وہ ایک چشمہ ہوگا۔ جس میں سے اللہ کے نیک بندے پئیں گے۔ اس کو آسانی سے بہا کر لے جائینگے وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جس کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور وہ اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں تو خاص اللہ کے لئے۔ نہ ہمیں تم سے بدلہ لینا مقصود ہے اور نہ شکر گزاری۔ ہم تو اپنے رب

سے اور اُداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں۔ پھر اللہ اس دن کی مصیبت سے انہیں بچا لے گا اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا۔ اور ان کے صبر کے بدلے ان کو جنت اور ریشمی پوشاکیں دے گا۔ اس میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ نہ وہاں دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی۔ اور ان پر ان کے سائے جھکے رہے ہوں گے۔ اور پھلوں کے گچھے بہت ہی قریب لٹک رہے ہوں گے۔ اور ان پر چاندی کے برتن اور شیشے کے آبخوروں کا دور چل رہا ہوگا۔ شیشے بھی چاندی کے شیشے جو ایک خاص اندازہ پر ڈھالے گئے ہوں گے۔ اور انہیں وہاں ایسی شراب کا پیالہ پلایا جائے گا۔ جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ وہ وہاں ایک چشمہ ہے۔ جس کا نام سلسبیل ہے۔ ان کے پاس سدا رہنے والے لڑکے (خادم) گھومتے ہونگے جب تو ان کو دیکھے گا۔ تو خیال کریگا کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ اور جب تو وہاں دیکھے گا۔ تو نعمت اور بڑی سلطنت دیکھیگا۔ ان پر باریک سبز اور موٹے ریشم کے لباس ہونگے اور انہیں چاندی کے کنگن پہنا دیئے جائیں گے۔ اور انہیں ان کا رب پاک شراب پلائے گا۔ بیشک یہ (تمہارے نیک اعمال کا) بدلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی۔ اللھم اجعلنا منھم

تیسری صفت

اللہ والوں کی تیسری صفت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نافرمانوں سے دوستی نہیں رکھتے۔ اگرچہ وہ لوگ ان کے باپ ہوں۔ یا ان کے بیٹے ہوں۔ یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے اور رشتہ دار ہوں۔

کیونکہ

یہ قاعدہ ہے کہ دوست کا دشمن دشمن ہوتا ہے۔ لہذا جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہوں۔ اور ان کی نافرمانی کے باعث اللہ تعالےٰ کا غیض وغضب ان کے خلاف بھڑک رہا ہو تو پھر اللہ تعالیٰ سے دوستی اور محبت کا دم بھرنے والے ایسے لوگوں کو کب اپنا دوست بنا سکتے ہیں۔ وما علینا الا البلاغ

قرآن مجید میں حزب الشیطان کا ذکر

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝

(سورۃ المجادلہ رکوع ۳ پ ۲۸)

ترجمہ۔ کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا۔ جنہوں نے اس قوم (یہود) سے دوستی کر رکھی ہے۔ جن پر اللہ کا غضب ہے۔ نہ وہ تم میں سے ہیں۔ اور نہ ان میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے عذاب تیار کر رکھا ہے۔ بیشک وہ بہت ہی برا ہے۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے۔ پس وہ (لوگوں) کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ تو ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ اللہ کے مقابلے میں نہ تو ان کے مال ہی کچھ کام آئیں گے۔ اور نہ ان کی اولاد کچھ کام آئے گی۔ یہ دوزخی لوگ ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ جس دن اللہ تعالےٰ ان سب کو قبروں سے اٹھائے گا۔ تو اس کے سامنے بھی ایسی ہی قسمیں کھائیں گے۔ جیسی کہ تمہارے سامنے کھاتے ہیں۔ اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم کسی چیز پر ہیں۔ خبردار بیشک وہی جھوٹے ہیں۔ ان پر شیطان نے غلبہ پالیا ہے۔ پس اس نے انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے۔ یہی شیطان کا گروہ ہے۔ خبردار بیشک شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔ بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ذلیلوں میں ہیں۔

زمانہ نبویؐ میں منافقوں کے گروہ

کی یہود سے دوستی تھی۔ آج کل کے دور میں ہمارے پاکستان میں ایک بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی موجود ہے جو مردم شماری میں مسلمانوں میں نام لکھواتے ہیں اور انتخابات کے دنوں میں مسلمانوں کی سیٹوں پر قبضہ جمانے کے لئے مسلمانوں کے سامنے مسلمان بن کے آتے ہیں۔ اور جب کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تو پھر نہ خدا یاد رہتا ہے۔ نہ اسلام یاد رہتا ہے اور نہ مسلمان کا مفاد یاد رہتا ہے۔ عملاً انہیں اسلام سے کوئی تعلق نہیں (الا ماشاء اللہ شاید ہی کوئی اللہ کا بندہ ان میں ہوگا۔ جو الیکشن جیتنے کے بعد اسلام کی خدمت کرے اور مسلمانوں کے مفاد کو مدّ نظر رکھے۔ اس طبقہ کے لوگوں کو تہذیب پسند ہے تو نصاریٰ کی تمدّن پسند ہے تو نصاریٰ کا۔ تعلیم پسند ہے تو نصاریٰ کی۔ غرضیکہ ان کی زندگی کے چوبیس گھنٹوں کا پروگرام نصرانیہ کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے۔

میرے بیان کی تصدیق

اے نوجوانو! اگر میری بات پر یقین نہیں آتا تو اپنے امام ملک الشعراء ڈاکٹر سر اقبال رح کی زبان سے تعلیمیافتہ نوجوانوں کے متعلق سن لو۔

پس چہ باید کرد اے اقوام شرق صفحہ ۹۵

ابن غلام ابن غلام ابن غلام
حریت اندیشۂ اورا حرام
مکتب از وے جذبۂ دیں در ربود
از وجودش ایں قدر دانم کہ بود
ایں زخو بیگانہ ایں مست فرنگ
نان جو می خواہد از دست فرنگ

از پیام مشرق صفحہ ۱۶۹

اے کہ در مدرسہ جوئی ادب و دانش و ذوق
نخرد بادہ کس از کارگہ شیشہ گراں

از بال جبریل صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳

آہ مکتب کا جوان گرم خوں
ساحر افرنگ را صید زبوں

مرغ پر نا رستہ چوں پراں شود
طعمۂ ہر گربۂ دراں شود

بال جبریل صفحہ ۶۹

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے تیرا
کہاں سے آئے صدائے لا الہ الا اللہ

خودی میں گم ہے خدائی تلاش کر غافل
یہی ہے تیرے لئے اب صلاح کار کی راہ

آب زر سے لکھنے کے قابل

ڈاکٹر اقبال صاحب مرحوم کے اشعار کا ایک ایک لفظ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ میرے دوست ڈاکٹر صاحب مرحوم نے اپنے اشعار میں تعلیم یافتہ نوجوان کے بگڑے ہوئے جذبات کا ذکر کرکے اس کی صحیح رہنمائی فرمائی ہے۔ حق پرست علمائے کرام بھی نوجوانوں سے یہی چیزیں فرمایا کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ اکثر تعلیم یافتہ نوجوان کے دل میں علمائے دین کی عزت نہیں ہے۔ اس لئے ان کے ارشادات کو (جو کتاب و سنت کی روشنی میں ہوتے ہیں) ایک مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ اسی لئے ان کے ارشادات اس کے لئے مؤثر نہیں ہوتے۔ ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور نے بھی وہی فرمایا ہے جو حق گو اور حق پرست علماء کرام فرمایا کرتے ہیں۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے اپنے لب و لہجہ میں فرمایا ہے اور تعلیم یافتہ نوجوان کو ان سے بڑی محبت اور عقیدت ہے اس لئے دعا کرتا ہوں کہ تعلیم یافتہ نوجوان ڈاکٹر صاحب مرحوم کے اشعار کے آئینہ میں اپنا منہ دیکھ کر اپنی اصلاح کرلے۔ میرا مقصد تو یہ ہے کہ یہ روحانی مریض شفا پائے خواہ کسی معالج کے علاج سے ہو۔

لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادیؒ کا تعلیم جدید کے متعلق فیصلہ

وضع و روش اطفال کی ہے قوم پہ بار گراں
رسموں کا شکوہ اک طرف مذہب کا رونا اک طرف
کہتے ہیں لڑکے بھی مگر کالج سے فرصت ہے کہاں
یہ ساری باتیں اک طرف اور پاس ہونا اک طرف
پڑھے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی
بسے اس جا کہ آواز اذاں بھی آ نہیں سکتی
تمہیں کو ناز ہو اے نوجوانو اس طریقہ پر
میری امید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

مجھے امید ہے

کہ تعلیم یافتہ نوجوان اپنے دوسرے بزرگوار کا تعلیم پر تبصرہ غور سے پڑھے گا اور اس سے عبرت حاصل کرے گا۔

دونوں بزرگوں کے تبصروں کا حاصل

یہ ہے کہ تعلیم جدید نوجوان کو مذہب و ملت سے دور ہٹا رہی ہے۔ خدا تعالیٰ سے منقطع کرا رہی ہے۔ آخرت کے خوف کو دل سے نکال رہی ہے۔ اسلام اور حاملین اسلام کی وقعت اور عزت دلوں سے محو کر رہی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دو شعر
میرے دل کی افسردگی کے ترجمان

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

دار ہستی کچھ سہی لیکن یہی پایا گیا
بے خبر ہنستے رہے اور باخبر رویا کیے

سکولوں اور کالجوں میں عورتوں کی تعلیم

کے متعلق تعلیم یافتہ حضرات میں سے اسلام کا درد دل رکھنے والوں کے جذبات ملاحظہ ہوں۔

نفیس خلیلی صاحب بی اے امرتسری کے اشعار

خطرناک تعلیم ہے ہوش کیجئے
سیہ کاریوں کو نہ یوں مول لیجئے
مجھے اسوۂ فاطمہ کی قسم ہے
وہ آتش ہے اخلاق جس سے بھسم ہے
میں پُرعیب حجت مری عیب جوئی
تمہاری طرح بھی نہ غافل ہو کوئی

یہی ہے جو تعلیم نسواں تمہاری
یہی ہے جو ابلیس کی پاسداری
یہی ہے جو انداز غفلت شعاری
تو آگاہ رہنا اجل کی ہے باری
وہ بدنام جلوہ گری کالجوں کی
مسلمان لڑکی پری کالجوں کی
جو گھر سے چلی ایک فتنہ بپا ہے
چکا چوند میں اک جہاں مبتلا ہے
نمائش کی خاطر وہ صورت بچھانا
وہ مصنوعی انداز میں شرم کھانا
نگاہیں لڑانا ادائیں دکھانا
یہی ہے نئی روشنی کا زمانا
اسے آپ دور ترقی کہیں گے
غضب ہے یہ کب تک عقیدے رہیں گے
سکولوں میں یوں بھیجنا ناروا ہے
کھلی صنف نازک کے حق میں دغا ہے
نہیں ہیں اگر حمل و اغوا گوارا
تو اسکول و کالج سے کیجئے کنارا
ان آتشکدوں میں گراؤ نہ اس کو
یہ اہل جناں ہے جلاؤ نہ اس کو

پردہ اور تعلیم کے متعلق ابوالاثر خاں صاحب حفیظ بالندھری کے چند اشعار ملاحظہ ہوں

آؤ آنکھیں ہیں تو دیکھو صورت حالات کو
آؤ گوشِ ہوش سے سن لو سمجھ لو بات کو
دیکھنے ہو ملک میں قوموں نے کیا بدلا ہے رنگ
ہو گیا نذرِ ترقی دامن ناموس و ننگ
کس طرف لے جا رہی ہے ہم کو تہذیب جدید
پردہ رہنے کی نظر آتی نہیں کوئی امید
یہ ہماری مائیں بہنیں اور بیوی بچیاں
ہم سمجھتے ہیں انہیں اتنا مقدس بے گماں
اس قدر پاک و مقدس اتنی محبوب و عزیز
جس قدر عورت کی عفت ہے نہیں ہے کوئی چیز
ہم بچانا چاہتے ہیں ان کو چشم غیر سے
کیونکہ ہم واقف ہیں اس دنیا کے شر و خیر سے
یہ نمائش جس پہ اس دنیائے نو کو ہے غرور
دخترانِ ملتِ اسلام ہیں اس سے نفور
ہم نہ لائیں گے انہیں اس امتحاں کی راہ میں
دل کے ٹکڑوں کو نہ رکھیں گے نمائش گاہ میں
اب مسلمانوں میں بھی نکلے ہیں کچھ روشن خیال
جنکی نظروں میں حجاب صنف نازک ہے وبال
چاہتے ہیں ماؤں بہنوں کو یہ عریاں دیکھنا
محفلیں آباد لیکن گھر کو ویراں دیکھنا
بادۂ تعلیم مغرب سے جو ہوتے ہو خراب
کیا تمہیں مسرور کر سکتی نہیں ام الکتاب

ملک میں تعلیم موجودہ کا جو آئین ہے
دخترانِ ملت بیضا کی یہ توہین ہے
ہو چکا اب تک جو فرزندانِ ملت کے لئے
وہ بہت کافی ہے اس ملت کی ذلت کیلئے
کر دیا تم نے لڑکوں کو اسقدر روشن خیال
دیدۂ افلاس کی زینت ہے اب ان کا جمال
کیا یہی تعلیم دو گے دخترانِ قوم کو
کیا اسی الجھن میں الجھاؤ گے جانِ قوم کو
کیا خدا کے فضل سے بھی ہو چکے ہو نا امید
کیا پیمبر سے بھی اب ملتی نہیں تم کو نوید

چاروں بزرگوں کے ارشادات سے میری تائید

برادران اسلام میں نے قرآن مجید کی روشنی میں موجودہ تعلیم یافتہ نوجوان کی اسلام

سے لاپرواہی اور بے راہ روی کا جو ذکر کیا تھا۔ اس کی تائید تعلیم یافتہ نوجوانوں کے مسلم المتعلیم چار بزرگوں کی کلام سے کرا چکا ہوں۔

دُعا

کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نوجوان مسلمان کو اسلام کی صداقت کا نور دل میں عطا فرمائے اور آخرت کی نجات کے لئے اسے دنیا ہی سے نیکیوں کا سرمایہ جمع کرکے لے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین یا الہ العالمین

ورنہ

قرآن مجید سے میری پیش کردہ معروضات کا یہ نتیجہ ضرور ہوگا کہ قیامت کے دن یہ بے دین طبقہ یہ تو نہیں کہہ سکے گا کہ اللہ تیرا پیغام مجھے تو تیرے کسی بندے نے دنیا میں پہنچایا ہی نہیں تھا۔
وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دینا

حضرت ابزی خزاعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک دن ارشاد فرمایا: کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو کہ وہ اپنے ان پڑوسیوں کو دین سکھانے اور ان میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے، نہ ان کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں نہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں۔ اور کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھنے اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی فکر نہیں کرتے نہ ان سے نصیحت لیتے ہیں۔ خدا کی قسم! لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو دین سکھانے اور دین کی سمجھ بوجھ ان میں پیدا کرنے کی کوشش کریں اور وعظ و نصیحت کریں اور انہیں نیک کاموں کی تاکید اور برے کاموں سے منع کریں اور اسی طرح ان کے ناواقف اور پسماندہ پڑوسیوں کو چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم و فہم حاصل کریں اور ان سے نصیحت لیں ورنہ میں ان کو دنیا ہی میں سخت سزا دوں گا۔ مسند اسحاق بن راہویہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۹ شعبان ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۱ مارچ ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

مسلمانوں کے امتحان کا مہینہ

ہر انسان نے روزِ ازل میں خدا تعالیٰ کی ربوبیت اور اپنی مربوبیت کا اقرار کیا ہوا ہے

واذا اخذ ربك من بنی ادم من ظهورهم ذريتهم واشهدهم على انفسهم ۚ الست بربكم ۖ قالوا بلىٰ ۚ شهدنا ۚ ان تقولوا يوم القيمة انا كنا عن هذا غفلين ۝ او تقولوا انما اشرك اباءنا من قبل وكنا ذرية من بعدهم ۚ افتهلكنا بما فعل المبطلون ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۲ پ ۹) **ترجمہ** اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں پر اقرار کرایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا۔ ہاں ہے۔ ہم اقرار کرتے ہیں۔ کبھی قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی۔ یا کہنے لگو کہ ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا۔ اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد تھے۔ کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے۔ بجز گمراہوں نے کیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے تمام انسانوں کو پیدا کیا جو قیامت تک پیدا ہونے والے تھے اور سب سے اپنے رب ہونے کا اقرار کرایا تاکہ قیامت کے دن کوئی یہ عذر نہ کر سکے کہ میرے ماں باپ نے مجھے شرک سکھایا تھا۔ اس لئے میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ لہذا مجھے شرک کرنیکی سزا نہ دی جائے۔

رب العالمین کی طرف سے مربوبین کیلئے آخری دستور العمل قرآن مجید ہے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (سورۃ النحل ع ۱۲ پ ۱۴)

ترجمہ اور ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے۔ جس میں ہر چیز کا کافی بیان ہے اور وہ مسلمانوں کے لئے ہدایت اور رحمت اور خوشخبری ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے۔ جس میں انسان کی ہر قسم کی زندگی کے لئے اور ہر ضرورت کے متعلق کافی وضاحت ہے اور وہ کتاب مسلمانوں کے لئے راہ نما ہے کہ انہیں وہ سیدھا راستہ بھجاتی ہے۔ کہ بے کھٹکا سیدھے دروازہ الٰہی پر پہنچ جائیں۔

ہر مسلمان نے اس دستور العمل (قرآن مجید) کو ماننے اور اس پر عمل کرنیکا اقرار کیا ہوا ہے

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۡ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (سورۃ البقرہ رکوع ۴۰ پ ۳۰)

ترجمہ رسول نے مان لیا۔ جو کچھ اس پر اس کے رب کی طرف سے اترا ہے اور مسلمانوں نے بھی مان لیا۔ سب نے اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو مان لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسولوں کو ایک دوسرے سے الگ نہیں کرتے اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور مان لیا۔ اے ہمارے رب تیری بخشش چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مومن قرآن مجید کو دل سے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور قرآن مجید کی رہنمائی کی بنا پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں پر اور اسکی تمام نازل شدہ کتابوں پر اور اس کے ابتدائے دنیا سے لے کر تمام بھیجے ہوئے پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں اور یہودیوں کی طرح نہیں ہیں کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ماننے سے انکار کریں اور عیسائیوں کی طرح بھی نہیں ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ کی نبوت پر ایمان لائیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے تسلیم کرنے سے انکار کریں۔ بلکہ قرآن مجید پر ایمان لانے والے (بلحاظ بیان بعض روایات کے) ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی یکساں تصدیق کرتے ہیں کہ سب سچے پیغمبر تھے۔ البتہ عملی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری اور قرآن مجید کے احکام کی تعمیل کو اپنی زندگی کا نصب العین بناتے ہیں۔

اور اس کے سوا چارہ بھی نہیں ہے

کیونکہ اگرچہ تمام حضرات انبیاء علیہم السلام کے ادیان اصولاً متحد تھے۔ مگر وقتی احکام کے لحاظ سے فروعات میں تھوڑا بہت فرق ضرور ہے۔ لہذا تمام انبیاء علیہم السلام کی شرائع پر عمل کرنا عقلاً ناممکن ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں

جہاد کے بعد جو مال ہاتھ آتا تھا۔ غازیوں کو اس کا استعمال کرنا حرام تھا۔ اس وقت سارا مال غنیمت ایک میدان میں رکھ دیا جاتا۔ آسمان سے آگ آتی۔ اور وہ سارا مال جلا کر خاکستر کر دیتی تھی۔ بخلاف اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے۔ لہذا حضرت موسیٰؑ کی شریعت کے قانون پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔

سمعنا واطعنا

مذکورۃ الصدر آیت میں یہ دو لفظ بھی ہیں۔ ان الفاظ سے پہلے دل سے مان لینے کا ذکر آمَنَ میں آ چکا ہے یہاں یہ ہے۔ کہ اے اللہ ہم تیرے احکام سُن کر ان پر عمل کرنے کا وعدہ بھی کرتے ہیں

غُفْرَانَكَ

اے اللہ اگر ہم سے تیرے احکام کی تعمیل کرنے میں کوئی کمی بیشی ہو جائے تو اس پر ہم آپ سے معافی کی بھی درخواست کرتے ہیں کہ بجائے سزا دینے کے معاف فرمایا جائے۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ ہم نے قبروں سے اُٹھ کر تیرے حضور میں پیش ہونا ہے اور تمام اعمال کا حساب و کتاب دینا ہے اور اس وقت کسی نئے عمل کرنے کی اجازت نہیں ہوگی اور بخشش طلب کرنا یہ بھی ایک عمل ہے۔ لہذا ابھی سے ہم تیری بارگاہ میں درخواست کر رہے ہیں کہ اگر ہمارے اعمال میں کوئی فروگزاشت ہو تو ہمیں معاف فرما دیں۔

قرآن مجید میں رمضان شریف میں روزہ رکھنے کا حکم ہے

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ سورۃ البقر رکوع ۲۳ پارہ ۲۔ ترجمہ رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے۔ اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے تو اسکے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو تو دُوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔ اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر تنگی نہیں چاہتا اور تاکہ تم گنتی پُوری کر لو۔ اور تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو۔ اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور تاکہ تم شکر کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ رمضان مبارک کے مہینہ میں قرآن نازل کیا گیا ہے (یعنی لوح محفوظ سے ایک ہی مرتبہ سارے کا سارا قرآن آسمان دُنیا پر لا کر رکھا گیا ہے پھر وہاں سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وقتاً فوقتاً جبرئیل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تھوڑا تھوڑا لا کر پیش کرتے رہے اور حضور انور کو عہدۂ جلیلہ نبوّت کے ملنے کے بعد تیئیس سال کے عرصہ میں قرآن مجید کا نزول اختتام پذیر ہوا۔

ھدی للناس

قرآن مجید تمام اقوام عالم کے لئے صحیح راہ نمائی کرنے کا کفیل ہے۔ جو لوگ اس کی راہ نمائی کے ماتحت چلیں گے۔ اُن کی دُنیا اور آخرت کی زندگی دونوں سنور جائیں گی۔ چنانچہ اس چیز کا اعلان قرآن مجید میں موجود ہے۔

اعلان ملاحظہ ہو

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (سورہ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴)

ترجمہ:۔ جس نے نیک کام کیا۔ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اُسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

اچھی زندگی سے مراد

موٹریں اور کوٹھیاں نہیں ہیں۔ بلکہ اچھی زندگی وہ ہے۔ جس میں فرحت اور سرور اور اطمینان قلب نصیب ہو۔ جس طرح کسی باخدا نے فرمایا ہے

لنگے زیر لنگے بالا۔
نے غم دزد نہ غم کالا۔

ایک خدا دوست فقیر کا لطیفہ

اللہ تعالیٰ کا ایک بندہ یاد الٰہی میں شب و روز مست رہتا تھا۔ اسے کسی نے ایک روپیہ دے دیا۔ لنگوٹی میں وہ روپیہ باندھ لیا۔ اب اس فکر سے اُسے نیند نہ آئے کہ کوئی کھول کر نہ لے جائے۔ بالآخر تنگ لنگوٹی سے کھول کر پھینکا مارا۔ کہنے لگا کہ یہ خبیث سونے ہی نہیں دیتا۔ تو میرے بھائیو عمدہ زندگی کا وہی معیار ہے جو اوپر عرض کر چکا ہوں۔ نہ کسی سے جھگڑا۔ نہ کسی سے لڑائی نہ کسی سے لینا۔ نہ کسی کا دینا اللہ تعالیٰ نے جو رزق دیا اُسے کھا کر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا۔ نماز پڑھی اور سو گئے۔ نماز میں قیام۔ رکوع۔ اور سجدہ اور التحیات میں ذکر الٰہی ہی تو ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ سورہ رعد رکوع ۴ پ ۱۳۔ ترجمہ:۔ خبردار اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں)

زندگی یقیناً ناخوشگوار

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝ (سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ اور جو میرے ذکر سے منہ پھیرے گا تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی اور اسے قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے کہے گا اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اُٹھایا۔ حالانکہ میں بینا تھا۔ فرمائے گا۔ اسی طرح تیرے پاس ہماری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تو نے انہیں بھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تو بھی بھلایا گیا ہے اور اسی طرح ہم بدلہ دیں گے جو حد سے نکلا۔ اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا۔ اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیر پا ہے۔

ذکر سے مراد قرآن مجید ہونیکی شہادت

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝

(سورۃ النحل رکوع ۶ پ ۱۴)

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رح نے اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یاد داشت کہ تو کھولدے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو کہ اتری ان کے واسطے تاکہ وہ غور کریں۔

اس آیت پر شیخ الہند رح کا حاشیہ

"یاد داشت سے مراد ہے قرآن کریم جو اگلی امتوں کے ضروری احوال و شرائع کا محافظ۔ انبیائے سابقین کے علوم کا جامع اور ہمیشہ کے لئے خدائی احکام اور فلاح دارین کے طریقوں کو یاد دلانے والا اور خواب غفلت سے بیدار کرنے والا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جس طرح پہلے رسول بھیجے گئے۔ کتابیں اتاری گئیں آج تم کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے ایسی کتاب دے کر بھیجا جو تمام کتب سابقہ کا خلاصہ اور انبیائے سابقین کے علوم کی مکمل یاد داشت ہے۔ آپ کا کام یہ ہے کہ تمام دنیا کے لوگوں کے لئے اس کتاب کے مضامین خوب کھول کر بیان فرمائیں۔ اور اس کی مشکلات کی شرح اور مجملات کی تفصیل کر دیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا مطلب وہی معتبر ہے۔ جو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو۔"

معیشۃ ضنکا

قرآن مجید سے منہ موڑنے والوں کی زندگی تنگ اور تنگی کی گزر نے پر حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب رح کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ "جو آدمی اللہ کی یاد سے غافل ہو کر محض دنیا کی فانی زندگی ہی کو قبلۂ مقصود سمجھ بیٹھا ہے اس کی گزران مکدر اور تنگ کر دی جاتی ہے۔ گو دیکھنے میں اس کے پاس بہت کچھ مال و دولت اور سامان عیش و عشرت نظر آئیں۔ مگر اس کا دل قناعت و توکل سے خالی ہونے کی بنا پر ہر وقت دنیا کی مزید حرص۔ ترقی کی فکر اور کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے کسی وقت ننانوے کے پھیر سے قدم باہر نہیں نکلتا

موت کا یقین اور زوال

دولت کے خطرات الگ سو ہان روح رہتے ہیں۔ یورپ کے اکثر متمنین کو دیکھ لیجئے کسی کو رات دن میں دو گھنٹے اور کسی خوش قسمت کو تین چار گھنٹے سونا نصیب ہوتا ہوگا۔ بڑے بڑے کروڑ پتی دنیا کے مخمصوں سے تنگ آ کر موت کو زندگی پر ترجیح دینے لگتے ہیں۔ اس نوع کی خودکشی کی بہت مثالیں پائی گئی ہیں نصوص اور تجربہ اس پر شاہد ہیں کہ اس دنیا میں قلبی سکون اور حقیقی اطمینان کسی کو بدوں یاد الٰہی کے حاصل نہیں ہو سکتا "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" لیکن "ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی" بعض مفسرین نے "معیشۃ ضنکا" کے معنی لئے ہیں۔ وہ زندگی جس میں خیر داخل نہ ہو سکے۔ گویا خیر کو اپنے اندر لینے سے تنگ ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ ایک کافر جو دنیا کے نشہ میں بدمست ہے۔ اس کا سارا مال و دولت اور سامان عیش و تنعم آخرکار اس کے حق میں وبال بننے والا ہے جس خوشحالی کا انجام چند روز کے بعد دائمی تباہی ہو۔ اسے خوشحالی کہنا کہاں زیبا ہے۔ بعض مفسرین نے مَعِيْشَةً ضَنْكًا سے قبر کی برزخی زندگی مراد لی ہے یعنی قیامت سے پہلے اس پر سخت تنگی کا ایک دور آئے گا۔ جبکہ قبر کی زمین بھی اس پر تنگ کر دی جائے گی۔ معیشۃ ضنکا کی تفسیر عذاب قبر سے بعض صحابہؓ نے کی ہے۔ بلکہ بزار نے باسناد جید ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بہرحال معیشۃ ضنکا کے تحت میں یہ سب صورتیں داخل ہو سکتی ہیں۔ واللہ اعلم۔

روزے کی برکات

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ رَحْمَةٍ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان آتا ہے۔ آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو پا بزنجیر کر دیا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

۲

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ يُسَمّٰى الرَّيَّانَ لَا يَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ (متفق علیہ) سہل بن سعدؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک دروازہ ہے۔ جس کا نام ریان ہے۔ اس میں فقط روزے دار داخل ہوں گے۔

۳

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (متفق علیہ)

ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کے روزے رکھے۔ ایسے حال میں کہ ایماندار تھا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے رکھے۔ اس کے پہلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے (رمضان کی راتوں میں) قیام کیا ایسے حال میں کہ ایماندار تھا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے (قیام) کیا۔ اس کے پہلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے لیلۃ القدر کی رات کو قیام کیا۔ ایسے حال میں کہ ایماندار تھا اور ثواب حاصل کرنے کے لئے (قیام) کیا۔ اس کے بھی پہلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۴

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ بْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ لِلصَّآئِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ

فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ سَابَّهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ (متفق علیہ) ترجمہ:- ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کے ہر بیٹے کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے۔ ایک نیکی دس گنا سے سات سو گنا تک اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ مگر روزہ۔ پس وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ ہوں۔ (روزہ دار) اپنی خواہش اور اپنا کھانا میرے لئے چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں ایک فرحت روزہ افطار کرنیکے وقت اور ایک فرحت اپنے رب کی ملاقات کے وقت اور البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے اور روزہ (گناہوں سے بچنے کے لئے) ڈھال ہے۔ اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو پھر نہ تو عورتوں سے میل جول کی باتیں کرے اور نہ شور و شغب کرے۔ پس اس کو اگر کوئی گالی بھی دے یا اس سے لڑائی کرے تو چاہیئے کہ یہ کہے کہ میں تو روزہ دار آدمی ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا ایک عجیب ثبوت

روزہ دار روزہ رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا ایک عجیب ثبوت دیتا ہے عملاً یہ چیز ثابت کر دکھاتا ہے کہ میں تو اس دنیا کی زندگی میں تیری رضا چاہتا ہوں۔ اگر تو چاہے تو میں ان حلال چیزوں کو بھی بالکل چھوڑنے کے لئے تیار ہوں۔ جن پر میری زندگی کا دارو مدار ہے۔ میں تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کھانے پینے کی ہزاروں چیزوں کو تیری رضا پر قربان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ رات کا آرام بھی تیری رضا حاصل کرنے کے لئے چھوڑتا ہوں۔

اپنی شان کے مطابق معاوضہ

جب روزہ دار نے اتنی بڑی قربانی کی کہ اپنی زندگی کی موقوف علیہ چیزوں کو اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے قربان کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے روزہ دار کو اپنی شان کے مطابق روزے کا معاوضہ دیا۔ جو اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اعلان کرایا۔ جو ایماندار شخص اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنے کے لئے رمضان کے روزے رکھے گا۔ اسکے عمر بھر کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ سبحان اللہ کیسا عجیب معاوضہ ہے۔ جب سارے گناہ بخش دیئے گئے تو اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ اسے بہشت میں داخلے کا ٹکٹ مل گیا۔ بہشت وہ جگہ ہے جس میں نہ انسان کی زندگی کو زوال ہے اور نہ وہاں کی نعمتوں کا کوئی اختتام ہے۔

شاہنشاہی اعلان ملاحظہ ہو

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۚ جَزَاؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ (سورۃ البینہ پ ۳۰)۔

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کے بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے بہشت ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

ان لوگوں کی فہرست جنہیں رمضان شریف میں روزہ قضا کرنے کی اجازت ہے

(۱) جو شخص بیمار ہو اور اسے خطرہ ہو کہ روزہ رکھنے سے بیماری بڑھ جائیگی۔ وہ نہ رکھے اور تندرست ہونے کے بعد قضا کرے۔

(۲) اگر مسافر کو روزہ رکھنے میں کسی ضرر کا خطرہ نہیں ہے تو روزہ رکھنا افضل ہے۔ اور اگر افطار کرے تو جائز ہے پھر قضا کرے۔

(۳) اور اگر مریض بیماری کی حالت ہی میں مرجائے۔ یا مسافر سفر کی حالت میں فوت ہو جائے پھر ان کیلئے قضا نہیں ہے۔

(۴) اور اگر مریض شفایاب ہو جائے اور پھر بھی روزے نہ رکھے یا مسافر مقیم ہو جائے پھر بھی نہ رکھے۔ پھر مرجائیں تو قضا لازم ہوگی اور ان پر لازم ہوگا کہ وارثوں کو وصیت کر جائیں تاکہ وہ ان کے روزوں کا کفارہ ادا کر دیں۔

(۵) اگر حاملہ عورت یا دودھ پلانیوالی اپنے نفس پر یا اپنے بچے کے متعلق خطرہ محسوس کرے تو روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے۔ پھر قضا کرلے گی۔

(۶) اور بے حد بڈھا ضعیف جسے روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہیں ہے۔ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے عوض دو سیر گیہوں یا چار سیر جَو مسکینوں کو دیدے

وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ٥

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب مدظلہ العالی امام مسجد شیرانوالہ لاہور

(۱) سچے اور کھرے مومن (۲) جھوٹے اور کھوٹے مومن

برادران اسلام۔ اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے (وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ) سورۃ الذاریات رکوع ۳ پارہ ۲۷) ترجمہ اور ہم نے ہی ہر چیز کا جوڑا پیدا کیا تاکہ تم غور کرو۔

اس اعلان کی تقسیم

اس اعلان باری عز اسمہٗ و جل مجدہٗ کی بنا پر دنیا کی ہر چیز میں آپ کو دو قسمیں نظر آئیں گی۔ یعنی ہر اصلی کے مقابلہ میں نقلی اور ہر کھری کے مقابلہ میں کھوٹی۔ ہر سچی کے مقابلہ میں جھوٹی۔ ہر حق کے مقابلہ میں باطل۔ ہر صحیح کے مقابلہ میں غلط۔ شریف کے مقابلہ میں رذیل۔ علیٰ ہذا القیاس ایمان کا دعوےٰ کرنے والوں میں بھی دو قسم کے آدمی نظر آئیں گے۔ بعض سچے مومن اور بعض جھوٹے مومن۔ بعض کھرے مومن اور بعض کھوٹے مومن۔ آج کے خطبہ میں انہیں شقوں کو قرآن مجید کی روشنی میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ مرنے سے پہلے ہر شخص اپنا امتحان لے لے کہ وہ سچا مومن ہے۔ یا جھوٹا۔ کھرا مومن ہے یا کھوٹا۔ کیونکہ اللہ جل شانہٗ نے قرآن مجید میں کھرے اور کھوٹے مومن کی جو علامتیں بیان فرمائی ہیں انہیں شرائط اور انہیں علامتوں کے پیش نظر وہ کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرکے سچے اور کھرے مومنوں کی قبروں کو بہشت کا باغ بنوائیگا اور جھوٹے اور کھوٹے مومنوں کی قبروں کو دوزخ کا گڑھا بنوائے گا۔

راہ نمائی یا اتمام حجت

مجوزہ عنوان کے عرض کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ جو لوگ کھرے اور سچے مومن بننا چاہتے ہیں۔ ان کی راہ نمائی ہو جائیگی اور جو لوگ نہیں بننا چاہتے ان پر اتمام حجت ہو جائے گا۔ یعنی وہ لوگ قیامت کے دن یہ عذر نہیں کر سکیں گے کہ اے اللہ ہمیں تو قرآن مجید آتا نہیں تھا اور جو لوگ اس کے جاننے والے تھے۔ انہوں نے ہمیں بتلایا نہیں تھا۔

کھرے اور کھوٹے کا فیصلہ خریدار ہی کر سکتا ہے

واقعہ یہ ہے کہ منڈی میں جو چیز بھی لائی جاتی ہے۔ لانے والا تو ہر چیز کو اصلی اور کھری ہی کہتا ہے۔ اگرچہ وہ چیز واقعہ میں کھوٹی کیوں نہ ہو۔ اس کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح میری چیز گاہک لے جائے مگر خریدار وہ چیز خرید کرتا ہے جو اس کی نگاہ میں کھری ہو۔

اسی قاعدہ کے مطابق

قیامت کے دن ہر شخص اپنے اپنے ایمان کو کھرا اور اصلی ہی کہے گا۔ مگر اس منڈی میں خریدار ایک اللہ جل شانہٗ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی ہوگا۔ وہ اپنے نقطۂ نگاہ سے جس کے ایمان کو کھرا سمجھے گا۔ خرید لے لیگا۔ اور اس ایماندار کو اپنے مہمان خانہ (بہشت) میں قیام کے لئے جگہ عطا فرمائے گا۔ اور جس کے ایمان کو کھوٹا قرار دے گا۔ اُسے دوزخ کے گڑھے میں پھینک دے گا۔ کیونکہ اس نالائق نے اللہ تعالیٰ کی بے انتہا نعمتوں کو دنیا کی زندگی میں کھایا اور پہن کر ضائع کیا اور اس کے معاوضہ میں کھوٹا اور جھوٹا اور نقلی ایمان لایا۔

قاعدہ یہ ہے

کہ جتنا جرم بڑا ہو۔ اس کی سزا بھی بڑی سخت ملتی ہے۔ لہٰذا جو شخص دنیا میں اللہ کی بے انتہا اور بے بہا نعمتوں کو صرف کرنے کے ردّی چیز پیش کرنے کے لئے آیا ہے اسے سزا بھی بے انتہا ملنی چاہیئے۔ بے انتہا سزا کا مقام دوزخ ہی ہے۔

ہاں

اگر اس مجرم کا ایمان اصلی۔ کھرا اور سچا ہوتا۔ اس کے بعد اگر زمین سے لے کر آسمان تک بھی گناہوں کو بھر کر آتا تو اس کے لئے بالآخر سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی برکت سے رہائی ہو سکتی تھی مگر جب اس کا ایمان ہی کھوٹا ہے۔ مثلاً اس کے ایمان میں شرک اور کفر کی ملاوٹ ہے تو ایسے شخص کے لئے شفاعت بھی نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی دوزخ سے نجات پا سکے گا اللھم لا تجعلنا منھم

قرآن مجید میں سچے اور کھرے مومنوں کی صفتوں کا ذکر کئی مقامات پر آیا ہے۔

مقام اوّل

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ (سورۃ الحجرات رکوع ۳ پارہ ۲۶) ترجمہ بے شک سچے مسلمان تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر انہوں نے شک نہ کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی سچے (مسلمان) ہیں۔

چار صفتیں

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سچے مسلمانوں کی چار صفتیں بیان فرمائی ہیں

پہلی ۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے۔ یعنی اس کی ذات کو وحدہٗ لاشریک لہٗ مانا۔ اور اس کی صفات میں بھی اسے وحدہٗ لاشریک مانا۔ اس کے سوا نہ کوئی رحمٰن ہے۔ نہ کوئی رحیم ہے۔ نہ کوئی قابض (رزق میں تنگی کرنے والا) ہے اور نہ کوئی باسط (رزق میں کشادگی کرنے والا) ہے اور نہ کوئی نافع (نفع پہنچانے والا) اور نہ کوئی ضار (نقصان پہنچانے والا) ہے۔ اور نہ کوئی محیی (زندہ کرنے والا) ہے اور نہ کوئی ممیت (مارنے والا) ہے اور نہ کوئی رازق (رزق دینے والا) ہے۔ غرضیکہ

اللہ تعالےٰ کے ننانوے اسماء اللہ الحسنیٰ کو اسی کی ذات میں محدود خیال کرے۔

دوسری سچے مسلمان کی۔ دوسری صفت اس کے رسول پر ایمان لانا ہے۔ رسول پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حیثیت بارگاہ الٰہی سے متعین ہو کر آئی ہے۔ اس حیثیت کو مدّ نظر رکھ کر آپ پر ایمان لائے۔ مثلاً

آپؐ کے متعلق قرآن مجید میں

یہ اعلان آیا ہے۔ (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۗ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ (سورہ الاحزاب رکوع ۵۔ پارہ ۲۲)

ترجمہ۔ محمدؐ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے خاتمے پر ہیں۔ اور اللہ ہر بات جانتا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح شیخ الاسلام پاکستان اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلہ پر مُہر لگ گئی۔ اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی۔ پس جن کو ملنی تھی۔ مل چکی۔ اس لئے آپ کی نبوت کا دورہ سب نبیوں کے بعد رکھا جو قیامت تک چلتا رہے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اخیر زمانہ میں بحیثیت آپؐ کے ایک اُمتی کے آئیں گے۔ خود ان کی نبوت و رسالت کا عمل اس وقت جاری نہ ہوگا۔ جیسے آج تمام انبیاءؑ اپنے اپنے مقام پر موجود ہیں۔ مگر ششم جہت میں عمل صرف نبوت محمدیہ کا جاری و ساری ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر آج موسیٰ علیہ السلام (زمین پر) زندہ ہوتے تو ان کو بجز میرے اتباع کے چارہ نہ تھا۔ بلکہ بعض محققین کے نزدیک تو انبیاء سابقین اپنے اپنے عہد میں بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت عظمیٰ ہی سے مستفید ہوتے تھے۔ جیسے رات کو چاند اور ستارے دکھائی نہیں دیتا اور جس طرح روشنی کے تمام مراتب عالم اسباب میں آفتاب پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوتا ہے۔ بدیں لحاظ کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ زمانی اور زمانی ہر حیثیت سے خاتم النبیین ہیں۔ اور جن کو نبوت ملی ہے۔ آپ ہی کی طفیل کر ملی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(تنبیہ) ختم نبوت کے متعلق قرآن حدیث اجماع وغیرہ سے سینکڑوں دلائل جمع کر کے بعض علماء مصر نے مستقل کتابیں لکھی ہیں مطالعہ کے بعد ذرا تردد نہیں رہتا کہ اس عقیدہ کا منکر قطعاً کافر اور ملتِ اسلام سے خارج ہے"۔

تیسری۔ سچے اور کھرے ایمان والوں کی تیسری صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانے کے بعد ان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت (جو بیان کی گئی ہے) کے متعلق کوئی شک و شبہ بھی نہ گزرے۔

چوتھی۔ ایمان والوں کی چوتھی صفت یہ ہے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ہر خدمت انجام دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اس خدمت کا تعلق جان سے ہو یا مال سے آسان ہو۔ مثلاً نماز۔ یا تکلیف دہ ہو۔ مثلاً میدان جنگ میں جہاد کرنا۔ مالی خدمت آسان ہو۔ مثلاً سائل کو ایک پیسہ دے دینا یا مشکل ہو۔ مثلاً چار ہزار روپیہ نقد موجود ہے اس کی زکوٰۃ ایک سو روپیہ ادا کرنا یا آٹھ ہزار روپیہ ہے۔ تو اس کی زکوٰۃ دو سو روپیہ ادا کرنا یا مثلاً ایک بستی میں سیلاب کے باعث مسجد شہید ہو گئی ہے اب اس کی تعمیر پر کم از کم دس ہزار روپیہ صرف ہوگا تب کہیں اس کے اندر سردی کے موسم میں نماز پڑھی جا سکتی ہے اور اس ساری بستی میں ایک ہی شخص آسودہ حال ہے۔ اور اس کے پاس حاجت سے زیادہ اتنا روپیہ موجود ہے کہ وہ تن تنہا اس مسجد کی تعمیر کر سکتا ہے۔ تو اس کے ذمہ فرض کفایہ نہیں بلکہ فرض عین ہوگا۔ کہ وہ تنہا اس مسجد کی تعمیر کرا دے تاکہ مسلمان مسجد میں اکٹھے ہو کر بآسانی نماز ادا کر سکیں۔ حاصل یہ نکلا کہ مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اور مقبولیت حاصل کرنے کے لئے جیسا وقت ہو۔ اور جیسی ضرورت پیش آئے حسب توفیق اس میں حصہ لینے سے جی نہ چرائے۔ اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ واجعل اخرتنا خیرا من الاولیٰ

تمغہ

مذکورۃ الصدر چار صفتیں اپنے اندر پیدا کرنے والوں کو صادقین (سچے کا) تمغہ عطا ہوتا ہے۔ "یعنی یہی سچے اور کھرے مومن ہیں۔ اللھم اجعلنا منھم

مقام دوم

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ (سورۃ الانفال رکوع ۱۔ پ ۹)

ترجمہ:۔ ایمان والے وہی ہیں۔ جب اللہ کا نام آئے۔ تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آئتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو ہم نے انہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

ان تین آیتوں میں

سے پہلی دو آیتوں میں تو سچے مومنوں کی پانچ صفتیں ذکر کی گئی ہیں اور تیسری آیت میں ان صفتوں سے متصف ہونے والوں کو چار انعام دیئے گئے ہیں۔

پانچ صفتیں

(۱) کوئی معاملہ یا کوئی جھگڑا ہو۔ اس سلسلے میں جب اللہ تعالےٰ کا نام آئے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کے فیصلے کے سامنے ہتھیار ڈال دیتے ہیں۔

(۲) جب ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھی جاتی ہیں۔ جن میں ان کے متعلق احکام ہوں تو ان کے احکام کو فوراً دل سے مان جاتے ہیں۔ دل میں پھر ذرا بھی خدشہ باقی نہیں رہتا۔

(۳) ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں کہ فقط اللہ تعالیٰ راضی رہے۔ اس کے بعد جو ہو سو ہو۔ ہمیں سب کچھ منظور ہے۔

(۴) باقاعدہ پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرتے ہیں۔

چار انعاموں کی تفصیل

پہلا:۔ یہی لوگ سچے اور کھرے مومن ہیں۔

دوسرا:۔ ان کے لئے ان کے رب کے

بڑے مرتبے ہیں۔

تیسرا۔ ان لوگوں کے لئے ابھی سے بخشش کا اعلان ہے

چوتھا۔ اور آئندہ عزت کا رزق (آخرۃ میں دیئے جانے کا) وعدہ ہے۔

برادران اسلام۔ ان انعامات سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس دنیا کی زندگی میں اپنے اندر وہ صفات حمیدہ پیدا کریں۔ جن کی برکت سے یہ انعامات نصیب ہوں گے۔

مقام سوم

(اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) سورہ النور رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے۔ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے۔ تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

حاصل

اس آیت میں سچے اور کھرے مومنوں کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ انہیں جب بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی عدالت کی طرف فیصلہ کرانے کے لئے بلایا جاتا ہے تو بلا چون و چرا چلے آتے ہیں۔ اس بلا شرط سر تسلیم خم کرنے کے صلہ میں انہیں یہ انعام دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب آخرت سے آزاد کر دیئے گئے ہیں۔ ہر کلمہ گو کو ان کی کامیابی پر رشک آنا چاہیئے۔ اور ہر ایک کو اسی گروہ میں دنیا میں شامل ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

جھوٹے اور کھوٹے مومن

قرآن مجید میں ان لوگوں کا بھی ذکر ہے۔ اب ان لوگوں کے حالات اور ان کے نتائج عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ مسلمان ان برائیوں سے بچیں۔ جن کے باعث ان صفتوں والے مردود ہوں گے۔ ان کا ذکر بھی قرآن مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔

پہلا مقام

(وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝) سورہ البقرہ رکوع ۲ پ ۱

ترجمہ اور کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ ایماندار نہیں ہیں۔ اللہ اور ایمانداروں کو دھوکا دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں اور نہیں سمجھتے۔

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ کا حاشیہ

"یعنی دل سے ایمان نہیں لائے۔ جو حقیقت میں ایمان ہے۔ صرف زبان سے فریب دینے کے لئے اظہار ایمان کرتے ہیں۔ ان کی فریب بازی نہ خدائے تعالیٰ کے اوپر چل سکتی ہے۔ کہ وہ عالم الغیب ہے اور نہ مومنین پر کہ حق تعالیٰ مومنین کو بواسطہ پیغمبر اور دیگر دلائل و قرائن کے منافقین کے فریب سے آگاہ فرما دیتا ہے۔ بلکہ ان کی فریب بازی کا وبال اور اس کی خرابی حقیقت میں ان ہی کو پہنچتی ہے۔ مگر وہ اس کو اپنی غفلت اور جہالت اور شرارت سے نہیں سوچتے۔ اور نہیں سمجھتے۔ اگر غور کریں تو سمجھ لیں۔ کہ اس فریب بازی سے مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچتا۔ بلکہ اس کا نتیجہ خراب ہم کو پہنچ رہا ہے۔"

دوسرا مقام

(وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ۭ وَمَآ اُولٰۗىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ ۝) سورہ النور رکوع ۶ پارہ ۱۸ ترجمہ اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسولؐ پر ایمان لائے۔ اور فرمانبردار ہو گئے پھر ایک گروہ ان میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے اور وہ مومن نہیں ہیں۔ اور جب انہیں اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف بلایا جائے تاکہ ان میں فیصلہ کرے۔ تبھی ان میں سے ایک گروہ منہ موڑنے والے ہیں۔ اور اگر انہیں حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف گردن جھکائے آتے ہیں

حاصل

یہ نکلا کہ بعض لوگ اپنے آپ کو مومن کہتے کہتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ مومن نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس تردید سے معلوم ہوا کہ وہ ایمان کا دعوے کرنے میں جھوٹے اور کھوٹے ہیں۔ اور ان کے بے ایمان ہونے کا سبب یہ ظاہر کیا گیا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے فیصلہ کو نہیں مانتے اللھم لا تجعلنا منھم

نتیجہ

اعلان سابق سے یہ صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ جو لوگ شریعت کے فیصلہ سے گریز کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انہیں مومنین کی فہرست سے خارج کر دیا جاتا ہے

تیسرا مقام

(قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ۭ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـــًٔا ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝) سورۃ الحجرات رکوع ۲ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں۔ کہدو تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو تو تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا۔ بیشک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ وہ لوگ اپنے مومن ہونے کا اعلان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ تردید فرما رہا ہے کہ تم مومن نہیں ہو تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں کا ایمان جھوٹا اور کھوٹا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کے دعوے کو رد کیا ہے۔

دو چیزوں کی وضاحت

ان لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اعلان سے اور دو چیزوں کی وضاحت ہو گئی۔ پہلی یہ کہ ایمان کا محل انسان کا دل ہے دوسری یہ کہ مسلمان کہلانے والوں میں بھی بے ایمان ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ لوگ بظاہر مسلمانوں کے اعداد و شمار ہی میں آتے ہیں

اگر چاہیں تو مرنے سے پہلے سچے اور کھرے مومن بن سکتے ہیں

برادران اسلام اس سے پہلے آپ جھوٹے

کھوٹے مومنوں کی قسم پڑھ چکے ہیں۔ یہ بالکل ظاہر ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ اس قسم کے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہی بنائے گا اب میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ قرآن مجید میں ایک ایسا نسخہ بھی ہے کہ یہی جھوٹے سچے اور کھوٹے کھرے مومن بن جائیں اور اس تبدیلی سے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے ان کا ٹھکانہ جنت میں تبدیل کر دے گا

قرآن مجید میں اس نسخہ کا ذکر کئی جگہ آیا ہے

پہلی۔ (اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْكِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝) سورۃ البقرۃ رکوع ۱۹ پ ۲۔ ترجمہ۔ بے شک جو لوگ ان کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے۔ اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور ظاہر کر دیا۔ پس یہی لوگ ہیں کہ میں ان کی توبہ قبول کرتا ہوں۔ اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہوں۔

حاصل

میں ان آیات کی تفسیر بیان کرنا نہیں چاہتا فقط یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان آیات میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے کہ جن پر پہلے لعنت ڈالی گئی تھی۔ پھر جب انہیں لوگوں نے اپنے گناہ سے توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی تو اللہ تعالےٰ نے ان کی توبہ قبول فرما لی۔ پہلے دوزخیوں کی فہرست میں آ چکے تھے۔ پھر توبہ کرنے کے بعد بہشتیوں کی فہرست میں داخل کر لئے گئے۔

دوسری

کَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۟ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورہ آل عمران رکوع ۹ پ ۳)

اللہ ایسے لوگوں کو کیوں گمراہ دکھائے۔ جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ اور گواہی دے چکے ہیں کہ بے شک یہ رسول سچا ہے۔ اور ان کے پاس روشن نشانیاں آئی ہیں۔ اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دکھاتا۔ ایسے لوگوں کی یہ سزا ہے کہ ان پر اللہ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہو۔ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہیں کیا جائے گا۔ اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے مگر جنہوں نے اس کے بعد توبہ کی اور نیک کام کئے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں پر اپنی بداعمالی کے باعث لعنت پڑی تھی اور دوزخ میں جانے کے مستحق ہو گئے تھے۔ توبہ کے بعد گویا انہیں سچا اور کھرا مومن تسلیم کر لیا گیا۔ اور وہ بہشت کے مستحق ہو گئے۔

تیسری

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (سورۃ النساء رکوع ۲۱ پ ۵۔ ترجمہ۔ بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہوں گے۔ اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائے گا۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی۔ اور اللہ کو مضبوط پکڑا۔ اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور اللہ جلدی ایمان والوں کو بہت بڑا ثواب دے گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ جھوٹے اور کھوٹے ہونے کے باعث دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں جانے والے تھے۔ جب ان لوگوں نے دنیا میں توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی تو سچے اور کھرے مومنوں کی فہرست میں شامل کر لئے گئے اور بہشت کے مستحق بنا دیئے گئے

چوتھی

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِیْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (سورہ النحل رکوع ۱۵ پ ۱۴

ترجمہ۔ پھر تیرا رب ان کے لئے جو جہالت سے برے کام کرتے رہے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے توبہ کر لی اور سدھر گئے۔ بیشک تیرا رب اس کے بعد البتہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ پہلے بدکار تھے اور اس صورت میں جھوٹے اور کھوٹے تھے۔ اس کے بعد جب توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں سچا اور کھرا مومن تسلیم کر لیا۔ پہلی صورت میں دوزخ میں جاتے اور اب بفضلہٖ تعالیٰ بہشت میں جائیں گے۔

چاروں شہادتوں کا خلاصہ

یہ نکلا کہ اگر مرنے سے پہلے بڑے سے بڑے مجرم بھی توبہ کر لیں تو اللہ تعالےٰ انہیں سچا اور کھرا مومن تسلیم کر کے سچے اور کھرے مومنوں کی فہرست میں شامل کر کے بہشت میں داخل فرما دیں گے۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء علی صراط مستقیم ۝

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ۔ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ ۲۸۔ مارچ ۱۹۵۸ء

بارگاہِ الٰہی میں عبادت کے قبول نہ ہونے کے دو سبب ہوتے ہیں

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۔ ظاہری صورت میں کوئی نقص رہ جائے۔

۲۔ عمل کی باطنی صورت میں خرابی پیدا ہو جائے۔

برادرانِ اسلام۔ ہر انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے کہ جو چیز حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس میں دو چیزیں ہوں۔ تب پسند کرتا ہے۔ ظاہر میں دیدہ زیب ہو اور باطن میں کھری اور عمدہ ہو۔ مثلاً ایک شخص بازار میں سونے یا چاندی کے زیورات خریدکرنے کے لئے جاتا ہے۔ اب وہ چاہتا ہے کہ زیورات ظاہری صورت کے لحاظ سے خوبصورت ہوں۔ اور ساتھ ہی یہ بھی چاہتا ہے کہ . . .

. . . . . .

. . . . . .

. . . . . .

. . . . سونا ہو یا چاندی ہو۔ اصلی اور کھرے ہوں ان میں ذرہ برابر بھی کھوٹ نہ ہو اسی قاعدہ پر

اپنے اعمال کو قیاس کر لیجئے

کہ اعمال صالح کرنے والا انسان ہے۔ اور ان کو خرید کر ان کا معاوضہ دینے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ اللہ تعالےٰ کی خواہش بھی یہی ہے کہ انسان کی ہر نیکی میں صورت کے لحاظ سے بھی کوئی نقص نہ ہو۔ اور اس عمل کے اندر بھی کوئی ایسی چیز نظر نہ آئے۔ جس کے باعث یہ عمل بارگاہ الٰہی میں قبول نہ ہونے پائے۔ اب اعمال صالحہ کی ظاہری صورت میں خرابی پڑ جانے کی چند مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

وضو میں خرابی کی مثالیں

پہلی۔ عَنْ شُعَیْبِ بْنِ اَبِیْ رُوْحٍ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلّٰی صَلٰوۃَ الصُّبْحِ فَقَرَأَ الرُّوْمَ فَالْتَبَسَ عَلَیْہِ فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ یُصَلُّوْنَ مَعَنَا لَا یُحْسِنُوْنَ الطُّھُوْرَ وَاِنَّمَا یَلْتَبِسُ عَلَیْنَا الْقُرْاٰنُ اُولٰئِکَ۔ رواہ النسائی

ترجمہ۔ شعیب بن ابی روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے صبح کی نماز پڑھی۔ پھر اس میں (سورہ) روم پڑھی۔ پھر آپ پر (قرآن مجید پڑھنے کے دوران میں) کچھ خلجان ہوتا رہا۔ پھر جب آپ نے نماز پڑھ لی۔ آپ نے فرمایا۔ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔ وضو اچھی طرح کر کے نہیں آتے۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ لوگ ہم پر قرآن (پڑھتے وقت خلجان) پیدا کر دیتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے

کہ بعض لوگ اچھی طرح سے وضو کر کے نہیں آتے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج اقدس اس قدر لطیف ہے کہ قرأت پڑھتے وقت ان کے اس گناہ کا عکس حضور اقدس کے مزاج پر پڑ رہا ہے۔ اور طبیعت پریشان ہو رہی ہے۔ جب آپ کے مزاج پر اس غیر مکمل وضو کا یہ اثر ہو رہا ہے تو اللہ تعالےٰ ایسے وضو سے کب خوش ہو سکتا ہے۔

بالفاظ دیگر

اگر اس واقعہ کو یوں تعبیر کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اس گناہ کی بو آتی تھی جس سے آپ کی طبیعت پریشان ہوتی تھی۔ تو بعید از قیاس نہیں ہے

سوائے کمال نبوّت کے باقی کمالات منتقل ہوتے آرہے ہیں

اللہ تعالےٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت سے کمالات کا حامل بنایا تھا۔ ان میں سے فقط کمال نبوّت کا دروازہ آئندہ کے لئے بند کر دیا ہے۔ کہ کسی کو نبوّت کا عہدہ عطا نہیں فرمائے گا۔ باقی سب کمالات کے حامل ہر زمانہ میں ہوتے آرہے ہیں چنانچہ جن اولیائے کرام کو انسانوں کے گناہوں کی بو آتی ہے۔ وہ بھی ہر زمانہ میں آرہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے یہ قصّہ سنا ہوگا کہ ایک شخص غسل خانہ سے استنجا کر کے باہر آیا۔ اس کے بعد ایک بزرگ اندر گئے باہر نکل کر اس پہلے شخص سے فرمایا کیا تم زنا کر کے آئے ہو۔ اس نے جرم کا اقرار کر لیا۔ اور عرض کی۔ کہ حضرت آپ کو میرے گناہ کی کیسے اطلاع ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تمہارے استنجے کے پانی میں زنا کے آثار تھے۔

دوسری مثال

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ رَجَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّکَّۃَ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ حَتّٰی اِذَا کُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِیْقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ فَتَوَضَّاُوْا وَھُمْ عِجَالٌ فَانْتَھَیْنَا اِلَیْھِمْ وَاَعْقَابُھُمْ مَاُوْحٌ اَیْ یَبُلُّھَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ رواہ مسلم

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکّہ سے مدینہ کی طرف لوٹے۔ یہاں تک کہ جب ہم پانی پر پہنچے جو راستہ میں تھا۔ عصر کی نماز کے وقت بعض لوگوں نے جلدی کی۔ پھر انہوں نے جلدی جلدی وضو کر لیا۔ پھر ہم ان تک پہنچے۔ اور ان کی ایڑیاں (خشک رہنے کے باعث) چمک رہی تھیں۔ جنہیں پانی نہیں پہنچا تھا۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایڑیوں کے لئے دوزخ کی آگ کا عذاب ہے۔ اچھی طرح وضو کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اگرچہ ان لوگوں نے تو اپنی طرف سے وضو کر ہی لیا تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ اس وضو پر انہیں دوزخ کے عذاب کی دھمکی دی۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی۔ کہ انسان نیکی کا جو کام کرتا ہے۔ اس میں بعض اوقات ایسی کمی رہ جاتی ہے جسے اللہ تعالےٰ اور اس کا رسولؐ پسند نہیں فرماتے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ نیکی کا جو کام بھی کرے۔ اس کی ظاہری شرطیں بھی پوری ملحوظ رکھ کر کرے۔

نماز کی صورت میں خرابی

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَیْهِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰی ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ فَقَالَ وَعَلَیْكَ السَّلَامُ اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ فِی الثَّالِثَةِ اَوْ فِی الَّتِیْ بَعْدَهَا عَلِّمْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَاْ بِمَا تَیَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَفِیْ رِوَایَةٍ ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَسْتَوِیَ قَائِمًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِیْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے تحقیق ایک شخص مسجد میں داخل ہوا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے کنارہ پر بیٹھے تھے۔ پھر اس نے نماز پڑھی پھر آیا۔ اور سلام عرض کی۔ تب آپ نے فرمایا۔ تجھ پر بھی سلام ہو۔ جا۔ پھر نماز پڑھ۔ پس تو نے نماز نہیں پڑھی۔ (یعنی تیری نماز قبول نہیں ہے) پھر لوٹا۔ پھر نماز پڑھی۔ پھر آیا۔ پھر سلام عرض کی۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ تجھ پر بھی سلام ہو۔ لوٹ کر جا۔ پھر نماز پڑھ۔ پس تو نے نماز نہیں پڑھی۔ پھر لوٹا۔ پھر نماز پڑھی۔ پھر آیا۔ پھر سلام عرض کی۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ اور تجھ پر بھی سلام ہو۔ لوٹ کر جا۔ پھر نماز پڑھ پس تحقیق تو نے نماز نہیں پڑھی۔ پھر اس نے تیسری یا چوتھی مرتبہ عرض کی۔ یا رسول اللہ مجھے سکھائیے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ جب تم نماز کے لئے اٹھو۔ تب اچھی طرح سے وضو کرو پھر قبلے کی طرف منہ کرو۔ پھر اللہ اکبر کہو پھر پڑھو قرآن میں سے آسانی سے پڑھ سکتے ہو۔ جو تمہیں یاد ہو۔ پھر رکوع کرو۔ یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان حاصل کرو۔ پھر سر اٹھاؤ۔ یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو۔ یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان حاصل کرو۔ پھر سر اٹھاؤ۔ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ پھر سجدہ کرو۔ یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان حاصل ہو جائے۔ تم سر اٹھاؤ۔ یہاں تک کہ بیٹھنے کی حالت میں مطمئن ہو جاؤ۔ اور اپنی ساری نمازیں اسی طرح کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس شخص نے تو بار بار اپنے خیال میں صحیح نماز ادا کی تھی۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ہر مرتبہ یہی فرمایا۔ کہ پھر جا کر نماز پڑھو۔ تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کی نماز اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتی۔ جب تک کہ نماز ان تمام شرائط کو ملحوظ رکھ کر نہ پڑھی جائے۔ جو شریعت میں تجویز شدہ ہیں۔

دوسری حدیث

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رسول اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ لَا یُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔ رواہ احمد

ترجمہ۔ ابی قتادہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں میں سے بہت بُرا چور وہ ہے۔ جو اپنی نماز میں چوری کرے۔ انہوں نے عرض کی یا رسولؐ اللہ اپنی نماز میں کس طرح چوری کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ نماز میں رکوع اور سجدہ اچھی طرح سے نہیں کرتا۔ مثلاً رکوع میں ابھی اطمینان ہوا ہی نہیں تھا کہ بس ذرا سی کمر ٹیڑھی کر کے سر اوپر اٹھا لیا۔ یہ رکوع میں چوری ہے۔ اور جب سجدہ کیا تو سر کو زمین پر اطمینان سے رکھ کر تین مرتبہ بھی تسبیح نہ پڑھی۔ بلکہ سر ذرا سا زمین سے لگایا ہی تھا کہ فوراً اٹھا لیا۔

حاصل

یہ نکلا کہ بعض اوقات نماز کی صورت میں ایسی چیز پیدا ہو جاتی ہے جس سے کہ بارگاہِ الٰہی میں نماز قبول نہیں ہوتی۔ لہٰذا ہر نمازی کا فرض ہے کہ نماز میں تمام ان شرائط کو ملحوظ رکھ کر ادا کیا جائے۔ جو اللہ تعالےٰ کو منظور ہوں۔ اور تمام ان لغویات سے اپنے آپ کو بچایا جائے جن کے باعث نماز مقبول نہ ہو سکے۔

روزے کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ یَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِیْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ .. متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کی اولاد کے ہر عمل کا ثواب بڑھا کر دیا جاتا ہے۔ ایک نیکی کا دس گنا ثواب یہاں تک کہ (ایک نیکی کا بعض اوقات) سات سو گنا تک بھی بڑھا کر دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ مگر روزہ۔ پس تحقیق وہ میرے ہی لئے (رکھا جاتا) ہے اور میں (خود) ہی اس کا بدلہ ہوں۔ (روزہ دار) اپنی خواہش (نفسانی) اور اپنا کھانا میرے لئے ہی چھوڑتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک روزہ افطار کرنے کے وقت۔ اور ایک اپنے رب سے ملاقات کرنے کے وقت۔

اللہ تعالےٰ کے دربار میں روزہ دار کی عزت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ . . . . وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّیْحِ الْمِسْكِ . . . . متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور البتہ روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالےٰ کے ہاں کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ خوشبودار ہے۔

روزہ انسان کو انتہا درجہ کا شریف بنا دیتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ . . . . وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُؤٌ صَائِمٌ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور روزہ ڈھال ہے۔ اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تب عورتوں سے میل جول کی باتیں نہ کرے اور نہ شور مچائے۔ پس اگر اسے کوئی گالی بھی دے یا اس سے لڑنے کے لئے آئے (تو مقابلہ نہ کرے بلکہ اتنا کہہ دے) بیشک میں تو روزہ دار آدمی ہوں (یعنی روزہ کے سبب سے میں تمہیں کچھ نہیں کہونگا) اس سے بڑھ کر اور شرافت کا درجہ کونسا ہے۔ کہ دشمن کو نہ گالی دے اور نہ اس سے لڑے۔ اور اسے صاف کہہ دے کہ میں اپنے روزے کی عظمت قائم رکھنے کے لئے تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔

روزہ کی صورت میں خرابی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ۔ رواہ البخاری

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے جھوٹی باتیں نہیں چھوڑیں اور جھوٹ پر عمل کرنا نہیں چھوڑا۔ بس اللہ تعالےٰ کو اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔

روزہ دار کی یا وہ عزت تھی۔ یا یہ ذلت

یا تو روزہ دار کی وہ عزت تھی۔ کہ روزہ دار کی برکت کے باعث اللہ تعالےٰ اپنی جان روزہ دار کو پیش فرما رہے تھے۔ اور یا یہ ذلت کہ روزہ دار کا روزہ ہی قبول نہیں ہے۔ اس وضاحت کے لئے دو مثالیں ملاحظہ ہوں۔

پہلی

ماں کو بچہ بڑا پیارا ہوتا ہے۔ محبت کے باعث ماں بچے کا منہ چومتی ہے۔ اور اگر کہا نہ مانے اور ضد کرے تو وہی ماں منہ پر ایسا تھپڑ مارتی ہے کہ ساری عمر بچے کو وہ تھپڑ یاد رہتا ہے۔

دوسری

بادشاہ کو نظام مملکت کے چلانے میں جو وزیر اور مشیر وفاداری کا پورا حق ادا کرتے ہیں اور ان کے دست راست ہوتے ہیں۔ ان کے عہدے بڑھاتا ہے اور ان کی تنخواہوں اور الاؤنس میں ترقی دیتا جاتا ہے۔ اور اگر انہیں میں سے کوئی باغی ہو جائے۔ تو اسے پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیتا ہے۔

بعینہ

یہی حالت روزہ دار کی ہے۔ اگر حکم الٰہی کی تعمیل کرے تو روزہ دار کے منہ کی بو کستوری سے زیادہ بارگاہ الٰہی میں قیمتی ہے اور اگر وہی انسان رمضان مبارک میں اللہ تعالیٰ کی اجازت کے سوا روزے رکھنے چھوڑ دے تو پھر خواہ امیر ہو یا وزیر یا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو، تو گناہ کبیرہ کا مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ گناہ کبیرہ کا مرتکب اگر توبہ کیے بغیر دنیا سے جائے تو اس کا ٹھکانا دوزخ ہوتا ہے۔ اس فیصلہ کی

تائید ملاحظہ ہو

(امر حسب الذین اجترحوا السیئات ان نجعلھم کالذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سواء محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون ۝ سورۃ الجاثیہ رکوع ۲، پارہ ۲۵) ترجمہ: کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے۔ ان کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ وہ بہت ہی برا فیصلہ کرتے ہیں

کسی نیک عمل کے قبول نہ ہونے کا دوسرا سبب

- باطن میں خرابی کا پیدا ہو جانا ہے
- باطن کی خرابی میں سب سے بڑا سبب اخلاص کا نہ ہونا ہے۔

ہر عمل کی قبولیت کے لیے اخلاص کے شرط ہونے کے اعلانات ملاحظہ ہوں۔

ع ۱

(انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق فاعبد اللہ مخلصا لہ الدّین ۝ سورۃ الزمر رکوع ۱، پارہ ۲۳) ترجمہ: بے شک ہم نے یہ کتاب ٹھیک طور پر آپ کی طرف نازل کی ہے۔ پس تو خالص اللہ ہی کی فرمانبرداری مدنظر رکھ کر اسی کی عبادت کر۔

ع ۲

(الا للہ الدین الخالص الآیۃ سورۃ الزمر رکوع ۱ پارہ ۲۳) ترجمہ خبردار خالص فرماں برداری اللہ ہی کے لیے ہے۔

ع ۳

(قل انی امرت ان اعبد اللہ مخلصا لہ الدین ۝ سورۃ الزمر رکوع ۲، پارہ ۲۳) ترجمہ: کہدو مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اس کے لیے خاص رکھوں۔

تینوں اعلانات کا حاصل

یہ ہے کہ نیکی کا جو کام بھی کیا جائے۔ اس کے متعلق دل میں فقط اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا مقصود ہو اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے سوا دنیا بھر میں کسی انسان کی رضا ہرگز مطلوب نہ ہو اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی رضا بھی دل میں مطلوب ہو۔ تو یہی کہا جائے گا کہ اس شخص کی نیت میں شرک موجود ہے۔ شرک کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جو کام فقط اللہ جل شانہٗ ہی کے لیے ہونا چاہیے تھا۔ اس میں کسی دوسرے کی رضا بھی شامل کر لی جائے۔ جس کام میں غیر کو بھی شریک کر لیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ملاحظہ ہو: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْہِ مَعِیَ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ ھُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَہٗ رواہ مسلم) ترجمہ: ابی ہریرۃ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ میں سب حصہ داروں سے حصہ لینے سے بڑا بے پرواہوں جس شخص نے کوئی کام کیا جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو بھی شریک کیا۔ میں اس کام کرنے والے کو بھی چھوڑ دیتا ہوں۔ اور اس کام کے حصہ کو بھی چھوڑ دیتا ہوں اور ایک روایت میں ہے۔ میں اس سے بیزار ہو جاتا ہوں۔ وہ اسی کے لیے ہو جاتا ہے۔ جس کے لیے اس نے کیا ہے۔ ان الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس عمل کو قبول نہیں فرماتا ہاں اس دوسرے شخص کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جس شخص کا دکھلاوا کام کرنے والے کو مقصود تھا۔

حفاظِ قرآن کی اصلاح کے لیے ایک مثال

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے (لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا سورۃ المائدۃ۔ رکوع ۷، پارہ ۶) ترجمہ: اور میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑا مول مت لو۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ذریعۂ الٰہی حاصل کرنے کے لیے پڑھو گے۔ اس کا اجر قیامت کے دن ملے گا۔ اس کے مقابلہ میں دنیا کا معاوضہ خواہ کتنا بھی زیادہ ہو۔ آخرت کے اجر کے مقابلے میں وہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ یہ فانی ہے اور وہ سدا رہنے والا ہوگا۔ اس لیے رمضان شریف میں قرآن مجید سنانے والے حافظوں کو چاہیے کہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے سنائیں۔ دل میں معاوضہ لینے کا خیال ہرگز ہرگز نہ ہو۔ یہ الگ چیز ہے کہ قرآن مجید ختم کرنے کے بعد نمازی اپنی طرف سے کوئی رقم جمع کر کے حافظ صاحب کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اس پیش کش کو فتوحات غیبیہ میں سے شمار کریں اور اگر خدانخواستہ قرآن مجید کے سنانے کا معاوضہ پہلے معین کر لیا اور اگر ایک مسجد کے نمازیوں نے حسب منشا معاوضہ دینا منظور نہ کیا تو دوسری مسجد میں جا سنایا جنہوں نے حافظ صاحب کی شرط مان لی تو ایسے حافظ صاحب کا قرآن مجید اسی مد میں آئے گا جو گزشتہ حدیث شریف میں ذکر کی گئی ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸ رمضان المبارک ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۸ر اپریل ۱۹۵۸ء

پاکستان بنانے کا مطالبہ

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام اور معزز خواتین - آپ کو یاد ہوگا جب ہندوستانیوں کی متحدہ کوشش سے انگریز ہندوستان سے دستبردار ہونے لگا - اس وقت مغربی پاکستان کے مسلمان مردوں اور عورتوں نے انگریز سے مطالبہ کیا کہ ہندوستان کی سرزمین میں سے ایک ٹکڑا علیحدہ کرکے ہمیں دے تاکہ ہم اس خطہ میں اسلام کی حکومت قائم کرسکیں۔ ہندو اور سکھ مسلمانوں کے اس مطالبہ کے خلاف تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ متحدہ ہندوستان ہی رہے انہیں یہ خیال تھا کہ ہندو اور سکھ دونوں آج کل ہندوازم کی دونوں شاخیں ہیں - اور اسلام بالکل ایک مستقل اور الگ مذہب ہے۔ اس لئے ہم دونوں مل کر مسلمانوں پر حکومت کریں گے۔ ادھر مسلمان بھی ہندو کی تنگ ظرفی سے انگریز کی سلطنت کے دور ہی میں سخت نالاں تھا۔ اگر ایک محکمے میں ۹۸ ہندو اور سکھ ہوتے - اور فقط ۲ فیصدی مسلمان ہوتے تو ان کی ذہنیت یہ تھی کہ ان دو مسلمانوں کی جگہ بھی ہندو یا سکھ بھرتی ہو جائیں۔ تو بہتر ہے۔ اس لئے مسلمانوں نے

پاکستان کے مطالبہ کو

اپنی قوم کی زندگی اور بقا کے لئے ایک نہایت ہی ضروری امر قرار دیا۔ اور اس مطالبہ کی کامیابی کے لئے خوب پروپیگنڈا کیا۔ حتیٰ کہ اس پروپیگنڈا کے سلسلہ میں سینکڑوں کی تعداد میں شہر لاہور میں پردہ دار عورتوں کے جلوس بھی نکالے گئے۔ جن کا نعرہ یہ ہوتا - "پاکستان لے کر رہیں گے - دینا پڑیگا" خدا کی قدرت بالآخر اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کی دعا قبول فرمائی اور مسٹر جناح مرحوم نے مسٹر گاندھی سے لڑ جھگڑ کر یہ مطالبہ منظور کرا ہی لیا۔ اس مطالبہ کے منظور ہونے کے بعد ہندو اور سکھ دونوں سیخ پا ہوگئے سکھ مسلمانوں کے پاکستان کے مطالبہ کے وقت ہی یہ کہہ رہے تھے۔ کہ اگر مسلمانوں کا مطالبہ منظور کر لیا گیا۔ تو ہم پنجاب میں خون کی ندیاں بہا دینگے۔ اسی بنا پر پاکستان کا اعلان ہوتے ہی مشرقی پنجاب میں

مسلمانوں کا قتلِ عام

شروع ہوگیا - یہ تعداد زبان زد خلائق ہے کہ مشرقی پنجاب میں دس لاکھ مسلمان قتل ہوا ہے اور تقریباً ۵۰ - ۶۰ ہزار مسلمان عورتیں سکھوں کے قبضہ میں چلی گئیں - اس قتل کے مقابلہ میں مسلمانوں نے بھی ہندو اور سکھوں کو قتل کرنا شروع کیا - مگر چونکہ رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ہے اور اس کے پیغمبر کی تعلیم قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی صورت میں بعینہٖ صحیح سالم ان کے پاس موجود ہے اس لئے مسلمان اتنا بے رحم نہیں ہے جتنا کہ سکھ ہے۔ اس لئے مسلمانوں نے بھی ہندو اور سکھ کو قتل تو کیا۔ مگر ان کے مقابلہ میں بہت ہی کم کیا۔ گویا کہ مسلمان نے ۱۰ لاکھ جانوں اور ۵۰ - ۶۰ ہزار اپنی بہو بیٹیوں کی عصمت کی قربانی دے کر پاکستان حاصل کیا۔

اس کے علاوہ

دہلی کے شہر میں دس ہزار مسلمانوں کا قتل ہونا اور دہلی کے ارد گرد ۴۰ ہزار مسلمانوں کا قتل ہونا اس کے علاوہ صوبہ بہار میں مسلمانوں کا قتل عام ہونا - یہ سب چیزیں پاکستان کی قیمت کے سلسلہ میں شامل ہیں۔

مسٹر لیاقت علی خاں مرحوم کی تقریر کے اقتباسات کہ پاکستان کا نظام کیسا ہوگا

از انقلاب ۹ر مارچ ۱۹۴۹ء

۱ - "دستور میں ان اصولوں کو ان کی اس تشریح کے مطابق ملحوظ رکھا جائے گا - جو اسلام نے کی ہے"

۲ - "کیونکہ اسلام نے دنیا کو جن عظیم الشان نعمتوں سے مالا مال کیا ہے۔ ان میں سے ایک عام انسانوں کی مساوات بھی ہے۔ اسلام نسل رنگ اور نسب کے امتیازات کو تسلیم نہیں کرتا۔ انحطاط کے دور میں بھی اسلامی معاشرہ ان تعصبات سے نمایاں طور پر پاک تھا۔ جنہوں نے دنیا کے دوسرے حصوں میں انسانوں کے باہمی تعلقات کو زہر آلود کر دیا تھا۔

۳ - "قرار داد کی اگلی دفعہ میں درج ہے۔ کہ مسلمانوں کو اس قابل بنایا جائے کہ وہ انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی کو اسلامی تعلیمات و مقتضیات کے مطابق جو قرآن مجید اور سنت رسولؐ میں متعین ہیں۔ ڈھال سکیں - یہ امر بالکل ظاہر ہے کہ اگر مسلمان کو اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ اپنی زندگی اپنے مذہب کی تعلیمات کے مطابق بنالیں۔ تو اس پر کسی غیر مسلم کو اعتراض نہیں ہوسکتا۔"

۴ - "مملکت ایک ایسا ماحول پیدا کریگی۔ جو ایک حقیقی اسلامی معاشرے کی تعمیر میں ممد و معاون ہو"

۵ - "مملکت کے لئے لازم ہے کہ وہ مسلمانوں کی سرگرمیوں کی اس طرز پر رہنمائی کرے کہ ایک ایسا نیا عمرانی نظام قائم ہو جائے۔ جو اسلام کے بنیادی اصول پر مبنی ہو۔ جس میں جمہوریت۔ حریت - رواداری اور عمرانی عدل شامل ہوں۔"

۶ - "کوئی مسلمان ایسا نہیں ہوسکتا جس کا اس پر ایمان نہ ہو - کہ کلام اللہ اور اسوۂ رسولؐ ہی اس کے روحانی فیضان کے بنیادی سرچشمے ہیں۔ ان کے متعلق مسلمانوں کے مابین کوئی اختلاف رائے نہیں ہے۔ اور اسلام کا کوئی فرقہ نہیں ہے جو انہیں تسلیم نہ کرتا ہو۔"

۷ - "ہمارا مقصد اقتصادی نظام کو اسلام کے بنیادی اصول پر تعمیر کرنا ہے۔ کیونکہ یہ دولت کی بہتر تقسیم میں اور ناداری کو رفع کرنے میں مدد دیتے ہیں"

اب کیا ہو رہا ہے

مسٹر لیاقت علی خاں مرحوم کے مذکورۃ الصدر اعلانات کے بعد اب کیا ہو رہا ہے اور اندازہ لگائیے۔

ملک غیر شعوری طور پر تباہی کی طرف جا رہا ہے اس کے متعدد ثبوت ہیں

محمد افضل ملک ۲۴ بروم ہوسٹل لاہور

از پاکستان ٹائمز لاہور ۲۷/۵۸

"ہم نہایت نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ احتیاج - غیر یقینی - نا امیدی اور خوف ہماری قومی زندگی کے ہر شعبہ میں تجاوز کر گیا ہے۔ ہماری معاشی حالت خطرناک ہے۔ قیمتیں زیادہ اور حکومت کی آمدنی کم ہوگئی ہے۔ ہماری انتظامیہ غیر مستعد اور بد اخلاق ہے۔ تجارت کے حلقہ اثر میں بلیک مارکیٹ اور بد دیانتی بغیر کسی رکاوٹ کے پورے عروج پر عمل پذیر ہے۔ ہماری معاشرتی زندگی کے حلقہ میں شراب خواری - جوئے بازی - قتل - اغوا اور آبرو ریزی شدت سے موجود ہے اور ہماری سیاسی زندگی میں بے اصولی - فتنہ انگیز جھگڑے

روز مرّہ ہیں۔"

غور سے پڑھیں

باشندگان مغربی پاکستان کا فرض ہے کہ محمد افضل صاحب کے بیان کو غور سے پڑھیں۔ یہ بیان کسی مولوی کا نہیں۔ ایک انگریزی تعلیم یافتہ نوجوان کا ہے۔ جس نے پاکستان کے سب سے موقر اخبار پاکستان ٹائمز میں شائع کیا ہے۔ گزشتہ قوموں کی تاریخ کا مطالعہ کیجئے۔ اور پھر فیصلہ کیجئے۔ کہ ایسی قوموں کا کیا حشر ہوا کرتا ہے۔

اخبار آزاد مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۵۸ء صہ ۳

۱۲

پاکستانی راہ نمایوں کے متعلق

اسلامی جمہوریہ پاکستان:۔ اگر اسلام کے اصولوں پر چلنے کا ارادہ نہیں اور زندگیوں کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی آرزو نہیں ہے تو خدا کے لئے اسلام کے حال پر رحم فرمایئے اور جگہ جگہ اسلام کے مقدس نام پر عوام کو بیوقوف نہ بنایئے سہروردی صاحب کی یہ باتیں بڑی تلخ تھیں مگر مبنی برحقیقت تھیں۔ الحمدللہ کہ سہروردی کے اسرار اور مخالفت کے باوجود اسلامی تقاضوں کے مطابق اسلامیہ جمہوریہ کی بنیاد تو رکھ دی گئی۔ اب اگر قرآن اور سُنّت کی روشنی میں چلنا ہے تو ہمیں بجا طور پر فخر محسوس ہونا چاہئے۔ کہ نام کی برکت سے صحیح منزل کی نشاندہی تو ہوگئی ہے۔ مسلمان قوم کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے رہنماؤں اور سربراہوں کو بے راہ روی سے روکیں غیر اسلامی راہوں پر چلتا دیکھیں تو انہیں ٹوکیں۔ آج جب ہم دوم جمہوریہ بڑی تزک و احتشام سے منا رہے ہیں ہمیں اپنے دلوں کو ٹٹول کر ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا چاہئے۔ کہ بحیثیت مسلمان ہمارا کیا فرض ہے۔ اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے سربراہوں کو بھی گریبانوں میں مونہہ ڈال کر کم از کم یہ تو دیکھ لینا چاہئے کہ وہ جو کچھ کر رہے ہیں اُن کی زندگیاں جس ڈگر پر چل رہی ہیں کیا اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کے سربراہوں کو انہی طور طریقوں اور انہی راہوں پر چلنے کی اجازت ہے؟ کیا انہی راہوں کو قرآن اور سُنّت کی روشنی میں صراطِ مستقیم کہا جا سکتا ہے۔ ہم یہ تقاضا نہیں کرتے کہ صدر مملکت۔ وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ راتوں کو گلی کوچوں میں چل پھر کر دیکھیں کہ رعایا کا کوئی بچہ بھوکا تو نہیں۔ یا بھوکے بچوں کی ماں زرداروں کو کوس تو نہیں رہی۔ یہ اُن نیکوکاروں کے زمانے کی ریت ہے۔ جب اللہ سے باتیں کرنے والے پیغمبرؐ کے رفیقوںؓ کی حکومت تھی۔ یہ سُہانا خواب اب شرمندہ تعبیر ہونے سے رہا۔ مگر اتنا تو ہو جاتے کہ جب ہمارے سربراہ ترنوالے کھائیں۔ قوم کے بچوں کو خشک اور روکھی سوکھی تو میسّر آ جائے۔ مالدار حاکم بیشک سرِ بفلک عمارتوں میں شاندار زندگی بسر کریں مگر غریب عوام کو سر چھپانے کے لئے جھونپڑی تو ملنا چاہئے۔ اعلیٰ درجہ کی نرم اور چمکیلی پوشاکیں پہنئے۔ مگر اتنا خیال رہے کہ غریب کی جوان بیٹی کو ستر ڈھانپنے کے لئے موٹا اور کھردرا کپڑا میسّر ہو سکتا ہے۔ یا وہ پھٹے پُرانے کپڑوں میں پیوند لگانے پر مجبور ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہمارے سربراہوں کا اس ٹھاٹھ باٹھ سے واپس آنا قدرے مشکل ہے۔ مگر انہیں تباہ حال قوم کی سربراہی کرنا مقصود ہے تو کچھ تبدیلی اپنے اندر پیدا کرنا ہوگی۔ قوم کی جانب عملی ہمدردی کا ایک قدم بڑھایئے پھر دیکھئے کہ مسلمان دوم ر طرح بے تابانہ سربراہوں کی جانب دوڑتی ہے اور ایک اشارہ پر کس طرح جاں نثار کرنے پر تیار ہو جاتی ہے۔ یوم جمہوریہ منانے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ آج کے دن ہمارے سربراہ یہ فیصلہ اور مصمم ارادہ کرلیں کہ جن مشکلات میں قوم اس وقت گھر کر چکی ہے ہمّت سے کام لیکر ان مشکلات سے عوام کو چھٹکارا دلا کر دم لینا ہے۔ تب آج کا دن ملک و ملت کے لئے مبارک دن شمار ہو سکتا ہے۔ خدا ہم سب کو صحیح مسلمان بننے کی توفیق دے۔ اور ہمیں اس قابل بنا دے کہ ہم اسلام کے بتائے ہوئے سیدھے راستے پر چل سکیں۔ تاکہ ہماری دُنیا و آخرت دونوں سدھر جائیں آمین۔

اخبار آزاد مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۵۸ء صفحہ ۸

۱۳

جمہوری اقدار سے انحراف

۲۳ مارچ ۱۹۵۸ء کا مبارک روز ہمارا تیسرا "یوم جمہوریت" ہے یعنی پاکستان کے آئین کے نفاذ کو پورے دو برس گزر چکے ہیں۔ لیکن آئین کا بنیادی تقاضا جنرل الیکشن ابھی تک مصلحت کوشیوں کے سرد خانے میں دبا ہوا ہے۔ یہ جمہوری اقدار سے ایک ایسا انحراف ہے جس سے پورے عالم کی نگاہوں میں ہمارا وقار محبوب کی نظروں سے گرے ہوئے دل کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ کاش ارباب اختیار اس امر کا احساس کر سکیں۔

اگر ہم اپنے ماضی کا جائزہ لیں تو یہ بات چھپی نہیں رہتی کہ ہم اپنی خود غرضیوں اور مطلب پرستیوں کے جنون میں ایسے پاگل ہو جاتے ہیں کہ جمہوری قدریں جو ہمارے آئین کی جان اور روحِ رواں ہیں ہمارے دستِ جنوں سے گریبانِ عاشق کی طرح تار تار ہو جاتی ہیں۔ نہایت کرب و اضطراب کے ساتھ ہم اُن واقعات و کوائف کی نشاندہی پر مجبور ہیں جن سے جمہوریت پسند حلقے بھرم کو شدید جھٹکے محسوس ہوئے ہیں۔

یہ پانچ بڑے اور اہم حادثے ہیں جن پر ہمارے مُلک میں سیاسی اقدار سے انحراف کیا گیا ہے۔ بدقسمتی سے ہر موقع پر مختلف پارٹیاں دھاندلی کا شکار ہوئیں۔ اور مختلف پارٹیوں نے دھاندلی مچائی جس کی وجہ سے عوام کو یقین ہو گیا کہ کوئی پارٹی بھی صحیح جمہوری قدروں کا پاس نہیں کرتی بلکہ حصولِ اقتدار ہر جماعت کے پیشِ نظر ہے۔ اس لئے تقریباً تمام پارٹیوں سے عوام کا اعتماد اُٹھ چکا ہے۔ اور جو لوگ سیاسی جماعتوں میں شامل ہیں وہ کسی مقصد یا نصب العین کے باعث نہیں بلکہ دھڑا بندی کی وجہ سے ہیں۔

ان ہنگاموں اور نبرد آزمائیوں سے عوام کو نالاں دیکھ کر بعض سیاسی گرگ باراں دیدہ نے جمہوریت ہی کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے حالانکہ یہ حالات جمہوریت کے پیدا کردہ نہیں بلکہ جمہوری اقدار سے انحراف کے پیدا کردہ ہیں۔ ایسے نازک موقع پر جمہوریت دوستوں کا فرضِ اولین ہے کہ وہ راۓ عامہ کو بتائیں کہ ان سنگین واقعات کی ذمہ دار جمہوریت نہیں بلکہ جمہوریت کشی ہے۔

روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۵۸ء صفحہ ۳

۱۴

صدر مملکت بھی قوم کے لیڈروں سے بدظن ہیں کہ یہ لوگ پاکستان کو ختم کرنا چاہتے ہیں

صدر سکندر مرزا نے گزشتہ ایک ہفتہ میں دو مرتبہ سیاسیاتِ ملکی پر تبصرہ کرتے ہوئے بڑی صاف گوئی سے کام لیا ہے .....

صدر کے انٹرویو اور اُن کی تقریر دونوں کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہے کہ صاحبِ موصوف ملک کے موجودہ حالات سے غیر مطمئن ہیں۔ وہ موجودہ لیڈروں (یا سرکاری لیڈروں) کے بارہ میں کسی حسنِ ظن میں مبتلا نہیں بلکہ اُن کا خیال یہ ہے کہ اگر عام انتخابات کے بعد بھی انہی یا اسی قسم کے لوگوں کو برسرِ اقتدار آنا ہے تو پھر عام انتخابات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑیگا۔ صدر سکندر مرزا سیاسی لیڈروں کی نت نئی قلابازیوں اور خود غرضی کے مظاہروں سے بھی بیزار نظر آتے ہیں .....

صدر مرزا نے بالکل درست کہا ہے کہ یہ

محض اتفاق یا حادثہ نہیں کہ یہ ملک کی خارجہ پالیسی کی مخالفت میں پیش پیش بھی یہی عناصر ہیں جو ایک یونٹ کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ ان کے اپنے عقائد و مقاصد میں اختلاف موجود ہے کسی کا رُخ دہلی کی جانب ہے کسی کا ماسکو کی طرف مگر وحدت مغربی پاکستان کو ختم کرنے کے مقصد پر یہ سب متفق ہیں۔ ایک پاکستان کو بھارت کا تابع بنانا چاہتا ہے دوسرا روس کا مگر پاکستان کے اسلامی کیرکٹر کو ختم کرنے کا نصب العین دونوں کا مشترک نصب العین ہے . . . . . .

پاکستان کو اپنی حماقتوں۔ اپنی نالائقیوں اور اپنی خود غرضیوں سے کون کمزور کر رہا ہے۔ اور وہ کون سے عناصر ہیں جو پاکستان کو بھارت یا روس کی جھولی میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ صدر مملکت سے بہتر کون جانتا ہے کہ بعض ایسے افراد اور ایسے عناصر اس وقت مرکزی اور صوبائی وزارتوں میں بھی شامل ہیں یا کم از کم برسر اقتدار کولیشن پارٹیوں میں ضرور شریک ہیں۔ صدر مملکت یہ فرماتے ہیں کہ کچھ عناصر ملک کو تباہ کرنے کے درپے ہیں ہم اُن سے یہ کہتے ہیں کہ ایسے عناصر خود وزارتی پارٹیوں کے ساتھ اور اُن کی پناہ میں اپنے ناپاک مشن میں لگے ہوتے ہیں۔ کیا صدر مملکت کی طرف سے محض ان سے بیزاری کا اظہار ہی کافی ہے یا وہ حلف جو صدر نے اپنا عہدہ سنبھالتے وقت اٹھایا تھا، کسی عمل کا بھی مقتضی ہے؟

روزنامہ کوہستان لاہور مورخہ ۱۹ر مارچ ۱۹۵۸ء صفحہ ۳

۵

برسر اقتدار طبقہ کس طرح بددیانتی کر کے آگے آتا ہے

مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے ایک مقتدر رکن قاضی مرید احمد نے اسمبلی کے سامنے حلفیہ بیان دیتے ہوئے انکشاف کیا ہے کہ ایک ری پبلکن وزیر نے مجھے ووٹ کی خاطر پچاس ہزار روپیہ نقد اور دس مربع زمین دینے کی پیش کش کی تھی۔ قاضی مرید احمد نے کہا کہ میں وزیر اعلیٰ اور اپوزیشن لیڈر سے ثالثی کرانے کے لئے تیار ہوں اگر میرا دعوے غلط ثابت ہو تو صوبائی اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو جاؤنگا۔ قاضی صاحب نے مزید کہا کہ یہاں تک وزیر اعظم نے بھی مجھے ری پبلکن پارٹی کو ووٹ دینے کے لئے کہا تھا۔ اس کے بعد مجھے قتل کے ایک جھوٹے مقدمے میں پھنسا دیا گیا۔ مجھے پیشکش کی گئی کہ اگر میں وزیر اعظم کا مشورہ قبول کر لوں تو یہ مقدمہ واپس لیا جا سکتا ہے۔ لیکن میں نے یہ کہہ کر یہ پیشکش مسترد کر دی کہ میرا ووٹ بکاؤ مال نہیں۔

روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ ۹ر فروری ۱۹۵۸ء صفحہ ۳

۶

کیا ہمارے وزیر اعظم کا یہ اقدام قرارداد مقاصد کے خلاف نہیں ہے

مشرقی پاکستان کے ہندو کانگرسی لیڈر مسٹر بی۔ کے داس کو پاکستان میں وزیر تعلیم و صحت مقرر کیا گیا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہم اس تقرر کا خیر مقدم نہیں کر سکتے اور ملک فیروز خاں نون کو اس حسن انتخاب پر داد نہیں دے سکتے۔...

ہمیں اس امر پر بھی سخت اعتراض ہے کہ اعلےٰ ذات کے ایک ہندو کانگرسی لیڈر کو جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں تعلیم کا وزیر مقرر کیا گیا ہے۔ کیا یہ تقرر اس نصب العین کے مطابق ہے۔ کہ حکومت مسلمان پاکستانیوں کی زندگیوں کو اسلامی قالب میں ڈھالنے کی کوشش کریگی؟ کیا نسل نو میں اسلام اور پاکستان کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ یہی ہے۔ کہ اعلےٰ ذات کے ایک ہندو کو وزیر تعلیم مقرر کیا جائے؟ ملک صاحب مسٹر داس کو وزیر مقرر کرنے پر مجبور ہی تھے تو کیا ان صاحب کو کوئی دوسری وزارت نہیں پیش کی جا سکتی تھی؟ انہیں وہی وزارت کیوں پیش کی گئی۔ جو ہمارے بچوں اور بچیوں کو جس سانچے میں چاہے ڈھال سکتی ہے یا بدرجہ اقل جس سانچے میں ڈھلنے سے روکنا چاہے روک سکتی ہے؟

روزنامہ آزاد لاہور مورخہ ۱۸ر جون ۱۹۵۷ء صفحہ ۳

۷

وزراء کی تنخواہیں

اس ملک میں جہاں فی کس آمدنی برائے نام ہے۔ ہمارے وزراء کو گرانقدر مشاہرہ قبول نہیں کرنا چاہئے۔ اگر ان حضرات کے ضمیر بالکل مُردہ نہیں ہو چکے تو انہیں خود ہی فیصلہ کرنا چاہئے۔ کہ ہمارے ملک کے ایک صوبے میں جہاں خُدا کے نہ ماننے والوں نے ابھی ابھی وزارت سنبھالی ہے۔ وزیروں کی تنخواہ ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار مقرر کی ہے۔ اب خدا کے ماننے والوں اور قرآن و سُنّت کے مطابق حکومت کرنے والوں کو ضمیر کی آواز پر کان دھرنا چاہئے۔ ہم یہ تسلیم کئے لیتے ہیں کہ موجودہ ماحول میں وزراء کے لئے ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار میں گزارہ کرنا بے انتہا مشکل بلکہ ناممکن نظر آتا ہے۔ مگر خدا کے لئے ساڑھے تین سو روپے اور ساڑھے تین ہزار کے فرق کو تو سمجھئے۔ اور خیال کیجئے کہ کافر نے اسلام کی جانب کتنی بڑی زقند لگا کر صحابہ کرامؓ کے قدم چُومنے کی جسارت کی ہے اور ہم۔ جو اسلام اسلام پکارتے اور سلف صالحین کا نام لے کر فخر و غرور سے دورِ اوّل کی داستانیں سُنتے سُناتے ہیں۔ ہم کدھر جا رہے ہیں۔

۸

کیا ایسا ملک تباہی کے گڑھے میں ڈوبنے سے بچ سکتا ہے

روزنامہ نوائے پاکستان مورخہ ۱۸ر اگست ۱۹۵۸ء صفحہ اوّل

(ملک میں فسادات سرکاری افسروں، سیاسی لیڈروں اور خود غرض رہنماؤں کے اشارہ پر ہوتے ہیں۔ ملک میں فسادات کرانے میں ۷۵ فی صد خود سرکاری افسروں اور حکومت کے کارندوں کا ہاتھ ہوتا ہے)

مولانا نے فرمایا کہ میں ایسی کئی مثالیں پیش کر سکتا ہوں۔ جہاں کہ سرکاری افسروں نے اپنے فرقہ کی حمایت کے لئے قانون کی مٹی پلید کی۔ لیکن آپ جانتے ہیں بعض باتیں مجمع عام میں کہنے کی نہیں ہوتیں۔ مغربی پاکستان کے وزیر اعلیٰ سردار عبدالرشید اگر اس موضوع پر مجھ سے معلومات حاصل کرنا چاہیں تو میں ایسے سرکاری افسروں کی فہرست پیش کر سکتا ہوں۔ آپ نے کہا جب تک حکومت اس موضوع پر تبادلہ خیال نہ کرے اس وقت تک میں ایسے دلائل و شواہد کی بنا پر یہی کہتا رہوں گا کہ ملک میں فسادات کرانے میں ۷۵ فیصدی خود سرکاری افسروں اور حکومت کے کارندوں کا ہاتھ ہوتا ہے۔

بعض حضرات علماء دیوبند کے خلاف کفر کے فتوے لگاتے ہیں۔ کیا اس ملک میں ایک مثال بھی پیش کی جا سکتی ہے کہ علماء دیوبند کے خلاف کفر کا فتوے عائد کرنے والوں کو محض اس وجہ سے گرفتار کیا گیا ہو۔

آپ نے کہا کہ سیفٹی قوانین میں ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ کسی کے خلاف اشتعال انگیز تقریر نہ کی جائے۔ اگر اشتعال انگیز ہمارے مبلغ کریں تو حکومت بے شک مقدمہ چلائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ملک میں کتنے مذہبی رہنما ہیں جو دوسرے لوگوں کے خلاف اشتعال انگیز تقاریر کرتے ہیں حکومت ایک ایسا مقدمہ بتائے جو ان لوگوں کے خلاف دائر کیا گیا ہو۔ آپ نے کہا ہم ملک میں امن و امان قائم کرنے کے سلسلے میں حکومت سے تعاون کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ لیکن حکومت کا بھی فرض ہے کہ وہ عوام سے تعاون کرے۔ اور ان کی ہر ممکن امداد کرے۔

۹

مختلف مذہبی فرقوں کی چپقلش کا اصلی سبب

روزنامہ نوائے پاکستان مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۵۶ء صفحہ ۳

سب سے پہلے یہ بات قابل ذکر ہے۔ کہ ملک میں شیعہ۔ سُنّی۔ دیوبندی بریلوی وغیرہ عنوان پر مسلمانوں میں جو خطرناک قسم کی کشیدگی اور خلفشار پائی جاتی ہے ۔ کی عمر تین چار سال سے زیادہ نہیں۔ ۱۹۵۴ء کے بعد ملک میں یکایک چھوٹے چھوٹے فرقوں اور مختلف مذہبی گروہوں کا باہمی تصادم در اصل ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا جواب ہے۔ . . . . . .

الغرض۔ اسلام دشمن طاقتوں نے ملک میں حق و صداقت کے وسیع اثرات زائل کرنے کے لئے مذہبی رہنماؤں میں پھوٹ ڈال دی اور اسلامی محاذ میں شگاف پیدا کر دیئے۔ بس پھر کیا تھا ملک میں دیوبندی۔ بریلوی۔ شیعہ۔ سُنّی۔ بدعتی و وہابی وغیرہ عنوان پر ایسے ایسے جھگڑے اور تنازعات اُٹھ کھڑے ہوئے کہ ملک کا گوشہ گوشہ فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن گیا اور نوبت بایں جا رسید کہ اسی بہاولپور ڈویژن میں دیوبندی بریلوی تنازعے کے سلسلے میں پانچ مسلمان موت کے گھاٹ اُتار دیئے گئے۔ اور اب یہ کہ شیعہ سُنّی عنوان پر چھ مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی ہے۔ اسلام دشمن طاقتوں نے یہ کھیل اس لئے کھیلا ہے تاکہ وہ اہالیانِ ملک اور دوسری دُنیا پر یہ واضح کر سکیں کہ پاکستان کو ایک مذہبی ریاست بنانے کا سب سے زیادہ نقصان یہ ہُوا کہ مسلمان فرقہ وارانہ فسادات پر اُتر آئے۔ ان حالات میں اسلامی نظام کا تجربہ ناکام ثابت ہُوا۔ اور اب ملک کو سیکولر سٹیٹ بنانے کا اعلان کیا جاتا ہے۔

محترمہ فاطمہ جناح کی برسر اقتدار طبقہ سے شکایت
شیشے کے مکانوں میں بیٹھکر دوسروں پر سنگباری کرنے والے

محترمہ فاطمہ جناح کے پیغام کا ایک حصّہ:

"میں پہلے بھی کئی دفعہ کہہ چکی ہوں کہ ایک خفیہ ہاتھ ہے جو ملک کی سیاسی گاڑی کے رستے میں روڑے اٹکا رہا ہے اور آپ کو اپنی پیاری منزل پر پہنچنے سے روکے ہوئے ہے۔ یہ آپ کا کام ہے۔ کہ اسے پہچانیں۔ اور اسے اپنی راہ سے ہٹائیں۔ ہمارے ملک میں عوامی زندگی نے کوتاہیوں اور خرابیوں کے ہاتھوں بڑے دُکھ اُٹھائے ہیں لیکن اب کچھ دنوں سے ایک عجیب رجحان اُبھر رہا ہے۔ ابن الوقت خود غرض اور بے اصول لوگ جو سیاسی زندگی کو گندہ بنانے اور ملک کے اقتصادی اور انتظامی ڈھانچے کو نقصان پہنچانے کے ذمہ دار ہیں آزادی اور اعلیٰ اصولوں کے تذکرے کرنے لگے ہیں اور ضرر رسیدہ معصومیت کا جامہ اوڑھ کر اپنی بد اعمالیوں اور ناکامیوں کے لئے دوسروں پر الزام عائد کرنے کی کوشش کرنے لگے ہیں۔ حالانکہ قدیم زمانے سے یہ محاورہ مشہور ہے کہ "شیشے کے مکان میں رہنے والوں کو دوسروں پر پتھر نہیں پھینکنے چاہئیں" قومی مفاد کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے کے بعد محبِ وطن اور مصلح کا نقاب اوڑھ کر سامنے آنا کسی کو مبتلائے فریب نہیں کر سکتا۔ قوم کو اصلی اور بناوٹی ہمدردوں میں امتیاز کرنا چاہیئے۔ میں آپ کو تلقین کرتی ہوں کہ ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اسے خاموش تماشائی کی حیثیت سے نہ دیکھیں۔ (ترجمان اسلام ۳۱ مارچ ۱۹۶۸ء)

جب اتنے بڑے بڑے افسر رشوت خوار ہوں
پھر پاکستان اللہ تعالےٰ کے غضب سے کیسے بچ سکتا ہے

روزنامہ نوائے وقت مورخہ یکم اپریل ۱۹۵۸ء صفحہ ۶

(۱) وزیر اعظم کے پولیٹیکل سیکرٹری پر چالیس ہزار روپیہ رشوت لینے کا الزام۔ مغربی پاکستان اسمبلی نے تین بل منظور کر لئے۔ (سٹاف رپورٹر)

لاہور ۳۱ مارچ۔ آج صوبائی اسمبلی میں بعض مسلم لیگی ارکان نے الزام عائد کیا کہ وزیر اعظم پاکستان ملک فیروز خاں نون کے پولیٹیکل سیکرٹری راجہ احمد علی نے گوجرانوالہ کے ایک شخص سے چالیس ہزار روپیہ رشوت لے کر اُسے چاول کی نقل و حمل کا پرمٹ دلانے کا یقین دلایا تھا۔ انہوں نے کہا مگر اس شخص کو رشوت دینے کا کچھ فائدہ نہ ہُوا۔ کیونکہ صوبائی حکومت نے اس رقم کی ادائیگی کے دوسرے دن چاول کی نقل و حمل پر سے پابندی اُٹھانے کا سرکاری اعلان جاری کر دیا تھا

(۲) مری امپرومنٹ ٹرسٹ کے انجنیئر کو دو سال قید اور پانچ ہزار روپیہ جرمانہ۔ ٹھیکیدار کے ساتھ مل کر سرکاری رقم خرد بُرد کرنے کا الزام۔ (سٹاف رپورٹر)

لاہور ۳۱ مارچ۔ پراونشل سپیشل جج لاہور میاں مظفر الدین نے آج رشوت ستانی اور بددیانتی کے چار مختلف مقدمات میں پانچ افراد کو قید اور جرمانہ کی سزائیں دیں۔ ان میں ایک انجنیئر۔ ایک ٹھیکیدار اور ایک انسپکٹر بحالیات شامل ہیں۔ مری کے ٹرسٹ انجنیئر آغا حسن امتثال اور ایک مقامی ٹھیکیدار مسٹر نصیر الدین کو دو سال قید بامشقت اور پانچ پانچ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا سُنائی گئی ہے۔ عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں انہیں مزید چھ چھ ماہ قید مشقت بھگتنی ہوگی۔ استغاثہ کی کہانی کے ، امپرومنٹ ٹرسٹ مری کے انجنیئر آغا حسن امتثال نے ۱۹۵۵ء میں مسٹر نصیر الدین ٹھیکیدار کو مری کوہالہ روڈ پر جھاڑیاں وغیرہ صاف کرنے کے لئے چار ہزار نوّے روپے کا ٹھیکہ دیا ۳۱ سلسلہ میں موقع پر کوئی کام نہیں کرایا گیا۔ لیکن ٹھیکیدار نے آغا حسن امتثال کی مدد سے رقم وصول کر لی۔ اور یہ رقم ملزموں نے آپس میں تقسیم کر لی۔

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں
گزیٹڈ افسروں تک بددیانت حکام

تمام صوبہ (مغربی پاکستان) میں ایک ہزار سے زائد سرکاری ملازم کے طور طریقہ جن میں ایک سو ستر گزیٹڈ افسر (اعلیٰ افسر) بھی شامل ہیں۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی تحقیقات کر رہی ہے۔

گزیٹڈ افسر (اعلےٰ افسر) جن میں سی ایس پی (سول سروس پاکستان) پی۔ ایس۔ پی (پراونشل سروس پاکستان) سیشن جج۔ (پی۔ سی۔ ایس افسر (پولیس سروس پاکستان) اور پی۔ ڈبلیو۔ ڈی (پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ) کے اعلیٰ آفیسر شامل ہیں۔

ان افسران کے خلاف تحقیقات صوبائی حکومت کی منظوری سے کی جا رہی ہے۔ ان میں سے خاصی تعداد کے متعلق فوجداری مقدمات مختلف پولیس سٹیشنوں میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ اُنہیں دھوکہ دہی، حکومت کے سرمایہ میں خرد بُرد، سرکاری ریکارڈ میں تحریف کرنے رشوت، اقربا نوازی اور دوسرے جرموں کا الزام لگایا گیا ہے۔

تحقیقات سے معلوم ہُوا ہے کہ ایک درجن سے زائد ایسے سی، ایس، پی (سول سروس پاکستان) افسر ہیں۔ جن کے طور طریقہ کی تحقیقات کی جا رہی ہے۔ اور اس فہرست میں ڈویژنل (علاقائی) کمشنر کے عہدہ کے تین افسر شامل ہیں۔

ڈپٹی کمشنروں کی تعداد جو سی۔ ایس۔ پی اور پی۔ سی۔ ایس کے مستقل عملہ میں شامل ہیں۔ جو کہ چھ بتائی جاتی ہے۔

سات ایسے ڈسٹرکٹ اور سیشن جج ہیں جن کے خلاف تحقیقات محکمہ رشوت ستانی کے زیر غور ہے اور ان کے خلاف تحقیق مکمل ہونے کو ہے۔

محکمہ پولیس کے تقریباً (۱۶) سولہ افسروں کے طریق کار کا کھوج لگایا جا رہا ہے اور کم از کم (۶) چھ پاکستان پولیس افسران ان میں شامل ہیں۔

پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کے محکمہ میں انجنیئروں کی ایک خاصی تعداد بداخلاقی کے مختلف مقدمات میں اُلجھے ہوئے بتائے جاتے ہیں۔ ان میں ایک

چیف انجنیئر۔ ایک ایڈیشنل چیف انجنیئر۔ چھ سپرنٹنڈنگ انجنیئرز۔ بارہ سے زائد ایگزیکٹو انجنیئرز تقریباً ۲۴۔ اسسٹنٹ انجنیئرز اور ایس۔ ڈی او تین ڈپٹی کلکٹرز شامل ہیں۔

پی۔سی۔ ایس افسروں کی تعداد جو مختلف مقدمات میں اُلجھے ہیں تیس بتائی جاتی ہے۔ اور ان میں مجسٹریٹ درجہ اوّل مالگزاری اسسٹنٹ۔ انتقال جائداد کے آفیسرز اور محکمہ مال میں اس درجہ کے عہدہ رکھنے والے شامل ہیں۔

محکمہ انسداد رشوت ستانی کے قبضہ میں تمام صوبہ کے کم از کم پانچ (۵) مہتمم جنگلات اور چھ (۶) علاقائی جنگلات کے افسروں کے مقدمات ہیں۔

محکمہ صحت میں چار سول سرجن جن کے طریقہ کار میں تحقیقات۔ استفسار ہو رہے ہیں اور تحقیقات قریب الاختتام ہے۔

محکمہ تعلقات عامہ کے ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر کا طریق کار بھی زیر تفتیش بتایا جاتا ہے۔

ن ناب آباد کاری کمشنروں اور ایک ڈپٹی کمشنر آباد کاری افسر کے خلاف رشوت ستانی کے مقدمات کی اطلاع ملی ہے۔ ابھی دوسرے محکموں (محکمہ خوراک، ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ، کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ، محکمہ حیوانات) کے متعلق اطلاعات حاصل نہیں کی جا سکیں۔

ترجمہ پاکستان ٹائمز لاہور

۱۰ر فروری ۱۹۵۸ء

گزیٹڈ افسر (اعلیٰ افسر	۱۷۰
سول سروس پاکستان آفیسر	۱۲
پی، ایس، سی	۳
ڈویژنل کمشنر	۱
ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ڈپٹی کمشنر	۲
	۷
محکمہ پولیس	۱۶

ہماری قوم کی یہ اخلاقی پستی

روزنامہ نوائے وقت ۱۰ر مارچ ۱۹۵۸ء

وزیر اعظم ملک فیروز خاں نون نے پچھلے روز قومی اسمبلی میں ایک بیان دیتے ہوئے اس شرمناک واقع کا انکشاف کیا تھا کہ کراچی میں بوہری بازار کی لرزہ خیز آتش زدگی کے وقت جب تمام لوگ آگ کے شعلوں سے جنگ کرنے میں مصروف تھے کسی شخص نے پولیس کے ایک سپاہی پر چاقو سے حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ ہماری اخلاق اور معاشرتی زندگی پر ایسا انتہائی بلیغ المناک اور تلخ تجربہ ہے۔ اور اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہمارے ملک میں ایسے شقی القلب، خود غرض اور انسانیت دشمن لوگ بھی موجود ہیں جو دوسروں کے گھر جلا کر خود گرمی حاصل کرنے میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتے۔ کسی قوم کے افراد کی اخلاقی پستی کی اس سے زیادہ انتہا کیا ہو سکتی ہے۔

یہ واقعہ اگر کسی ایک فرد کی ذہنیت کا مظہر ہوتا تو اُسے امن و قانون کا مسئلہ قرار دے کر حکومت سے یہ مطالبہ کافی ہوتا کہ مجرم کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ شرمناک اور ملال انگیز — کہ یہ کوئی الگ تھلگ واقعہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک خاص ذہنیت کی غمازی کرتا ہے جو مختلف صورتوں میں ہماری زندگی کے اکثر شعبوں میں بڑی تیزی سے جڑ پکڑتی جا رہی ہے اور ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں اس کے لاتعداد مظاہر نظر آتے ہیں۔ غلہ کی قلت ۰۰۰۰ کا اندیشہ ہو تو زمیندار اور دکاندار زیادہ منافع کی حرص میں اناج ذخیرہ کر کے اس پر سانپ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔ کوئی وبا پھیلے تو بازار میں دوائیں غائب ہو جاتی ہیں۔ غرض کوئی بھی ارضی یا سماوی آفت آئے بعض طبقے اس میں اپنے فائدے کا کوئی نہ کوئی بہانہ ضرور تلاش کر لیتے ہیں۔ اور وہ اپنے مخصوص و محدود مفاد کو فروغ دینے میں اتنے اندھے ہو جاتے ہیں۔ کہ عبرت و زیاں کے تمام پہلو ان کی نظروں سے پنہاں ہو جاتے ہیں۔

اس سوال سے قطع نظر کہ اس ذہنیت سے ہماری قومی اور اجتماعی زندگی کو کتنا نقصان پہنچ رہا ہے۔ ان خود غرض لوگوں کو کم از کم یہی سوچنا چاہیئے۔ کہ وہ جو کچھ آج دوسروں کے لئے کر رہے ہیں وہی کل خود ان کے سامنے بھی آ سکتا ہے دوسروں کے راستے میں کنواں کھودنے والوں کی موت بھی کنویں میں گر کر ہی واقع ہوتی ہے۔ خشک سالی یا سیلاب سے فائدہ اُٹھا کر غلّے کے منہ مانگے دام وصول کرنے والے آخر یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ملک میں اگر کوئی وبا پھیل گئی تو انہیں اپنی یا اپنے اہل و عیال کی جان بچانے کے لئے معلوم نہیں کتنے جتن کرنے پڑیں لیکن ہمارے اہل وطن کا احساس اتنا ہی زیادہ ہوتا تو آج یہ رونا ہی کیوں ہوتا اور اس سے بھی انکار ناممکن کہ اگر غیرت و احساس، اور شرافت و اخلاق کو اسی طرح مردہ ہو جانے دیا گیا اور خود غرضی کا زہر یوں ہی رُوح میں سرایت کرتا گیا تو ہماری پوری قوم تنزل و انحطاط کے ایک ایسے غار میں گر جائے گی کہ اس سے نکلنا عرصہ تک ناممکن ہو جائے گا۔

ساری قوم کا رونا

یہ مرض چونکہ ہماری معاشرتی، اخلاقی اور اجتماعی زندگی کے مختلف شعبوں میں یکساں طور پر پھیل رہا ہے۔ اس لئے اس کا علاج بھی ایسا ہونا چاہیئے کہ ہماری زندگی کے تمام شعبوں کی اصلاح ہو سکے اس کے لئے تعزیر بھی ضروری ہے اور ترغیب بھی۔ جہاں حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ معاشرت دشمن عناصر کے ساتھ کوئی رعایت نہ کرے۔ اور ان کی سرکوبی کے لئے سخت قوانین بنائے وہاں ہمارے اہل علم طبقہ اور معاشرتی کارکنوں پر بھی یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ ایک منظم منصوبے کے تحت اس لعنت کا قلع قمع کرنے کی کوشش کریں۔

جمہوریہ اسلامیہ پاکستان میں ذمہ دار افسروں کی فضول خرچی

"امروز" مورخہ ۱۸ر اگست ۱۹۵۷ء

سرکاری بنگلوں کی سجاوٹ میں اسراف۔ ٹیلیفون اور سرکاری کاروں کا بے جا استعمال۔ وزارتوں میں عملہ زیادہ ہے۔ اور ایک کام بار بار کیا جاتا ہے۔ بچت کمیٹی اکتوبر تک رپورٹ پیش کر دے گی۔

(امروز کے نمائندہ خصوصی سے)

کراچی۔ حکومت نے مرکزی دفاتر میں کفایت کی تجاویز پیش کرنے کے لئے جو کمیٹی مقرر کی تھی۔ وہ حکومت کو اپنی رپورٹ ستمبر یا اکتوبر میں پیش کر دیگی بیان کیا جاتا ہے کہ اس کمیٹی نے اب تک جو تحقیقات کی ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ سرکاری بنگلوں کی سجاوٹ میں اسراف سرکاری رہائش گاہوں کے ٹیلیفونوں کے زیادہ اخراجات زیادہ ہو گئے ہیں۔ کمیٹی نے اپنا کام جلد ختم کرنے کی کوشش کی۔ مگر اس میں زیادہ کامیابی نہ ہو سکی کیونکہ متعلقہ افسر مختلف وفود میں باہر دورے پر جاتے رہتے ہیں۔ کمیٹی کے ارکان نے متعدد محکموں کے افسروں سے جو بات چیت کی ہے اُس میں یہ افسر اپنے محکموں کے فاضل عملے کو کم کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ اکثر وزارتوں میں عملہ زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ سات یا آٹھ وزارتوں میں ایک ہی کام کئی بار ہوتا ہے۔ کمیٹی کے ارکان نے اپنی تحقیقات کے دوران میں پتہ لگایا کہ سرکاری بنگلوں کی سجاوٹ پر جو رقم خرچ کی جاتی ہے۔ اس پر یقین نہیں آتا۔ متعدد بنگلوں کی سجاوٹ پر چالیس۔ چالیس ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ رہائش گاہوں پر جو ٹیلیفون لگے ہوئے ہیں اُن کے اتنے زیادہ بل نہیں آنے چاہئیں۔ کیونکہ وہ ذاتی ضرورت کے لئے نہیں لگائے گئے ہیں۔ اُن کو اُس میں بھی کوئی شق نظر نہیں آتی کہ سرکاری کاریں چھتیس ہزار کیل سالانہ سفر طے کریں۔

چالیس افراد کا جمبوریہ اسلامیہ پاکستان کے خزانہ پر بلاوجہ بوجھ کیوں ڈالا گیا

روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۴ر نومبر ۱۹۵۷ء

یہ خرچ ملک کیوں برداشت کرے

معاصر ڈان کراچی نے اپنے صفحہ اوّل پر اپنے خاص نامہ نگار کے حوالے سے یہ خبر شائع کی ہے

پیرس ۱۳ر نومبر صدر سکندر مرزا اور بیگم سکندر مرزا اس ہفتہ پیرس سے اپنے پہلے یورپی سرکاری دورہ پر لزبن چلے گئے۔

قیام پیرس کے دوران صدر اور اُن کی بیگم شہزادہ علی خاں کے مہمان تھے۔ مسٹر واجد علی اور اُن کی بیگم بھی شہزادہ کے ہاں ٹھہرے۔

پارٹی کے باقی چالیس افراد کو سفارتخانہ نے پیرس کے ایک اوّل درجہ کے ہوٹل میں ٹھہرایا۔ سفارت خانہ نے چھ موٹریں بھی ان لوگوں کے ذاتی استعمال کے لئے مہیا کیں۔ اگرچہ صدر کا دورہ پیرس نجی تھا۔ صدر کی پارٹی کے ہر ممبر کے لئے مذکورہ بالا سہولتیں کراچی سے حکومت کی ہدایت کے مطابق مہیا کی گئیں۔

یہ رپورٹ ہمارے لئے حیران کن ہے۔ صدر کا دورہ پیرس نجی تھا۔ سرکاری نہیں تھا۔ یا تو مرکزی حکومت کو اپنی رپورٹ کی تردید کرنی چاہیئے یا یہ بتانا چاہیئے۔ کہ نجی دورہ میں مذکورہ بالا چالیس افراد کے ہوٹل میں قیام اور اُن کے لئے موٹروں کا انتظام حکومت پاکستان کی ہدایت کے مطابق سفارت خانہ نے کیوں اپنے ذمہ لیا۔ ایک طرف نئی وزارت نے عہدہ سنبھالتے ہی یہ اعلان کیا تھا کہ وہ غیر ملکی دوروں پر قیمتی زرمبادلہ ضائع نہیں کرے گی۔ دوسری طرف ابھی نئی وزارت کی عمر پورے تیس دن بھی نہیں ہوئی۔ اور چالیس آدمیوں کے اس لشکر کے پیرس جیسے مہنگے شہر میں قیام کا خرچ سرکاری خزانہ پر ڈال دیا گیا۔ اگر پیرس کا دورہ نجی تھا سرکاری نہ تھا تو یہ خرچ یہ اصحاب خود برداشت کریں۔ غریب ملک کیوں برداشت کرے۔

حکومت کی طرف سے جُوا بازوں کی ہمت افزائی

روزنامہ "احسان" مورخہ ۱۶ر نومبر ۱۹۵۷ء

ریڈ کراس میلہ میں جوئے کے چھ اڈے قائم کر دیئے گئے

قمار بازوں کی حوصلہ افزائی کے لئے اپوہ کے انتظامات

(نمائندہ خصوصی)

راولپنڈی۔ یہاں لیاقت باغ میں ریڈ کراس کی آڑ میں جوا بازی کے چھ اڈے قائم کر دیئے گئے ہیں۔ بار بار کیا جاتا ہے کہ حکام نے یہ اقدام بعض جواری ذہنیت رکھنے والے افراد کی فرمائش پر کیا ہے۔ ان اڈوں میں قابل ذکر بات یہ ہے کہ اپوا کی طرف سے قریباً ہر اڈے کے ارد گرد دو چار دوشیزاؤں کی ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ جو ماحول میں رنگینی اور دلکشی پیدا کرنے کے لئے اِدھر اُدھر منڈلاتی پھرتی ہیں۔ جُوا بازی کے اُن اڈوں پر پولیس کے سپاہیوں کے پہرے لگے ہوئے ہیں تاکہ ظاہر ہو سکے۔ کہ ملک میں جہاں ایک طرف پولیس معمولی جُوا بازوں پر چھاپے مار کر انہیں پکڑ لیتی ہے۔ وہاں دوسری طرف کچھ مقامات ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں پولیس کی زیر نگرانی قوم کو جُوا کھلایا اور کھیلنے کے ڈھنگ سکھائے جاتے ہیں جوئے کے ان اڈوں کے ٹھیکے قوم کے بعض معزز شہریوں نے لے رکھے ہیں۔ حکام اس بات سے مطمئن نظر آتے ہیں۔ کہ جب جُوا اس طرح کھلا ہوگا تو فاقہ زدہ اور اقتصادی طور پر نڈھال قوم اپنا سب کچھ داؤ پر لگانے کے لئے آن پہنچے گی۔ اور اس طرح اُن کا ایک لاکھ روپیہ جمع ہوگا۔ ایسا نظر آتا ہے کہ حکام کے نزدیک ایک لاکھ روپے کے بدلے قوم کے افراد کو جواری بنا دینے کا سودا کوئی مہنگا نہیں۔ انجمن خواتین کے ٹی سٹال پر گولڈ فلیک کا پیکٹ ایک روپیہ میں بکتا ہے۔ لیکن اُسے بلیک نہیں سمجھا جاتا۔ ریڈ کراس کا میلہ کل بھی جاری رہے گا۔ دوسرے پروگراموں کے علاوہ کل شام چار بجے موتی بازار اور مری روڈ کے ہیلتھ سنٹروں میں بچوں کی نمائش ہوگی۔ جس میں اچھے اور تندرست بچوں کو بیگم یزدانی ملک مری روڈ میں اور بیگم بشیر سہگل موتی بازار میں دو سو روپے کے انعامات تقسیم کرینگی۔

پاکستان صلیب احمر کے سایہ میں

ہفت روزہ الجماعت۔ کراچی۔ ۳۰ر نومبر ۱۹۵۷ء

اگلے روز ایک دوست نے اصرار کے ساتھ دعوت دی تھی کہ ہمارے ساتھ چل کر پاکستان کی اسلامی مملکت کے دارالحکومت میں صلیب احمر کا میلہ دیکھیں۔ یہ عیسائیت کی عملی تبلیغ کا "سرکاری اجتماع" انگل روڈ پر ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن" کے وسیع اور عریض احاطہ میں لگایا ہے۔ ہمیں وہ دوست محض یہ دکھانے کے لئے لے گئے کہ اس عظیم الشان میلہ کے سب سے بڑے گیٹ پر اس قدر عظیم سرخ صلیب لکڑی سے تیار کی گئی ہے کہ اُس صلیب سے ہی بہت بڑا گیٹ بن گیا ہے اور اسلامی جمہوریہ کے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو اس صلیبی گیٹ کے سایہ میں سے لازماً گزرنا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر طرف سرخ صلیبوں کا ایک سیلاب ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ساری عیسائیت اور پاپائے روم کے لشکر کراچی میں جمع ہو گئے۔

جگمگاتی صلیب احمر

دُور سے ایک بہت بڑی سُرخ صلیب بجلی کی رنگین روشنیوں سے جگمگاتی ہوئی نظر آئی۔ رنگ برنگ کے بجلی کے قمقمے ایک لمحہ میں بجھتے پھر روشن ہو جاتے یہ ایک، اتنی دیو پیکر سرخ صلیب کا ڈھانچہ تھا۔ جس کا ایک بڑا گیٹ بن گیا ہے۔ اندر جو کھیل تماشے ہو رہے تھے وہ تو آج کل پاکستان کی زندگی کا گویا جزو بنگئے ہیں۔ لیکن سارے میلہ پر سرخ صلیب کی عظمت معاذ اللہ اس طرح حاوی کی گئی تھی کہ آدمی ایسا ہی محسوس کرتا تھا کہ اسلامی مملکت میں نہیں بلکہ عیسائیوں کے کسی شہر میں ہے۔ جہاں صلیب کے سایہ کے نیچے سب کچھ ہو رہا ہے۔

جوئے کا کاروبار

شہید لیاقت مرحوم کے عہد وزارت میں پاکستان کے شروع میں بیگم لیاقت علی خاں نے اپنی نگرانی میں صلیب احمر کا ایک اس سے بھی بڑا میلہ لگوایا تھا۔ اور اُس میں کراچی کے ممتاز مسلمان گھرانوں کی دوشیزہ لڑکیوں کے سٹال لگوائے تھے۔ مسلمان لڑکیاں پھولوں کے ایک بڑے سٹال میں پھولوں کے تحفے پیش کرتی تھیں وہاں لڑکیوں کے ساتھ اوباش لوگوں نے وُہ سلوک کیا تھا اور اس قدر ہنگامہ ہُوا تھا کہ پولیس کو آکر مداخلت کرنی پڑی تھی اُس وقت بھی جوئے کے کافی سٹال لگائے تھے۔ ہم نے سارا میلہ تو دیکھا نہیں لیکن لوگ بتا رہے تھے کہ اس مرتبہ صلیبی میلہ نکا اُس میں بھی بڑے پیمانہ پر جوئے کا کاروبار ہو رہا ہے۔

یہ میلہ ہفتہ تک جاری رہا۔ حیرت ہے۔ کہ پاکستان کی اسلامی مملکت کے اندر سرکاری نگرانی میں اور سرکاری انتظامات کے ماتحت صلیب کا پرچم لہرایا جاتا ہے۔ اور صلیب کا سرخ نشان مسلمانوں کے دل و دماغ پر مسلط کر کے عیسائیت کی تبلیغ کے لئے میدان فراہم کیا جاتا ہے۔ کہا یہ جاتا ہے کہ زخمیوں اور بیماروں کے لئے چندہ جمع کیا جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مسلمان یہ تاثر لیں کہ صلیب احمر جو عیسائیت کا نشان ہے اُس کے زیر سایہ سب انسانی ہمدردی کے کام ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کا کوئی ایسا اسلامی ادارہ نہیں جو زخمیوں بیماروں اور مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کر سکے۔

سارے پاکستان میں صلیب احمر

صلیب احمر کا یہ سرکاری میلہ صرف کراچی میں منعقد نہیں ہوتا۔ پاکستان کے تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان صلیب احمر کے میلے سرکاری نگرانی میں لگواتے ہیں۔ آخر کیا بات ہے۔ کہ مرکزی حکومت پاکستان کی اسلامی غیرت اور حمیت اس قدر کیوں مردہ ہو چکی ہے۔ یہ لوگ اپنی کرسیوں کی ناپاک جنگ میں اس قدر محو ہیں کہ ان کو "صلیبی جنگوں" کی تاریخ سے ذرا بھی سبق حاصل نہیں ہوتا بھارت میں ہر چیز کو ہندو تہذیب کا رنگ دیا جا رہا ہے۔ لیکن پاکستان میں جہاں قرآن اور سنت کا دستور نافذ ہو رہا ہے۔ اتنی اتنی بڑی دیو ہیکل نئی نئی سرخ صلیبیں کھڑی کی جا رہی ہیں جو یہاں کبھی انگریزوں کے زمانہ میں بھی کھڑی نہیں کی گئی ہونگی۔ انگریزوں کو اپنی حکومت کے زمانہ میں بھی یہاں اس قسم کی جرأت نہ ہوئی۔

رہبران جمہوریہ اسلامیہ پاکستان کے گرے ہوئے اخلاق

"قومی اسمبلی میں شرمناک ہنگامہ۔ ممبر کھلم کھلا گالی گلوچ پر اتر آئے۔ آپ بے ایمان ہیں۔ اوئے بیٹھ جا۔ آپ بکواس کر رہے ہیں۔ باہر نکل کر دیکھو" کیا ایں ایں کرتا ہے۔ تمہارا لیڈر امریکہ میں عورتوں کی تصویریں لیتا پھرا" بدمعاش کہیں کے تہذیب سیکھو" ارے داڑھی تو بیٹھ جا، یہ ہیرا منڈی لاہور کے قابل ہے"۔ ڈپٹی اسپیکر نے ساری گالی گلوچ اسمبلی کے ریکارڈ سے خارج کرنے کی درخواست مسترد کر دی"

از جنگ کراچی مورخہ ۴ر مارچ ۱۹۵۸ء

مسلمان قوم سے سوال

اے میری قوم کیا تو ہی نے اس قسم کے گرے ہوئے اخلاق والوں کو مملکت پاکستان کے چلانے کے لئے ووٹ دے کر بھیجا ہوا ہے؟

موجودہ دور کے راہنمایان قوم کا حال تو سن لیا۔ اس بدنصیب جمہوریہ پاکستان کی آئندہ باگ ڈور سنبھالنے والی نسل جدید کے اخلاق کا ملاحظہ فرمائیے۔

روزنامہ نوائے پاکستان ۲۰ر فروری ۱۹۵۸ء

"ساٹھ فی صدی طوائفوں کی روزی کا دارومدار طلبا پر ہے۔ پولیس کے اعلیٰ حکام کے سامنے رپورٹ پیش کر دی گئی"

سٹاف رپورٹر

لاہور۔ ۱۸ر فروری۔ معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے بدنام ترین محلہ ہیرا منڈی (لاہور کا چکلہ) کا جائزہ لینے کے لئے اعلیٰ پولیس حکام نے جو پولیس افسر تعینات کئے تھے۔ انہوں نے ایک رپورٹ مرتب کر کے اعلیٰ حکام سپرد کر دی ہے۔ مزید معلوم ہوا ہے۔ کہ رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے۔ کہ ہیرا منڈی میں لاہور کے کالجوں اور سکولوں کے ساٹھ فیصدی طلبا ہیر روزانہ داد عیش دیتے ہیں

پاکستان میں اسلامی احکام کی توہین

مندرجہ ذیل پوسٹر ملاحظہ ہو۔

"اسلامی مملکت میں" "عریانی کا عروج"

سید نصرت حسن ڈپٹی کمشنر ملتان کی طرف سے اشتہار شائع ہوا ہے۔

۲۱ر ۲۲ر فروری ۱۹۵۸ء کو ملتان میں اولمپک کھیلیں ہوں گی۔ جن میں پچاس خواتین بھی حصہ لینگی

ظاہر ہے کہ یہ خواتین نیم عریاں لباس میں ہوں گی۔ اور مردوں کے شانہ بشانہ

"مقابلہ میں حصہ لیں گی"

غیر محرم مردوں اور عورتوں کا اختلاط اور ایسی مخلوط تقریبات میں خواتین کا بے حجابانہ حصہ لینا اسلام میں قطعاً ممنوع ہے اور اس بارے میں تمام دنیا کے جدید و قدیم علماء پوری طرح متفق ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ (الآیۃ)

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مومن مردوں اور عورتوں کو فرما دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ (مشکوٰۃ شریف ص۲۷۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو (غیر محرم عورتوں کو) دیکھنے والے پر اور اس پر جسے دیکھا جائے۔ علامہ اقبال مرحوم نے مسلمان خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ہے

بتولے باش و پنہاں شو ازیں عصر
کہ در آغوش شبیرے بگیری

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں کہا گیا ہے

دفعہ ۲۵ (۱) ایسے اقدامات کئے جائیں گے جن سے مسلمانان پاکستان اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو کتاب و سنت کے مطابق ترتیب دے سکیں ..... پھر دفعہ ۲۵ (۲) ج میں یہ طے کیا گیا ہے۔

"جہاں تک مسلمانان پاکستان کا تعلق ہے مملکت پاکستان لازماً اس بات کی کوشش کرے گی کہ ان کے اندر اتحاد اور اسلام کے اخلاقی معیاروں کی پابندی کو فروغ جائے"

ہم ملتان کے ڈپٹی کمشنر صاحب اور دوسرے متعلقہ حضرات سے دریافت کرتے ہیں کہ کیا قانوناً اخلاقاً اور شرعاً آپ کے لئے یہ روا ہے کہ آپ اس طرح کتاب و سنت کے احکام کو پامال کر کے ان کھیلوں میں نیم عریاں عورتوں اور مردوں کے بے حجابانہ اختلاط کو لازماً رائج کریں۔ الیس منکم رجل رشید؟ کیا پاکستان کے ارباب و اقتدار میں کوئی بھلا آدمی بھی ہے جو دینی محبت اور قومی غیرت کی اس فریاد کو سن کر اس بیحیائی کے انسداد پر آمادہ ہو سکے؟

اپیل

ہم اپنے عوام بھائیوں سے بھی پرزور اپیل کرتے ہیں کہ آپ کا مقام اور آپ کا فرض بہت اہم ہے۔ آپ پوری قوت سے اس قسم کے عریاں میلوں کا بائیکاٹ کر دیں۔ اور منتظمین لہو و لعب پر یہ واضح کر دیں کہ ہم بحیثیت مسلمان کے اس قسم کے تمام منصوبوں کو خاک میں ملا سکتے ہیں اور یہ کہ ہم نے پاکستان کی جد و جہد ایسے منحوس مقاصد کے لئے نہیں کی تھی۔ تاکہ آئندہ ان لوگوں کو آپ کے جذبات سے کھیلنے کی جرأت نہ ہو۔

- خدا بخش غفرلہٗ
امیر جماعت علمائے اسلام ملتان شہر
- اختر حسین
صدر مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان شہر
- محمد عبدالرشید صدیقی
ناظم جمعیۃ اہل حدیث ملتان
- خان محمد ربانی
امیر جماعت اسلامی ملتان

المشتہر:۔
حکیم سید انور علی شاہ کنوینر مجلس انسداد فواحش ملتان شہر

مبارک صد مبارک

میں (احقر الانام احمد علی) اشتہار پر دستخط کرنے والے حضرات کی خدمت میں مبارک صد مبارک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر۔ (بہترین جہاد وہ ہے جو ظالم

بادشاہ کے روبرو حق کا کلمہ کہدیا جائے) کا حق ادا کر دیا۔

ڈپٹی کمشنر صاحب کی خیر خواہی

میرے بھائی سید نصرت حسن اگر موجودہ حکومت کے ایک تھرڈ کلاس جج کی عدالت میں کوئی شخص عدالت کی توہین کا کوئی فقرہ کہدے تو اُس پر توہین عدالت کا مقدمہ حکومت کی طرف سے چل سکتا ہے

تو کیا

شاہنشاہ حقیقی عزاسمہٗ و جل مجدہٗ کے آسمانی قانون (قرآن مجید) کی جو شخص توہین کرے گا اس پر توہین قرآن کا مقدمہ نہیں چل سکتا۔ میرے بھائی چونکہ آج کل سب تم جیسوں کی ملی بھگت ہے۔ اس لئے سرکاری افسروں نے تمہارے خلاف مذکور الصدر توہین اسلام کا کوئی ایکشن نہیں لیا۔ مگر مسلمانوں کی غیرت نے گوارا نہیں کیا اور وہ تمہارا اعلان سنتے ہی آتش بنعل ہو گئے اور درد دل رکھنے والے مسلمانوں نے اپنے نمائندوں کی معرفت تمہارے خلاف اعلان کروایا۔ میرے بھائی یاد رکھو دنیا میں تو تمہیں اس جرم کی سزا نہیں ملی۔ مگر قیامت آنے والی ہے اس دن تمہارے متعلق

شاہنشاہ حقیقی کی عدالت میں

یہ مقدمہ پیش ہوگا اور ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں مسلمان جنہوں نے تمہارا اشتہار پڑھا ہوگا۔ وہ احکم الحاکمین کی عدالت میں پیش ہونگے۔ اے اللہ جس قرآن پر ہم مسلمانوں کا ایمان تھا اور جس کی حرمت پر ہم جان دینا بھی معمولی کھیل سمجھتے تھے۔ اس کی اس شخص نے توہین کی تھی۔ اس مجرم کو سزا دے کہ ہمارے دلوں کی آہوں کو ٹھنڈا کیا جائے۔ میرے بھائی

پھر سوچ لو

احکم الحاکمین کے دربار سے تمہارے متعلق کیا فیصلہ ہوگا۔ اور اس جہان میں ہر مجرم کی سزا کے لئے ایک ہی جیلخانہ ہے۔

بچاؤ کی صورت

میرے بھائی تمہاری خیر خواہی کرتے ہوئے قیامت کے دن کی سزا سے بچنے کے لئے تمہیں بچاؤ کی صورت بتلاتا ہوں

وہ اللہ تعالیٰ کے

مندرجہ ذیل اعلان

میں ہے۔ (اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْھُدٰی مِنْ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلْعَنُھُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُھُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝) سورۃ البقرہ رکوع ۱۹ پ ۲۔ ترجمہ بے شک جو لوگ ان کھلی کھلی باتوں اور ہدایت کو کہ جسے ہم نے نازل کر دیا ہے۔ اس کے بعد بھی چھپاتے ہیں کہ ہم نے ان کو لوگوں کے لئے کتاب میں بیان کر دیا۔ یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان پر لعنت کرتا ہے اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کر لی اور ظاہر کر دیا۔ پس یہی لوگ ہیں کہ میں ان کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہوں

حاصل

اللہ تعالیٰ کے اس اعلان میں یہ چیز بالکل واضح ہو گئی ہے کہ اگر بالفرض کوئی شخص ایسا کام بھی کرے۔ جس کے باعث اس پر خدا تعالیٰ کی لعنت پڑ چکی ہو۔ اگر وہ شخص اس گناہ سے سچے دل سے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اسے وہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ لہذا اگر میرے بھائی نصرت حسن صاحب سچے دل سے توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں یقیناً یہ گناہ معاف فرمائے گا۔ وما علینا الا البلاغ۔

نظام حکومت کیسے درست ہو سکتا ہے جبکہ عہدہ لینے میں ذاتی اغراض ہوں

پاکستان کا آئندہ وزیر اعظم میں ہوں گا

سہروردی کا اعلان

روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۵۸ء صفحہ ۱

ہوتی مردان کے کرنل امیر محمد خاں نے وزیر اعلیٰ بننے کی کوشش شروع کر دی

روزنامہ جنگ کراچی مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۵۸ء صفحہ ۱

ان اعلانات کا

حاصل یہ ہے کہ یہ نہیں کہ [illegible]

انہیں منتخب کر کے اس عہدہ پر پہنچائے بلکہ یہ خود خواہشمند ہیں کہ ہم ذاتی طور پر کوشش کر کے اس منصب پر فائز ہو جائیں اسلام کا اعلان یہ ہے کہ جو شخص مسلمانوں کا کوئی عہدہ مانگ کر لے۔ اللہ تعالیٰ اُس کی مدد چھوڑ دیتا ہے۔ پھر آپ خود

اندازہ لگائیں

کہ جن کی پشت پناہی میں اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں ہوگی۔ وہ لوگ اپنے ملک یا اپنی قوم کا کیا بھلا کر سکتے ہیں۔

قائد ملت لیاقت علیخاں مرحوم کے قتل کی فائل چرا لی گئی

روزنامہ آفاق لاہور۔ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۵۷ء صفحہ ۱

مسروقہ دستاویزات میں بعض سمگلروں اور سرکاری افسروں متعلق کاغذات شامل ہیں۔

انسپکٹر جنرل پولیس کے مکان میں چوری کی نئی واردات

کراچی ۲۲ جون۔ با وثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ سیشل پولیس کے انسپکٹر جنرل مسٹر ایس این عالم کے مکان سے بعض دیگر اہم سرکاری دستاویزات کے علاوہ قائد ملت لیاقت علیخاں مرحوم کے قتل سے متعلق فائل بھی چوری کر لی گئی ہے۔ مسٹر ایس این عالم کے مکان پر چوری کی یہ پُر اسرار واردات ۱۶ جون کو ہوئی تھی۔

عبرتناک واقعہ

جب انسپکٹر جنرل پولیس کے ہاں چوری ہو سکتی ہے جو امن مملکت کے اعلےٰ ذمہ دار ہیں اور چوری بھی ایسی اہم کہ جس میں قائد ملت لیاقت علیخاں مرحوم کے قتل کی فائل ہو تو پھر اس مملکت میں رعایا کا فقط خدا ہی حافظ ہوگا۔

مغربی پاکستان

خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہے

برادران اسلام آج کے خطبہ میں بندہ نے مغربی پاکستان کے نظم و نسق یا عوام اور خواص کی اخلاقی حالت کا جو نقشہ پیش کیا ہے۔ وہ محض میرے خیالات یا معلومات پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ وہ واقعات ذکر کئے گئے ہیں۔ جو اخبار نویسوں کی معرفت منظر عام پر آ چکے ہیں اور ہزاروں بلکہ لاکھوں ناظرین نے پڑھے ہیں اور کالموں نے لکھے ہیں۔ اگر

یہ واقعات واقعی نہیں۔ بلکہ فرضی ہوتے تو حکومت ان اخبار نویسوں کے خلاف قانونی چارہ جوئی کر سکتی تھی۔ مگر باوجودیکہ سی آئی ڈی کا محکمہ ماشاء اللہ اپنے فرائض انجام دے رہا ہے۔ پھر حکومت کا خاموش رہنا اس امر کی غماضی کرتا ہے کہ حکومت ان بدعنوانیوں کو صحیح خیال کرتی ہے۔ اور حکومت سمجھتی ہے کہ اگر ان واقعات کی مزید چھان بین کی گئی تو خدا جانے ان بدعنوانیوں کے اور کتنے گوشے منظر عام پر آئیں گے۔ اور حکومت کو اور زیادہ شرمندہ ہونا پڑے گا۔ اس لیے مصلحت اسی میں ہے کہ چپ رہا جائے۔

مثلاً سید نصرت حسن صاحب

ڈپٹی کمشنر ملتان کا واقعہ لیجئے۔ (جو اس سے پہلے ذکر کر چکا ہوں) کہ انہوں نے ایک اشتہار میں اعلان کیا کہ ملتان میں اولمپک کھیلیں ہوں گی۔ اور ان میں پچاس خواتین بھی حصہ لینگی۔ اس اعلان پر ملتان کے تمام مذہبی فرقوں کے رہنما سخت طیش میں آئے۔ اور انہوں نے ڈپٹی کمشنر کے خلاف اشتہار دیا کہ اللہ تعالےٰ تو قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ مرد کسی اجنبی عورت کو نہ دیکھیں اور عورتیں کسی اجنبی مرد کو خصوصی توجہ سے نہ دیکھیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھنے والے اور (اپنے آپ کو) دکھانے والیوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اس لئے ہم مسلمان اس امر کو برداشت نہیں کر سکتے کہ عورتیں بن ٹھن کر اور لنگر لنگوٹے کس کر مردوں کے شانہ بشانہ میدان میں آئیں اور اچھلیں اور کودیں۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ مسلمانوں کے راہنماؤں کے اعلان سے ڈپٹی کمشنر صاحب دب گئے اور

حکومت چپ ہو گئی

حکومت نے مسلمانوں کے خلاف یہ ایکشن نہیں لیا کہ آپ لوگوں نے ہمارے ایک معزز سرکاری عہدہ دار کی توہین کی بوانہ بکار خود ہشیار۔ حکومت جانتی تھی کہ اس معاملہ میں پکڑ دھکڑ کرنے سے کہیں ایسا نہ ہو کہ [illegible] پھر ۱۹۵۳ء کی ختم نبوت کی تحریک کی یاد تازہ کرے۔

لگ جائیں۔ کیونکہ تب بھی جھنڈا علماء کے ہاتھ میں تھا۔ اور اب بھی جھنڈا علماء کے ہاتھ میں ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ جس طرح پہلے علماء نے توہین ختم نبوت کا نعرہ لگا کہ مسلمانوں کو اپنے گرد جمع کر لیا تھا اب کہیں توہین شریعت اسلامی کا نعرہ لگا کہ اپنے گرد جمع نہ کر لیں اور مسلمان جذبۂ جہاد کے ماتحت اسی طرح ہر شہر، ہر قصبہ اور ہر بستی سے نکل کر میدان میں آ جائیں گے اور جس طرح تب حکومت کو باوجود ساری فوجوں کے اور تمام آلات جنگ کے شکست فاش ہوئی تھی کہیں پھر ایسا نہ ہو۔ اس لئے میں اپنی حکومت کو

مبارکباد دیتا ہوں

کہ آپ نے اپنے ڈپٹی کمشنر کی توہین برداشت کر لی۔ مگر مسلمانوں کو نہ چھیڑا میری حکومت پاکستان نے بڑی عقلمندی سے کام لیا۔ خدا کرے کہ آئندہ بھی حکومت اسی طرح پر کاربند رہے۔ تاکہ پاکستان زندہ اور تابندہ رہے۔ آمین یا الہ العالمین

پہلا سوال

کیا پاکستان کی ان خطرناک بیماریوں کا علاج بھی ہو سکتا ہے

جواب

یقیناً ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ مریض کرنا چاہے۔ یعنی جن لوگوں کے ہاتھ میں اسکی باگ ڈور ہے۔ وہ اس پر آمادہ ہو جائیں۔

دوسرا سوال

علاج کون کرے گا

۱

وہ علماء کرام جن کے سینے میں قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہوگا۔ اور اپنے اسلاف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طرز حکومت کو اپنے لئے راہ نما بنائیں گے۔ اور جس طرح ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان بنیادوں پر سب سے بڑی حکومت دنیا میں قائم کر دی تھی۔ اس وقت دنیا میں دو ہی بڑی سلطنتیں تھیں۔ مغرب میں قیصر کی حکومت اور مشرق میں کسریٰ کی حکومت تھی۔ ان حضرات کے مبارک زمانہ سے لے کر جو چیزیں اب تک موجود ہیں وہ کتاب و سنت ہی تو ہیں۔ ان چند سطور کا حاصل یہ نکلا کہ پاکستان کو

۲

علماء کرام کے ساتھ تعلیمیافتہ طبقہ میں سے وہ لوگ ان کے مشیر یا دست و بازو بنائے جائیں۔ جن کے دل میں کتاب و سنت کی صداقت کا یقین ہو اور ان کے دل میں یہ جذبہ موجزن ہو کہ خدا کرے کہ کتاب و سنت کے مطابق ہماری حکومت کا نظام قائم ہو جائے۔ اور وہ اسلام کے نظام کے ایسے دلدادہ ہوں کہ ساری دنیا کے نظاموں پر اسلامی نظام کو دل سے فائق سمجھیں اور خود بھی عامل ہوں۔

۳

حدود میں اسلامی قانون کا نفاذ ہو

مثلاً

۱

اگر زانی غیر شادی شدہ ہو تو اسے سو درے لگائے جائیں۔ اور شادی شدہ ہو تو اسے رجم کیا جائے۔

اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کوئی زیادہ مہربان نہیں ہو سکتا۔

لہذا ثابت ہو گیا کہ اس مرض کے مریضوں کے لئے اس سے بہتر اور کوئی نسخہ شفا نہیں ہو سکتا۔

اسلامی سلطنت عظمیٰ کی بنیاد

تو خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھی تھی اور حضور انور کے دنیا سے روپوش ہو جانے کے بعد انہیں اصولوں پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو چلایا اور فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے اس سلطنت عظمیٰ کو تکمیل پر پہنچایا۔ اس طریق سلطنت پر ہندوستان کے ہندوؤں کے بہت بڑے لیڈر

مسٹر گاندھی

نے جب تقسیم ملک سے پہلے انگریزوں کے ہاتھ سے وزارتیں لے کر ہندوؤں کو دی تھیں تو اس وقت ہندو وزراء سے یہ کہا تھا کہ ایسی حکومت قائم کرو۔ جیسی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے قائم کی تھی۔

ایک عجیب نتیجہ

مسٹر گاندھی کے اس اعلان سے یہ عجیب نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ آج بھی دُنیا میں وہ اصول زندہ ہیں جو ابو بکرؓ اور عمرؓ نے نظام حکومت میں استعمال کئے تھے ان اصول کا مجموعہ سوائے اس کے کہ قرآن مجید ہو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہو اور کیا ہو سکتا ہے۔

ب

چور کا ہاتھ کاٹا جائے

ج

کسی پر بے جا تہمت لگانے والے کو ۸۰ دُرّے لگ جائیں

علیٰ ہذا القیاس

شراب خواری۔ جُوا بازی۔ رشوت خواری وغیرہ جرائم کو قانوناً جرم قرار دیا جائے۔ اور مجرم خواہ امیر ہو یا غریب۔ رعایا کا فرد ہو یا حاکم ہو ہر ایک مجرم کو یکساں سزا دی جائے

جرائم کی روز افزوں ترقی

کا اصلی باعث بھی یہی ہے کہ مجرموں کو سزا نہیں ملتی۔ اس لئے ان کے حوصلے اور بڑھتے جاتے ہیں۔

د

تمام اسکولوں اور کالجوں کے نصاب تعلیم میں کتاب و سنت کی تعلیم حسب ضرورت لازمی قرار دی جائے۔

ھ

تمام پاکستان میں پنجوقتہ نماز لازمی قرار دی جائے۔ ترک نماز کا جرم قابل دست اندازی پولیس ہو۔

و

تمام پاکستان میں فوجی تعلیم لازم کی جائے نہ فقط سکولوں اور کالجوں میں بلکہ پاکستان کے ہر مرد باشندہ کو لازمی طور پر فوجی پریڈ سکھائی جائے اور اسلحہ کے استعمال کی مشق کرائی جائے تاکہ ضرورت کے وقت ہر مسلمان پاکستان کی حفاظت کے لئے میدان میں آ سکے۔

پاکستان زندہ باد

انشاء اللہ تعالیٰ مجوزہ صدر پروگرام پر عمل کرنے سے ہمارا پاکستان زندہ۔ تابندہ۔ درخشندہ اور پائندہ ہو جائے گا۔

وما علینا الا البلاغ

اے تعلیم یافتہ حضرات

اگر آپ اجازت دیں تو کیا آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ آپ نے پاکستانی خزانے سے آج تک لاکھوں روپیہ بصورت تنخواہ وصول کیا اور لاکھوں روپیہ غیر ممالک کی سیر و تفریح میں خرچ کیا اور دوسرے ممالک میں اجنبی عورتوں سے ڈانس بھی کیا۔ پاکستانی روپے سے غیر ممالک میں جا کر دُوسروں کو خُوب شراب پلائی اور خود بھی پیٹ بھر کر پی اس غریب اور مفلس قوم کا روپیہ برباد کرکے اپنی قوم کا کیا بھلا کیا ہے۔ آپ نے وہی کیا جو اپنا کچا چٹھا سُن چکے ہیں۔

بایں ہمہ مولوی بڑے بے ایمان

ہیں۔ میرے تعلیمیافتہ بھائیو۔ مسلمان کا ایمان ہے کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس دن ہر ایک انسان سے اس کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ کہ اپنے خالق کے لئے کیا کیا تھا۔ اور اس کے دین کی کیا خدمت کی تھی اور خود دین الٰہی کی کتنی پابندی کی تھی اس دن ایکیا جواب دینگے۔ کیا اس دن آپ یہی جواب دیں گے کہ شراب پیا کرتے تھے۔ پرائی عورتوں سے ڈانس کیا کرتے تھے۔ ثقافت اسلامی کے نام سے رقص و سرود کی محفلیں رچایا کرتے تھے اور ۸۰-۸۰ ہزار روپیہ اے اللہ تیرے بندوں کی کمائی کا (جو ٹیکسوں سے وصول کیا کرتے تھے) ان رنگ رلیوں پر صرف کیا کرتے تھے اور جب

علماء دین ان حرکتوں پر

ہمیں متنبہ کیا کرتے تھے تو ہم جواب میں کہا کرتے تھے کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں۔ مولوی کیا جانتے ہیں وغیرہ وغیرہ

میرے بھائیو خدا سے ڈرو

خدا تعالیٰ قہار ہے اور جبّار ہے۔ جب تمہیں پکڑے گا تو تمہیں اس کی گرفت سے کوئی بھی بچا نہیں سکے گا۔

قرآن مجید کی تعلیم سے بے نیاز ہونیوالے بھائیو غور سے سُنو

اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ

ترجمہ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہ سُنائی جاتی تھیں پھر تم اُنھیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکالدے اگر پھر کریں تو بیشک ہم ظالم ہونگے۔ فرمائے گا اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو۔

اب سُنئے اسلام کے حفظ و بقا کیلئے علماء کرام نے کیا کیا

ہفت روزہ اقدام مورخہ ۵ جنوری ۱۹۵۸ء۔

مذاکرہ کا افتتاح کرتے ہوئے صدر مملکت جناب میجر جنرل سکندر مرزا نے تنگ نظر ملائیت پر بھرپور حملے کرنے کی کوشش فرمائی اور اہل علم و نظر کو دعوت دی۔

وہ اسلام کے سرحدی اور جاودانی اصولوں کو ملّا ازم کی غلط روایات سے علیحدہ ہو کر ضروریات زمانہ کے مطابق پرکھیں اور مقتضیات حاضرہ پر ان کا انطباق کریں۔

کاش صدر مملکت اس قسم کی فرسودہ اور بے معنی طرز تخاطب کی بجائے اس موقعہ پر زیادہ ٹھوس اور زیادہ وزنی ارشادات اپنے نطق ہمایوں سے ادا فرماتے۔

"ملا ازم کے خلاف ہر تھڑدلا کلاس گریجوایٹ اور ہر سیاسی نٹ کھٹ گریجنے اور برسنے کا عادی ہے۔ اس لئے صدر مملکت نے اس فرسودہ زمین پر طبع آزمائی فرما کر کوئی نئی بات نہیں کی۔ مزا تو جب تھا کہ اس بین الاقوامی اجتماع میں صدر مملکت اپنے بلند منصب اور بیش بہا اعزاز کے مطابق تاریخ کی کچھ باتیں بھی کہتے اور حالات حاضرہ کے تقاضوں کے مقابلہ میں اسلام کے موجودہ اور مستقبل کے رول کا ذکر بھی فرماتے تاکہ صرف قومی اخبارات میں چھپنے کی بجائے ان کی تقریر دلپذیر بین الاقوامی پریس کے لئے بھی کاپی بن سکتی۔

۱۔ کیا صدر مملکت کو یہ معلوم نہیں کہ جب برطانوی، فرانسیسی۔ ڈچ اور ہسپانوی امپیریلزم نے مشرق میں اپنے پاؤں پھیلائے اور ایشیا کے ممالک ان قہرمانی طاقتوں کے سامنے پس گئے اور مسلمانوں کی سلطنتوں کے چراغ ایک ایک کرکے گُل ہوگئے تو وہ یہی مُلا ہی تھے۔ جنہوں نے کرانٹوں کے الحاق اور زندقہ اور ان کی تہذیب و تمدن کے مسموم اثرات سے جمہور اسلام کو محفوظ رکھنے کے لئے منظم جدو جہد کی؟

۲۔ کیا صدر مملکت اس بات سے بے خبر ہیں کہ اگر ملّا ازم نے حاکموں کی فتوحات کے سیلاب کے سامنے اپنے فنا ٹائزم اور شدت تعصب کی شکل میں چٹان کی مانند ڈٹ نہ گئی ہوتی تو اس میں جاہ پرست لیڈروں سے لے کر مسلم جمہور سب ہی خس و خاشاک کی طرح بہ گئے ہوتے

۳۔ کیا جناب میجر جنرل سکندر مرزا اس حقیقت سے ناآشنا ہیں کہ سلطنت ختم ہو جانے کے باوجود ملاؤں کی وجہ ہی سے ہماری سماجی زندگی اسلام کے رُخ پر قائم ہوئی۔

۴۔ کیا یہ مُلّا ہی نہ تھے جنہوں نے ہمارے بچوں کی پیدائش پر کان میں اذان کہنے کی رسم اور موت کے آخری دموں پر یٰسین کی تلاوت پر اصرار سے مسلم عوام اور خواص میں اسلامی احساس کو بیدار رکھا۔

اگر مُلّا اس تعصب سے کام نہ لیتے تو آج مسلمانوں کے بچے الیگزنڈر اور جان کہلانے والے تو ہوتے لیکن اسکندر اور خلیق الزمان کہلانے والے خال خال ہی نظر آتے۔

۵۔ آخر یہ کس کا اعجاز ہے کہ سلطنت ختم ہو جانے کے دو سو سال بعد بھی ظلمتکدہ ہند میں نو دس کروڑ فرزندانِ توحید موجود تھے اور فرنگی کے منحوس اور تاریک سایوں کے باوجود ان کی سیاسی اور سماجی زندگی اپنے انوکھے پن سے قائم تھی۔

۶۔ اگر آج بھی تاریخ کا دیانتداری سے مطالعہ کیا جائے تو بیسویں صدی میں اسلامی مُلکوں میں نئی قومی تحریکوں میں ان لوگوں ہی کا ہاتھ تھا۔ جنہیں آج کے پڑھے لکھے جاہل لوگ مُلّا کٹ مُلّا متعصب اور تنگ نظر کے نام سے پکارتے ہیں

۷۔ مسلمانوں کی قومی زندگی میں جس قدر قربانیاں مُلّاؤں نے کی ہیں۔ اُس کا عشر عشیر بھی فرنگی کی معنوی اولاد نے نہیں کیں۔

حضرت علامہ اقبال نے انہی جذبات سے متاثر ہو کر مُلّا کو اس طرح خراج تحسین پیش کیا تھا۔

افغانیوں کی غیرت دیں کا ہے یہ علاج
مُلّا کو اُس کے دشت و دمن سے نکال دو

شان دارالعلوم

بابائے صحافت حضرت مولانا ظفر علیخاں صاحب کی طرف سے علمائے دین کی خدمت دین کا اعتراف

شاد باش و شاد ذی اے سرزمین دیوبند
ہند میں اسلام کا جھنڈا کیا تو نے بلند
ملتِ بیضا کی عزت کو لگائے چار چاند
حکمتِ بطحا کی قیمت کو کیا تو نے دو چند
اسم تیرا با مسمیٰ ضرب تیری بے پناہ!
دیو استبداد کی گردن ہے اور تیری کمند
تیری رجعت پر ہزار اقدام سو جان سے نثار
قرن اولیٰ کی خبر لائی تیری الٹی زقند
تو علمبردار حق ہے، حق نگہباں ہے ترا
خیل باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند
ناز کر اپنے مقدر پر کہ تیری خاک کو
کر لیا ان عالمانِ دین قیم نے پسند
کفر ناچا جن کے آگے بارہا تگنی کا ناچ
جس طرح جلتے توے پر رقص کرتا ہے سپند
جان کر دینگے جو ناموسِ محمدؐ پر فدا
حق کے رستے میں کٹا دینگے جو اپنا بند بند
اس میں قاسم ہوں کہ انور شاہؒ کہ محمود الحسنؒ
سب کے دل تھے دردمند اور سب کی فطرت ارجمند
گرمیٔ ہنگامہ ہے تیری حسین احمدؒ سے آج
جن سے ہے پرچم روایات سلف کا سربلند

تقسیم ملک کے بعد علماء کرام نے کیا کیا

مملکت خداداد پاکستان کی گزشتہ دس سالہ زندگی میں تعلیمیافتہ طبقہ نے جو کچھ کیا ہے وہ آپ سُن چکے ہیں کہ سوائے پارٹی بازی کی لڑائی کے اور اپنی پارٹی کو برسر اقتدار لانے کے اور ایک دوسرے کی پارٹی کے گرانے کے اور انہوں نے کیا کیا ہے۔ مُلک کے باشندے اشیاء کی گرانی کے باعث سخت مصیبت میں مبتلا ہیں۔ بقدر ضرورت کاروبار نہ ملنے کے باعث پریشان حال ہیں۔ ایک دفعہ میں نے گرم صدری کے لئے کپڑا خریدا جو ۱۹ روپے گز کے حساب سے ملا۔ درزی میرے ساتھ تھا وہ کہنے لگا۔ جی انگریز کے وقت میں یہ کپڑا ہم ۱۹ آنے گز کے حساب سے خریدا کرتے تھے۔ علیٰ ہذا القیاس ہر چیز کی گرانی ناقابل برداشت ہے۔ علماء کرام نے تقسیم مُلک کے بعد مدارس عربیہ قائم کئے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں میں اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کرنے والے پیدا ہوں۔

چنانچہ اس قسم کے بڑے بڑے چھ عربی مدرسے نئے قائم ہوئے ہیں

۱

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور

اس کے بانی حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ حقانی سابق مدرس دارالعلوم دیوبند ہیں

کوائف

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

سال گزشتہ رمضان سے پہلے کی رپورٹ

نوٹ:۔ تقسیم ہند کے بعد ۱۳۶۷ھ میں دارالعلوم حقانیہ کا بنیاد توکلاً علی اللہ دارالعلوم دیوبند اور حضرات اکابر کے طریق کار کو ملحوظ رکھتے ہوئے رکھا گیا۔ اللہ کے فضل سے اُسے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اس قلیل عرصہ میں ساڑھے تین سو طلباء باقاعدہ سند فراغت حاصل کر کے ملک و بیرون ملک میں دینی و ملی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ والحمد للہ

شعبۂ عربی علوم دینیہ ۔ سال رواں میں طلباء علوم دینیہ کی تعداد تین سو تیس

تعداد اساتذہ ۹ عدد

شعبۂ تجوید و قرأت	ایک ماہر قاری
شعبۂ افتا و تبلیغ	ایک ماہر و فاضل مفتی
شعبۂ تعلیم القرآن (درجہ پرائمری) سال رواں میں تعداد طلبہ	پانچ سو
تعداد اساتذہ	۷ عدد

نصاب تعلیم۔ عصری ضروری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم و تربیت ۱۹۳۷ء میں حضرت شیخ العرب والعجم امام العصر مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ اس شعبہ کا افتتاح اپنی تشریف آوری کے موقعہ پر فرمایا۔ اس عرصہ میں کئی ہزار بچے اس درجہ سے فیضیاب ہوئے ہیں۔

کُل تعداد طلبہ دارالعلوم حقانیہ درجہ عربی و فارسی	۸۳۰ آٹھ سو تیس
کُل تعداد اساتذہ کرام	۱۰ سترہ

اخراجات

ماہانہ خرچ کا تخمینہ اوسطاً	ساڑھے چھ ہزار روپیہ
سالانہ اخراجات کا بجٹ (سال رواں)	اٹھہتر ہزار روپے

درجہ عربی کے تمام طلبہ کی ضروریات کتب قیام روشنی ادویہ و صابن ضروریات امتحانات وغیرہ کا دارالعلوم کفیل ہے۔ مطبخ سے اس سال دو سو طلبہ کو صبح و شام کھانا دیا جاتا رہا ہے

تعمیرات :۔ تقریباً ایک لاکھ روپیہ کی لاگت سے دارالعلوم کے لئے ایک شاندار عمارت تیار ہو چکی ہے جو درسگاہوں اور دفاتر پر مشتمل ہے

دارالاقامہ و مسجد کی تعمیر کی حالاً اشد ضرورت ہے۔ جس پر کئی لاکھ روپیہ کی لاگت کا تخمینہ ہے۔

تعلیمیافتہ طبقہ کو چیلنج

مغربی پاکستان کی گیارہ سالہ زندگی میں اسلام کی خدمت

جو ایک عالم دین حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک والوں نے کی ہے۔ کیا آپ سب نے مل کر جو سینکڑوں کی تعداد میں ہیں اتنی کی ہے۔ حالانکہ آپ نے مملکت پاکستان کا لاکھوں روپیہ ہضم کیا ہے۔

کیا جمہوریہ اسلامیہ پاکستان

میں اسلام کے حفظ و بقا کے سلسلہ میں علماء کرام کا سربلند نہیں ہے؟ اور کیا انہیں حضرات کی برکت سے اسلام کا نور سارے پاکستان میں زندہ اور تابندہ نہیں ہے؟

۲۷

جامعہ اشرفیہ لاہور

جس کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدظلہ ہیں جو اپنی پیرانہ سالی اور چلنے پھرنے سے معذوری کے باوجود خداداد ہمت قلبی سے مردانہ وار اس جامعہ کو چلا رہے ہیں۔ جس کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں:۔

تعداد طلبا ۱۷۱

تنخواہ مدرسین سالانہ ۲۳۲۴۳ روپے

وظائف طلباء سالانہ ۴ — ۱۲۱۹۵

مولانا محمد موسیٰ صاحب جامعہ اشرفیہ

۳۷

حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب ناظم اعلیٰ

جامعہ رشیدیہ منٹگمری کی رپورٹ

جامعہ میں اس وقت جملہ شاخوں اور شعبہ جات کے اساتذہ کرام کی تعداد بیس ہے۔ تعداد طلبا تقریباً ساڑھے پانچ سو ہے۔ ماہوار مصارف نقد ۱۵ سو روپیہ سے بڑھ جاتے ہیں۔ جنس۔ من گندم ماہوار خرچ علاوہ ہے۔

۴۔ جمالی جائزہ طلبہ و اساتذہ دارالعلوم کراچی

جس کے بانی مخدوم و محترم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مدرس دارالعلوم دیوبند ہیں تعداد طلبہ ۸۰۰ اور تعداد اساتذہ کرام ۳۰ ہے۔

شعبہ اہتمام

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی
صدر منتظمہ کمیٹی دارالعلوم کراچی

۲۔ مولانا نور احمد صاحب برمی۔
فاضل دارالعلوم دیوبند و مہتمم دارالعلوم کراچی

۳۔ مولانا محمد متین صاحب خطیب دیوبندی
فاضل دارالعلوم دیوبند و نائب مہتمم دارالعلوم کراچی

شعبہ افتاء

۱۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، دیوبندی

۲۔ مولانا محمد صابر صاحب امروہوی۔ فاضل مدرسہ اسلامیہ
جامع مسجد امروہہ و نائب مفتی دارالعلوم کراچی

۳۔ مولوی ابوسعید صاحب برمی۔ فاضل ٹنڈوالہ یار
معین مفتی و محرر دارالافتا کراچی

شعبہ عربی

اس شعبہ میں امدادی طلبہ کی تعداد ۱۸۰ ہے
جس میں سے اس سال بحمداللہ ۲۲ طلبہ دورۂ حدیث
پڑھ کر فارغ ہوئے۔ جن کی دستار بندی ۱۷ شعبان
کو ایک جلسہ عام میں کر دی گئی۔

۱۔ مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی فاضل دارالعلوم دیوبند
سابق استاد حدیث مدرسہ صدیقیہ دہلی و استاذ حدیث
و تفسیر دارالعلوم کراچی۔

۲۔ مولانا اکبر علی صاحب سہارنپوری۔ فاضل مدرسہ مظاہر العلوم
سہارنپور و سابق مدرس مدرسہ مذکور۔ و استاذ حدیث
دارالعلوم کراچی

۳۔ مولانا قاری رعایت اللہ صاحب شاہجہانپوری۔
فاضل علوم دیوبند سابق استاذ حدیث مدرسہ مظاہر العلوم
کھڈہ کراچی و استاذ حدیث دارالعلوم کراچی۔

۴۔ مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی۔ فاضل دارالعلوم
دیوبند سابق استاذ حدیث مدرسہ الہدیٰ ٹیڑی و
استاذ دارالحدیث دارالعلوم کراچی

۵۔ مولانا سلیم اللہ خاں صاحب لوہاروی۔ فاضل دارالعلوم دیوبند
سابق استاذ حدیث دارالعلوم اور ٹنڈوالہ یار
و استاذ حدیث دارالعلوم کراچی۔

۶۔ مولانا سبحان محمود صاحب مرادآبادی ثم بنگالی خیر المدارس ملتان
و استاذ عربی دارالعلوم کراچی۔

۷۔ مولانا شمس الحق صاحب لوہاروی فاضل جامعہ اشرفیہ
لاہور۔ و استاذ عربی دارالعلوم کراچی

۸۔ مولانا بدیع الزمان صاحب کیمبلپوری فاضل دارالعلوم
اسلامیہ ٹنڈوالہ یار و استاذ عربی دارالعلوم کراچی

۹۔ مولانا عبدالحق صاحب حمواتی۔ فاضل دارالعلوم دیوبند
و مظاہر علوم سہارنپور و استاذ عربی دارالعلوم کراچی

۱۰۔ مولانا محمد خورشید عالم صاحب دیوبندی۔ فاضل دارالعلوم
دیوبند۔ و استاذ عربی دارالعلوم کراچی

شعبہ تجوید و قراءت و درس تعلیم القرآن

اس شعبہ میں تقریباً ۵۰۰ طلبہ ہیں۔ جن میں سے ایک معقول تعداد حفظ قرآن سے اس سال فارغ ہوئی ہے

۱۔ امام تجوید و شیخ القراء قاری فتح محمد صاحب پانی پتی
صدر دارالتجوید دارالعلوم کراچی

۲۔ مولانا محمد اسلم صاحب فاضل دیوبند و استاذ عربی
دارالتجوید دارالعلوم کراچی

۳۔ مولانا قاری محمد فاروق صاحب فاضل عربی
و تجوید و قراءۃ مدرسہ عربیہ گنبدان پانی پت
و صدر مدرس مدرسہ تعلیم القرآن دارالعلوم کراچی

۴۔ حافظ سیف الدین صاحب مدرس مدرسہ تعلیم القرآن دارالعلوم کراچی

۵۔ حافظ نواب علی صاحب 〃 〃 〃 〃

۶۔ حافظ محمد شفیع صاحب 〃 〃 〃 〃

۷۔ حافظ عبدالشکور صاحب 〃 〃 〃 〃

۸۔ مولوی محمد یعقوب صاحب فاضل دارالعلوم کراچی و
مدرس مدرسہ تعلیم القرآن دارالعلوم کراچی

۹۔ حافظ محمد حبیب صاحب مدرس مدرسہ تعلیم القرآن 〃

شعبہ تعلیم عربی بطرز جدید

یہ شعبہ تقریباً ۵ سال سے کام کر رہا ہے جس میں شبینہ مراکز کے ذریعہ انگریزی طلبہ، تجار، ملازمین اور وکلا وغیرہ عربی زبان کو آسان طریقہ سے حاصل کرتے ہیں۔ اس تعلیم کے ذریعہ ۶ ماہ میں عربی بولنے اور لکھنے پر قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔

ویسے تو ہزاروں طلبہ اس سے اب تک مستفید ہوئے ہیں۔ صرف اس سال تقریباً ۳۰۰ کی تعداد اس شعبہ سے فیض حاصل کر رہی ہے۔ جن میں طالبات کی بھی ایک معتدبہ تعداد ہے۔

۱۔ استاذ احمد الاحمد صاحب شامی
۲۔ استاذ عبدالکریم صاحب بغدادی
۳۔ استاذ افتخار حسین صاحب ندوی
۴۔ استاذ سبحان محمود صاحب مرادآبادی
۵۔ محترمہ فاطمہ بیگم صاحبہ (برائے طالبات)

مندرجہ بالا اجمال سے معلوم ہوا کہ تمام شعبوں کے طلبہ کی تعداد تقریباً ۸۰۰ اور وہ حضرات اساتذہ جو تعلیم و تبلیغ میں مشغول ہیں ان کی تعداد تقریباً ۳۰ ہے۔ دیگر متعلقین مدرسہ مثلاً مطبخ، کتب خانہ و دفتر وغیرہ ان کے علاوہ ہیں جو کسی طرح پندرہ سے کم نہ ہوں گے۔

تقسیم ملک کے بعد علماء کرام نے

پاکستان میں بقاء و احیاء اسلام کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں۔ کیا پاکستان کا تعلیمیافتہ طبقہ جو برسر اقتدار ہے وہ احیاء دین کی خدمات کا کوئی نمونہ پیش کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔

دعا

اے حق پرست علماء کرام خدا تعالیٰ آپ کی خدمات کو قبول فرمائے۔ اور جنت الفردوس کا داخلہ نصیب فرمائے۔ اور اے تعلیمیافتہ حضرات خدا تعالیٰ تمہیں بھی اس قسم کی خدمات جلیلہ کی توفیق عطا فرمائے تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سرخرو ہو جائیں۔ آمین یا الہ العالمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۴ر رمضان ۱۳۷۷ھ مطابق ۴ر اپریل ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا مولوی احمد علی صاحب مدظلہ العالی مسجد نور لاہور

اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچانے والی ایک بہترین چیز محبت الٰہی ہے اور اسکی دو قسمیں ہیں

پہلی - اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ براہ راست محبت ہو جائے

دوسری اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے کسی سے محبت رکھی جائے

پہلی قسم کا قرآن مجید میں ذکر خیر

(وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ) الایہ

(سورہ البقرہ رکوع ۱۲ - پ ۲ -

ترجمہ اور ایسے لوگ بھی جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں - جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں - جیسی کہ اللہ تعالیٰ سے رکھنی چاہیئے - اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے -

اللہ تعالیٰ کی سی محبت اور کسی سے نہیں ہوتی

عربی دان حضرات بآسانی سمجھ سکتے ہیں کہ آیت میں اشد کا لفظ اسم تفضیل مذکر کا صیغہ ہے - اس کا یہ مطلب ہے کہ ایماندار بندوں کی ایک ایسی قسم بھی ہے جن کے دل میں ساری دنیا کی تمام دل لبھانے والی چیزوں اور تمام اعزہ و اقرباء حتیٰ کہ بیوی اور بچوں سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ غالب ہوتا ہے - اللہ تعالیٰ کی محبت کے مقابلہ میں اولاد تک کی محبت ان کے دل میں پہاڑ کے مقابلہ میں رائی کے دانہ جتنی بھی قیمت نہیں رکھتی - اسی قسم کی محبت کا ظہور

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ

میں ہوا ہے -

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ۝ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورہ الصّٰفّٰت ع ۳ پ ۲۳)

ترجمہ - پھر جب وہ اس کے ہمراہ چلنے پھرنے لگا - کہا اے بیٹے میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں - پس دیکھ تیری کیا رائے ہے - کہا اے ابا جو حکم آپ کو ہوا ہے کر دیجئے - آپ مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے - پھر جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے اسے پیشانی کے بل ڈال دیا - اور ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیمؑ تو نے خواب سچا کر دکھایا - بے شک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں -

حاصل

یہ ہے کہ چونکہ انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی الٰہی ہوتا ہے - اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس خواب کو وحی الٰہی خیال کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو محبوب حقیقی کی رضا حاصل کرنے کے لئے ذبح کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا - یہاں تک کہ اسے ذبح کرنے کے لئے لٹا بھی دیا - حضرت ابراہیمؑ کے اس واقعہ سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے "اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ" والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر اللہ جل شانہٗ کی رضا اپنی اولاد کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے سے حاصل ہو سکتی ہو تو اس کے لئے بھی بطیب خاطر تیار ہو جاتے ہیں -

دوسری عبرت

اسی مذکور الصدر واقعہ میں ایک دوسری عبرت بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بھی عاشق ہوتے ہیں کہ اگر اپنے آپ کو ذبح کرانے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا تمغہ حاصل ہو سکتا ہے تو اس سے بھی گریز نہیں کرتے - اسی واقعہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد ماجد کو یہ جواب دیا کہ ابا جی اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے اسے پورا کر دیجئے - اگر اللہ تعالیٰ کی رضا میرے ذبح ہونے میں ہے تو مجھے اس سے کوئی انکار نہیں ہے -

جادوگروں کا واقعہ

بھی اسی محبت الٰہی کا مصداق ہے -

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ؕ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ۫ وَلَتَعْلَمُنَّ اَيُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّاَبْقٰى ۝ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى (سورہ طٰہٰ رکوع ۳ پ ۱۶

ترجمہ - (فرعون نے) کہا کیا تم میری اجازت سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے - بے شک یہ تمہارا

سردار ہے۔ جس نے تمہیں جادو سکھایا۔ سو اب تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹوا دوں گا۔ اور تمہیں کھجور کے تنوں پر سولی دوں گا۔ اور تمہیں معلوم ہو جائے گا ہم میں سے کس کا عذاب سخت اور دیر تک رہنے والا ہے۔ کہا ہم تجھے ہرگز ترجیح نہ دیں گے ان کھلی ہوئی نشانیوں کے مقابلہ میں جو ہمارے پاس آ چکی ہیں اور نہ اس کے مقابلہ میں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ سو تو کر گزر جو تجھے کرنا ہے تو صرف اس دنیا کی زندگی پر حکم چلا سکتا ہے۔ بیشک ہم اپنے رب پر ایمان لائے ہیں تاکہ ہمارے گناہ معاف کرے اور جو تو نے ہم سے زبردستی جادو کرایا اور اللہ بہتر اور سدا باقی رہنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جادوگروں کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ اتنا زوردار پیدا ہو گیا ہے کہ وقت کا جابر اور قاہر بادشاہ پھانسی دینے کی دھمکی دے رہا ہے اور وہ بڑی خوشی سے اس کے چیلنج کو منظور کر رہے ہیں کہ جو تیرا دل چاہے تو کر گزر۔ ہم اللہ تعالیٰ سے ہرگز ہرگز تعلق توڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ شعر

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جادوگروں کے دل

میں اللہ تعالےٰ کی محبت کا یہ جذبہ الہامات الٰہیہ میں سے ایک خصوصی انعام ہے اپنے فضل سے جس کو چاہے عطا فرمائے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

قرآن مجید میں صحابہ کرام کے اندر محبت الٰہی کے اس جذبہ کے پائے جانے کا ذکر

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝ (سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پ ۲۱۔) ترجمہ اور جب مومنوں نے فوجوں کو دیکھا تو کہا یہ وہ ہے۔ جس کا ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کے ایمان اور فرمانبرداری میں ترقی ہو گئی۔ ایمان والوں میں ایسے آدمی بھی ہیں۔ جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا۔ اسے سچ کر دکھایا۔ پھر ان میں سے بعض تو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض منتظر ہیں۔ اور (انہوں نے) عہد میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ ان آیات کے حاشیہ پر فرماتے ہیں۔ "یعنی پکے مسلمانوں نے جب دیکھا کہ کفر کی فوجیں اکٹھی ہو کر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑی ہیں تو بجائے مذبذب یا پریشان ہونے کے ان کی اطاعت شعاری کا جذبہ اور ان کا یقین اللہ اور رسول کے وعدوں پر اور زیادہ بڑھ گیا۔ وہ کہنے لگے کہ یہ تو وہی منظر ہے۔ جن کی خبر اللہ اور رسول نے پہلے دے رکھی تھی۔ اور جس کے متعلق ان کا وعدہ ہو چکا تھا جیسا کہ سورہ بقرہ میں فرمایا:۔

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاۗءُ وَالضَّرَّاۗءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ۭ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ ۝ (بقرہ رکوع ۲۶) اور سورہ ص میں جو مکیہ ہے۔ فرمایا تھا۔ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝ (ص رکوع ۱) (پھر آگے مولانا فرماتے ہیں) یعنی منافقین نے جو عہد کیا تھا۔ پچھلے رکوع میں گذر چکا (وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ) اسے توڑ کر بے حیائی کے ساتھ میدان جنگ سے ہٹ گئے۔ ان کے برعکس کتنے پکے مسلمان ہیں جنہوں نے اپنا عہد و پیمان سچا کر دکھلایا۔ بڑی بڑی سختیوں کے وقت دین کی حمایت اور پیغمبر کی رفاقت سے ایک قدم پیچھے نہیں ہٹایا۔ اللہ اور رسول کو جو زبان دے چکے تھے۔ پہاڑ کی طرح اس پر جمے رہے ان میں سے کچھ تو وہ ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے۔ یعنی جاں ہی میں جان دے دی۔ جیسے شہداء بدر و احد جن میں سے حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کا قصہ بہت مشہور ہے اور بہت مسلمان وہ ہیں جو نہایت اشتیاق کے ساتھ موت فی سبیل اللہ کا انتظار کر رہے ہیں کہ کب کوئی معرکہ پیش آئے جس میں ہمیں بھی شہادت کا موقعہ نصیب ہو۔ بہر حال دونوں قسم کے مسلمانوں نے جو اللہ کی راہ میں جان دے چکے اور جو مشتاق شہادت ہیں) اپنے عہد و پیمان کی پوری حفاظت کی اور اپنی بات سے ذرہ بھر نہیں بدلے۔

حاصل

آیات سابقہ کی تفسیر سے یہ چیز روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی محبت کا وہ درجہ عطا فرمایا تھا۔ جس کی بنا پر وہ حضرات اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے کے لئے ہر وقت آمادہ و تیار رہتے تھے۔ ان حضرات کی اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان کے اس جذبۂ صادق کی تعریف فرما رہے ہیں۔

یہ نعمت عظمیٰ

کسی پیغمبر کے عام صحابہ کرام کو نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ان حضرات کے صحابہ کرام میں سے کوئی اکا دکا آدمی مل جائے

خیر امۃ

اسی سبب سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو قرآن مجید میں خیر امۃ کا لقب دیا گیا ہے (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) الایہ سورہ آل عمران رکوع ۱۲ پ ۴) ترجمہ تم سب امتوں میں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔

قرآن مجید میں دوسری قسم کی محبت کا ذکر

۱

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰي حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاۗءً وَّلَا

شُکُوْرًا ۝ (سورۃ الدھر رکوع ۱ پ ۲۹

ترجمہ اور اللہ کی محبت کے باعث مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (یہ کہتے ہیں) سوائے اس کے نہیں کہ ہم تمہیں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیئے کھلاتے ہیں۔ تم سے بدلہ اور شکر گزاری نہیں چاہتے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے محتاج بندوں کی خدمت کرتے ہیں اور ان سے کسی معاوضہ یا زبانی شکریہ بھی نہیں چاہتے بلکہ محض اللہ تعالےٰ کو راضی رکھنے کے متمنی ہیں۔

۲

وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا وَّ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورہ لقمٰن رکوع ۱ پ ۲۱)

ترجمہ :۔ اور اگر تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس کو شریک بنائے۔ جس کو تو جانتا بھی نہ ہو تو ان کا کہنا نہ مان اور دُنیا میں ان کے ساتھ نیکی سے پیش آ اور ان لوگوں کی راہ پہ چل جو میری طرف رجوع ہوگئے پھر تمہیں لوٹ کر میرے ہی پاس آنا ہے۔ پھر میں تمہیں بتاؤں گا کہ تم کیا کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے ماں باپ کی خدمت کرو۔

۳

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ ۚ وَ اٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ۙ وَ السَّآئِلِیْنَ وَ فِی الرِّقَابِ ۚ الآیہ (سورہ البقرہ رکوع ۲۲ پ ۲)

ترجمہ یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے مُنہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو۔ بلکہ نیکی تو یہ ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پہ ایمان لائے اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر اور اس کی محبت میں رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے۔

حاصل

یہ نکلا کہ نیکی یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پر اور نبیوں پر ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی محبت کی بنا پر رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں مسافروں اور سوال کرنے والوں اور گردنوں کے چھڑانے میں مال صرف کرے۔ خدمت تو ان لوگوں کی کرے گا اور ثابت یہ کرنا چاہے گا کہ میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی بڑی محبت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کی متعلقہ احادیث

پہلی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ قَالَ فَیُحِبُّهٗ جِبْرَئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ وَ اِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرَئِیْلَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ قَالَ فَیُبْغِضُهٗ جِبْرَئِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ قَالَ فَیُبْغِضُوْنَهٗ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَآءُ فِی الْاَرْضِ ۝ (رواہ مسلم)۔ **ترجمہ**:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک جب اللہ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے جبرئیل کو بُلاتا ہے۔ پھر فرماتا ہے بیشک میں فلاں کو دوست رکھتا ہوں۔ پس تو بھی اسے دوست سمجھ۔ آپؐ نے فرمایا پھر جبرئیل اسے دوست سمجھتا ہے پھر آسمان میں اعلان کر دیتا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ بیشک اللہ فلاں کو دوست رکھتا ہے۔ پس تم بھی اس سے دوستی رکھو۔ پھر اسے آسمان والے دوست سمجھتے ہیں۔ پھر اس کی قبولیت زمین پر بھی لائی جاتی ہے۔ اور جب کسی بندے کو (اللہ مبغوض سمجھتا ہے۔ جبرئیل کو بُلاتا ہے پھر فرماتا ہے۔ بیشک میں فلاں کو مبغوض سمجھتا ہوں۔ پس تم بھی اسے مبغوض سمجھو آپؐ نے فرمایا پھر اُسے جبرئیلؑ مبغوض سمجھتا ہے۔ پھر آسمان والوں میں اعلان کر دیتا ہے بیشک اللہ فلاں کو مبغوض سمجھتا ہے۔ پس تم بھی اسے مبغوض سمجھو آپؐ نے فرمایا پھر سب اسے مبغوض سمجھتے ہیں۔ پھر اس کے متعلق بغض زمین پر لایا جاتا ہے (یعنی زمین والے بھی اسے بُرا ہی خیال کرتے ہیں۔

زمین پر حُبّ اور بُغض

کا جو ظہور ہوتا ہے۔ اس سے مُراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جس سے محبت ہو۔ زمین پر رہنے والوں میں سے سب اللہ والے اسے اچھا سمجھیں گے اور ان کے دل میں بے ساختہ غیبی طور پر اس شخص کی محبت آ داخل ہوگی اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی نظر میں بُرا ہوگا۔ زمین پر رہنے والے اللہ والوں کے دل میں اس شخص کے متعلق بے ساختہ نفرت کا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔ جس طرح انسان کا وجود گرمی اور سردی کو زبانی اطلاع دیئے بغیر خود بخود محسوس کرتا ہے اسی طرح اللہ والوں کے دلوں میں قبولیت الٰہی یا بغض الٰہی کا بلا اطلاع ہی اثر آ جاتا ہے۔

دوسری

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ (رواہ مسلم) **ترجمہ**:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ قیامت کے دن فرمائے گا۔ کہاں ہیں وہ جو میری تعظیم کے سبب سے آپس میں محبت رکھنے والے تھے۔ آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا۔ جس دن کہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

اللہ واسطے کی محبت

کا مطلب یہ ہے کہ اس دوستی میں کسی قسم کی دُنیاوی ملاوٹ نہ ہو۔ مثلاً نہ تو کاروبار میں شراکت ہے۔ نہ رشتہ داری ہے نہ کوئی رشتہ لینا یا دینا ہے۔ نہ کسی اور دنیاوی غرض کی کوئی طمع ہے۔ محض اس لیئے دوستی کا تعلق ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ

کا نیک بندہ ہے۔ اس کی صحبت میں بیٹھنے یا آنے جانے کا تعلق رکھنے میں ہمیں ہدایت ہوگی اور گمراہی کے کاموں اور گمراہ کن مجلسوں میں شرکت سے بچ جائیں گے۔ علی ہذا القیاس

تیسری

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ وَیْلَکَ وَ مَا اَعْدَدْتَّ لَھَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُّ لَھَا اِلَّا اَنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرْحَھُمْ بِھَا (متفق علیہ) ترجمہ

انسؓ سے روایت ہے۔ بے شک ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی۔ آپؐ نے فرمایا۔ تیرے لئے افسوس ہے۔ تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے۔ اس نے عرض کی۔ میں نے اس کے لئے اور کوئی تیاری نہیں کی۔ سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو دوست سمجھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ تم اس کے ساتھ ہوگے۔ جس کو دوست سمجھتے ہو۔ انسؓ نے کہا۔ میں نے مسلمانوں کو کبھی نہیں دیکھا تھا کہ اسلام لانے کے بعد خوش ہوئے ہوں۔ جیسا کہ آپؐ کے اس (آخری) فقرے سے خوش ہوئے تھے۔

چونکہ صحابہ کرامؓ کے دل میں

اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی محبت کا جذبہ تھا۔ اس لئے بڑے خوش ہوئے کہ ہمیں بفضل خدا قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کا شرف حاصل ہو جائے گا۔

محبت کی نشانی

یہ ہوتی ہے کہ محب اپنے محبوب کی کبھی نافرمانی نہیں کرتا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے صحابہ کرام کو یہ نعمت نصیب تھی کہ حضورؐ انور کے حکم کی تعمیل کرنے میں سر دھڑ کی بازی لگا دیتے تھے۔ اور موت سے ذرہ بھر نہیں ڈرتے تھے ان کا نظریہ یہ تھا کہ جان جائے تو جائے مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا کا تمغہ ہاتھ سے نہ جائے۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اسی مذکور الصدر آئینے میں اپنا منہ دیکھ لے۔ وما علینا الا البلاغ

چوتھی

عَنْ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ لَاُنَاسًا مَا ھُمْ بِاَنْبِیَاءَ وَلَا شُھَدَآءَ یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّھَدَاءُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِمَکَانِھِمْ مِنَ اللّٰہِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تُخْبِرُنَا مَنْ ھُمْ قَالَ ھُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰہِ عَلٰی غَیْرِ اَرْحَامٍ بَیْنَھُمْ وَلَا اَمْوَالٍ یَتَعَاطَوْنَھَا فَوَ اللّٰہِ اِنَّ وُجُوْھَھُمْ لَنُوْرٌ وَاِنَّھُمْ لَعَلٰی نُوْرٍ لَا یَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَاَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ (رواہ ابوداؤد) ترجمہ:۔

عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے بندوں میں سے ایسے آدمی بھی ہیں۔ نہ وہ پیغمبر ہیں اور نہ شہید ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں ان کے مرتبے کے سبب سے قیامت کے دن انبیاء اور شہدا بھی ان کی ریس کرینگے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہمیں خبر دیجئے وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپؐ نے ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے۔ بسبب محبت اللہ کے (یعنی ان کی آپس میں دوستی محض للّٰہی محبت کی بناء پر تھی) آپس میں کوئی رشتہ داری نہیں تھی۔ اور نہ کوئی مال کا لین دین تھا۔ پس اللہ کی قسم ہے۔ بیشک ان کے منہ البتہ نور ہوں گے۔ اور تحقیق وہ اوپر نور کے ہونگے۔ جب لوگ ڈریں گے۔ وہ نہیں ڈریں گے۔ اور جب لوگ غم کھائیں گے۔ وہ غم نہیں کھائیں گے۔ اور آپؐ نے یہ آیت پڑھی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ جو اوپر ذکر کی جا چکی ہے "خبردار بیشک اللہ کے دوست (جو ہوں گے) ان پر کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ غم کھائیں گے۔

پانچویں

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّؓ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی قَالَ قَائِلٌ اَلصَّلٰوۃُ وَالزَّکٰوۃُ وَقَالَ قَائِلٌ اَلْجِھَادُ قَالَ اَلنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ (رواہ احمد) ترجمہ

ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ کہا ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے۔ آپؐ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں سب عملوں میں سے سب سے پیارا کون سا عمل ہے۔ کسی نے کہا نماز اور زکوٰۃ اور کسی نے کہا جہاد۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ کے ہاں سب عملوں میں سے سب سے پیارا عمل اللہ کے لئے دوستی رکھنا اور اللہ ہی کیلئے کسی سے بغض رکھنا ہے۔

یعنی

اگر کسی سے دوستی رکھے تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے رکھے۔ اگر کسی سے دشمنی رکھے تو بھی اللہ تعالیٰ ہی کی رضا حاصل کرنے کے لئے رکھے۔ مثلاً ایک اجنبی آدمی سے محض اس لئے دوستی رکھے کہ وہ توحید پرست ہے۔ مشرک نہیں ہے۔ اس کے دل میں ایمان ہے۔ جس کے سبب سے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کو بڑے شوق سے مانتا ہے۔ اور اس پر حتی الوسع عمل بھی کرتا ہے اور باقاعدہ نماز پڑھتا ہے۔ اور ہر رمضان شریف کے روزے بالالتزام رکھتا ہے۔ اور ایک قریبی رشتہ دار سے محض اس لئے ناراضگی ہے۔ اور اس سے میل جول نہیں ہے کہ وہ پکا بے دین ہے۔ نہ نماز پڑھتا ہے۔ نہ رمضان شریف کے روزے رکھتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کے دیندار بندوں پر مذاق کرتا ہے۔ غرض کہ اس کے دل میں شریعت اسلامی کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔ اس اجنبی دیندار سے محبت رکھنے اور اس قریبی بے دین رشتہ دار سے قطع تعلق کرنے والا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوگا۔ کیونکہ اس نے جس سے رشتہ جوڑا تو اللہ کی رضا کے لئے جوڑا اور جس سے توڑا تو اللہ کی رضا کے لئے۔

دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمان بھائی بہنوں کو اس نعمت عظمیٰ کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور لحد قبر تک اسی مسلک پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا الٰہ العالمین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۵ - شوال ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۵ - اپریل ۱۹۵۸ء

نافرمان انسان پر تین دشمن گواہ جو اس کے وجود کے اجزاء ہیں

اور چوتھا دشمن گواہ جو قیامت کے دن خود انسان دشمنی کا اقرار کرے گا

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادران اسلام - آپ کو معلوم ہے - کہ دنیا اور آخرت کے دونوں جہانوں کے بنانے والا اور چلانے والا ایک اللہ جل شانہٗ ہی ہے اور اس کی قدرت کا یہ کمال ہے کہ اس نے ان دونوں کے بنانے میں بھی کسی سے مدد نہیں لی - اور نہ ان کے چلانے میں کسی کا محتاج ہے وہ ہر ایک سے بے نیاز ہے -

بلکہ زمین اور آسمان کی سب مخلوق اس کے آگے سجدہ کرتی ہے اور فرشتے بھی اس سے ڈرتے ہیں

اس کا ثبوت

(اَوَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ یَّتَفَیَّؤُا ظِلٰلُہٗ عَنِ الْیَمِیْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰہِ وَھُمْ دٰخِرُوْنَ ○ وَلِلّٰہِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّۃٍ وَّالْمَلٰٓئِکَۃُ وَھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ○ یَخَافُوْنَ رَبَّھُمْ مِّنْ فَوْقِھِمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ○) سورہ النحل رکوع ۶ پارہ ۱۴

ترجمہ - کیا وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو نہیں دیکھتے - کہ ان کے سائے دائیں اور بائیں طرف جھکتے جا رہے ہیں - اور نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں - اور جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے جانداروں سے اور فرشتے سب اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں - اور وہ تکبر نہیں کرتے - وہ اپنے اوپر والے رب سے ڈرتے ہیں - اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے - وہ بجا لاتے ہیں -

حاصل

ان آیات سے حاصل یہ نکلا کہ زمین اور آسمان والے سب اس سے ڈرتے ہیں اور سب اسی کے حکم کے بندے ہیں - اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتے -

دنیا کے نظام کا چلانا انسان کے سپرد کیا ہے

(وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَنُقَدِّسُ لَکَ ط قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○ سورہ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱

ترجمہ - جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا - میں زمین میں ایک نائب بنانے والا ہوں - فرشتوں نے کہا - کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو فساد پھیلائے - اور خون بہائے حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے - اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں - فرمایا - میں جو کچھ جانتا ہوں - وہ تم نہیں جانتے -

انسان کو شکنجہ میں کس دیا ہے

انسان کو باوجود اپنا نائب بنانے کے ایک ایسے شکنجہ میں کس دیا ہے - کہ انسان جو کچھ بھی کرتا ہے ایک ایک منٹ کی رپورٹ لکھی ہوئی اس کے پاس پہنچ جاتی ہے

اس کا ثبوت

۱

(مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ ○) سورہ ق رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ - وہ (انسان) منہ سے کوئی بات نہیں نکالتا - مگر اس کے پاس ایک ہوشیار محافظ ہوتا ہے

۲

(وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ ○ کِرَامًا کَاتِبِیْنَ ○ یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ سورہ الانفطار پارہ ۳۰

ترجمہ - اور بے شک تم پر محافظ ہیں - عزت والے اعمال لکھنے والے - وہ جانتے ہیں - جو تم کرتے ہو -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

اس آیت پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں - "جو نہ خیانت کرتے ہیں نہ کوئی عمل لکھے بغیر چھوڑتے ہیں - نہ ان سے تمہارے اعمال پوشیدہ ہیں - جب سب عمل ایک ایک کرکے اس اہتمام سے لکھے جا رہے ہیں - تو کیا یہ سب دفتریوں ہی بیکار چھوڑ دیا جائیگا - ہرگز نہیں - یقیناً ہر شخص کے اعمال اس کے آگے آئیں گے اور اس کا اچھا یا برا پھل چکھنا پڑے گا - جس کی تفصیل آگے بیان کی"

انسان کے اعمال کی بارگاہ الٰہی میں روزانہ دو مرتبہ رپورٹ پہنچائی جاتی ہے

اس کا ثبوت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلٰٓئِکَۃٌ بِاللَّیْلِ وَمَلٰٓئِکَۃٌ بِالنَّھَارِ وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَصَلٰوۃِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوْا فِیْکُمْ فَیَسْئَلُھُمْ رَبُّھُمْ وَھُوَ اَعْلَمُ بِھِمْ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ فَیَقُوْلُوْنَ تَرَکْنٰھُمْ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ وَ اَتَیْنٰھُمْ وَھُمْ یُصَلُّوْنَ - متفق علیہ

ترجمہ - ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس رات اور دن والے فرشتے باری باری آتے جاتے رہتے ہیں اور وہ فجر کی نماز اور عصر کی نماز کے وقت اکٹھے ہو جاتے ہیں - پھر وہ فرشتے آسمان پر چڑھ جاتے ہیں - جنہوں نے تمہارے پاس رات گزاری تھی - پھر ان سے ان کا رب پوچھتا ہے - حالانکہ وہ خود بھی بہترین طریقہ سے ان کے حالات جانتا ہے - میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو - پھر وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو ایسے حال میں چھوڑا ہے - جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے - اور ان کے پاس پہنچے بھی ایسی حالت میں تھے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے -

حاصل

یہ نکلا کہ ہر انسان کے اعمال کی رپورٹ اس کے رب کے ہاں دن میں دو مرتبہ پہنچ جاتی ہے -

نتیجہ

اس عقیدت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان ہر وقت ایسے اعمال کے کرنے کی کوشش کریگا جن سے اللہ تعالےٰ راضی ہو - اور اس حدیث شریف سے یہ نتیجہ بھی نکلا کہ انسان کو مطلق آزادی نہیں دی گئی - بلکہ اس کے اعمال کی کڑی نگرانی ہوتی ہے -

انسان کے اعمال پر زمین کی شہادت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُھَا قَالُوْا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَھَا اَنْ تَشْھَدَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ وَّاَمَۃٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰی ظَھْرِھَا اَنْ تَقُوْلَ عَمِلَ عَلَیَّ کَذَا وَکَذَا یَوْمَ کَذَا وَکَذَا قَالَ فَھٰذِہٖ اَخْبَارُھَا رواہ احمد والترمذی

ترجمہ - ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی - یومئذ تحدث اخبارہا - ترجمہ - اس دن (قیامت کے دن)

زمین اپنی خبریں بیان کرے گی - آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو - زمین کی خبریں بیان کرنے کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ زمین کی خبریں دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرد اور عورت پر گواہی دیگی۔ جو کچھ اس نے زمین کی پیٹھ پر بیٹھ کر کیا تھا۔ یہ کہیگی مجھ پر بیٹھ کر فلاں فلاں کام فلاں فلاں دن کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ زمین کی خبریں دینے سے یہی مراد ہے۔

اپنے اعضا کی شہادت

انسان کے خلاف خود اس کے اعضا گواہی دیں گے (وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَقَالُوا لِجُلُودِهِمْ لِمَ شَهِدتُّمْ عَلَيْنَا ۖ قَالُوا أَنطَقَنَا اللَّهُ الَّذِي أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ۝ سورہ حٰمٓ السجدہ رکوع ۳ پ ۲۴

ترجمہ - اور جس دن اللہ کے دشمن دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے تو وہ روک لئے جائیں گے یہانتک کہ جب وہ اس کے پاس آ پہنچیں گے - تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں گواہی دینگی - جو کچھ وہ کیا کرتے تھے - اور وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے - کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی - وہ کہیں گے کہ ہمیں اللہ نے گویائی بخشی ہے - اور جس نے ہر چیز کو گویائی بخشی ہے - اور اسی نے پہلی مرتبہ تمہیں پیدا کیا - اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے - اور تم اپنے کانوں اور آنکھوں اور چمڑوں کی اپنے اوپر گواہی دینے سے پردہ نہ کرتے تھے - لیکن تم نے گمان کیا تھا - جو کچھ تم کرتے ہو - اس میں سے بہت سی چیزوں کو اللہ نہیں جانتا۔

مثلاً آج کل کے تمدن

کے دلدادگان اور فریفتگان کے متعلق جو سنیما دیکھنے کے شائق ہیں - اللہ تعالےٰ کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کی خواہ سارے دن میں ایک مرتبہ بھی توفیق نہ ہو - تو انہیں کوئی افسوس نہیں ہوتا - مگر رات کو سنیما میں جانے کے عادی ضرور جاتے ہیں - اور جانے والیاں ضرور جاتی ہیں - ان کے خلاف ان کے کان گواہی دینگے کہ ہمارے ذریعہ سے ایکٹرسوں کے گانے سنا کرتے تھے؟ اور بدن کی کھالیں کہیں گی اور ہمیں بھی اپنے ساتھ اٹھا کر لیجایا کرتے تھے۔

یا مثلاً

یہی اعضا ان کے خلاف یہ شہادت دینگے کہ اے اللہ اپنے پاکستان کی گانے والیوں اور ناچنے والیوں کے ناچ دیکھ کر ان کی ہوس پوری نہیں ہوتی تھی - تو شام - عراق - ٹرکی ایران وغیرہ اور کبھی چین سے گانے والیاں اور ناچنے والیاں بلایا کرتے تھے - تاکہ ان کے گانے سنا کر اپنے کانوں کو محظوظ کریں اور ان کی شکلیں دیکھنے سے ان کی آنکھیں لطف اٹھائیں اور اپنی بدنامی کو دور کرنے کے لئے اس قسم کے اجتماعات کا نام ثقافت اسلامی رکھا کرتے تھے - گویا کہ پاکستان میں ان ناشائستہ حرکتوں سے اسلام کو زندہ کیا کرتے تھے - گزشتہ بیان کردہ قصہ تو تعلیم جدید کے مکمل تعلیمیافتگان اور تمدن جدید سے مکمل طور پر آراستہ حضرات کا تھا اب چھوٹے میاں جو ان کی جگہیں پُر کرنے کے لئے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم اور تربیت پا رہے ہیں یعنی

سکولوں اور کالجوں کے طلباء

کی کہانی بھی سن لیجئے - جو روزنامہ نوائے پاکستان، ۲۰ فروری ۱۹۵۵ء میں طبع ہوکر طشت از بام ہو چکی ہے -

"ساٹھ فیصدی طوائفوں کی روزی کا دار و مدار طلباء پر ہے - پولیس کے اعلیٰ حکام کے سامنے رپورٹ پیش کر دی گئی -"

سٹاف رپورٹر

لاہور ۱۸ - فروری معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے بدنام ترین محلہ ہیرا منڈی (لاہور کا چکلہ) کا جائزہ لینے کے لئے اعلیٰ پولیس حکام نے جو پولیس افسر تعینات کئے تھے انہوں نے ایک رپورٹ مرتب کرکے اعلیٰ حکام کے سپرد کر دی ہے - مزید معلوم ہوا ہے کہ رپورٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے - کہ ہیرا منڈی میں لاہور کے کالجوں اور سکولوں کے ساٹھ فی صدی طلبہ ہر روز داد عیش دیتے ہیں -"

طلبہ کے لئے تنبیہ

عزیزان من - اعلان الٰہی جو ابھی سن چکے ہو - وہ تمہارے متعلق بھی ہے - کہ قیامت کے دن دربار الٰہی میں تمہارے کان - تمہاری آنکھیں - تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دینگی - آنکھیں کہینگی کہ اے اللہ ہماری روشنی کے ذریعہ سے بدکار عورت کے مکان پر پہنچے تھے - کان کہیں گے ہمارے ذریعہ سے رنڈی کی گفتگو ان کے دماغ میں پہنچتی تھی - اور بدکاری کے لئے فیس کا فیصلہ ہوتا تھا - کھالیں کہیں گی کہ اے اللہ جب بدکاری کر رہے تھے تو ہمیں بھی اپنے ساتھ ہی رکھا تھا۔

اے یورپین تہذیب کے فریفتگان

تمہارا خیر خواہ نمبر اوّل اللہ جل شانہٗ ہے - جس کا تسلط تحت الثرےٰ سے عرش معلےٰ تک ہے - اس کے بعد تمہارے خیر خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں - جو مدینہ منورہ کے گنبدِ خضراء میں آرام فرما ہیں اس کے بعد تمہارے خیر خواہ

فقط حق پرست علماء کرام

ہیں - جن کو تم گالیاں دیتے ہو - کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں - تم مولوی کو فقط اس لئے گالیاں دیتے ہو کہ حق پرست عالم تمہاری رعایت کئے بغیر تم سے نڈر ہو کر کہتا ہے کہ زنا نہ کرو - شراب نہ پیو - پرائی عورتوں سے ڈانس نہ کرو - کنجریوں کے گانے نہ سنو - رشوت نہ کھاؤ - وغیرہ وغیرہ برائیوں سے مولوی روکتا ہے - معاف کیجئے میں کہا کرتا ہوں - میری قوم

مالیخولیا کی مریض ہے

مالیخولیا کے مریض کا فقط دماغ خراب ہوتا ہے - باقی سب اعضاء اس کے ٹھیک ہوتے ہیں - کھانا کھا لیتا ہے اور خوب ہضم کر لیتا ہے - سارا دن لوگ اس سے مذاق کرتے ہیں اور وہ اپنے کمرے میں بند ہونے کے باوجود سب سے خوب ہنسی مذاق کی باتیں کرتا ہے - گویا کہ سب سے خوش رہتا ہے - اور جس وقت اس کا وہ وارث آتا ہے - جو دوائی کا پیالہ لاتا ہے اور اس کے ہاتھ اور پاؤں پکڑوا کر اس کے منہ میں لکڑی ڈال کر اسے دوائی پلاتا ہے - تاکہ میرا بھائی شفایاب ہو جائے - اس کی زندگی خوشگوار بسر ہو - اپنے بال بچوں کی عقلمندوں کی طرح خبر گیری اور تربیت کرے - حقیقت یہ ہے کہ فقط اس کا بھائی خیر خواہ ہے - مگر جب وہ مریض کے سامنے آتا ہے تو مریض کا دل چاہتا ہے - کہ اگر میرے ہاتھ میں پتھر ہو تو اس کے سر پر مار کر اس کا سر پھوڑ دوں -

خلاصہ یہ ہے

کہ مالیخولیا کا مریض اپنے خیر خواہ کو بدخواہ

خیال کرتا ہے۔ اور اپنے دوست کو دشمن سمجھتا ہے اے تہذیب و تمدن یورپ کے دلدادہ مسلمان بھائیو حق پرست علماء کرام

محض آپ کی خیر خواہی

کی بناء پر آپ کو غلط راستے سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ جو آپ کو دوزخ کی طرف لے جا رہا ہے یاد رکھو۔ حق پرست علماء کرام اپنے آپ کو فقط اللہ تعالےٰ کا محتاج سمجھتے ہیں۔ اور فقط اسی کے دروازے کی دریوزہ گری سے اپنی حاجتیں پوری کرنے کے متمنی اور عادی ہیں۔ آپ کی دولت۔ آپ کا سرمایہ۔ آپ کی معقول تنخواہیں۔ آپ کی زمینوں کی آمدنیاں۔ آپ ہی کو مبارک ہوں۔ اس لئے ہوش سے کام لیجئے۔

دوست اور دشمن
اپنے اور پرائے
خیر خواہ اور بدخواہ

کو پہچانئے۔ میرے بھائی۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والے اسلام کو مان لینگے تو آپ کا ہی بھلا ہوگا۔ اور ہمارے دل ٹھنڈے ہوں گے۔ کہ ہماری محنت کامیاب ہوگئی۔ ورنہ قیامت کے دن یہ عذر تو نہیں کرسکو گے کہ اے اللہ تیرا پیغام کسی نے ہمیں پہنچایا نہیں تھا۔ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربار میں یہ عذر تو نہیں پیش کرسکو گے۔ کہ یا رسول اللہ آپؐ کے کسی مبلغ اسلام نے آپؐ کا پیغام پہنچایا ہی نہیں تھا۔

انسان کے چوتھے دشمن گواہ کا بیان

(وقال الشیطٰن لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطٰن الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم ط ما انا بمصرخکم وما انتم بمصرخی ط انی کفرت بما اشرکتمون من قبل ط ان الظٰلمین لھم عذاب الیم ۵

سورہ ابراہیم رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہیگا کہ بیشک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا۔ اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی۔ اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا کہ میں نے تمہیں بلایا پھر تم نے میری بات کو مان لیا پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو ورنہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں۔ کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

شیطان کی دعوت پر لبیک کہنے کی مثالیں

میرے دنیادار بھائیو۔ قاعدہ یہ ہے کہ طبیب یا ڈاکٹر مریض کی موجودہ بیماری کی اطلاع مریض کو دیتا ہے۔ خواہ وہ بیماری ایسی ہو۔ کہ جس کے ذکر کرنے سے بھی شرم محسوس ہوتی ہو۔ مگر طبیب مریض کو صاف الفاظ میں اس کی اطلاع دیتا ہے۔ اور علاج بتلاتا ہے تاکہ مریض شفایاب ہو جائے۔

اسی پر روحانی بیماریوں

اور روحانی طبیب کو قیاس کر لیجئے مثلاً حق پرست علماء کرام تمہیں بار بار اطلاع دیتے ہیں کہ سنیما بینی میں لاخلاقی۔ اقتصادی بربادیاں ہیں۔ اس کے دیکھنے سے باز آجاؤ۔ مگر سنیما بینی کے عادی مرد ہوں یا عورتیں شیطان کی پیش کردہ اس عبارت کو دیکھ کر بے خود ہو جاتے ہیں۔ جو ایک تختے پر لکھی ہوئی رہڑی پر ہوتی ہے۔

کبھی ہوتا ہے۔ دو گھڑی کی موج
〃 〃 〃 کس کی پیاری
〃 〃 〃 شادی کی پہلی رات
وغیرہ وغیرہ

اے سنیما کے شیدائیو

بتلاؤ۔ مذکورۃ الصدر عبارتوں میں کونسی چیز تمہیں گھروں سے اٹھا کر سنیما میں پہنچانے والی ہے۔ کیا کوئی شریف آدمی ان عنوانوں پر فریفتہ ہو کر موٹر پر مع بیوی کے سوار ہو کر ٹکٹ لے کر سنیما میں پہنچ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہاں مجھے شرافت کے لفظ استعمال کرنے سے اکبر الہ آبادی مرحوم کے

چند اشعار یاد آگئے

بدل جائے گا معیار شرافت چشم دنیا میں
زیادہ تھے جو اپنے زعم میں وہ سب سے کم ہونگے
نہ خاتونوں میں رہ جائیگی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگھٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہونگے
طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

میرے بھائیو

جو باتیں عرض کی جا رہی ہیں۔ یہ آپ کی خیر خواہی کی ہیں۔ تاکہ آپ کی دنیا بھی سنور جائے اور آخرت میں بھی ذلیل و خوار نہ ہو۔ میرے بھائیو ایک نیک مشورہ کا عرض کرتا ہوں۔ یورپین ازم میں جو بات اسلام کے لئے مفید ہو وہ بات بیشک ان لوگوں سے لے لو۔ اور جس بات میں اسلام کی تنقیص اور توہین ہو اس سے بچو۔ سنیما بینی کی برائی عرض کر چکا ہوں اس سے بچو۔ اور حکومت برطانیہ کے علمبردار (جو ہندوستان میں حکومت کرتے تھے) میں

تین خوبیاں تھیں

وہ بیشک لے لو۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ہمارے اسلام میں یہ قاعدہ مسلم ہے۔

"کَلِمَةُ الْحِکْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ حَیْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا"

ترجمہ۔ حکمت کی بات (گویا کہ) مومن کی گم شدہ چیز تھی۔ جہاں اسے پائے۔ پس وہ (مومن) اس چیز کے قبول کر لینے کا زیادہ مستحق ہے۔ اب سنئے انگریز میں

تین خوبیاں تھیں

جن کی بناء پر انگریز کی حکومت کا نظام چل رہا تھا۔ پہلی۔ وقت کا پابند تھا۔ دوسری اپنے تجویز کردہ قانون کا پابند تھا۔ تیسری (اگرچہ خدا پرست نہیں تھا۔ مگر) قوم پرست ضرور تھا۔

ہمارے ذمہ داروں

میں ان تینوں چیزوں کی بہت کمی ہے (اگرچہ بعض حضرات دیانتداری سے کام کرتے ہیں۔ مگر اکثریت کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اس لئے نظام بگڑا ہوا ہے)

انسان کے چوتھے دشمن شیطان کا احادیث میں ذکر

پہلی

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْلِيْسَ يَضَعُ عَرْشَهٗ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ يَفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً اَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيْءُ اَحَدُهُمْ فَيَقُوْلُ مَا تَرَكْتُهٗ حَتّٰى فَرَّقْتُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ امْرَاَتِهٖ قَالَ فَيُدْنِيْهِ مِنْهُ وَيَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ قَالَ الْاَعْمَشُ اُرَاهُ قَالَ فَيَلْتَزِمُهٗ رواہ مسلم

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے۔ پھر اپنے لشکروں کو (دنیا میں) بھیجتا ہے جو لوگوں میں فساد ڈالتے ہیں۔ پھر ان میں سے درجے کے لحاظ سے ابلیس کے نزدیک سب سے زیادہ قریب وہ ہوتا ہے۔ جو فساد ڈالنے میں سب سے زیادہ ہو۔ ان (شیطانوں)

یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے کا اجر و ثواب

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس شخص نے کسی یتیم کے سر پر صرف اللہ کے لئے ہاتھ پھیرا تو سر کے جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ پھرا تو ہر ہر بال کے حساب سے اس کی نیکیاں ثابت ہوں گی، اور جس نے اپنے پاس رہنے والی کسی یتیم بچی یا یتیم بچے کے ساتھ بہتر سلوک کیا تو میں اور وہ آدمی جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح قریب قریب ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کو ملا کر بتایا اور دکھایا (کہ ان دو انگلیوں کی طرح بالکل پاس پاس ہوں گے)۔ مسند احمد، جامع ترمذی

بہر حال ۲

سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزاج اقدس پر شیطان کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○

ہیں سے ایک آتا ہے۔ پھر (اسے بتلاتا) ہے کہ میں نے اس اس طرح (فساد) کیا ہے پھر ابلیس (اسے) کہتا ہے۔ تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ پھر ان میں سے ایک آتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے کہ میں نے اس شخص کو چھوڑا ہی نہیں۔ . . . . . بہاں تک کہ میں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کرا دی — (یعنی طلاق دلوا دی) آپؐ نے فرمایا۔ پھر وہ (ابلیس) اسے اپنے نزدیک کر لیتا ہے۔ اور کہتا ہے تم بہت اچھے ہو۔ اعمش (راوی) نے کہا۔ میں خیال کرتا ہوں۔ (کہ میرے اُستاد نے) کہا تھا۔ پھر (ابلیس) اسے گلے لگا لیتا ہے۔

حاصل

اس حدیث شریف سے دو باتیں واضح ہوگئیں۔ کہ ابلیس روزانہ اپنے لشکر دُنیا میں فساد ڈلوانے کے لئے بھجواتا ہے۔ خواہ وہ فساد گھر والوں میں ہو یا ایک قوم کی مختلف جماعتوں میں یا مختلف قوموں میں ہو۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۔

دوسری

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهٖ قَرِيْنُهٗ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِيْنُهٗ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ قَالُوْا وَاِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِيَّايَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا يَاْمُرُنِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ

رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص نہیں ہے۔ مگر ہر ایک پر جن میں سے ایک ساتھی تجویز کیا گیا ہے۔ اور ایک ساتھی فرشتوں میں سے۔ اُنہوں نے عرض کی اور آپؐ پر بھی (مسلّط کیا گیا) آپؐ نے فرمایا۔ اور مجھ پر بھی۔ لیکن اللہ نے مجھے اس پر مدد دی ہے۔ پھر میں اس کے شر سے بچتا ہوں۔ پھر مجھے سوائے نیکی کے اور کوئی بات نہیں کہتا۔

دو توجیہیں

اَسْلَمَ کے لفظ میں محدثین حضرات کے ہاں دو توجیہیں ہیں۔ پہلی یہ لفظ اَسْلَمَ ہے یعنی میرا شیطان مسلمان ہوگیا ہے۔ اور دوسری توجیہہ یہ ہے کہ اَسْلَمُ ہے جس کی معنی یہ ہے کہ میں اس کے شر سے بچا رہتا ہوں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۲ر شوال ۱۳۷۷ھ مطابق ۲ر مئی ۱۹۵۸ء

انسانوں میں سے

خوش نصیب کون ہیں اور بدنصیب کون ہیں

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

کا برادران اسلام! ہر عقلمند انسان یہ طبعی تقاضا ہے کہ میں خوش نصیب ہوں اور ہر شخص بدنصیبی سے متنفر اور بیزار ہے۔ اور بدنصیبی کو اپنی تباہی اور بربادی خیال کرتا ہے۔ اب میں مذکورالصدر دونوں عنوانوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا فیصلہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ ہمارے عقیدہ میں احکم الحاکمین۔ یعنی تمام حاکموں سے بلندترین مرتبے والا حاکم فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لہٰذا اس کا فیصلہ تمام زمین و آسمان کے رہنے والوں کے لئے فیصلہ کن ہوتا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو اس نے لوح محفوظ سے منتقل کر کے بذریعہ جبرئیل علیہ السلام رحمۃ العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمایا ہے اور چونکہ اپنی کلام پاک کی حفاظت کا اس نے خود ذمہ لیا ہوا ہے اس لئے آج تک اس میں ایک نقطہ کی کمی بیشی بھی نہیں ہوئی۔ اور وہ کاغذات ہی میں محفوظ نہیں ہے بلکہ حفاظ کے دماغوں میں لکھا ہوا موجود ہے اور حفاظت کا یہ طریقہ کسی آسمانی کتاب کو نصیب نہیں ہوا۔ آپ نے عیسائیوں کی چار انجیلوں کا کوئی حافظ نہیں دیکھا ہوگا۔ حالانکہ ۱۹۳۹ء کی جنگ سے پہلے مسلمانوں کی آبادی ستر کروڑ تھی۔ اور عیسائیوں کی آبادی ساٹھ کروڑ تھی۔ مسلمانوں میں ماشاء اللہ ہر شہر اور ہر بڑے قصبہ میں حافظ ملیں گے بلکہ بستیوں میں بھی بکثرت حافظوں کی تعداد ملے گی اور عیسائیوں میں انجیل کا ایک حافظ بھی نہیں دیکھا ہوگا۔ جو چاروں انجیلوں کا حافظ ہو۔

خوش نصیبی کا معیار

اپنے بندوں میں سے جس کو اللہ تعالیٰ اپنا دوست بنالے۔ وہ بڑا ہی خوش نصیب ہے۔ اس شخص کو نہ قبر کے عذاب کا کھٹکا اور نہ دوزخ کے عذاب کا ڈر رہے گا۔ اب قرآن مجید کے بیان کے مطابق ان لوگوں کی فہرست سنیئے جنہیں اللہ تعالیٰ اپنا دوست خیال فرماتا ہے اور جن کے دوست ہونے کا قرآن مجید میں اعلان آچکا ہے۔

۱۔ نیکی کرنے والے

(وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ)

سورۃ البقرۃ رکوع ۲۴ پارہ ۲

ترجمہ:۔ اور نیکی کرو۔ بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ ہر انسان کے ساتھ وہ سلوک کرو جو اس کے لئے راحت رساں آرام اور خوش کن ہو۔ اس درجے پر اپنے آپ کو لانا یہ بھی انسان کا بہت بڑا کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو۔ تو یہ مقام حاصل ہو ہی جاتا ہے۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے ؎

شعر: بدی را بدی سہل باشد جزا
اگر مردی احسن الی من اساء

ترجمہ:۔ بدی کے مقابلہ میں بدی کرنا تو آسان ہے۔ ہمت مردانہ یہ ہے کہ بدی کرنے والے کے ساتھ نیکی کی جائے۔

۲۔ توبہ کرنیوالے اور بہت پاک رہنے والے

(اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ)

سورۃ البقرۃ رکوع ۲۸ پارہ ۲

ترجمہ:۔ بیشک اللہ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور بہت پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

توّاب کون لوگ ہیں

(اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَہَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۝) (سورۃ النساء رکوع ۳۔ پارہ ۴)

ترجمہ:۔ اللہ پر توبہ قبول کرنے کا حق انہیں لوگوں کے لئے ہے جو جہالت کی وجہ سے بُرا کام کرتے ہیں۔ اس کے بعد جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا دانا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ توّاب وہ لوگ ہیں جو گناہ کرنے کے بعد فوراً پشیمان ہو جاتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں صدق دل سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں اور آئندہ اس گناہ کے نہ کرنے کا مصمم ارادہ کر لیتے ہیں۔

متطہرین

وہ لوگ ہیں۔ جو ہر قسم کی پلیدی میں ملوث ہونے سے پرہیز کرتے ہیں۔ ناپاک الفاظ ہوں یا ناپاک کام ہوں یا ناپاک مجالس ہوں جن میں ذکر الٰہی کی بجائے بیہودہ اور قبیح الفاظ مذاق کے طور پر بے تکلف استعمال کئے جاتے ہوں۔ غرضیکہ ہر قسم کی ناپاک چیزوں سے ان کا دل ان کی زبان ان کے بقیہ اعضاء جسمانی پاک ہوں۔ واللہ اعلم۔

۳۔ پرہیزگاری اختیار کرنیوالے

(فَاِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ) سورہ آل عمران رکوع ۸ پارہ ۳۔ ترجمہ:۔ پس بیشک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔

متقی کی معنی

اسلام میں یہ سمجھی جاتی ہے۔

(اَلْمُتَّقِیْ مَنْ یَّتَّقِیْ مَا نَہَی اللّٰہُ عَنْہُ)

ترجمہ:۔ متقی وہ شخص ہے۔ جو ان چیزوں سے بچے۔ جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔

ولی

اگر انسان میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے

کہ ہر اس کام سے بچے۔ جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے تو اس شخص سے اللہ تعالیٰ یقیناً راضی ہو جائے گا۔ اس کا تو قرآن مجید میں اعلان ہے۔ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا)

(سورۃ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۶)

ترجمہ:۔ (اے منافقو) اللہ تمہیں سزا دے کر کیا کریگا۔ اگر تم شکر گذار بنو اور ایمان لے آؤ۔ اور اللہ قدردان ہے۔ جاننے والا ہے۔

مصیبت میں صبر کرنے والے

(وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ) سورۃ ال عمران رکوع ۱۵ پارہ ۴) ترجمہ:۔ اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

صبر کرنے والوں کا ایک نمونہ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝) سورۃ ال عمران رکوع ۱۵ پارہ ۴ ترجمہ:۔ اور کئی نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت اللہ والے لڑے ہیں۔ پھر اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچنے پر نہ ہارے ہیں۔ اور نہ سست ہوتے ہیں۔ اور نہ وہ دبے ہیں۔ اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"یعنی تم سے پہلے بہت اللہ والوں نے نبیوں کے ساتھ ہو کر کفار سے جنگ کی ہے۔ جس میں بہت تکلیفیں اور سختیاں اٹھائیں۔ لیکن ان شدائد و مصائب سے نہ ان کے ارادوں میں سستی ہوئی نہ ہمت ہارے۔ نہ کمزوری دکھائی۔ نہ دشمن کے سامنے دبے۔ اللہ تعالیٰ ایسے ثابت قدم رہنے والوں سے خاص محبت کرتا ہے" صبر کرنے والوں کی یہ صفات حمیدہ تو میدان جنگ میں لڑنے والے مجاہدوں کی ذکر کی گئی ہیں ان کے علاوہ

عام مسلمانوں میں جو صبر کی صفات

ہیں وہ ملاحظہ ہوں۔ (وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۭ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۱۹ پارہ ۲)

ترجمہ:۔ اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے۔ اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیدو۔ وہ لوگ کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے۔ تو کہتے ہیں۔ ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں۔ جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں۔ اور رحمت اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ان اللہ کے بندوں پر کوئی تکلیف بھی آئے۔ خواہ بدنی ہو یا مالی یا اور کسی قسم کی۔ سب کو اپنے محبوب حقیقی کی طرف خیال کرتے ہوئے کوئی جزع فزع نہیں کرتے۔ بلکہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم تو اللہ تعالےٰ ہی کی ملکیت میں ہیں۔ لہٰذا ہم میں جو تصرف وہ چاہے کرے۔ ہمیں اس پر نہ کوئی اعتراض ہے۔ اور نہ کسی قسم کی چیخ و پکار کرنے کا ہی حق ہے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

دربار نبوی سے صبر کی تلقین

عَنْ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَعَادَةِ ابْنِ آدَمَ رِضَاهُ بِمَا وَضَى اللّٰهُ لَهٗ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ تَرْكُهٗ اسْتِغْفَارَةَ اللّٰهِ وَمِنْ شَقَاوَةِ ابْنِ آدَمَ سَخَطُهٗ بِمَا قَضَى اللّٰهُ لَهٗ رواہ احمد والترمزی۔

ترجمہ:۔ سعدؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آدم کے بیٹے کی سعادت اس کا راضی ہونا اس چیز پر جو اللہ نے اس کے حق میں فیصلہ کیا ہے اور آدم کے بیٹے کی بدبختی یہ ہے۔ اس کا اس چیز کا ناپسند کرنا۔ جو اللہ نے اس کے لئے تجویز کی ہے۔ اور آدم کے بیٹے کی بدبختی یہ ہے اس چیز پر ناراض ہونا۔ جو اللہ نے اس کے حق میں فیصلہ کیا ہے۔

ہر کام میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنیوالے

(وَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ۝)

(سورۃ ال عمران رکوع ۱۵ پارہ ۴)

ترجمہ:۔ پس انہیں معاف کر دے۔ اور ان کے واسطے بخشش مانگ اور کام میں ان سے مشورہ لیا کر۔ پھر جب تو اس کام کا ارادہ کر چکا۔ تو اللہ پر بھروسہ کر۔ بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حاصل

اس آیت سے یہ چیز ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں کو پسند کرنا یہی ان کی خوش نصیبی کی دلیل ہے۔ یہ تو ناممکن ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جس شخص کو پسند کرے۔ پھر اسے دوزخ میں داخل کرے۔

توکل کیا چیز ہے

اگر آیت کے اسی سیاق پر غور کیا جائے۔ تو توکل کی معنی بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ ارشاد یہ ہوا۔ کہ آپ اپنے کاموں میں صحابہ کرام سے مشورہ کر لیا کیجئے۔ اس کے بعد جو فیصلہ ہو۔ اس پر عملدرآمد کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے کام کیجئے۔ پھر یہ نہ دیکھئے کہ کوئی ساتھ رہتا ہے یا نہیں۔ کام میں ہاتھ بٹاتا ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے کام کیجئے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس کام کے سرانجام کرنے کے لئے خود ہی اسباب مہیا کرتا جائے۔ اور کام تکمیل پر پہنچ جائے گا۔ لہٰذا توکل سے مراد یہ نہیں ہے۔ کہ کام کو چھوڑ کر آدمی بیٹھ جائے۔ کہ اللہ کو منظور ہے تو کام خود ہی ہو جائے گا۔

حاصل یہ نکلا کہ کام پوری تن دہی سے کیا جائے۔ اور اچھے نتیجہ کا نکلنا اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف سمجھا جائے۔ اگر اچھا نتیجہ نکل آئے تو اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھا جائے۔ اور اگر اچھا نتیجہ نہ

نکلے۔ تو اسے اپنی کسی غلطی پر محمول کیا جائے۔

ثبوت

قرآن مجید سے اس امر کا ثبوت دینا چاہتا ہوں۔ کہ انسان اسباب میں ہاتھ ڈال کر کام کرے۔ اور اچھا نتیجہ نکلنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو (اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

(سورۃ الانفال رکوع ۱ پارہ ۹)

ترجمہ:- ایمان والے وہی ہیں جب اللہ کا نام آئے۔ تو اُن کے دل ڈر جائیں۔ اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو ہم نے انھیں رزق دیا ہے۔ اسمیں سے خرچ کرتے ہیں یہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ان کے لئے درجے ہیں۔ اور بخشش ہے اور عزت کا رزق ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ یہ حضرات بدنی اور مالی عبادتیں بھی بجا لاتے ہیں اور متوکل بھی ہیں

ہر معاملہ میں انصاف کرنے والے

(فَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝)

(سورۃ المائدۃ رکوع ۶ پارہ ۶)

ترجمہ:- پس اگر آپ ان کا فیصلہ کریں۔ تو ان میں انصاف سے فیصلہ کیجئے۔ بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر انسان کا فرض ہے کہ ہر معاملہ میں وہ فیصلہ رہے۔ جس میں انصاف پایا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ ایسے کردار کے انسان کو جب اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے تو ایسے لوگوں کو دوزخ میں کس طرح ڈالے گا۔ ہرگز نہیں

گناہوں، شرارتوں، ہر قسم کی نجاستوں سے اپنا ظاہر و باطن صاف رکھنے والے

(فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝) سورۃ التوبۃ رکوع ۱۳ پارہ ۱۱

ترجمہ:- اس (مسجد قبا) میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "اس کے نمازی گناہوں اور شرارتوں اور ہر قسم کی نجاستوں سے اپنا ظاہر و باطن پاک و صاف رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اسی لئے خدائے پاک ان کو محبوب رکھتا ہے"

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ

دعا

اے اللہ مجھے اور "خدام الدین" کے تمام پڑھنے والے مردوں اور عورتوں کو مذکورۃ الصدر سات قسم کے خوش نصیبوں میں اپنے فضل و کرم سے شامل ہونے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا الٰہ العالمین!

اب بدنصیبوں کی فہرست بھی سن لیجئے

اللہ تعالیٰ بدلہ لینے میں زیادتی کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا

(وَلَا تَعْتَدُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۴ - پارہ ۲)

ترجمہ:- اور زیادتی نہ کرو۔ بیشک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

(۱) اصل یہ آیت میدان جنگ کے حق میں اتری ہے کہ جو لوگ تم سے لڑنے کے لئے میدانِ جنگ میں نکل کر آتے ہیں اُن سے لڑو۔ اور انھیں کے بچوں بوڑھوں یا معبدوں میں بیٹھ کر عبادت کرنے والوں (جن کا جنگ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے) اور انھیں کی عورتوں پر مت حملہ کرو۔ اگرچہ اس آیت کا محل نزول خاص میدانِ جنگ ہے۔ مگر حکم عام ہے کہ بدلہ لینے میں زیادتی نہ کرو۔

(۲) ہاں ظالم سے بدلہ لینے کی اجازت ہے اور معاف کر دو۔ تو اللہ تعالیٰ اجر دیگا

(وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۝ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَي الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝)

(سورۃ الشوریٰ رکوع ۴ پارہ ۲۵)

ترجمہ:- اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ بس جس نے معاف کر دیا۔ اور صلح کرلی تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ بیشک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جو کوئی ظلم اُٹھانے کے بعد بدلہ لے۔ تو ان پر کوئی الزام نہیں۔ الزام تو ان پر ہے۔ جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق سرکشی کرتے ہیں۔ یہی ہیں۔ جن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور البتہ جس نے صبر کیا۔ اور معاف کر دیا۔ بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ ظالم سے برابر کا بدلہ لینے کی شرعاً اجازت ہے۔ مگر مظلوم کو بھی زیادتی کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور اگر مظلوم معاف ہی کر دے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی طرف سے اجر عطا فرمائے گا۔ اور جو اجر اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ اس کا اندازہ ہم دنیا میں کر ہی نہیں سکتے۔

اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا

(يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ) سورۃ البقرۃ رکوع ۳۸ پ ۳

ترجمہ:- اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اللہ سود کے مال کو مٹاتا ہے۔ یعنی اس میں برکت نہیں ہوتی۔ بلکہ اصل مال بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ارشاد ہے کہ سود کا مال کتنا ہی بڑھ جائے۔ انجام اس کا افلاس ہے اور خیرات کے مال کو بڑھانے سے یہ مطلب ہے کہ اس مال میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور اللہ برکت دیتا ہے اور اس کا ثواب بڑھایا جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے"

عام طور پر مسلمان مردوں اور عورتوں میں ناشکری پائی جاتی ہے

اس ناشکری کا سبب یہ ہے۔ کہ عموماً اپنے سے بڑی حیثیت والے مالداروں کو دیکھ کر یہ خیال کرتے ہیں کہ ہمیں تو ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ملا۔ حالانکہ شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ اپنے سے

چھوٹے درجہ والے کو دیکھو۔ مثلاً حلال کی کمائی کر کے دال روٹی کھاتے ہیں۔ پھر یہ خیال کرو۔ کہ اے اللہ تیرا شکر ہے تو نے ہمیں تو عزت سے گھر میں بیٹھ کر دال روٹی کھانے کی توفیق دی ہے وہ بھی تو ہمارے جیسے ہی ہیں۔ کہ کئی عورتیں اور کئی مرد ہمارے ہی شہر میں دَر دَر پر بھیک مانگتے پھر رہے ہیں۔ اور اے اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں چھوٹا سا مکان اپنا ذاتی دے رکھا ہے۔ اور وُہ مرد اور عورتیں بھی ہیں۔ جو بال بچوں سمیت کسی باغ کے کونے میں یا کسی کے گرے ہوئے مکان کے کسی کونے میں زندگی بسر کر رہے ہیں

اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا

(وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ)

(سورہ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے انھیں ان کا حق پورا دے دیگا اور اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

شانِ نزول کے لحاظ سے

یہ آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے عیسائیوں اور مسلمانوں کے حق میں ہے۔ اور اس تفسیر کی بنا پر ظالمین سے مراد یہودی ہیں جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے دشمن ہیں۔ مگر ہمارے ہاں یہ قاعدہ مسلمہ ہے۔ کہ اگرچہ محل نزول آیات کا خاص ہوتا ہے۔ مگر حکم ہمیشہ عام ہوتا ہے۔ اس لئے ہمارے لئے یہ سبق ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

ظالم وُہ ہے

جو حق داروں کی حق تلفی کرتا ہے۔ اور بلا وجہ اس چیز کو اپنے تصرف میں لانا چاہتا ہے۔ اس تعریف کے ماتحت لاکھوں مثالیں ظلم کی پیش کی جا سکتی ہیں۔

حدیث شریف میں ایک ظالم کا ذکر

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَكٰوةٍ وَّیَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔ رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے۔ انھوں نے عرض کی۔ ہم میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہو۔ اور نہ کوئی سامان۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ بیشک میری امت میں مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ لائے گا۔ اور ایسے حال میں آئے گا اس کو گالی دی تھی۔ اور اس پر تہمت لگائی تھی اور اس کا مال کھایا تھا۔ اور اس کو قتل کیا تھا۔ اور اس کو مارا تھا۔ پھر اس شخص کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ اور اس شخص کو اس کی نیکیوں میں سے دیا جائے گا۔ پس اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔ اس سے پہلے جو اس کے ذمہ (لوگوں کے) حقوق ہیں۔ وُہ ادا ہوں۔ تو ان لوگوں کے گناہ لئے جائیں گے۔ وُہ اس شخص کے ذمے ڈالدئے جائیں گے۔ پھر اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر دُنیا میں مظلوموں کی دادرسی نہیں ہوئی تو قیامت کے دن ظالم کی نیکیاں مظلوموں کو دی جائیں گی۔ اور اگر اسکی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو مظلوموں کے گناہ ظالم کے سر پر تھوپ دئے جائیں گے۔ اس صورت میں بھی مظلوموں کو فائدہ پہنچ گیا اور ظالم نے سزا پالی۔ اللھم لا تجعلنا منہ

اللہ تعالیٰ دغاباز گنہگاروں کو پسند نہیں کرتا

(اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِیْمًا)

(سورۃ النساء رکوع ۱۴ پارہ ۵)

ترجمہ:۔ بیشک جو دغاباز گنہگار ہو اللہ اسے پسند نہیں کرتا۔

آجکل

مسلمانوں میں عام طور پر یہ دونوں روحانی بیماریاں پائی جاتی ہیں۔ مسلمانوں میں سے بہت کم اللہ کے بندے ایسے ملیں گے جن کا دامن دغابازی سے پاک ہو اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اللہ تعالےٰ اور اس کے بندوں کی حق تلفی نہ کرتے ہوں۔ اللہ تعالےٰ کی حق تلفی اس کی عبادت سے جی چرانا ہے اور بندوں کی حق تلفی یہ کہ انکے جائز حقوق بھی ادا نہ کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتے

(وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ الْمُفْسِدِیْنَ ۝) سورۃ المائدہ رکوع ۹ پ ۶)

ترجمہ:۔ اور اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا)

آجکل

عام طور پر مسلمانوں کی طبیعتوں میں بجائے اصلاح کے فساد کا مادہ زیادہ پایا جاتا ہے۔ صلح کل طبیعتیں بہت ہی کم نظر آتی ہیں عوام ہوں یا خواص۔ آپ غور کر کے دیکھئے کہ انسانی طبائع اصلاح نہیں چاہتیں بلکہ فتنہ و فساد اور ناچاقی کی آگ کو بھڑکانا چاہتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے گھروں میں پھوٹ۔ برادریوں میں لڑائی، اور مقدمہ بازی۔ مذہبی فرقوں میں لڑائی۔ بقول شخصے ؎

چون کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

جب مذہبی فرقوں کے سربراہ جنگ و جدل پر آمادہ ہو جائیں تو پھر عوام تو پہلے ہی کالانعام ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ سیاست دانوں میں بھی پاڑی بازی کی جنگ ہے جو پاکستان بننے کے بعد سے شروع ہوئی ہے اب تک ختم ہونے کو نہیں آتی۔ غرضیکہ پاکستان میں تند نہیں تانی ہی بگڑی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ خیانت کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا

(اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْخَآئِنِیْنَ) سورۃ انفال رکوع ۴ پ ۹)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ تعالیٰ دغابازوں کو پسند نہیں کرتا۔

آجکل

مسلمانوں کے حالات سے بآسانی یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں میں بہت تھوڑے ایسے اللہ کے بندے ہیں۔ جن کا دامن خیانت کے جرم سے پاک ہو۔ ورنہ ہر شخص ہر پیشہ ور اپنے اپنے فرض کے انجام دینے میں خائن نظر آتا ہے۔ بازار میں جاؤ تو چیزیں خالص نہیں ملتیں حکام کے دروازے پر جاؤ تو رشوت لینے کے سوا کوئی بات ہی نہیں سُنتا۔ (الا ماشاء اللہ) ان اقلیت والے حضرات کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے۔

آخری عرضداشت

سب مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں کہ اس شعر کو مدنظر رکھئے ؎

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

یعنی

جیسے عمل کر کے دنیا سے جاؤ گے۔ قبر میں اسی ۴۴

۴۴ قسم کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بالکل ٹھیک ہے کہ قبر بہشت کے باغوں میں سے باغ ہوتا ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں گڑھا ہوتا ہے۔ ہر شخص

خدام الدین لاہور ۴ ۱۶ر مئی ۱۹۵۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

۱۹ر شوال ۱۳۷۷ھ
مطابق
۹ر مئی ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

اس خطبہ میں پیش کردہ مضامین کے عنوانات :—

(۱) تمام آسمانی مذاہب میں اسلام (اللہ تعالیٰ کی تابعداری) ہی کو نجات کا سبب قرار دیا گیا ہے
(۲) اس تابعداری کو زندگی کے آخری سانس (یعنی موت) تک نباہنا ضروری ہے۔
(۳) مسلمان مرنے والے کے متعلق ہدایات
(۴) مسلمان کے مرنے کے بعد اس کے متعلقین کیلئے ہدایات

اس کے بعد دس عنوانات اور ہیں جو آپ ملاحظہ فرمائیں گے

تجویز کردہ عنوانات کے متعلق ثبوت

پہلا عنوان

تمام آسمانی مذاہب میں اسلام (اللہ تعالیٰ کی تابعداری) ہی کو نجات کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

ثبوت اوّل

(وَ قَالُوْا لَنْ یَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ اِلَّا مَنْ کَانَ ھُوْدًا اَوْ نَصٰرٰی ؕ تِلْکَ اَمَانِیُّھُمْ ؕ قُلْ ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝) (سورۃ البقرۃ رکوع ۱۳ پ ۱)

ترجمہ اور کہتے ہیں۔ کہ سوائے یہود یا نصاریٰ کے اور کوئی جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔ یہ ان کے ڈھکوسلے ہیں۔ کہدو۔ اپنی دلیل لاؤ۔ اگر تم سچے ہو ہاں۔ جس نے اپنا مونہہ اللہ کے سامنے جھکا دیا۔ اور وہ نیکوکار بھی ہو۔ تو اس کے لئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے۔ اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جنہوں نے دل کے عقیدے کے لحاظ سے اپنا مونہہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دیا۔ اور جو احکام ملے ان پر عمل بھی کرتے رہے۔ ان لوگوں پر بارگاہِ الٰہی میں کوئی خوف طاری نہیں ہوگا۔ اور نہ انکو کسی قسم کا کوئی غم ہوگا۔ اور یہ اعلان عام کیا گیا ہے تمام سماوی مذاہب کے متعلقین کے لئے یہی قانون ہے اس میں کسی خاص مذہب کی تخصیص نہیں ہے۔

ثبوت دوم

(اِذْ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝) سورۃ البقرۃ رکوع ۱۶ پ ۱)

ترجمہ:۔ جب اسے (ابراہیم علیہ السلام کو) اس کے رب نے کہا۔ کہ فرمانبردار ہو جاؤ تو کہا۔ میں جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار ہوں +

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اولوالعزم انبیاء علیہم السلام میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا شرط فرمانبرداری کا حکم ہوا تھا۔ انھوں نے بھی بلاشرط اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کو تسلیم فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی یہی اسلام تھا جس کو قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے۔

ثبوت سوم

(رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ ۠ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا ۚ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ)
(سورۃ البقرۃ رکوع ۱۵ پ ۱)

ترجمہ:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یہ دعا کی) اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنا دے اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک جماعت کو اپنا فرمانبردار بنا۔ اور ہمیں ہمارے حج کے طریقے بتا دے اور ہماری توبہ قبول فرما۔ بے شک تو بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ حضرات ابراہیم علیہ السلام اور ان کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنا

ثبوت چہارم

(وَ وَصّٰی بِھَآ اِبْرٰھٖمُ بَنِیْہِ وَیَعْقُوْبُ ؕ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝)
(سورۃ البقرۃ رکوع ۱۶ پ ۱)

ترجمہ:۔ اور اسی بات کی ابراہیمؑ اور یعقوبؑ نے بھی اپنے بیٹوں کو وصیت کی۔ کہ اے میرے بیٹو! بیشک اللہ نے تمہارے لئے یہ دین چن لیا۔ سو تم ہرگز نہ مرنا۔ مگر درانحالیکہ تم مسلمان ہو۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ تم مرتے دم تک اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے رہنا۔

تیسرا عنوان

مرنے والے مسلمان کے متعلق ہدایات

پہلی

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ آخِرُ کَلَامِہٖ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔
(رواہ ابو داؤد)

ترجمہ:- معاذ بن جبل سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو۔ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

اس کا طریقہ یہ ہے

کہ مرنے والے کے پاس بیٹھنے والوں کو چاہیئے کہ وہ آہستہ آہستہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھیں۔ ایسا بلند آواز سے نہ پڑھیں۔ کہ وہ شور سے تنگ آکر انھیں منع کرے۔ کہ کیوں پڑھتے ہو اور نہ اسے کہیں۔ کہ پڑھے۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ سکرات کی تکلیف کے باعث انکار ہی کر دے۔

دوسری

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (رواہ مسلم)

ترجمہ:- ابی سعید و ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے مرنے والوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔

اس تلقین کا طریقہ

وہی ہے۔ جو اس سے پہلی حدیث کی شرح میں عرض کر چکا ہوں۔

تیسری

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ یٰسٓ عَلٰی مَوْتَاکُمْ (رواہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجۃ)

ترجمہ:- معقل بن یسار سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنے مرنے والوں پر سورہ یٰسین پڑھا کرو۔

مولانا شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

لمعات میں تحریر فرماتے ہیں (عَلٰی مَوْتَاکُمْ) الظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ الْمُحْتَضَرُ وَعَلَیْهِ الْعَمَلُ وَ الْبِرُّ فِیْ تَخْصِیْصِ هٰذِهِ السُّوْرَةِ بِالْقِرَاءَةِ عَلَی الْمَیِّتِ مَوْکُوْلٌ اِلٰی عِلْمِ النُّبُوَّةِ (۱۲ لمعات)

ترجمہ:- اس سورہ کے میت پر پڑھنے سے بظاہر مراد یہی ہے کہ جس شخص پر سکرات طاری ہو اور اس پر پڑھی جائے۔ اور (مسلمانوں کا) عمل بھی اسی پر ہے۔ اور مرنے والے پر اس سورۃ کا پڑھنا (اس کی حکمت) نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم پر سونپی گئی ہے۔ (یعنی اس کی حکمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی جانتے ہیں)

چوتھا عنوان

مسلمان کے مرنے کے بعد اسکے متعلقین کیلئے موت مدلیا

میت کو سفید کپڑے کا کفن پہنانا چاہیئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبَیَاضَ فَاِنَّهَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَکَفِّنُوْا فِیْهَا مَوْتَاکُمْ وَمِنْ خَیْرِ اَکْحَالِکُمُ الْاِثْمِدُ فَاِنَّهٗ یُنْبِتُ الشَّعْرَ وَیَجْلُوْا الْبَصَرَ - رواہ ابو داؤد والترمذی)

ترجمہ:- ابن عباس سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے کپڑوں میں سے سفید کپڑے پہنا کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے بہترین کپڑوں میں سے ہیں اور انھیں (سفید کپڑوں) میں اپنے مرنے والوں کو کفن پہنایا کرو۔ اور تمہارے سرموں میں سے بہترین سرمہ اثمد ہے۔ کیونکہ وہ بال اگاتا ہے۔ اور نظر کو تیز کرتا ہے

میت پر آواز نکالے بغیر رونا جائز ہے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَّهُوَ مَیِّتٌ وَهُوَ یَبْکِیْ حَتّٰی سَالَ دُمُوْعُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی وَجْهِ عُثْمَانَ (رواہ الترمذی و ابو داؤد و ابن ماجۃ)

ترجمہ:- عائشہ سے روایت ہے۔ کہا۔ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو بوسہ دیا۔ حالانکہ وہ مر چکے تھے۔ آپ رو رہے تھے۔ یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو عثمان کے چہرہ پر پڑے۔

پانچواں عنوان

مرنے کے بعد میت کو جلدی دفن کر دینا چاہیئے

عَنْ حُصَیْنِ بْنِ وَحْوَحَ اَنَّ طَلْحَةَ بْنَ الْبَرَاءِ مَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُهٗ وَقَالَ اِنِّیْ لَا اُرٰی طَلْحَةَ اِلَّا قَدْ حَدَثَ بِهِ الْمَوْتُ فَاٰذِنُوْنِیْ بِهٖ وَعَجِّلُوْا فَاِنَّهٗ لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَهْرَانَیْ اَهْلِهٖ (رواہ ابو داؤد)

ترجمہ:- حصین بن وحوح سے روایت ہے تحقیق طلحہ بن براء بیمار ہوا پھر اس کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار پرسی کے لئے آئے۔ تب آپ نے فرمایا بے شک میں طلحہ کے متعلق نہیں خیال کرتا۔ مگر یہ کہ اس پر موت کا وقت آگیا ہے پھر تم مجھے (اس کے مرنے کے بعد) اطلاع دو۔ اور جلدی کرو۔ کیونکہ مسلمان کی لاش کے متعلق یہ مناسب نہیں ہے کہ اسے اس کے عزیزوں کے سامنے روک کر رکھا جائے۔

چھٹا عنوان

جنازے کو اٹھا کر جلدی جلدی لیجانا چاہیئے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَکُ صَالِحَةً فَخَیْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَیْهِ وَاِنْ تَکُ سِوٰی ذٰلِکَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِکُمْ متفق علیہ

ترجمہ:- ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنازے کو اٹھا کر جلدی چلو۔ اگر وہ نیک ہے تو اس کو اچھی جگہ پر جلدی پہنچاتے ہو اور وہ اس کے سوا (یعنی برا) ہے۔ تو شر ہے۔ تم اسے اپنی گردنوں سے جلد کر رکھتے ہو۔

یعنی

اگر وہ نیک ہے تو تم اسے جلدی پہنچاتے ہو۔ جو اس کے لئے بہشت کا باغ ہے۔ اور وہ برا ہے۔ تو اس بڑے کو اپنی گردنوں سے جلدی جا کر اتارتے ہو

ساتواں عنوان

جنازہ اٹھائے جانے کے بعد بولتا ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ مَیِّتٌ اَلْجَنَازَةُ فَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰی اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ کَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِیْ وَاِنْ کَانَتْ غَیْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا یَا وَیْلَهَا اَیْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا یَسْمَعُ صَوْتَهَا کُلُّ شَیْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانُ وَلَوْ سَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ (رواہ البخاری)

ترجمہ:- ابی سعید سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب جنازہ رکھا جاتا ہے۔ پھر اسے آدمی اپنی گردنوں پر اٹھاتے ہیں۔ پھر اگر وہ نیک ہوتا ہے۔ تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو۔ اور اگر وہ نیک نہیں ہوتا۔ تو اٹھانے والوں سے کہتا ہے ہائے افسوس اسے اس کو تم کہاں لے جاتے ہو۔ اس کی آواز ہر چیز سنتی ہے۔ سوائے انسان کے اور اگر انسان سن لے۔ تو بے ہوش ہو جائے۔

صالح کون ہے

صالح وہ شخص ہے جو دنیا کی زندگی اللہ تعالےٰ کی مقدس کتاب قرآن مجید کی راہ نمائی کے مطابق گذارے۔ اور قرآن مجید کے مطابق زندگی گذارنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کو پیش نظر رکھے۔

اگر یہ نہیں ہے

تو پھر غریب ہو یا امیر۔ رعایا ہو یا بادشاہ۔ چپڑاسی ہو یا وزیر اعظم۔ جاہل ہو یا عالم۔ مرید ہو یا پیر۔ چپڑاسی کی بیوی ہو یا بادشاہ کی بیگم۔ سب غیر صالح کی فہرست میں داخل ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

قبر کے اندر کا فرق

بظاہر تو قبریں سب کی یکساں ہوں گی مگر اندر فرق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے صالح بندے کی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ :- بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوگی۔ اگرچہ ظاہری شکل کے لحاظ سے صالح کی قبر سادہ اور ایک مٹی کا ڈھیر کیوں نہ ہو۔ اور غیر صالح اگرچہ شاہ وقت کیوں نہ گذرا ہو اس کی قبر اندر سے دوزخ کا گڑھا ہوگی اگرچہ شاہزادگان نے باپ کی قبر کو لاکھوں روپوں کے سنگ مرمر اور جواہرات سے مرصع کیوں نہ کیا ہوا ہو۔

آٹھواں عنوان

جنازے کا احترام کرنا چاہیئے

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الْجَنَازَۃَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَھَا فَلَا یَقْعُدْ حَتّٰی تُوْضَعَ

(متفق علیہ)

ترجمہ:- ابی سعید سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم جنازے کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔ پس جو شخص اس کے ساتھ جا رہا ہے۔ وہ نہ بیٹھے جب تک جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔

دوسری حدیث

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ رَاَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقُمْنَا وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا یَعْنِیْ فِی الْجَنَازَۃِ (رواہ مسلم)

ترجمہ:- علیؓ سے روایت ہے۔ فرمایا۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہ (جنازہ کے لئے) کھڑے ہوئے۔ پھر ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ اور بیٹھے پھر ہم بھی بیٹھ گئے۔

ترجمہ حاشیہ لمعات شرح مشکوٰۃ

اس حدیث کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ آپ جنازے کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ سے گذر جانے اور دور ہو جانے کے وقت بیٹھ گئے۔ دوسری یہ معنی بھی ہو سکتی ہے کہ آپ پہلے جنازے کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے پھر بیٹھے رہتے تھے۔ اس معنی کے لحاظ سے جو پہلے اٹھا کرتے تھے۔ وہ منسوخ ہو گیا۔ یا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے۔ کہ بعد میں بیٹھے رہنے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ پہلے جو اٹھا کرتے تھے وہ مستحب امر تھا۔ واجب نہیں تھا۔

نواں عنوان

جنازے کے ساتھ جانے کا ثواب

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَۃَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا وَّکَانَ مَعَہٗ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْھَا وَ یُفْرَغَ مِنْ دَفْنِھَا فَاِنَّہٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ کُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیْھَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّہٗ

ترجمہ:- ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مسلمان کے جنازے کے ساتھ چلے ایسے حال میں ساتھ جانے والے میں ایمان ہو۔ اور اللہ تعالےٰ سے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی رہے۔ یہاں تک کہ جنازے پر نماز پڑھی جائے۔ اور اس کے دفن سے فراغت حاصل کی جائے۔ پس تحقیق وہ شخص دو قیراط کا اجر لے کر لوٹے گا۔ ہر ایک قیراط اُحُد (پہاڑ) جیسی ہوگی اور جس شخص نے جنازے کی نماز پڑھی۔ پھر دفن کرنے سے پہلے لوٹ آیا، پس تحقیق وہ ایک قیراط لے کر لوٹا

اجر پانے کی شرط لگائی گئی ہے

حدیث شریف کے ترجمے پر غور کیجئے کہ جس اجر کے دئے جانے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ اس شرط پر ہے کہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ساتھ جائے نہ کہ نام و نمود یا برادری کی بھاجی کا حق ادا کرنے کے لئے جائے۔ اس نیت سے جانے والے کو کوئی ثواب نہیں ملے گا۔

دسواں عنوان

لوگوں کی تعریف کرنے سے جنازہ بہشتی ہو جاتا ہے اور مذمت کرنے سے دوزخی ہو جاتا ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مُرُّوْا بِجَنَازَۃٍ فَاَثْنَوْا عَلَیْھَا خَیْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرُّوْا بِاُخْرٰی فَاَثْنَوْا عَلَیْھَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ فَقَالَ ھٰذَا اَثْنَیْتُمْ عَلَیْہِ خَیْرًا فَوَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ وَھٰذَا اَثْنَیْتُمْ عَلَیْہِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَہُ النَّارُ اَنْتُمْ شُھَدَاءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ:- انسؓ سے روایت ہے کہا۔ کہ صحابہ کرام ایک جنازہ پر سے گذرے۔ پھر اس کے نیک ہونے کی تعریف کی۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لازم ہو چکی پھر ایک دوسرے جنازے پر سے گذرے۔ پھر اس کے متعلق برے ہونے کا ذکر کیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ لازم ہو چکی۔ پھر عمر نے عرض کی۔ کیا چیز لازم ہو گئی۔ تب آپؐ نے فرمایا جس شخص کے لئے تم نے نیکی کی تعریف کی اس کے لئے بہشت لازم ہو چکی ہے اور یہ تم نے اس کے متعلق برائی کا ذکر کیا۔ اس کے لئے دوزخ لازم ہو چکی ہے۔ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔

واقعہ یہ ہے

یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک برے شخص کے شر سے بچنے کے لئے لوگ اس کے روبرو نیک کہہ دیں۔ لیکن جب وہ مر جائے۔ اور اب اس کے متعلق صاف گوئی سے کام لینے میں کوئی خطرہ بھی نہ ہو۔ تو اس صورت میں لوگ یقیناً برے کو برا ہی کہیں گے اور مرنے کے بعد جس شخص کو نیک کہیں گے وہ ضرور نیک ہی ہوگا۔

گواہی دینے والے اللہ کے مقبول بندے ہوں

جن لوگوں کی شہادت کے باعث بہشت یا دوزخ کا ٹکٹ مل رہا ہے۔ وہ خود توحید پرست شریعت کے پابند یعنی اللہ تعالیٰ

کے نیک بندے ہونے چاہئیں۔ جن کی گواہی کو اللہ تعالےٰ قبول فرمائے۔

ورنہ سب کافر

تو ایک توحید پرست کو برا ہی کہیں گے جو ان کی بت پرستی کے خلاف ساری عمر پروپیگنڈا کرتا رہا ہے۔ مرنے کے بعد بھی اسے بُرا ہی کہیں گے۔ تو ان کافروں کے بُرا کہنے سے خواہ وہ دس کروڑ کی تعداد میں کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی قبر کو دوزخ کا گڑھا بنائے گا۔ ہرگز نہیں۔ اور ایک اعلیٰ درجہ کے مبلغ اسلام نبوی کو وُہ بے دین لوگ تو مرنے کے بعد بُرا ہی کہیں گے۔ جو ان کی خلاف شرع رسموں کے خلاف ساری عمر ٹوکتا رہا ہے۔ وہ تو اس کے مرنے سے خوش ہوں گے۔ کہیں گے۔ اچھا ہوُا۔ کہ ہمارا دشمن مر گیا۔ تو کیا ایسے بے دینوں کی گواہی کے باعث اللہ تعالیٰ اپنے اس مخلص مبلغ دین الٰہی کو قبر میں سزا دے گا۔ ہرگز نہیں۔

لہٰذا ثابت ہو گیا

کہ جن لوگوں کی تعریف سے بہشت اور مذمت کرنے سے قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی۔ وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے ہونے چاہئیں۔ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے وہ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے قانون (قرآن مجید) کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ اور جن احکام کا انکی ذات سے تعلق ہے۔ ان کو عملی جامہ پہناتے ہیں۔ اور اتباع احکام الٰہی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سامنے رکھتے ہیں۔ مثلاً نماز پڑھتے ہیں اور نماز پڑھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ پیش نظر رکھتے ہیں کہ آپ قیام کس طرح کرتے ہیں کہ آپ قیام کس طرح کرتے تھے رکوع اور سجود کسطرح کرتے تھے۔ التحیات میں کیا کچھ پڑھتے تھے۔ علیٰ ہذا القیاس تمام اعمال حیات میں قرآن مجید کا اتباع اور رسول اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سامنے رکھتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی میت کے حق میں شہادت خیر بہشت کے داخلے کا سبب بنجاتی ہے اور میت کی برائی کریں اسکے لئے دوزخ کا دروازہ کھل جانے کا موجب بن جاتی ہے۔

گیارھواں عنوان

عورت کا جنازہ پڑھاتے وقت امام کو

اس کے وجود کے درمیان کھڑا ہونا چاہئے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى امْرَأَةٍ مَاتَتْ فِي نِفَاسِهَا فَقَامَ وَسْطَهَا (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ سمرۃ بن جندب سے روایت ہے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں اس عورت پر نماز پڑھی۔ جو اپنے نفاس کی حالت میں مر گئی تھی۔ پھر آپؐ اس کے (وجود کے) درمیان میں کھڑے ہوئے تھے۔

بارھواں عنوان

نماز جنازہ میں کونسی دعا پڑھنی چاہئے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْجَنَازَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا۔ اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ

(رواہ احمد و ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ:۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے پر نماز پڑھتے تھے فرماتے تھے (عربی دُعا کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ ہمارے زندوں کو بخش دے اور ہمارے مردے کو بخشدے۔ اور ہمارے حاضر (لوگوں) کو بخشدے۔ اور ہمارے غیر حاضر کو بخشدے۔ اور ہمارے چھوٹے کو بخشدے اور ہمارے بڑے کو بخش دے۔ اور ہمارے مردوں کو بخشدے اور ہماری عورتوں کو بخشدے اے اللہ۔ جسے تو ہم میں سے زندہ رکھے تو اسے اسلام پر زندہ رکھ۔ اور جسے تو ہم میں سے موت دے تو اسے ایمان پر موت دے۔ اے اللہ اس مرنے والے کے اجر سے ہمیں محروم نہ کر۔ اور اس کے مرنے کے بعد ہمیں کسی فتنے میں مبتلا نہ کر۔

تیرھواں عنوان

قبر پر جا کر کونسی دعا پڑھنی چاہئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرٍ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:۔ ابن عباس سے روایت ہے کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں چند قبروں پر سے گزرے پھر آپ نے ان کی طرف منہ کیا۔ پھر فرمایا (اس دُعا کا ترجمہ) اے قبروں والو۔ تم پر سلام ہو۔ اللہ ہمیں اور تمہیں بخش دے۔ تم ہم سے پہلے (یہاں) آ گئے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آ رہے ہیں۔

چودھواں عنوان

میّت کے مال میں کیا کرنا چاہئے

۱

(۱) میت کو لحد قبر تک پہنچانے کے لئے جو خرچ ہو وہ سب اس کے مال سے ادا کرنا چاہئے۔ مثلاً میت کے نہلانے کے لئے پانی بھرنے والے کی اُجرت۔ کفن کی قیمت۔ کفن سینے والے کی مزدوری۔ نہلانے کے لئے صابن کی قیمت۔ اگر پانی گرم کرنا ہے تو لکڑیوں کی قیمت۔ اگر جنازے کو قبرستان تک پہنچانے کے لئے مفت آدمی نہیں ملتے تو جنازہ اٹھانے والے مزدوروں کی اُجرت۔ اگر قبرستان دُور ہے۔ اور گاڑی پر جنازہ لے جانا ہے۔ تو گاڑی کا کرایہ۔ اگر قبر کھودنے والے مفت نہیں کھودتے۔ تو قبر کھودنے والوں کی اُجرت۔ اگر جنازے کو نہلانے والا مفت نہیں ملتا۔ تو نہلانے کی اجرت

۲

میّت کے مال میں سے جو اس کے ذمہ قرض ہے وُہ ادا کرنا چاہئے۔ خواہ ساری بقیہ جائداد اسی میں صرف ہو جائے۔ عورت کا مہر (اگر ادا نہیں ہوُا) تو اسی قرض کے سلسلہ میں ادا کیا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ بھی کسی کے قرض کو معاف نہیں کرتا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُغْفَرُ لِلشَّهِيْدِ كُلُّ ذَنْبٍ اِلَّا الدَّيْنَ (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے۔ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شہید کے سب گناہ (سوائے قرض کے) معاف کر دئے جاتے ہیں۔

اسی لئے

یہ امر ضروری ہے کہ میت کو لحد قبر میں

پہنچانے کے بعد سب سے پہلا کام یہ ہے کہ اس کے مال میں سے قرض ادا کیا جائے۔

قرض ادا کئے جانے[۳] کے بعد اگر وہ وصیت کر گیا ہے تو اسے پورا کیا جائے۔ بشرطیکہ وہ وصیت اس کے تہائی مال سے زیادہ کی نہ ہو۔

[۴]

وصیت کے پورا کرنے کے بعد جو مال بچے اسے شریعت کے مطابق وارثوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ جن کے حصوں کی تفصیل کتاب و سنت سے معلوم ہو سکتی ہے۔

ان چار مدات کے سوا اور کوئی مد نہیں

کتاب و سنت کی روشنی میں یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ میت کے مال میں سے ان چار مدوں کے سوا شریعت نے اور کوئی مد مقرر نہیں کی۔ کہ میت کے مال میں خیرات بھی کی جائے۔ ہاں یہ ایک الگ سوال ہے کہ میت کو ثواب پہنچانے کیلئے کوئی خیرات کیجائے تو جائز ہے یا نہیں اور اس خیرات کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ یا نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ میت کو ثواب پہنچانے کیلئے کوئی خیرات بھی کیجائے تو جائز ہے اور میت کو اس کا ثواب بھی پہنچتا ہے

خیرات کے مروجہ طریقے

میں بعض چیزیں قابل اصلاح ہیں۔ اگر ان کی اصلاح کر لی جائے تو پھر شرعی نقطۂ نگاہ سے کوئی حرج نہیں ہے۔ پہلی[۱] مال کی حلال ہونا چاہئے۔ مثلاً رشوت کے ذریعہ سے حاصل کیا ہوا نہو۔ اور اگر تجارت پیشہ ہے۔ تو لوگوں سے جھوٹ بول کر کمایا ہوا نہو۔ اور اگر کسی مسلمان سے اشتراکی کاروبار ہے تو شریک کار کی اجازت کے سوا حاصل کیا ہوا نہ ہو۔ بلیک مارکیٹ سے کمایا ہوا نہ ہو وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ جس خیرات میں سارا مال حرام کا ہوگا یا اس میں حرام کے مال کی ملاوٹ ہو وہ خیرات نہ قبول ہوگی۔ اور نہ اس کا ثواب ہی میت کی روح کو پہنچے گا۔

پاکستان بننے سے پہلے

خیرات کی مقرر شدہ تاریخوں پر میت کے لئے خیرات ضرور کرتے تھے۔ اگر اپنی جیب میں پیسے نہ ہوتے تو ہندو کی دکان سے میٹھے چاول پکانے کے لئے چاول۔ گڑ۔ گھی۔ کشمش وغیرہ قرض لے آتے تھے۔ اور ہندو ان چیزوں کی قیمت پر مہینہ کے بعد سود لگا لیتا تھا۔ گویا کہ سود کے ذریعہ سے حاصل کردہ چیز مسلمان نے خیرات کی۔ اس طریقہ کی خیرات پر بھی حق پرست علماء کرام اعتراض کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ اس خیرات سے راضی نہیں ہے تو میت کی روح کو ثواب کیسے پہنچے گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے۔ "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیاج کھانے والے اور بیاج کھلانے والے۔ اور اس پر گواہ بننے والے اور سودی کاروبار کو لکھنے والے پر لعنت کی ہے۔" خیرات کی قبولیت کے لئے دوسری شرط یہ ہے۔ کہ خیرات کرنے والے کے دل میں محض اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر ہو۔ یہ خیال نہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں کہ اس نے ماں باپ کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے بڑی خیرات کی ہے۔ تیسری چیز یہ ہے کہ جب وہ خیرات ہے تو خیرات کے مستحق لوگوں کی خدمت میں پہنچائی جائے نہ کہ نام تو خیرات کا ہو اور برادری میں معزز اور دولتمند عورتوں اور مردوں کو جمع کر کے کھلائی جائے یا دوسرے معزز دوستوں کو بلا کر ان کی تواضع کی جائے چوتھی چیز یہ ہے کہ اس خیرات میں یتیم کا مال شامل نہ ہو۔ ورنہ وہ خیرات قبول نہ ہوگی۔ اور نہ میت کی روح کو ثواب پہنچے گا۔ مثلاً ایک شخص فوت ہو گیا ہے اور اس کے وارثوں میں ایک یا دو بچے نابالغ ہیں اب جب تک ان یتیم بچوں کا حصہ میت کے مال میں سے الگ نہیں کر دیا جائے گا۔ اس وقت تک خیرات جائز نہیں ہوگی۔ کیونکہ مال تقسیم کرنے اور یتیموں کا حق ادا کرنے سے پہلے جو چیز بھی خرچ کی جائے گی۔ اس میں یتیم کے حصے کی ضرور ملاوٹ ہو گی۔ اور اس چیز کا کھانا حرام ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو

(اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۝)

(ترجمہ:۔ بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہونگے۔

خیرات کے قبول نہونے کا ایک اور سبب

جو خیرات میت کے مال میں سے کی جاتی ہے۔ اس کے قبول نہ ہونے کا ایک سبب بھی ہے۔ فرض کرو۔ کہ وارثوں میں کوئی یتیم نہیں ہے۔ مگر باقی جتنے وارث ہیں کیا ان سے مشورہ کر کے خیرات کی جاتی ہے کہ بھائی علی الحساب میت کی روح کو ثواب پہنچانے کے لئے مثلاً دو تین سو روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ پھر حساب کر کے حصہ رسد اپنے حصہ میں سے اتنا روپیہ کم لیں گے۔ جب سب ورثا سے اجازت نہیں لی جاتی۔ تو دوسرے کا مال بلا اجازت خرچ کرنے کا کسی کو کیا حق ہے بلکہ کوئی بعید نہیں کہ بعض وارث دل میں ناراض ہوں کہ اگر یہی روپیہ ہمارے بال بچوں کے کام آتا تو بہتر تھا۔ لیکن لوگوں کی طعن و تشنیع کے ڈر سے مونہہ سے کہتے ہیں۔ اس صورت میں بھی یہ خیرات ناجائز ہو جائے گی اور میت کی روح کو اس کا کوئی ثواب نہیں پہنچے گا۔

اگر خیرات ان قابل اعتراض

چیزوں سے صاف ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ بارگاہ الٰہی میں قبولیت کی بھی امید واثق ہے اور میت کی روح کو ثواب بھی پہنچ جائے گا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ :-

۲۲ شوال ۱۳۷۷ھ ۱۶ مئی ۱۹۵۸ء

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا دستور العمل قرآن مجید ہی تھا

۲- اور اس مقدس جماعت کے مقدس دستور العمل پر عمل کرنیکے فوائد

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

نمبر ۱ کا ثبوت اوّل

قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ج هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (سورۃ الاعراف رکوع ۱۹ پ ۹)

ترجمہ:- کہدو- میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا جاتا ہے- یہ تمہارے رب کی طرف سے بہت سی دلیلیں ہیں اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایماندار ہیں-

حاصل

یہ نکلا- کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین قرآن مجید ہی کا اتباع کرتے ہیں- اس کی برکت سے ان کے باطن میں ہر ایک معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی کے باعث ایک بصیرۃ (روشنی) پیدا ہوتی ہے اور ایک صحیح راہ نمائی ہوتی ہے- اس لئے یہ قرآن مجید ایمانداروں کے حق میں رحمت ہے-

ثبوت دوم

(فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ط وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْاُمِّيّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ط فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ج وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ) (سورۃ ال عمران رکوع ۲ پ ۳)

ترجمہ:- پھر بھی اگر تجھ سے جھگڑیں تو ان سے کہدے- کہ میں نے اپنا مونہہ اللہ کے حکم کے تابع کیا ہے اور ان لوگوں نے بھی جو میرے ساتھ ہیں- اور ان لوگوں سے کہہ دے جنہیں کتاب دی گئی ہے اور ان پڑھوں سے- آیا تم بھی تابع ہوتے ہو- پھر اگر وہ تابع ہو گئے- تو انھوں نے بھی سیدھی راہ پالی- اور اگر وہ منہ پھیریں- تو تیرے ذمے فقط پہنچا دینا ہے- اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تمام مومنوں نے اپنا مونہہ اللہ تعالےٰ کے حکم کے تابع کیا ہے اگر اہل کتاب اور عرب کے باشندے بھی اس چیز کو مان جائیں- تو وہ بھی سیدھے راستے پر آ جائیں گے- اور اگر نہ مانیں تو آپ کے ذمہ کوئی الزام نہیں ہے- آپ نے انھیں اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا دیا- تو آپ بری الذمہ ہو گئے-

علیٰ ھٰذا القیاس

ہر دور کے مسلمانوں یا غیر مسلموں کو قرآن مجید کی نشر و اشاعت کرنے والے علماء کرام نے پیغام حق پہنچا دیا تو ان لوگوں پر اتمام حجت ہو گیا- قیامت کے دن اس دور کے بے دین لوگ اللہ تعالیٰ کے روبرو یہ عذر پیش نہیں کر سکیں گے- کہ اے اللہ ہمیں تیرا پیغام کسی نے پہنچایا نہیں تھا- چنانچہ

قرآن مجید کا اعلان

ملاحظہ ہو (اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ

اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝) سورۃ المومنون رکوع ۶ پ ۱۸

ترجمہ:- کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں- پھر تم انھیں جھٹلاتے تھے- کہیں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی تھی اور ہم لوگ گمراہ تھے- اے رب ہمارے ہمیں اس (دوزخ) سے نکالدے- اگر پھر کریں- تو بے شک ظالم ہوں گے- فرمائے گا- اس (دوزخ) میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے نہ بولو- میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا- جو کہتے تھے- اے ہمارے رب ہم ایمان لائے- تو ہمیں بخشدے- اور ہم پر رحم کر- اور تو بہت رحم کرنے والا ہے- سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی- یہاں تک کہ انھوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی- اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے- آج میں نے انھیں ان کے صبر کا بدلہ دیا ہے- کہ وہی کامیاب ہوئے-

مذاق اڑانے والے

علماء دین پر مذاق اڑانے والے .... لوگ مذکورۃ الصدر سطروں کو غور سے پڑھیں- اور اپنی حالت کی اصلاح کر لیں- ورنہ

ثبوت نمبر سوم

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ط فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ج وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ج وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ سورہ ال عمران رکوع ۱ پ ۳

ترجمہ:- وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری- اس میں بعض آیتیں محکم ہیں- جن کے معنی واضح ہیں) وہ کتاب کی اصل ہیں اور دوسری متشابہ ہیں

(جن کے معنی معلوم یا معین نہیں) سو جن لوگوں کے دل ٹیڑھے ہیں وہ گمراہی پھیلانے کی غرض سے اور مطلب معلوم کرنے کی غرض سے متشابہات کے پیچھے لگتے ہیں۔ اور حالانکہ ان کا مطلب سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اور مضبوط علم والے کہتے ہیں ہمارا ان چیزوں پر ایمان ہے۔ یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت وہی لوگ مانتے ہیں۔ جو عقلمند ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ مضبوط علم والے اللہ تعالیٰ کے ہر ارشاد پر دل سے مہر تصدیق لگاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے سب ٹھیک ہے۔ خواہ ان ارشادات کا مطلب ایسا واضح ہو کہ ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہو، یا کچھ دقت طلب ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ہر ارشاد پر دل سے مہر تصدیق لگانے والے یہی لوگ تو عقلمند ہیں۔ وہ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ہر ارشاد میں حکمتیں ضرور ہیں۔ خواہ ان میں سے بعض اپنی ناقص عقل کے باعث سمجھ میں نہ آسکیں۔

ثبوت چہارم

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ

(سورۃ الانعام رکوع ۱۴ پ ۷)

ترجمہ:۔ اور یہ کتاب جس کو ہم نے اتارا ہے برکت والی ہے۔ ان کی تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے تھیں۔ اور تاکہ تو مکہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے۔ اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اور وہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ اس کتاب پر وہ لوگ ایمان لے آتے ہیں۔ جن کا آخرۃ پر ایمان ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت (نماز) پر پوری حفاظت کرتے ہیں۔ کہ مثلاً قضا نہ ہونے پائے۔ وقت سے بے وقت نہ ہو جائے۔ گویا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مقدس کتاب پر عامل ہیں۔ اسی طرح حضورؐ کی اُمت میں سے آخرت کا یقین رکھنے والے بھی اس پر اپنی طاقت کے مطابق پوری طرح پر عمل کرتے ہیں۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

مومنین کو اتباع کتاب اللہ کی جزا

برادرانِ اسلام۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے متبعین قرآن مجید کا بڑے شوق اور بڑی جوانمردی سے اتباع کرتے ہیں۔ اب اس تابعداری کی جزاء خیر بھی ملاحظہ فرما لیجئے۔ جس کا اعلان قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔

اعلان ۱

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاۗءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۃ الروم رکوع ۵ پ ۲۱)

ترجمہ:۔ اور ہم تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں۔ سو ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا، جو گنہگار تھے۔ اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آرہا ہے کہ اپنے ایماندار بندوں کی امداد کیا کرتے ہیں۔ لہٰذا اب بھی جو ایماندار اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی ضرور مدد کرے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ایماندار کامیاب اور باطل پرست موتہ کی کھائیں گے۔

اعلان دوم

(یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ)

(سورہ محمد رکوع ۱ پ ۲۶)

ترجمہ:۔ اے ایمان والو۔ اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا۔

آیت کا مطلب

یہ ہے۔ کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے پیغمبر کی مدد کرو گے۔ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ جہاد میں تمہارے قدم ثابت رکھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں ثابت قدم رہو گے تو اس کی برکت سے قیامت کے دن "صراط" پر گذرتے وقت ثابت قدمی نصیب ہو گی۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

حضور انور اور مومنین کے طرز عمل کی مخالفت کی سزا

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ (سورۃ النسا رکوع ۱۵ پ ۵)

ترجمہ:۔ اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے۔ بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو۔ اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے۔ تو ہم اسے اسی طرف چلائینگے جدھر وہ خود پھر گیا ہے۔ اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

مخالفت کرنے پر دوزخ کی سزا کیوں

اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ہی میں قرآن مجید میں یہ اعلان فرما دیا ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورۃ المائدہ رکوع ۱ پ ۶)

ترجمہ:۔ آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا۔ اور میں نے تم پر اپنا احسان پورا کر دیا۔ اور میں نے تمہارے واسطے اسلام ہی کو دین پسند کیا ہے۔ پھر جو کوئی بھوک سے بیتاب ہو جائے۔ لیکن گناہ پر مائل نہ ہو۔ تو اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے

جب دین الٰہی مکمل ہو چکا

اور اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی راہ نمائی کا حق ادا کر دیا ہے اور اسی اسلام کو جس کا ذکر قرآن مجید میں بالتفصیل آیا ہے اور جس کے متعلقہ مسائل کی پوری تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں آ چکی ہے اس کی مخالفت کرنا۔ اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ انسان پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو۔ اور مرنے کے بعد اس کی نتیجہ جہنم کا گڑھا بنے۔ ہاں اگر کوئی جاں بلب ہونے کے باعث اپنی جان بچانے کے لئے کسی شرعی حکم کی مخالفت کرے۔ تو اس کی اضطراری حالت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ اسے گرفت نہیں کرے گا۔

بالخصوص جب صحابہؓ کرام

اس قرآن مجید پر عمل کرنے کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ملحوظ رکھ کر دربار الٰہی سے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس)

(سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)

ترجمہ:۔ تم سب اُمتوں میں سے بہتر ہو۔ جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ کا تمغہ حاصل کر چکے ہیں تو اب کوئی شخص مسلمان کہلا کر اس دائرہ سے کب باہر جا سکتا ہے

لہٰذا

ثابت ہوا۔ کہ اگر کسی شخص کو صحیح معنی میں مسلمان رہنا ہے تو فقط حضور انورؐ اور اس وقت کے مسلمانوں کے دستور العمل کو عملی جامہ پہنانے سے ہی رہ سکتا ہے۔ ورنہ اس طریقہ مبارکہ کی مخالفت کرنے والا دوزخ کا ایندھن ہی بنے گا۔

تنبیہ

اے موجودہ وقت کے مسلمانو۔ اُوپر کی سطروں کو غور سے پڑھو اور سوچو۔ کہ آپ اصلی اور محمدی مسلمان ہو۔ یا نقلی۔ اور اپنی بد اعمالیوں کے باعث اسلام بنوی کو بدنام کرنے والے ہو۔

موجودہ مسلمانوں کے متعلق ڈاکٹر اقبالؒ کی رائے

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی مخالفت کی علامتیں

(۱) کیا صحابہ کرام عام طور پر تمہاری طرح بے نماز تھے۔

(۲) کیا صحابہ کرام عام طور پر تمہاری طرح روزے نہیں رکھتے تھے۔

(۳) کیا صحابہ کرام عام طور پر تمہاری طرح زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔

(۴) کیا صحابہ کرام عام طور پر تمہاری طرح مالدار یا اعلیٰ سرکاری عہدہ دار ہو کر حج نہیں کرتے تھے۔

اے تعلیم جدید کے زیور سے آراستہ مسلمان

(۵) کیا صحابہ کرامؓ تیری طرح اجنبی عورتوں سے ٹوانس کیا کرتے تھے۔

(۶) کیا صحابہ کرامؓ تیری طرح اپنی بیویوں کو عام دعوتوں میں لا کر آمنے سامنے بیٹھ کر کھانا کھانے میں بیویوں کے تبادلے کیا کرتے تھے۔

(۷) کیا صحابہ کرامؓ کی بیویاں تیری بیوی کی طرح ہار سنگار کر کے بے پردہ اور بے نقاب ہو کر مردوں کے مجمعوں میں شریک ہوا کرتی تھیں

اے میرے عزیز تعلیمیافتہ نوجوان

(۸) کیا صحابہ کرام تیری طرح کرزن فیشن کے دلدادہ تھے۔

(۹) کیا صحابہ کرام کے ہاں بھی غیر ممالک میں سفارت کا عہدہ دینے کے لئے کرزن فیشن ہونا ضروری تھا۔

(۱۰) کیا صحابہ کرام کے ہاں بھی یہ شرط تھی کہ غیر ممالک میں اس شخص کو سفیر بنایا جائے جس میں پانچ چیزیں ہوں۔

شلوار نہ پہنے۔ اچکن نہ پہنے۔ پان نہ کھاتے۔ داڑھی نہ رکھتا ہو۔ سرمہ نہ استعمال کرتا ہو۔

اے اپنے آپ کو مہذب کہنے والے میرے عزیز تعلیم یافتہ نوجوان آپ خود سوچیں۔ کہ جو شخص ہر دیگی چمچہ کی طرح جہاں جائے اسی ملک کا روپ دھار لے۔ کیا ایسے بے اُصول شخص کی کسی شریف اور غیور انسان کے دل میں عزت ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔

عزت اس شخص کی ہوتی ہے

جو اپنے اُصول کا پکّا ہو۔ دنیا ادھر کی ادھر پلٹ جائے۔ لیکن وہ اپنے اُصول سے ایک اِنچ نہ ہٹے۔

اے میرے عزیز تعلیمیافتہ نوجوان

ہونا یہ چاہیئے تھا۔ کہ آپ ایسی مجلس میں جاتے جہاں دنیا بھر کی حکومتوں کے نمائندے جمع ہوتے۔ اور یا مختلف مذاہب کے نمائندے جمع ہوتے۔ مثلاً ایک مجمعے میں جرمنی فرانسیسی۔ لندنی روسی امریکی نمائندے ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک نمائندہ اپنی وضع سے ممتاز ہوتا۔ کہ یہ فلاں ملک کا نمائندہ ہے۔ اور آپ

ایسی وضع میں موجود ہوتے کہ معلوم ہو جاتا کہ یہ شخص نبی آخرالزمان کا نمائندہ ہے۔ اور اگر مختلف مذہبی جماعتوں میں کھڑے ہوتے تو پتہ لگ سکتا۔ کہ یہ ہندو۔ اور یہ سکھ اور یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام ہے۔

اے میرے عزیز تعلیمیافتہ نوجوان

ان بے اُصولی باتوں کے باعث آپ نے فقط اپنے آپ کو دوسروں کی نظروں میں ذلیل ہی نہیں کیا۔ بلکہ مسلمان کہلا کر اسلام کو بدنام کیا۔ کیونکہ وہ غیر ملکی لوگ یہی خیال کریں گے۔ کہ اسلام کی اپنی نہ کوئی تہذیب ہے۔ نہ اس کا اپنا تمدن ہے۔ نہ اس کے کوئی اپنے اصول ہیں۔ جن کی پابندی ہر حال میں یہ ضروری خیال کرتا ہو۔ خواہ کچھ بھی ہو جائے۔

مثلاً

اسلام میں نماز ایک ایسی چیز ہے کہ کوئی مسلمان مرد ہو یا عورت۔ جب تک جان میں جان ہو نہیں چھوڑ سکتا۔ اے

میرے عزیز تعلیمیافتہ نوجوان۔ کیا آپ نے غور نہیں کیا کہ انگریزوں فرانسیسیوں۔ جرمنوں اور روسیوں کے ذہن میں یہ بات ڈال دی ہے۔ کہ مسلمان فاتح کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایک شعر میں دو دل کا اظہار

واعظ نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو
کیا بات ہے تمہاری شرابِ طہور کی

دنیا بھر میں ایک فطرتی ضابطہ

مسلمہ ہے۔ جس سے کوئی قوم یا کوئی فردِ بشر انکار نہیں کر سکتا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی ایک صورت اور ایک سیرت بنائی ہے۔ انھیں دونوں چیزوں کے اختلاف کے باعث چیزوں کے نام بدلتے جاتے ہیں۔ مثلاً پھلوں میں آم۔ انار۔ کیلا۔ جامن وغیرہ سبزیوں میں شلغم۔ مولی۔ گاجر۔ آلو گوبھی وغیرہ اناجوں میں گندم، جو چاول، باجرہ وغیرہ آپ دیکھتے ہیں کہ ہر ایک پھل اور ہر ایک سبزی اور ہر ایک اناج دوسرے سے صورت اور سیرت کے لحاظ سے ممتاز ہے۔ اور انھیں دونوں چیزوں کے باعث ہر ایک کا نام علیحدہ ہے۔ علی ہذا القیاس دنیا میں جتنے مذاہب رائج ہیں۔ ہر ایک مذہب اپنے ظاہری آداب۔ اور باطنی معتقدات کے لحاظ سے دوسرے سے ممتاز ہے۔ مثلاً مسلمان اللہ اللہ کہتا ہے۔ اور ہندو رام رام جپتا ہے اور سکھ واگورو جی کہتا ہے۔ اور مثلاً مسلمان عبادت کے لئے مسجد میں جاتا ہے۔ ہندو دھرمسالہ میں جاتا ہے اور سکھ گوردوارہ میں جاتا ہے۔ علی ہذا القیاس یہ یاد رہے کہ

اسلام دنیا بھر کے مذاہب میں ایک امتیازی شان رکھتا ہے

۔ برادران اسلام۔ جب انسان کے اندر اسلام کی وہ امتیازی شان نہ ہو۔ اس پر اسلام کا لیبل چسپاں کرنا۔ یہ ایک طرح پر اسلام کی توہین ہے۔ ایسی صورت میں دیکھنے والا اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ اسلام (نعوذ باللہ من ذالک) ایک مہمل چیز ہے۔ جس کی نہ کوئی اپنی تہذیب ہے۔ نہ اپنا تمدن ہے۔ اور نہ اس کے اندر کوئی قابلِ قدر نظریات ہیں۔

بعض اوقات انسان کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے

خدانخواستہ جب اپنی بد اعمالیوں کے باعث انسان کی فطرت مسخ ہو جائے۔ تو حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتا۔ اور نہ اپنے حق میں بھلائی اور برائی کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ بلکہ الٹا چلتا ہے گھر کے کو کھوٹا۔ دوست کو دشمن خیرخواہ کو بدخواہ خیال کرنے لگتا ہے۔

قرآن مجید سے اسکی تائید

ملاحظہ ہو (وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝
(سورۃ الحجر رکوع ۵ پارہ ۱۴)

ترجمہ:۔ اور تجھ سے پہلے ہم پہلی قوموں میں بھی رسول بھیج چکے ہیں۔ اور وہ بھی جب کوئی رسول ان کے پاس آتا۔ تو اس سے ٹھٹھا ہی کرتے۔

دوسری جگہ

(وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِنْ قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (سورۃ الانعام رکوع ۵ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کے مذاق اڑایا جا چکا ہے۔ پھر جن لوگوں نے ان پر مذاق کیا تھا۔ انھیں اسی عذاب نے آ گھیرا۔ جس کا مذاق اڑاتے تھے۔

دونوں تائیدوں کا حاصل

مذکورۃ الصدر دونوں تائیدوں کا حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پیغمبر انسانوں کی راہ نمائی کے لئے تشریف لاتے تھے۔ ان کی قومیں ان پر مذاق اڑاتی تھیں۔ اور جب وہ اس دین الٰہی پر ٹھٹھا کرنے کے باعث عذابِ الٰہی کی دھمکی دیتے تھے تو بھی اس ڈراوے کو ٹھٹھے میں اڑا دیا کرتے تھے۔

ٹھٹھا کرنیوالوں کے انجام کا ذکر

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ۝
(سورۃ الانعام رکوع ۱۴ پ ۷)

ترجمہ:۔ کہدو۔ ملک میں سیر کرو۔ پھر دیکھو۔ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

ٹھٹھا کرنیوالوں کے انجام کا نقشہ

(وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝ فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ ۝ لَا تَرْكُضُوا وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسَاكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْأَلُونَ ۝ قَالُوا يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَامِدِينَ ۝
(سورۃ الانبیاء رکوع ۱ پارہ ۱۷)

ترجمہ:۔ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں۔ غارت کر دیا ہے۔ اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں۔ پھر جب انھوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی۔ تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے۔ مت بھاگو۔ اور لوٹ جاؤ جہاں تم نے عیش کیا تھا۔ اور اپنے گھروں میں جاؤ۔ تاکہ تم سے پوچھا جائے کہنے لگے۔ ہائے ہماری کم بختی۔ بے شک ہم ہی ظالم تھے۔ سو ان کی یہی پکار رہی یہاں تک کہ ہم نے انھیں ایسا کر دیا۔ جس طرح کھیتی کٹی ہو۔ اور وہ بجھ کر رہ گئے۔

آجکل بھی کتاب و سنت کے مبلغین حق پرست علمائے کرام کیساتھ یہی سلوک ہو رہا ہے

کتاب و سنت کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور قرآن مجید کے بعد آسمان سے کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی۔ اور جس طرح بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام تورات کی اشاعت کے لئے مبعوث ہوا کرتے تھے۔ اسی طرح آپ کی امت میں ایسے علمائے کرام ہر دور میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ جن کی زندگی کا نصب العین ہی قرآن مجید اور سنت نبوی کی اشاعت و تبلیغ ہوگا۔ تاکہ حضور انور کے بعد کے پیدا ہونے والے انسان قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکیں۔ کہ اے اللہ ہمیں تو تیرے اوامر و نواہی کا علم ہی نہیں تھا۔ لہٰذا عمل کس طرح کر کے آتے۔

الحمد للہ ثم الحمد للہ

نوے سالہ حکومت برطانیہ کے دور میں بھی حق پرست علماء کرام تھے۔ جنہوں نے اسلام کے حفظ و بقاء کی پوری پوری کوشش کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ ہندوستانی مسلمانوں میں سے انگریز پانچ فیصدی بھی اسلام سے بدظن نہیں کر سکا۔ اگرچہ عام مسلمان کما حقہٗ دین کا علم نہیں رکھتے۔ اور عمل میں بھی اکثر کوتاہی کرتے ہیں۔ بایں ہمہ یہ جذبہ ان کے دل میں قطعی طور پر موجود ہے کہ میرا

مذہب اسلام سچا ہے۔ اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کلام ہے۔ اور حدیث شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

اور جو مسلمان اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ قرآن مجید کی حفاظت کے لئے۔ اور اسلام کے جھنڈے کے نیچے بندوق کی گولی۔ یا بم کے گولے سے مرے گا وہ یقیناً شہید ہے اور مغفور و مرحوم ہے۔ چنانچہ میرے اس بیان کی تصدیق پاکستان بننے کے بعد پنجاب (پاکستان) میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت گواہ ہے کہ کس طرح مسلمانوں نے چھاتیاں تان کر گولیاں چھاتیوں میں پیوست کیں اور شہید ہوئے۔

ہاں یہ بھی ماننا ہی پڑیگا

کہ مسلمانان ہندوستان میں سے پانچ فیصدی سے کم جن نوجوانوں نے انگریز کے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم پائی ہے۔ اور انہیں کسی عالم ربانی کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ جن کے متعلق اکبر الہ آبادی مرحوم فرماتے ہیں ؎

پڑھے اس جا جہاں تاثیر ملت جا نہیں سکتی
بسے اس جا کہ آواز اذاں بھی آ نہیں سکتی
نہیں کو ناز ہوئے نوجوانوں اس طریقہ پر
میری امید تو لغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

اوّل سے لے کر آخر تک انگریز ہی کے خیالات سے متاثر ہونے کے باعث اسی وضع و تماش کے ہیں۔ جیسے کہ پہلی ہلاک ہونے والی قوموں کے متعلق اب آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔ کہ "جو رسول ان کے پاس آتا۔ اس پر مذاق اڑاتے"

اسی طرح اس قسم کا تعلیم یافتہ نوجوان حق پرست علماء کرام پر مذاق اڑاتا ہے اور ان حضرات کی صحبت اور تعلیم سے فائدہ حاصل کرنے کی بجائے ان کی توہین کرتا ہے۔ اسی قماش کے لوگوں کے مونہہ سے یہ ناشائستہ الفاظ سنے جاتے ہیں۔ "مولوی بڑے بے ایمان ہیں۔ ۲۔ "مولوی جانتے ہی کیا ہیں" وغیرہ وغیرہ۔

میرے عزیز تعلیم یافتہ نوجوان مولوی کی قدر اپنے پیر و مرشد ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم سے پوچھو فرماتے ہیں:۔

(ضروری نوٹ) افغانستان میں مولوی کو ملّا کہا جاتا ہے یاغستانی پٹھان آخر دم تک انگریز کی رعایا نہیں بنا۔ بلکہ انگریز سے لڑتا رہا۔)

افغانیوں کی غیرت دین کا ہے یہ علاج
ملّا کو اس کے دشت و دمن سے نکال دو

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ انگریزی دان نوجوان کے ذہن میں کتاب سنتہ اور اس کے حاملین (علماء کرام) کے متعلق عقیدت پیدا کر دے۔ تاکہ علماء کرام کی صحبت میں رہ کر دین سیکھیں۔ اس کے بعد دین پر عمل کریں تاکہ ان کی عاقبت سنور جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچ جائیں۔

خطبے کے عنوان کا دوسرا حصّہ

اور اس مقدس جماعت کے مقدس دستور العمل (قرآن مجید) پر عمل کرنے کے فوائد

پہلا

جس طرح ایک بادشاہ اپنی رعایا کے ان افراد سے راضی رہتا ہے۔ جو اس کی وفاداری کا حق ادا کریں اور انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور ہر حاجت میں ان کی دستگیری کرتا ہے

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا اپنے وفادار بندوں کے حق میں اعلان

ملاحظہ ہو (وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ)

(سورۃ العنکبوت رکوع ۷ پ ۲۱)

ترجمہ:۔ اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی۔ ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دیں گے۔ اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پہ تحریر فرماتے ہیں:۔ "یعنی جو لوگ اللہ کے واسطے محنت اٹھاتے اور سختیاں جھیلتے ہیں اور طرح طرح کے مجاہدات میں سرگرم رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ایک خاص نور بصیرت عطا فرماتا ہے اور اپنے قرب و رضا یا جنت کی راہیں سمجھاتا ہے۔ جوں جوں وہ ریاضات و مجاہدات میں ترقی کرتے ہیں۔ اسی قدر ان کی معرفت و انکشاف کا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے اور وہ باتیں سوجھنے لگتی ہیں۔ کہ دوسروں کو ان کا احساس تک نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمایت و نصرت نیکی کرنے والوں کے ساتھ رہتی ہے۔

دوسرا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر عمل کرنے کا فائدہ (قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝) سورۃ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳)

ترجمہ:۔ کہدو۔ اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔ اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

حاصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پہ چلنے سے یہ نتیجہ برآمد ہوا اللہ تعالیٰ کو اس انسان سے محبت پیدا ہو جاتی ہے (ایک انسان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا خوش نصیبی ہو سکتی ہے) اور اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے۔

تیسرا

صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کا فائدہ

(وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝)

(سورۃ التوبہ رکوع ۱۳۔ پارہ ۱۱)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ آگے بڑھنے والے ہیں۔ پہلے ہجرت کرنے والوں اور

بیوہ کے نفقہ کے لیے خرچ کرنے والا جہاد کرنے والے کی طرح ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بے چاری بے شوہر والی عورت یا کسی مسکین حاجت مند کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا بندہ (اللہ کے نزدیک اور اجر و ثواب میں) راہ خدا میں جہاد کرنے والے بندے کے مثل ہے۔ اور میرا گمان ہے کہ یہ بھی فرمایا تھا کہ اس قائم اللیل (یعنی شب بیدار) بندے کی طرح جو (عبادت اور شب خیزی میں) سستی نہ کرتا ہو اور اس صائم الدہر بندے کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو کبھی ناغہ نہ کرتا ہو۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم

یتیم کی کفالت کرنے والا ضرور جنت میں جائے گا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کے جس بندے نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم بچے کو لے لیا اور اپنے کھانے پینے میں شریک کر لیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور بالضرور جنت میں داخل کر دے گا۔ الا یہ اس نے کوئی ایسا جرم کیا ہو جو ناقابلِ معافی ہو۔ ترمذی

ہدد دینے والوں میں سے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ ان کے لئے ایسے باغ تیار کئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے

حاصل

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے سے یہ نتائج برآمد ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا تمغہ ملا۔ ان کے لئے آخرت میں باغات تیار کئے گئے ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔ وہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

انسان کی زندگی کا ہر شعبہ قابل رشک

مذکور الصدر مقدس جماعت کے مقدس دستور العمل (قرآن مجید) پر عمل کرتے وقت جو شخص ہر وقت ان حضرات کا طرز عمل پیش نظر رکھے گا۔ تو اس شخص کی زندگی کا ہر شعبہ قابل رشک ہو جائے گا۔ خواہ اخلاقی ہو۔ یا معاشرتی اقتصادی ہو یا سیاسی۔

واقعہ یہ ہے

کہ ہر دور میں اسی قسم کے حضرات خلق اللہ کی اصلاح کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہر صدی میں اس قسم کے حضرات پیدا کرتا رہا ہے اور انھیں نفوس قدسیہ کی برکت سے آج چودھویں صدی تک قرآن زندہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت زندہ۔ بالفاظ دیگر دین محمدی کی صورت زندہ اور سیرۃ زندہ اور تابندہ اور درخشندہ ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ قیامت تک یہ چیزیں زندہ رہیں گی۔ خوش نصیب ہیں وہ انسان جو ان نعمتوں سے بہرہ ور ہوں۔ اللھم اجعلنا منھم۔ اور بدنصیب ہیں وہ لوگ جو نام تو اسلام کا لیں۔ مگر ان کا مرنا وہ نہ ہو۔ جو اس خطبہ میں عرض کیا گیا ہے۔ اللھم لاتجعلنا منھم آمین یا الٰہ العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۳ ذیقعدہ ۱۳۷۷ھ ۲۳ مئی ۱۹۵۸ء

چار حصے

۱- اللہ تعالیٰ ظلم سے قطعاً پاک ہے۔

۲- مجرموں کو سزا دینا اس کا انصاف ہے۔

۳- مجرموں کو معاف کر دینا اس کا فضل ہے۔

۴- اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین قسم کے مجرموں کو ہرگز نہیں بخشیگا۔

(۱) مشرک (ب) کافر (ج) نفاق اعتقادی کا منافق

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور

تفصیل حصہ اول

اللہ تعالیٰ ظلم سے قطعاً پاک ہے

ثبوت اوّل

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ ج وَاِنْ تَکُ حَسَنَۃً یُّضٰعِفْھَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْہُ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝) سورۃ النساء رکوع ۶ پ ۵

ترجمہ:- بے شک اللہ کسی کا ایک ذرہ برابر حق نہیں رکھتا۔ اور اگر نیکی ہو۔ تو اس کو دگنا کر دیتا ہے۔ اور اپنے ہاں سے بڑا ثواب دیتا ہے۔

ثبوت دوم

(اَلَمْ یَاْتِھِمْ نَبَاُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۙ وَقَوْمِ اِبْرٰھِیْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْیَنَ وَالْمُؤْتَفِکٰتِ اَتَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ج فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ ۝)

(سورۃ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰)

ترجمہ:- کیا انھیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے تھے۔ نوح کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیم کی قوم اور مدین والوں کی۔ اور ان بستیوں کی خبر جو الٹ دی گئی تھیں۔ ان کے پاس ان کے رسول صاف احکام لے کر پہنچے۔ سو اللہ ایسا نہ تھا۔ کہ ان پر ظلم کرتا۔ لیکن وہی اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔

حاصل

ثبوت اوّل اور ثبوت دوم کا حاصل یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے تو کسی انسان پر کبھی کوئی ظلم نہیں کیا۔ اور جو قومیں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تباہ ہوئی ہیں ان کی تباہی کا باعث ان کی اپنی بد اعمالیاں تھیں۔ اور ان کی اپنی بد اعمالیوں کے باعث وہ نتائج نکلنے لازمی تھے۔ جس طرح کہ کوئی شخص دانستہ سنکھیا کھالے۔ اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ کہ کھانے کے بعد اندر سے انتڑیوں کے ٹکڑے کٹ کٹ کر باہر آئیں اور وہ موت کے گھاٹ اتر جائے۔

ثبوت سوم

(وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا ط وَاِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِھَا ط وَکَفٰی بِنَا حٰسِبِیْنَ ۝) (سورۃ الانبیاء رکوع ۴ پارہ ۱۷)

ترجمہ:- اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کریں گے۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم لے آئیں گے۔ اور ہم ہی حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ کسی انسان پر قیامت کے دن ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔ اور کسی کی کوئی نیکی رائی کے دانہ کے برابر بھی ہوگی اس کا بھی اجر دیا جائے گا۔

حدیث شریف کی شہادت

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ جَآءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ مَمْلُوْکِیْنَ یُکَذِّبُوْنَنِیْ وَیَخُوْنُوْنَنِیْ وَیَعْصُوْنَنِیْ وَاَشْتِمُھُمْ وَاَضْرِبُھُمْ وَکَیْفَ اَنَا مِنْھُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ یُحْسَبُ مَا خَانُوْکَ وَعَصَوْکَ وَکَذَّبُوْکَ وَعِقَابُکَ اِیَّاھُمْ فَاِنْ کَانَ عِقَابُکَ اِیَّاھُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِھِمْ کَانَ کَفَافًا لَّا لَکَ وَلَا عَلَیْکَ وَاِنْ کَانَ عِقَابُکَ اِیَّاھُمْ دُوْنَ ذُنُوْبِھِمْ کَانَ فَضْلًا لَّکَ وَاِنْ کَانَ عِقَابُکَ اِیَّاھُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِھِمْ اقْتُصَّ لَھُمْ مِنْکَ الْفَضْلُ فَتَنَحَّی الرَّجُلُ وَجَعَلَ یَھْتِفُ وَیَبْکِیْ فَقَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَا تَقْرَءُ کِتَابَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَاِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِھَا وَکَفٰی بِنَا حٰسِبِیْنَ ۝ فَقَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا اَجِدُ لِیْ وَلِھٰؤُلَآءِ شَیْئًا خَیْرًا مِّنْ مُفَارَقَتِھِمْ اُشْھِدُکَ اَنَّھُمْ کُلَّھُمْ اَحْرَارٌ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:- عائشہ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں ایک شخص آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ بے شک میرے پاس دو غلام ہیں۔ جو میرے پاس جھوٹ بولتے ہیں۔ اور میری خیانت بھی کرتے ہیں اور میری نافرمانی بھی کرتے ہیں۔ اور میں انھیں برا بھلا بھی کہتا ہوں۔ اور ان کو مارتا بھی ہوں۔ پس (قیامت کے دن) میرا ان سے کیا فیصلہ ہوگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو ان غلاموں کی خیانت نافرمانی اور جھوٹ کا اور جو سزا تو نے ان کو دی ہے اس کا حساب کیا جائیگا۔ اگر تیری سزا انکے گناہوں کے برابر ہے تو معاملہ برابر سرابر رہے گا۔ (یعنی نہ تجھ کو ثواب ملے گا اور نہ انکو عذاب) اور اگر تیری سزا انکے گناہوں سے کم ہوگی۔ تو ان کے گناہوں کی زیادتی کا تجھ کو اجر ملے گا۔ اور اگر تیری سزا ان کے جرائم سے زیادہ ہوگی۔ تو تجھ سے ان غلاموں کے لئے بدلہ لیا جائے گا۔ یہ سُن کر وہ شخص الگ جا بیٹھا۔ اور رونا چلانا شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ کیا تو نے اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا۔ وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَاِنْ کَانَ مِثْقَالَ

حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝ (یعنی ہم انصاف کی ترازوں کو قیامت کے دن کھڑی کریں گے۔ پھر کسی شخص پر کوئی زیادتی نہ کیجائے گی اگرچہ عمل رائی کے دانہ کے برابر کیوں نہ ہو۔ ہم اس کو حاضر کریں گے۔ اور ہم حساب کرنے والے کافی ہیں) اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے اور ان غلاموں کے لئے اس سے بہتر کوئی بات نہیں پاتا۔ کہ میں ان کو جدا کر دوں۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ سارے غلام آزاد ہیں۔

تفصیل دوم

مجرموں کو سزا دینا اس کا انصاف ہے

ع ۱

(ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝) سورۃ یونس رکوع ۸ پارہ ۱۱)

ترجمہ:- پھر ظالموں سے کہا جائے گا ہمیشگی کا عذاب چکھتے رہو۔ تمہیں نہیں بدلا دیا جاتا۔ مگر اس چیز کا جو تم کرتے تھے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ یہ عذاب تمہاری اپنی بداعمالی کا نتیجہ ہے۔

ع ۲

وَلَوْ تَرٰى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۱۱ پ ۷)

ترجمہ:- اور اگر تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی سختیوں میں ہوں گے۔ اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھانے والے ہوں گے کہ اپنی جانوں کو نکالو۔ آج تمہیں ذلت کا عذاب ملے گا۔ اس سبب سے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے تھے۔ اور اس کی آیتوں کے ماننے سے تکبر کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ یہ عذاب تمہاری اپنی بداعمالی کے باعث ہے۔ اگر تم اللہ تعالےٰ کی طرف غلط باتیں نسبت نہ کرتے اور اس کی آیتوں کے تسلیم کرنے سے تکبر نہ کرتے۔ تو ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ ہوتے۔

ع ۳

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ یٰسین رکوع ۲ پ ۲۳)

ترجمہ:- پھر اس دن کسی پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور تم اسی کا بدلہ پاؤ گے۔ جو کیا کرتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا۔ تمہارا دوزخ میں داخلہ تمہاری اپنی شامتِ اعمال کے باعث ہو رہا ہے۔

حدیث شریف کی شہادت

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ وَيَسْتُرُهٗ فَيَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ اَيْ رَبِّ حَتّٰى قَرَّرَهٗ بِذُنُوْبِهٖ وَرَاٰى فِيْ نَفْسِهٖ اَنَّهٗ قَدْ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهٖ وَاَمَّا الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيُنَادٰى بِهِمْ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ مؤمن کو (اپنے) قریب کرے گا اور پھر اپنی حفاظت کی چادر ڈال کر اس کو ڈھک دے گا۔ پھر اللہ مؤمن سے فرمائے گا۔ کیا تو اس گناہ کو جانتا ہے کیا تو اس گناہ کو جانتا ہے۔ پھر کہے گا اے میرے رب ہاں (میں جانتا ہوں) یہاں تک کہ اللہ تمام گناہوں کا (اس سے) اقرار کرائے گا۔ اور وہ اپنے دل میں خیال کرے گا کہ تحقیق وہ ہلاک ہو گیا۔ اللہ فرمائے گا۔ میں نے تیرے ان گناہوں اور عیبوں پر پردہ ڈالا تھا۔ اور آج میں تمہارے وہ گناہ بخش دیتا ہوں۔ پھر اس کو اس کی نیکیوں کا اعمالنامہ دیدیا جائے گا۔ اور لیکن کافر اور منافق ان کو لوگوں کے سامنے بلایا جائے گا۔ اور انھیں پکار کر کہا جائے گا۔ یہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ کا بہتان باندھا۔ خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جس طرح کافر اور منافق دنیا میں احکام الٰہی کی کھلا کھلم علی الاعلان مخالفت کیا کرتے تھے۔ اس گناہ کی سزا میں انھیں بھی قیامت کے دن علی الاعلان مخلوقات کے سامنے ذلیل کیا جائے گا۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَكُ قَالَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِيْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ فَاِنِّيْ لَآ اُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِيْ اِلَّا شَاهِدًا مِّنِّيْ قَالَ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيْدًا وَّبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا - قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ فَيُقَالُ لِاَرْكَانِهٖ انْطِقِيْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ اُنَاضِلُ رواہ مسلم

(ترجمہ) انسؓ سے روایت ہے۔ کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں تھے۔ پھر آپ ہنسے۔ پھر فرمایا۔ تم جانتے ہو۔ میں کس چیز سے ہنسا ہوں۔ راوی کہتا ہے ہم نے کہا۔ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں (کہ آپ کس چیز کے باعث ہنستے ہیں) آپ نے فرمایا۔ بندے کی اپنے رب سے ہمکلامی کے سبب سے (ہنسا ہوں) بندہ کہے گا۔ اے میرے رب کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ فرمائے گا ہاں۔ پھر کہے گا۔ میں اپنی ذات پر اپنے ہی میں سے گواہی قبول کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر اللہ فرمائیگا آج تیرا نفس تجھ پر گواہ ہونے کے لحاظ سے کافی ہے۔ اور کراماً کاتبین بھی گواہ ہونے کے لحاظ سے کافی ہیں آپ نے فرمایا پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اور اس کے اعضا سے کہا جائے گا۔ بولو۔ آپ نے فرمایا پھر اس

کے اعضا اس کے اعمال بیان کریں گے پھر اس مہر کو جو مونہہ پر لگائی گئی تھی توڑ دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا پھر کہے گا۔ دُور ہو۔ بد بختو۔ اور ہلاک ہو۔ میں تمہارے ہی لئے (اللہ سے) لڑ جھگڑ رہا تھا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قیامت کے دن مجرموں کو جو گناہوں کی سزا ملے گی وہ ٹھیک انصاف پر مبنی ہوگی۔

ع ۳

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:۔ سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں حوضِ کوثر پر تمہارا پیر سامان ہونگا۔ جو شخص میرے پاس سے گزرے گا وہ پیئے گا۔ اور جو پیئے گا۔ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ البتہ میرے پاس بہت سی قومیں آئیں گی۔ میں اُن کو پہنچان لونگا۔ اور وہ مجھے پہنچانیں گی۔ پھر میرے اور اُن کے درمیان رکاوٹ کر دی جائے گی۔ میں کہوں گا۔ یہ لوگ تو میرے ہیں۔ پھر کہا جائے گا بیشک تو نہیں جانتا۔ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کی ہیں (یعنی نئی نئی چیزیں خود بنا کر دین الٰہی کا جُز بنا رکھی تھیں۔ حالانکہ انھیں دین نبوی سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس بات کے سننے کے بعد) پھر میں کہوں گا۔ وہ لوگ مجھ سے دُور ہوں۔ اس شخص کے لئے دوری ہے۔ جس نے میرے بعد (دین میں) تغیر و تبدّل کر دیا تھا۔

حاصل

یہ نکلا کہ ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سے ان کے گناہوں کے باعث دُور کر دیا۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ

تفصیل حصّہ سوم

ثبوت اوّل

مجرموں کو معاف کر دینا اس کا فضل ہے

(اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۵) سورۃ اٰل عمران رکوع ۱۶ پ ۴)

ترجمہ:۔ بیشک وہ لوگ جو تم میں سے پیٹھ پھیر گئے۔ جس دن دونوں فوجیں ملیں۔ سو شیطان نے ان کے گناہ کے سبب سے انھیں بہکا دیا تھا اور اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ بیشک اللہ بخشنے والا تحمّل کرنے والا ہے

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں "مخلصین سے بھی بعض اوقات کوئی چھوٹا بڑا گناہ سرزد ہو جاتا ہے اور جس طرح ایک طاعت سے دوسری طاعت کی توفیق بڑھتی ہے۔ ایک گناہ کی نحوست سے شیطان کو موقعہ ملتا ہے۔ کہ دوسری غلطیوں اور لغزشوں کی طرف آمادہ کرے۔ جنگ اُحد میں بھی جو مخلص مُسلمان ہٹ گئے تھے کسی پچھلے گناہ کی شامت سے شیطان نے بہکا کر ان کا قدم ڈگمگا دیا۔ چنانچہ ایک گناہ تو یہ ہی تھا کہ تیر اندازوں کی بڑی تعداد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پابندی نہ کی۔ مگر خدا کا فضل دیکھو۔ کہ اس کی سزا میں کوئی تباہ کُن شکست نہیں دی۔ بلکہ ان حضرات پر اب کوئی گناہ بھی نہیں رہا حق تعالیٰ کلیتہً ان کی تقصیر معاف فرما چکا ہے کسی طعن و ملامت کا حق نہیں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جن مخلص صحابہ کرام سے جنگ احد کے میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی ہوئی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے انھیں معاف فرما دیا۔

ثبوت دوم

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ رکوع ۶ پارہ ۱)

ترجمہ:۔ اور جب ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا وعدہ کیا۔ پھر تم نے اس کے بعد بچھڑا بنا لیا۔ حالانکہ تم ظالم تھے۔ پھر اس کے بعد بھی ہم نے تمہیں معاف کر دیا۔ تاکہ تم شکر کرو۔

حاشیہ شیخ الہند رحمۃ اللہ

شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "مطلب یہ ہے کہ باوجود اس شرک جلی کے ہم نے تم سے درگذر فرمائی۔ اور تمہاری توبہ منظور کی۔ اور تم کو فی الفور ہلاک نہ کیا۔ (جیسے اٰل فرعون کو اس سے کم قصور پر ہلاک کر دیا تھا) کہ تم ہمارا شکر ادا کرو۔ اور احسان مانو"

حاصل

یہ نکلا۔ کہ شرک جلی کرنے والے مجرم بھی صدق دل سے توبہ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے معاف فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ چیز نہیں ہے کہ جو شخص بھی کوئی جرم کرے۔ اسے معافی مل ہی نہ سکے۔

تفصیل حصّہ چہارم

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین قسم کے مجرموں کو ہرگز نہیں بخشیگا

۱۔ مشرک

ثبوت اوّل

(اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝)

(سورۃ النساء رکوع ۷ پارہ ۵)

ترجمہ:۔ بیشک اللہ اسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک کرے۔ اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہے بخشتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا اس نے بڑا ہی گناہ کیا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اللہ تعالیٰ شرک کا گناہ ہرگز معاف نہیں فرمائے گا۔ اور شرک کے سوا جو گناہ جس کو چاہے معاف کر دے۔

ثبوت دوم

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا ۝) (سورۃ النساء رکوع ۱۷ پ ۵ ع ۵)

ترجمہ:- بیشک اللہ اس کو نہیں بخشتا جو کسی کو اس کا شریک بنائے۔ اور اس کے سوا جسے چاہے۔ بخشدے۔ اور جس نے اللہ کا شریک ٹھیرایا وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر انسان شرک ہونے کی حالت میں مر گیا۔ تو شرک کا گناہ اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا۔ اور مشرک کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنا پڑے گا۔ اور مشرک شرک کے سبب سیدھے راستے سے بہت دُور جا پڑتا ہے۔

شرک

یہ ہے۔ کہ جو تعلق بندے کو اللہ تعالےٰ ہی سے رکھنا چاہیئے تھا۔ وُہ تعلق کسی اور سے بھی رکھے۔

شرک کی پہلی مثال

اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے۔ کہ رزق کی تنگی اور کشادگی میرے ہی اختیار میں ہے۔ اب اگر اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور بھی رزق میں تنگی اور کشادگی کرنے والا سمجھا جائے تو یہ شرک ہو جائے گا۔ یعنی اس شخص نے اللہ تعالےٰ کے حق میں کسی اور بھی حصّہ دار بنا دیا۔

اس کا ثبوت ۱

(اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ۚ وَفَرِحُوْا بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ؕ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پ ۱۳)

(ترجمہ:- اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے۔ اور (قرآن مجید کے مخالف) دُنیا کی زندگی پر خوش ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔ مگر تھوڑا سا اسباب۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ رزق کی تنگی کرنے والا فقط ایک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

ثبوت ۲

(اِنَّ رَبَّکَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ۚ اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیْرًۢا بَصِیْرًا ۝)

(سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵)

ترجمہ:- بیشک تیرا رب جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ بھی کرتا ہے بیشک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے۔

حاصل

وہی نکلا۔ کہ رزق کی تنگی اور کشادگی فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے

ثبوت ۳

(قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ)

(سورۃ السبا رکوع ۱ پ ۲۲)

ترجمہ:- کہدو۔ میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

میرا خیال ہے

کہ گزشتہ قرآن مجید سے پیش کردہ تین ثبوتوں سے ہر عقلمند اس نتیجہ پر آسانی پہنچ سکتا ہے کہ رزق کا زیادہ یا کم دینا فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

دُعا

مسلمانوں میں سے کافی تعداد اس شرک میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کسی کتاب و سنت کے عالم باعمل کے دامن سے وابستہ کر دے۔ تو اس شرک سے بچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنے مقبول بندوں کے دامن سے وابستہ فرمائے۔ امین یا الٰہ العالمین

دوسری مثال

اولاد کا دینا فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے

(لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ ۙ اَوْ یُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ؕ اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ)

(سورۃ الشوریٰ رکوع ۵ پ ۲۵)

ترجمہ:- آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے۔ جو چاہتا ہے۔ پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اولاد کا دینا فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ لہذا جس شخص کو اولاد کی ضرورت ہو۔ وُہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کرے۔ اور جب تک منظور نہ ہو۔ اس کی بارگاہ میں دعا کا سلسلہ جاری رکھے۔ اگر اولاد ملنی ہے تو اسی کے دروازے سے ملنی ہے۔ اگر وہ نہ چاہے تو اس کے علاوہ ساری دنیا زور لگا لے۔ مگر ہرگز نہیں ملے گی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ دینا چاہے۔ اس کے بعد ساری دُنیا زور لگا لے۔ کہ نہ ہو۔ تو بھی اولاد ضرور ہوگی

لھٰذا

اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر کسی اور سے اولاد کا مطالبہ کرنا شرک ہوگا۔ ہاں۔ کسی زندہ بزرگ سے دعا کرائیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کی برکت سے قبول فرمالے۔

ب۔ کفر

جو شخص کفر کی حالت میں مر جائے۔ اس کے لئے بھی بخشش نہیں ہوگی۔ وُہ بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

ثبوت اوّل

(اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْھُمُ الْعَذَابُ وَلَا ھُمْ یُنْظَرُوْنَ)

(سورۃ البقرہ رکوع ۱۹ پارہ ۲)

ترجمہ:- بے شک جنہوں نے انکار کیا۔ اور انکار ہی کی حالت میں مر بھی گئے۔ تو ان پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور فرشتوں اور سب لوگوں کی بھی وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ ان سے عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا۔ اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ کفر کی حالت میں مرنے والے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہینگے۔

اللّٰھم لا تجعلنا منھم

ثبوت دوم

(وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ط اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا)

(سورۃ النساء رکوع ۳ پارہ ۴)

ترجمہ:- اور اسی طرح اِن لوگوں کی توبہ بھی قبول نہیں ہے - جو کفر کی حالت میں مرتے ہیں - ان کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا ہے۔

کفر کا مطلب

یہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ کا حکم ماننے سے انکار کرنا - مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو یقین دلا دیا تھا - کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کلام ہے - اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ یہ میری بنائی ہوئی ہے - تو تم بھی کم از کم ایک سورۃ ہی بنا کر پیش کر دو - مگر باوجود اس چیلنج کے انھیں ایک سورۃ بنا کر لانے کی بھی جرأت نہیں ہوئی - اس عاجزی سے انہیں ثابت تو ہو گیا تھا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی کلام ہے - مگر پھر بھی ایمان نہیں لائے تھے۔

مسلمانوں میں کفر

پایا جاتا ہے - مثلاً مسلمانوں کے بعض خاندانوں میں اب تک یہ کفر کی رسم چلی آ رہی ہے کہ باپ کی میراث میں لڑکیوں کو حصّہ نہیں دیتے - مسلمان کہلا کر اللہ تعالےٰ کے تجویز کردہ قانون میراث کو نہ ماننا یہ بھی کفر ہے - چنانچہ قرآن مجید میں اس قسم کے لوگوں کا ذکر ہے۔

ارشاد الٰہی ملاحظہ ہو

(وَيَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ وَاَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ط وَمَآ اُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝)

(سورۃ النور رکوع ۶ پ ۱۸)

ترجمہ:- اور کہتے ہیں ہم اللہ اور رسول پر ایمان لائے - اور ہم فرمانبردار ہو گئے - پھر ایک گروہ اِن میں سے اس کے بعد پھر جاتا ہے - اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں - اور جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے - تاکہ ان میں فیصلہ کرے تبھی ایک گروہ اِن میں سے موںہہ موڑنے والے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا - کہ مسلمان کہلانے والوں میں سے جو لوگ اللہ تعالےٰ کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کریں وہ لوگ کافر ہو جاتے ہیں - میرا خیال ہے کہ مسلمان اپنی جہالت کی بنا پر شریعت کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کرتے ہیں - اور خیال یہ کرتے ہیں - کہ ہم مسلمان بھی رہیں گے اور شریعت کا فیصلہ بھی نہیں مانیں گے اگر ان کو یہ یقین ہو جائے - کہ شریعت کے فیصلہ کے نہ ماننے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنا پڑے گا تو مجھے یقین ہے کہ پھر انکار نہیں کریں گے - البتہ نام کے لحاظ سے انھیں کافر نہیں کہا جائے گا بلکہ منافق کے نام سے تعبیر کیا جائے گا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں :-

(یہ منافقین کا ذکر ہے - وہ زبانی دعوئے ایمان و اطاعت کیا کرتے تھے - اور جب عمل کا وقت آتا - تو پھر جاتے حقیقت یہ ہے کہ ان کے دلوں میں شروع سے ایمان و انقیاد موجود ہی نہیں تھا - جو کچھ زبانی جمع خرچ تھا امتحان و ابتلاء کے وقت اس کی بھی قلعی کھل جاتی تھی۔

نفاق اعتقادی کے منافق

کتاب و سنت کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ چیز واضح ہوتی ہے کہ نفاق کی دو قسمیں ایک عملی اور دوسرا اعتقادی نفاق عملی وہ ہے - جس کے متعلق حدیث شریف میں یہ ارشاد ہے :-

(عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ) (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

ترجمہ:- عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - چار چیزیں ہیں جس میں یہ ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا - اور جس شخص میں اِن چاروں میں سے ایک خصلت بھی ہوگی اس میں ایک عادت نفاق کی ہوگی یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے (وہ کیا کیا ہیں - جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے - اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو بے وفائی کرے - اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں دے -

محدثین کا حاشیہ

چونکہ ان خصلتوں والا شخص اس قسم میں داخل نہیں ہے جو نفاق کی حالت میں مرنے کے باعث ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے - جن کا ذکر آگے آ رہا ہے - اس لئے محدثین حضرات نے اس حدیث کے حاشیہ پر دو توجیہیں کی ہیں - ایک یہ کہ جو لوگ ان گناہوں کو جائز سمجھ کر کرتے ہیں وہ منافق خالص کے نام سے تعبیر کئے جائیں گے - اور جو لوگ ان چیزوں کو گناہ سمجھتے ہوئے کرتے ہیں وہ منافق خالص نہیں ہیں بلکہ معافی کے قابل ہوں گے - دوسری توجیہ یہ کی ہے - کہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جو لوگ ان گناہوں کے مرتکب ہوتے وہ منافق خالص ہی ہوتے تھے۔

نفاق اعتقادی کے منافق کیلئے ابدی جہنم ہے

(اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝)

(سورۃ التوبہ رکوع ۱۰ پارہ ۱۰)

ترجمہ:- تو ان کے لئے بخشش مانگ نہ مانگ - اگر تو ان کے لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا تو بھی اللہ انھیں ہرگز نہیں بخشیگا یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا اور اللہ نافرمانوں کو راستہ نہیں دکھاتا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر فرماتے ہیں (یعنی منافقین کے لئے

آپ کتنی ہی مرتبہ استغفار کیجئے - اِن کے حق میں بیکار اور بے فائدہ ہے خدا اِن بدبخت کافروں اور نافرمانوں کو کبھی معاف نہ کرے گا - واقعہ یہ پیش آیا - کہ مدینہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی کا انتقال ہوا - آپ نے قمیص مبارک کفن میں دیا - لعاب مبارک اس کے موہنہ میں ڈالا - نماز جنازہ پڑھی - اور دعائے مغفرت کی - حضرت عمرؓ اس معاملہ میں آڑے آتے تھے اور کہتے تھے - کہ یا رسول اللہ یہ وہی خبیث تو ہے جس نے فلاں فلاں وقت ایسی ایسی نالائق حرکات کیں ہمیشہ کفر و نفاق کا علمبردار رہا - کیا حق تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا :- اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ آپ نے ارشاد فرمایا - کہ اے عمرؓ مجھ کو استغفار سے منع نہیں کیا گیا بلکہ آزاد رکھا گیا ہے کہ استغفار کروں یا نہ کروں - یہ خدا کا فعل ہے کہ ان کو معاف نہ کرے - یعنی ان کے حق میں میرا استغفار نافع نہ ہو - سو ان کے حق میں نہ سہی - ممکن ہے - دوسروں کے حق میں میرا یہ طرز عمل نافع ہو جائے - دوسرے لوگ سب سے بڑے موذی دشمن کے حق میں نبی کے اس وسعت اخلاق اور وفور رحمت و شفقت کو دیکھ کر اسلام و پیغمبر اسلام کے گرویدہ ہو جائیں - چنانچہ ایسا ہی ہوا - صحیح بخاری کی ایک روایت میں آپ نے فرمایا - کہ اگر میں جانتا کہ ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو سکتی ہے تو میں ستر مرتبہ سے زائد استغفار کرتا - گویا اس جملہ میں حضور نے متنبہ فرما دیا - کہ حضرت عمرؓ کی طرح آپ بھی اس کے حق میں استغفار کو غیر مفید تصور فرما رہے ہیں - فرق اس قدر ہے کہ حضرت عمرؓ کی نظر "بغض فی اللہ" کے جوش میں صرف اسی نقطہ پر متصور تھی - اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم میت کے فائدے سے قطع نظر فرما کر عام پیغمبرانہ شفقت کا اظہار اور احیاء کے فائدہ کا خیال فرما رہے تھے لیکن آخرکار وحی الٰہی "وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ" نے صریح طور پر منافقین کا جنازہ پڑھنے یا ان کے اہتمام دفن و کفن وغیرہ میں حصہ لینے کی ممانعت کر دی - کیونکہ اس طرز عمل سے منافقین کی ہمت افزائی اور مومنین کے دل کی شکستگی کا احتمال تھا - اس وقت سے حضورؐ نے کسی منافق کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی"

مذکورۃ الصدر سطور سے

یہ نتیجہ صاف طور پر برآمد ہوتا ہے کہ نفاق اعتقادی کے منافقوں کے لئے نہ کوئی شفاعت ہے اور نہ نجات ہے - اللّٰھم لاتجعلنا منھم

موجودہ زمانہ میں مسلمانوں میں دونوں قسم کے منافق

پائے جاتے ہیں - نفاق عملی والوں کی حدیث شریف میں مندرجہ ذیل علامتیں آپ سن چکے ہیں -

پہلی جب کسی کام پر امین بنایا جائے - تو خیانت کرے - دوسری بات کرے تو جھوٹ بولے - تیسری - جب وعدہ کرے - تو وعدہ خلافی کرے - چوتھی جب جھگڑا کرے - تو گالیاں دے -

شاذ ہی کوئی بچا ہوا ہو

اور غور سے دیکھا جائے - تو موجودہ مسلمانوں میں شاید ہی کوئی ان بیماریوں سے بچا ہوا ہو - اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے ماتحت زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین -

نفاق اعتقادی والے بھی

مسلمانوں میں کئی آدمی پائے جاتے ہیں - وہ لوگ بظاہر مسلمانوں کی فہرست میں شمار کئے جاتے ہیں - اور دل میں وہ اسلام کے مخالف ہوتے ہیں - مثلاً آج کل بعض لوگ یہ کہتے ہیں - کہ چور اور چورنی کا ہاتھ ہرگز نہ کاٹا جائے - یہ وحشیانہ سزا ہے - اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو چور اور چورنی کے ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے وہ غلط ہے اور سزا کا تجویز کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے - اس لئے یہ لوگ اللہ تعالےٰ کو نعوذ باللہ ذالک الکفر وحشی قرار دے رہے ہیں - کیا پھر ان لوگوں کو ایماندار کہا جا سکتا ہے - یہ لوگ بظاہر مسلمان ہیں - اور اندر سے بے ایمان ہیں - اسی قسم کے لوگوں کو شریعت میں نفاق اعتقادی کا منافق کہا جاتا ہے - بعض مسلمان کہلانے والے کہتے ہیں - کہ قرآن مجید میں عورتوں کو پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے - یہ غلط ہے - عورتوں کو مردوں سے کوئی پردہ نہیں ہونا چاہیئے - بلکہ جس طرح مرد آپس میں ایک دوسرے سے آزادانہ ملتے ہیں اسی طرح عورتوں اور مردوں کو بھی آپس میں بے حجابانہ ملنے کی عام اجازت ہونی چاہیئے - کیا اللہ تعالےٰ پر اعتراض کرنے سے ان کا ایمان باقی رہ سکتا ہے - ہرگز نہیں - اس قسم کے لوگ بظاہر مسلمان ہیں - اور اندر سے بے ایمان ہیں - ان ہی لوگوں کو نفاق اعتقادی کا منافق کہا جاتا ہے - نعوذ باللہ من ذالک - بعض لوگ کہتے ہیں - کہ قرآن مجید میں سود کے حرام ہونے کا حکم دیا گیا ہے یہ غلط ہے - سودی کاروبار کے سوا قومیں پنپ نہیں سکتیں - یہ لوگ بھی اللہ تعالےٰ پر اعتراض کرتے ہیں - کہ اس نے قرآن مجید میں سود کے حرام ہونے کا حکم کیوں نازل فرمایا ہے - یہ لوگ بھی بظاہر مسلمان کہلاتے ہیں - اور اندر سے بے ایمان ہیں - انہی لوگوں کو اسلام کی اصطلاح میں نفاق اعتقادی کا منافق کہا جاتا ہے - میں بفضلہ تعالیٰ

اِن باطل پرستوں کی تردید

دلائل سے کر سکتا ہوں - اور اللہ کے فضل سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ دنیا میں امن اور اخلاق کی حفاظت انہیں قوانین پر عمل کرنے سے ہو سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے تجویز فرمائے ہیں - مگر خطبے کے طوالت کے خوف سے اس وقت وہ دلائل پیش نہیں کئے گئے - اور اس قسم کے مجرموں کے لئے سر دست یہ تنبیہ کافی ہے - کہ قوانین الٰہیہ پر جرح کرنے سے تم بے ایمان ہو گئے ہو - توبہ کرنے کے سوا مرو گے تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دوزخ میں جاؤ گے - وما علینا الا البلاغ و آخر دعوانا ان الحمد للہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۹۵۸ء

(۱) اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مختلف صورتوں میں ظہور
(۲) اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اپنے اوپر نازل کرنے کے اسباب

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

نمبر اوّل کی تفصیل
اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ارحم الرحمین کی صورت میں ظہور
پہلی شہادت

(قَالَ رَبِّ اغۡفِرۡ لِیۡ وَلِاَخِیۡ وَاَدۡخِلۡنَا فِیۡ رَحۡمَتِکَ ۫ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ۝ سورہ الاعراف رکوع ۱۸ پارہ ۹

ترجمہ (موسیٰ علیہ السلام نے) فرمایا۔ اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کو معاف فرما۔ اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر۔ اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ انبیاء علیہم السلام بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت کے محتاج ہیں۔ اسی لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اور اپنے بڑے بھائی ہارون علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں داخل ہونے کے لئے دُعا کر رہے ہیں۔

دوسری شہادت

(وَاَیُّوۡبَ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ۝ فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ فَکَشَفۡنَا مَا بِہٖ مِنۡ ضُرٍّ وَّاٰتَیۡنٰہُ اَہۡلَہٗ وَمِثۡلَہُمۡ مَّعَہُمۡ رَحۡمَۃً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَذِکۡرٰی لِلۡعٰبِدِیۡنَ ۝ سورۃ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور جب کہ ایوبؑ نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے روگ لگ گیا ہے۔ حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے اس کی دُعا قبول کی۔ اور جو اسے تکلیف تھی۔ ہم نے دُور کر دی اور اسے اس کے گھر والے دیئے۔ اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بھی دیا۔ اور عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگرچہ انبیاء علیہم السلام ہر گناہ سے پاک ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں بھی آزمائش کے طور پر مصیبت میں مبتلا کر سکتا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کا کمال پھر یہ ہوتا ہے کہ اگرچہ انہیں یقین ہوتا ہے۔ کہ یہ مصیبت اللہ تعالیٰ کے حکم سے آئی ہے۔ پھر بھی اس مصیبت کے دُور کرنے کے لئے اُسی کی بارگاہ میں التجا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے دروازے پر نہیں جاتے۔ اسی لئے حضرت ایوب علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں ان الفاظ سے مصیبت سے نجات پانے کی استدعا کی۔ کہ اے اللہ تو ہی سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کی دُعا قبول فرمائی۔ اور تکلیف دُور کر دی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی تکلیف کی تفصیل
شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح تحریر فرماتے ہیں۔ "حضرت ایوبؑ کو حق تعالیٰ نے دُنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا۔ کھیت۔ مواشی۔ لونڈی۔ غلام۔ اولاد صالح۔ عورت مرضی کے موافق عطا کی تھی۔ حضرت ایوبؑ بڑے شکرگزار بندے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا۔ کھیت جل گئے۔ مویشی مر گئے۔ اور اولاد اکٹھی دب مری۔ دوست آشنا الگ ہو گئے۔ بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے۔ ایک بیوی رفیق رہی۔ آخر میں وہ بیچاری بھی اُکتانے لگی۔ مگر حضرت ایوبؑ جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے۔ جب تکلیف و اذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گزر گئی بلکہ دوست بھی کہنے لگے کہ یقیناً ایوب نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے جس کی سزا ایسی ہی سخت ہو سکتی ہے۔ تب دُعا کی:۔

رَبِّ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ۔ رب کو پکارنا تھا کہ دریائے رحمت امنڈ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے مری ہوئی اولاد سے دُگنی اولاد دی۔ زمین سے چشمہ نکالا۔ اسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہوئے۔ بدن کا سارا روگ جاتا رہا۔ اور جیسا کہ حدیث میں ہے۔ سونے کی ٹڈیاں برسائیں۔ غرض سب طرح درست کر دیا۔ یعنی ایوبؑ پر یہ مہربانی ہوئی۔ اور تمام بندگی کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت اور یادگار قائم ہو گئی کہ جب کبھی کسی نیک بندے پر دُنیا میں بُرا وقت آئے۔ تو ایوبؑ کی طرح صبر و استقلال دکھانا اور صرف اپنے پروردگار سے فریاد کرنا چاہئے۔ حق تعالیٰ اس پر نظر عنایت فرمائے گا۔ اور محض ایسے ابتلاء کو دیکھ کر کسی شخص کی نسبت یہ گمان نہیں کرنا چاہئے۔ کہ وہ اللہ کے یہاں مبغوض ہے۔"

تیسری شہادت

(فَلَمَّا رَجَعُوۡۤا اِلٰۤی اَبِیۡہِمۡ قَالُوۡا یٰۤاَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الۡکَیۡلُ فَاَرۡسِلۡ مَعَنَاۤ اَخَانَا نَکۡتَلۡ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝ قَالَ ہَلۡ اٰمَنُکُمۡ عَلَیۡہِ اِلَّا کَمَاۤ اَمِنۡتُکُمۡ عَلٰۤی اَخِیۡہِ مِنۡ قَبۡلُ ؕ فَاللّٰہُ خَیۡرٌ حٰفِظًا ۪ وَّہُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ ۝

سورہ یوسف رکوع ۸ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ پھر جب اپنے باپ کے ہاں پہنچے۔ کہا۔ اے باپ ہمارا پیمانہ روک لیا گیا۔ پس آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج دیجئے۔ کہ ہم پیمانہ لائیں۔ اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔ کہا میں تمہارا اس پر کیا اعتبار کروں مگر وہی جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی پر اعتبار کیا تھا۔ سو اللہ بہتر نگہبان ہے۔ اور وہ سب مہربانوں سے مہربان ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی یہ ہی الفاظ "وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ" تم نے

یوسف کو ساتھ لے جانے وقت کہے تھے۔ پھر تمہارے وعدہ پر کیا اعتبار ہو۔ ہاں اس وقت ضرورت شدید ہے جس سے اغماض نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے تمہارے ساتھ بھیجنا ناگزیر معلوم ہوتا ہے۔ سو میں اس کو خدا کی حفاظت میں دیتا ہوں۔ وہ ہی اپنی مہربانی سے اس کی حفاظت کرے گا۔ اور مجھ کو یوسفؑ کی جدائی کے بعد دوسری مصیبت سے بچائے گا۔"

اللہ تعالےٰ کی رحمت کا خیر الراحمین کی صورت میں ظہور

پہلی شہادت

(اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ تحقیق شان یہ ہے۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر۔ اور تو بہت رحم کرنے والا ہے سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے اللہ تعالےٰ کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے خیر الراحمین کے پیارے لقب سے پکارتے ہیں۔

دوسری شہادت

(وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور کہو۔ اے میرے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کو اس محبوب لقب سے پکارنے کی تلقین فرمائی ہے۔

اللہ تعالےٰ غفور رحیم ہے

پہلی شہادت

(اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

سورہ بقرہ رکوع ۲۷ پارہ ۲

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور جنہوں نے ہجرت کی۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ وہی اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اور اللہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن صفات کا ذکر اس آیت میں ہے۔ جو لوگ ان صفتوں سے متصف ہونگے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے وہ امیدوار ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ان کے گناہ بخشے گا۔ وہ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے۔

دوسری شہادت

(قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝) سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ۔ کہدو۔ اگر اللہ کی محبت رکھتے ہو۔ تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقش قدم پر چلنے ہی سے اللہ تعالےٰ راضی ہوگا۔ اور اپنے ان بندوں سے محبت رکھے گا۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

تیسری شہادت

(وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ سورہ آل عمران رکوع ۱۳ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب اللہ ہی کا ہے۔ جسے چاہے بخشدے۔ اور جسے چاہے۔ عذاب کرے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ گناہوں کے بخشنے یا سزا دینے کا اختیار اللہ تعالےٰ ہی کو ہے۔ آخر آیت میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اس آخری اعلان سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو اپنی مہربانی سے بخش بھی دیا کرتا ہے۔ لہٰذا بجائے سزا کے بخشش کی امید زیادہ رکھنی چاہیئے۔

اللہ تعالےٰ توّاب اور رحیم ہے

پہلی شہادت

(فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ سورہ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱

ترجمہ۔ پھر آدمؑ نے اپنے رب سے چند کلمات حاصل کئے۔ پھر اس کی توبہ قبول فرمائی۔ بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوّا علیہا السلام نے بہشت میں اس درخت سے کھایا۔ جس کے کھانے سے منع کئے گئے تھے تو اللہ تعالےٰ نے ناراض ہوکر انہیں بہشت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا تھا۔ اس سزا کے باعث دونوں بڑے پریشان تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ بھی ناراض ہوگیا اور بہشت سے بھی نکلنا پڑا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو یہ کلمات القا فرمائے۔ "رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝) جب دونوں حضرات نے ان کلمات کے ذریعہ معافی مانگی۔ تو اللہ تعالےٰ نے معاف فرما دیا

دوسری شہادت

(اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝)

سورۃ التوبہ رکوع ۱۳ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ اور صدقات لیتا ہے۔ اور بیشک اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے ہر بندے کی ہر وقت توبہ قبول کرنے والا ہے اور صدقات قبول کرنے والا ہے۔

ہاں

اس کی رحمت سے فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے اندر جن صفات کے پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

نمبر ۱

(وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ)

سورہ آل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴

ترجمہ- اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

نتیجہ

یہ ہے - کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے حصّہ پانے کے لئے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی پوری پوری تابعداری کرو۔

نمبر ۲

(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸۔

ترجمہ- یہ برکت والی کتاب ہم نے اُتاری ہے- سو اس کا اتباع کرو - اور ڈرو - تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس قرآن مجید کی ہدایات پر چلنے سے اللہ تعالےٰ کی رحمت حاصل ہوگی

نمبر ۳

(وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

سورہ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹

ترجمہ- اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سُنو- اور چُپ رہو- تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جب تمہیں قرآن مجید سنایا جائے تو اُس وقت چُپ کرکے سُنو- تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔

نمبر ۴

(وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

سورہ النور رکوع ۷ پارہ ۱۸

ترجمہ- اور نماز پڑھا کرو- اور زکوٰۃ دیا کرو- اور رسولؐ کی فرمانبرداری کرو- تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاصل

یہ ہے کہ ان فرائض عینیہ کو ادا کیا کرو- اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلا کرو- تاکہ ان اعمالِ صالحہ کی برکت سے اللہ تعالےٰ کی رحمت تم پر نازل ہو- اور دُنیوی اور اُخروی مصیبتیں ٹل جائیں۔

نمبر ۵

(قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ ۚ لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝

سورہ النمل رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ- (صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے) فرمایا - اے میری قوم بھلائی سے پہلے بُرائی کو کیوں جلدی مانگتے ہو- اللہ سے گناہ کیوں نہیں بخشواتے - تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاصل

یہ ہے کہ صالح علیہ السلام اپنی امت کو یہ تلقین فرما رہے ہیں - کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تم پر نازل ہو - اس واقعہ سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پہلے انسان توبہ کرکے اپنے گناہ معاف کرائے پھر رحمت الٰہی کے نزول کی تمنّا کرے۔

پانچوں شہادتوں کے پیش کرنے کا باعث

یہ ہے کہ میں اپنے بھائیوں بہنوں کی خدمت میں یہ چیزیں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت تو ہر وقت انسان کی دستگیری کے لئے تیار رہتی ہے- ہاں اس رحمتِ الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے کچھ شرائط ہیں- جن کا ذکر گزشتہ شہادتوں میں آچکا ہے - تاکہ مخالفینِ قانونِ الٰہی کو یہ اعتراض کرنے کا موقعہ نہ ملے کہ فلاں فلاں اشخاص پر تو رحمتِ الٰہی کا نزول ہُوا- ہم پر کیوں نہیں ہوتا - ان کا مُنہ اس طرح بند کیا جائے گا کہ ان میں اللہ تعالےٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کی یہ چیزیں پائی جاتی تھیں اور تم ان چیزوں سے خالی تھے

مثلاً

وہ ۱ لوگ اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول کی حسبِ توفیق فرمانبرداری کرتے ہیں-
اور تم نہیں کرتے

وہ ۲ لوگ آسمانی با برکت کتاب کا اتباع کرتے ہیں -
اور تم نہیں کرتے

وہ ۳ لوگ قرآن مجید کو کان لگا کر خاموشی سے سُنتے ہیں -
اور تم سُننا نہیں چاہتے

وہ ۴ لوگ نماز پڑھتے ہیں - زکوٰۃ ادا کرتے ہیں - اور حتی الوسع ہمارے پیغمبر کی فرمانبرداری کرتے ہیں -
اور تم یہ کام نہیں کرتے

وہ ۵ لوگ گناہ ہونے پر اپنے رب سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں -
اور تم نہیں ہوتے

دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ کی رحمت کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ان پانچوں چیزوں کو اپنے اندر پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
آمین یا الہ العالمین

دربارِ رسالت کی طرف سے شرائط

اللہ تعالےٰ کی رحمت کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے جو شرائط پیش شدہ ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی حدیث

عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ متفق علیہ

ترجمہ- جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

دوسری

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ

رواہ احمد والترمذی

ترجمہ- ابی ہریرہ سے روایت ہے- کہا - میں نے ابا القاسم (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جو سچ بولنے والے تھے - اور انہیں سچّا ہی کہا جاتا تھا- آپؐ نے فرمایا کہ رحمت بد نصیب کے سوا اور کسی کے دل سے نہیں نکالی جاتی۔

یعنی

جس کے دل میں خلقِ خدا پر شفقت اور مہربانی کا جذبہ نہیں ہے - وہ بدنصیب ہے کیونکہ اس کے جذبہ کے نہ ہونے کے باعث خدا جانے کس کس پر اور کیا کیا ظلم کرے گا- اور ان مظالم کی سزا دُنیا میں ورثہ قبر میں اور میدان محشر میں بھگتے گا- اللھم لا تجعلنا منھم-

تیسری

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْاَرْضِ

یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ رواہ ابوداؤد والترمذی

ترجمہ:- عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رحم کرنے والوں پر رحمن رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو۔ جو آسمان میں ہے۔ وہ تم پر رحم کریگا۔

چوتھی

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَیَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ رواہ الترمذی

ترجمہ:- ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ شخص ہماری جماعت میں سے نہیں جس نے ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کیا اور ہمارے بڑوں کو تعظیم نہ دی اور نیکی کا حکم نہ کیا اور برائی سے نہ روکا۔

حاصل

یہ ہے کہ مخلص۔ اصلی اور کھرا مسلمان وہ ہے جو مسلمانوں کے چھوٹے بچوں پر رحم کرے۔ اور مسلمانوں میں سے بڑی عمر والوں کی تعظیم کرے اور نیکی کا حکم کرتا رہے۔ اور برائی سے ہمیشہ روکتا رہے الحمد للہ۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کے ذمہ تبلیغ دین فرض کر دی ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں اسلام پہنچا ہوا ہے اور اصلی دین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وقت سے چلا تھا۔ وہ آج بھی مسلمانوں کے شعبہ حیات کی راہنمائی کے لئے دنیا میں زندہ ہے۔ ہاں یہ بھی ٹھیک ہے۔ کہ اسلام میں ایسی چیزیں بھی داخل ہوگئی ہیں۔ جو حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نظر نہیں آتیں۔ چونکہ اصلی اسلام بھی موجود ہے۔ اس لئے آسانی پرکھا جا سکتا ہے کہ یہ چیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تھی نہیں تھی۔ لہذا جس کا دل چاہے۔ وہ ان چیزوں کو نہ اپنائے۔ اس کا اختیار ہے۔ اور وہ اس حالت میں بھی پکا سچا اور اصلی مسلمان کہلا سکتا ہے

ہر مسلمان کا فرض ہے۔

کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شرائط فرمائی ہیں۔ انہیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ یہ یاد رہے کہ در اصل عذاب الٰہی سے نجات اللہ تعالےٰ کی رحمت پر موقوف ہے۔ اعمال صالحہ تو صرف وجہ ترجیح بن سکتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات کے متعلق اعلان

ہے کہ میں بھی اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سوا بہشت میں نہیں جا سکتا۔ حالانکہ حضور انور ہر گناہ سے معصوم ہیں۔

(عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَدْرِیْنَ مَا هٰذِهِ اللَّیْلَةُ یَعْنِیْ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ قَالَتْ مَا فِیْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ فِیْهَا اَنْ یُّکْتَبَ کُلُّ مَوْلُوْدٍ بَنِیْ اٰدَمَ فِیْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِیْهَا اَنْ یُّکْتَبَ کُلُّ هَالِكٍ مِّنْ بَنِیْ اٰدَمَ فِیْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِیْهَا تُرْفَعُ اَعْمَالُهُمْ وَفِیْهَا تَنْزِلُ اَرْزَاقُهُمْ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَقَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی ثَلٰثًا قُلْتُ وَاَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی هَامَتِهٖ فَقَالَ وَاَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ یَقُوْلُهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر

ترجمہ:- عائشہؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے۔ اس رات میں کیا ہوتا ہے۔ یعنی شعبان کی درمیانی رات۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ اس رات میں کیا ہوتا ہے۔ تب آپؐ نے فرمایا۔ اس میں لکھ دیا جاتا ہے۔ ہر بچہ انسان کا جو اس سال میں پیدا ہونے والا ہوتا ہے۔ اور اس میں لکھ دیا جاتا ہے۔ بنی آدم میں سے وہ جو اس سال مرنے والا ہوتا ہے۔ اور اسی رات میں انسانوں کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔ اور اس رات میں لوگوں کے رزق نازل ہوتے ہیں۔ پھر کہا۔ یا رسول اللہ۔ کوئی شخص اللہ کی رحمت کے سوا بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ کوئی شخص اللہ کی رحمت کے سوا بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ تین مرتبہ آپؐ نے یہ فقرہ دہرایا۔ میں نے کہا۔ اور نہ آپ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا۔ پھر فرمایا اور نہ میں۔ مگر یہ کہ اللہ اپنی طرف سے مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ آپؐ نے یہ فقرہ تین مرتبہ فرمایا۔

حضور انور کی تائید میں ایک حکایت

سنا ہے۔ کہ کسی پہاڑ پر اللہ تعالیٰ کے ایک سادہ لوح نیک بندے فقط یاد الٰہی کے لئے تنہا رہتے تھے۔ اس پہاڑ پر ایک چشمہ تھا جس میں ۲۴ گھنٹے پانی کا ایک ایک قطرہ ٹپکتا رہتا تھا۔ اور ۲۴ گھنٹوں میں پانی کا ایک پیالہ بھرا جاتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ فقط اسی پر گزر اوقات کرتا تھا۔ جب وہ فوت ہوا تو اللہ تعالےٰ نے فرشتوں سے فرمایا۔ اس سے پوچھو۔ کہ اپنے عملوں کے ذریعہ سے بہشت میں جانا چاہتا ہے یا میرے فضل سے جانا چاہتا ہے۔ اس سادہ لوح انسان نے کہا کہ میں اپنے عملوں سے جانا چاہتا ہوں۔ میں نے گناہ تو کوئی کیا ہی نہیں۔ فقط پانی کا ایک پھیکا پیالہ پیا اور سارا دن عبادت کی اللہ نے فرشتوں سے فرمایا۔ کہ اس شخص کی تمام نیکیاں ترازو کے ایک پلڑے میں ڈال دو۔ اور دوسرے پلڑے میں پانی کا ایک دن کا پیالہ رکھ دو۔ اور پانی کے پلڑے کو بھاری کر دو۔ اور نیکیوں کے پلڑے کو ہلکا کر دو۔ اس کے بعد اس شخص سے کہیں۔ کہ اب بتلاؤ کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جانا چاہتے ہو یا اپنے عملوں سے تب اس اللہ کے بندے نے اپنی ہار مان لی۔ اور کہا کہ میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہشت میں جانا چاہتا ہوں

حضور انور کے دل میں اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال

کا یہ نتیجہ ہے۔ باوجودیکہ قرآن مجید میں آپ کی مغفرت کا اعلان (سورہ فتح) میں ہو چکا ہے پھر بھی یہی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت میرے شامل حال ہوگی۔ تو میں بہشت میں جاؤں گا

دعا

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے کہ بیشمار نیکیاں کریں۔ پھر بھی دل میں یہی خیال غالب رہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی رحمت ہی سے بہشت میں داخلہ ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۷ر ذیقعدہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۶ر جون ۱۹۵۸ء

انسان پر ایک بہت بڑی ذمہ داری والدین اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک ہے

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

پہلا ثبوت

(وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ ق وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ط ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ)

سورہ البقرہ رکوع ۱۰ پارہ ۱

ترجمہ۔ اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرنا۔ اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں سے اچھا سلوک کرنا اور لوگوں سے اچھی بات کہنا۔ اور نماز قائم کرنا۔ اور زکوٰۃ دینا۔ پھر سوائے چند آدمیوں کے تم میں سے سب منہ موڑ کر پھر گئے۔

اس آیت

میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد سب سے پہلے ماں باپ اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے کی تلقین ہوئی ہے اگرچہ اس آیت میں اور بھی مسائل ہیں۔ مگر اس آیت کے اس موقعہ پر پیش کرنے سے فقط ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں سے حسن سلوک ثابت کرنا میرا مقصد تھا۔

دوسرا ثبوت

(وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ ج حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ۝) سورہ لقمان رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا۔ اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کرے۔ میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔

یعنی

اے انسان اگر تم نے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک نہ کیا۔ اور میری شکر گزاری نہ کی۔ تو یاد رکھو کہ تم نے میرے ہاں ہی لوٹ کر آنا ہے۔ پھر سوچ لو کہ تمہاری نافرمانی کے باعث میری طرف سے تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔

نافرمانوں کے متعلق اس کا بیان

سن لو۔ (فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَہٗٓ اَحَدٌ ۝ وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَہٗٓ اَحَدٌ ۝) سورہ الفجر رکوع ۱ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ پس اس دن کا سا عذاب کوئی بھی نہ دے گا۔ اور نہ اس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا نکلے گا۔

تیسرا ثبوت

(یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ط قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ ط وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیْمٌ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۲۶ پارہ ۲

ترجمہ۔ آپ سے پوچھتے ہیں۔ کیا خرچ کریں۔ کہدو۔ جو مال بھی تم خرچ کرو وہ ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے۔ اور جو نیکی تم کرتے ہو۔ سو بیشک اللہ اسے خوب جانتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جن مصارف خیر میں مال خرچ کرنے کا ارشاد ہوا ہے۔ ان میں سے سب سے پہلے والدین اور ان کے بعد رشتہ داروں کا نام لیا گیا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ سب سے پہلے والدین کی خدمت اور ان کی دلجوئی انسان کا فرض ہے۔

تین شہادتیں کافی ہیں

میرا خیال ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کلام پاک سے جو تین شہادتیں میں نے پیش کی ہیں جن سے یہ ثابت ہوا ہے کہ ماں باپ کی خدمت اور ان کی دلجوئی ہر انسان کے ذمہ لازمی اور اشد ضروری ہے۔ یہ تینوں شہادتیں کافی ہیں۔

عقل کا تقاضا بھی یہی ہے

اللہ تعالیٰ کے فرامین کے علاوہ اگر اپنی عقل سے کام لے۔ تو عقل کی راہ نمائی بھی یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعد اگر کسی شخص کو راضی رکھنا انسان کا فرض ہے تو سب سے پہلے یہ درجہ ماں باپ کا ہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے بعد اگر غور سے دیکھا جائے تو ماں باپ سے بڑھ کر انسان کا کوئی محسن نہیں ہے۔

اپنے محسن کی شکر گزاری کا جذبہ

انسان تو بجائے خود رہا۔ درندوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ لاہور کے چڑیا گھر میں جاکر یہ تماشا ملاحظہ کیجئے۔ کہ شیروں کا جو خادم ہے۔ جب وہ شیر کے کمرے سے باہر کٹہرے کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے۔ اور شیر کو بلاتا ہے تو شیر خواہ لیٹا ہوا ہو۔ اس کی آواز سن کر فورا کٹہرے کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے اور وہ خادم شیر کی گردن اور پیٹھ پر اس طرح ہاتھ پھیرتا ہے جس طرح کہ بکری کی گردن اور پیٹھ پر ہاتھ پھیر رہا ہو۔ جب تک وہ خادم خود بس نہ کرے۔ شیر چپکے سے کھڑا رہتا ہے۔

زمین پر بسنے والوں میں اشرف المخلوقات

اے انسان۔ تمام روئے زمین پر بسنے والوں میں سے تم تو اشرف المخلوقات ہو اے انسان تم ہی تو خلیفۃ اللہ (اللہ تعالےٰ کے نائب) فی الارض ہو۔ اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے۔

(ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ق)

سورہ البقرہ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے۔ جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔

اے انسان تیرے اندر بھی

محسن کے احسان کے شکریہ کا جذبہ اللہ تعالےٰ نے یقیناً رکھا ہے۔ لہٰذا تیری فطرت تجھے اندر سے پیغام پہنچا رہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعد ماں باپ کی دلجوئی کر۔ اور انہیں ہر ممکن طریقہ سے راضی رکھنے کی کوشش کر۔ ان کی اطاعت اپنے نفس کے حکم سے پہلے ماں باپ کا حکم مان۔ اپنے پیٹ میں لقمہ ڈالنے سے پہلے ماں باپ کے مُنہ میں لقمہ ڈال۔

اے انسان وُہ وقت یاد کر

جب تم شیر خوار تھے۔ تیرا باپ جو کچھ کما کر لاتا تھا۔ اس میں سے پہلے تیرے مُنہ میں لقمہ ڈالتے تھے۔ پھر آپ کھاتے تھے۔ اپنی ضرورتوں سے پہلے تیری ضرورتوں کا لحاظ رکھتے تھے۔ تیری ضرورتوں سے جو رزق بچ جاتا تھا اس سے اپنی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔

اے انسان اگر میری نشاندہی

ٹھیک ہے۔ تو اب جب ماں باپ بُوڑھے ہوگئے ہیں۔ اب تیرا فرض ہے کہ جو سماں اُنہوں نے تیرے ضعف و ناتوانی کی حالت میں تمہیں دکھایا تھا اب تیری شرافت۔ تیری دیانت۔ تیری ایمانداری۔ تیری انسانیت کا یہ تقاضا ہے۔ کہ اب تو ان کے مقام پہ آجا۔ جو تیرے بچپن میں ان کا تھا۔ اور ان کو اس مقام پہ لاکر بٹھا۔ جو تیرے بچپن میں تیرا تھا۔

اے انسان اگر تو نے یہ سماں بنا کر دکھایا

تب تو انسان ہوگا۔ ورنہ درندوں سے بد ترین ہوگا۔ اگرچہ تو شکل میں انسان ہوگا۔ مگر اخلاقی نقطہ نگاہ میں تیرا مقام درندوں سے بد تر ہوگا۔

بدتر کی وجہ بھی سُن لو

اے اللہ تعالےٰ کے حکم کے خلاف ماں باپ کی دل آزاری کرنے والے انسان۔ یاد رکھ۔ درندوں کے لئے دوزخ کی سزا نہیں ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے بغاوت کرنے اور ماں باپ ایسے محسنوں کی دل آزاری کرنے والے انسان کے لئے دوزخ کی سزا ہے۔

دوزخ کے متعلق

شاہنشاہی اعلان سُنو

(وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ۝ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ۝)

سورہ الاعلیٰ پارہ عم

ترجمہ۔ اور اس (نصیحت کے قبول کرنے) سے بڑا بد نصیب الگ رہے گا جو سخت آگ میں داخل ہوگا۔ پھر اس میں نہ تو مرے گا اور نہ جئے گا۔

گزشتہ سطور کا حاصل

یہ ہے کہ اے انسان اللہ تعالےٰ کے حکم کے علاوہ تیری انسانیت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ تو ماں باپ کی اطاعت۔ خدمت اور دلجوئی کرے اور یہ تیرا فطرتی جذبہ اور تیری عقل کا اپنا مطالبہ ہے۔ وما علینا الا البلاغ

آج کے خطبہ جمعہ پر ارشادات رسالت پناہ

ماں باپ کی دُعا یا بد دُعا کا نتیجہ

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِهِمَا قَالَ هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ۔ ابی امامہ سے روایت ہے۔ تحقیق ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ دونوں تیرا بہشت ہیں۔ اور (یا) تیرا دوزخ ہیں۔

یعنی

اگر تم نے ان کی دُعائیں لیں تو بہشت میں داخل ہوگے۔ اور اگر اُنہوں نے بد دُعائیں دیں تو دوزخ میں جا داخل ہوگے

ماں باپ کو شفقت کی نظر سے دیکھنے کا ثواب

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَهٗ بِکُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ کُلَّ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَطْیَبُ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو بیٹا کہ ماں باپ کی طرف رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھے اللہ اس کے حساب میں ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب لکھتا ہے صحابہؓ نے عرض کی اگرچہ دن بھر میں سو مرتبہ دیکھے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اللہ بہت بڑا اور پاکیزہ ہے۔

ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے حق میں

دُعا کرنے کا ثواب

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاهُ اَوْ اَحَدُهُمَا وَاِنَّهٗ لَهُمَا لَعَاقٌّ فَلَا یَزَالُ یَدْعُوْ لَهُمَا وَیَسْتَغْفِرُ لَهُمَا حَتّٰی یَکْتُبَهُ اللّٰہُ بَارًّا رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک ایک بندہ (ایسا ہوتا ہے) کہ اس کے دونوں ماں باپ یا ان دونوں میں سے ایک مر جاتا ہے۔ درآنحالیکہ وہ آدمی دونوں کا نافرمان تھا۔ بس ہمیشہ ان کے لئے دُعا کرتا رہتا ہے۔ اور ان کے لئے بخشش طلب کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ (تعالیٰ) اس کو فرمانبردار ہونے والا لکھ دیتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اگرچہ مرنے دم تک ماں باپ کا مخالف رہا ہو تو اللہ تعالےٰ اس کی والدین کی نافرمانی کے سب گناہ معاف فرما دیگا۔ پہلے نافرمانی کے باعث دوزخ میں جاتا۔ اب بہشت میں جائے گا۔

بیوی کے مقابلے میں ماں کا درجہ

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَجُلًا اَتَاهُ فَقَالَ اِنَّ لِیْ اِمْرَاَةً وَاِنَّ اُمِّیْ تَاْمُرُنِیْ بِطَلَاقِهَا فَقَالَ لَهٗ اَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَاَضِعْ ذٰلِکَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْ عَلَی الْبَابِ رواہ الترمذی و ابن ماجہ

ترجمہ۔ ابی الدرداء سے روایت ہے۔ بیشک ایک شخص اس کے پاس آیا۔ پھر کہا کہ ایک میری بیوی ہے اور تحقیق میری ماں مجھے اس کو طلاق دینے کا حکم کرتی ہے۔ تب اسے ابو درداء نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ کہ باپ بہشت کا درمیانی دروازہ ہے۔ پس اگر تو چاہتا ہے تو اس دروازے کی حفاظت کر (یعنی ایسا نہ ہو کہ تیری نافرمانی کرنے کے باعث

ہم اگر ان کے مرنے کے بعد ان کے لئے مسلسل دعائے مغفرت کریں

وہ دروازہ بند ہو جائے) یا اُسے بند کر دے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو شخص ماں باپ کو راضی رکھے گا اس کے لئے بہشت کے دروازے کھُل جائیں گے۔ اور جو ناراض کریگا۔ اس کے حق میں بند ہو جائینگے۔

ماں کی خدمت سے بہشت کا ٹکٹ

عَنْ مُعٰوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا

رواہ احمد والنسائی والبیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ معاویہ بن جاہمہ سے روایت ہے تحقیق جاہمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں جہاد پر جاؤں۔ اور میں آپ سے مشورہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کیا تیری ماں ہے۔ عرض کی۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ پھر اسی کے پاس رہ پس تحقیق بہشت اسی کے پاؤں کے پاس ہے۔

فقط دُودھ پلانے والی ماں کا ادب

(عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعِرَّانَةِ اِذْ اَقْبَلَتْ اِمْرَاَةٌ حَتّٰى دَنَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَسَطَ لَهَا رِدَائَهُ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ مَنْ هِيَ فَقَالُوْا هِيَ اُمُّهُ الَّتِيْ اَرْضَعَتْهُ

رواہ ابوداؤد

ترجمہ۔ ابی الطفیل سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جب جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے ناگہاں ایک عورت آئی۔ یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آگئی۔ پھر آپ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھائی۔ پھر وہ اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے کہا یہ کون ہے۔ مجھے لوگوں نے بتلایا۔ یہ آپؐ کی ماں ہے جس نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جننے والی ماں کے علاوہ جس ماں کا دودھ بچپن میں پیا ہو اس کا ادب کرنا اور اس کی خدمت کرنا بھی ضروری ہے۔

ماں باپ کی خدمت کے باعث مشکلوں کا آسان ہونا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ بَيْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَاْتُ بِوَالِدَيَّ اَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَاِنَّهُ قَدْ نَاٰى بِيَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَيْتُ حَتّٰى اَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ فَجِئْتُ بِاَطْلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَبْدَاَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَاْبِيْ وَدَاْبَهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ حَتّٰى يَرَوْنَ السَّمَاءَ قَالَ الثَّانِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ اِلَيْهَا نَفْسَهَا فَاَبَتْ حَتّٰى اٰتَيْتُهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَّجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ كُنْتُ اِسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقِ اُرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهُ قَالَ اَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَنِيْ فَقَالَ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِيْ وَاَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَقُلْتُ اِذْهَبْ اِلٰى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا فَقَالَ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَاْ بِيْ فَقُلْتُ اِنِّيْ لَا اَهْزَاُ بِكَ فَخُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَاَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَاخْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ مَا بَقِيَ

متفق علیہ

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تین آدمی چلے جا رہے تھے کہ ان کو بارش نے آلیا۔ وہ پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے۔ پہاڑ سے غار کے مُنہ پر ایک پتھر آ پڑا۔ اور غار کو بند کر دیا۔ تینوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ اپنے ان نیک اعمال پر نظر ڈالو۔ جو خاص طور پر خدا کے لئے کئے ہوں۔ اور اس عمل کے وسیلہ سے خُدا سے دُعا مانگو۔ اُمید ہے کہ (اللہ تعالےٰ) اس پتھر کو ہٹا دیگا۔ ایک نے ان میں سے کہا۔ اے اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے کئی چھوٹے بچے تھے۔ اور میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ تاکہ ان کا دودھ ان سب کو پلاؤں۔ جب شام ہو جاتی۔ تو میں گھر آتا۔ دُودھ دوہتا اور سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا۔ پھر بچّوں کو دیتا۔ ایک روز ایسا اتفاق ہُوا۔ کہ چراگاہ کے درخت مجھے دُور لے گئے۔ (یعنی بکریوں کو چراتا چراتا میں دُور نکل گیا) اور وقت پر میں گھر واپس نہ آسکا۔ یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ جب گھر پہنچا۔ تو دیکھا۔ کہ میرے ماں باپ دونوں سوگئے ہیں۔ میں نے حسب معمول دودھ دوہا۔ پھر دودھ کا برتن لے کر ماں باپ کے پاس پہنچا۔ اور ان کے سرہانے کھڑا ہوگیا۔ مجھ کو ان کا جگانا بھی بُرا معلوم ہُوا۔ اور یہ بھی کہ ماں باپ سے پہلے بچّوں کو دُودھ پلادوں۔ بچّے میرے پاؤں کے پاس پڑے بھوک سے روتے اور چلاتے تھے۔ اور میں دودھ لئے کھڑا تھا۔ صبح تک یہی کیفیت رہی۔ (یعنی میں دُودھ لئے کھڑا رہا۔ بچّے روتے رہے اور ماں باپ پڑے سوتے رہے) اے اللہ اگر تُو جانتا ہے۔ کہ میں نے یہ کام محض تیری رضامندی اور خوشنودی کے لئے کیا ہے۔ تو تُو اس پتھر کو اتنا کھول دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ چنانچہ اللہ نے پتھر کو اتنا ہٹا دیا۔ کہ آسمان نظر آنے لگا۔ دوسرے شخص نے کہا۔ کہ اے اللہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی۔ میں اس سے غیر معمولی محبت رکھتا تھا۔ ایسی محبت جیسی کہ مرد عورت سے کرتے ہیں۔ میں نے اس سے مرد عورت کے باہمی تعلق کی خواہش کی۔ اس نے ظاہر کیا۔ کہ جب تک سو دینار نہ دو۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ میں نے کوشش شروع کی۔ اور سو دینار جمع کر لئے۔ اور ان دیناروں کو لے کر میں اس کے پاس پہنچا۔ پھر جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا۔ تو اس نے کہا۔ اے خُدا

کے بندے خدا سے ڈر - اور مہر (بکارت) کو نہ توڑ - مَیں خدا کے خوف سے فوراً اُٹھ کھڑا ہُوا - اے اللہ - اگر تیرے نزدیک میرا یہ فعل محض تیری رضامندی کے لئے تھا - تو تُو اس پتھر کو ہٹا دے پھر ان کے لئے ایک حصّہ کھول دیا گیا - اور تیسرے نے کہا - اے اللہ مَیں نے ایک شخص کو مزدوری پر لگایا تھا - ایک فرق (پیمانہ) چاول کے معاوضہ پر جب وہ شخص اپنا کام ختم کر چُکا - تو کہا - میری مزدوری مجھ کو دلوائیے - مَیں اس کی مزدوری دینے لگا - تو وہ اس کو چھوڑ کر چلا گیا اور پھر اپنے حق کو لینے کی طرف توجہ نہ کی - مَیں نے اس کی مزدوری کے چاولوں سے کاشت شروع کر دی اور ہمیشہ کاشت کرتا رہا - یہاں تک کہ ان چاولوں کی قیمت سے میں نے بہت سے بیل اور ان کے چرواہے جمع کر لئے - اس کے بعد وہ مزدور میرے پاس آیا - اور کہا - خدا سے ڈر - اور مجھ پر ظلم نہ کر - اور میرا حق میرے حوالے کر - مَیں نے کہا کہ ان بیلوں اور چرواہوں کو لے جا (کہ وہ تیرا حق ہے) اس نے کہا - خدا سے ڈر - مجھ سے مذاق نہ کر - مَیں نے کہا - مَیں تجھ سے مذاق نہیں کرتا - ان بیلوں اور ان کے چرواہوں کو لے جا - چنانچہ ان سب کو جمع کیا - اور لے کر چلا گیا - اے اللہ اگر تیرے نزدیک میرا یہ فعل محض تیری خوشنودی کے لئے تھا - تو تو اس پتھر کو ہٹا دے - چنانچہ اللہ (تعالیٰ) نے اس پتھر کو ہٹا دیا - (اور راستہ کھول دیا)

ماں باپ کے مرنے کے بعد انہیں ثواب پہنچانے کا طریقہ

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَہٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَۃَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّھُمَا بِہٖ بَعْدَ مَوْتِھِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلٰوۃُ عَلَیْھِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمَا وَاِنْفَاذُ عَھْدِھِمَا مِنْ بَعْدِھِمَا وَصِلَۃُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِھِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِھِمَا

رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ

ترجمہ - ابی اُسید ساعدی سے روایت ہے کہا ایک وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہاں تھے - ناگہاں بنی سلمہ میں سے ایک آدمی آپؐ کے پاس آیا - پس عرض کی یا رسول اللہ - کیا ماں باپ کے ساتھ سلوک و نیکی کرنے کو میرے لئے کچھ باقی ہے - کہ مَیں ان کے مرنے کے بعد اس کو کروں - آپؐ نے فرمایا - ہاں ان کے لئے دُعا کرنا - استغفار کرنا - اور ان کی وصیّت پوری کرنا - اور ان کے ناتے والوں سے سلوک کرنا کہ ان ناتے والوں سے سلوک کرنا فقط انہیں (یعنی ماں باپ) کی قرابت کے سبب سے ہے - اور ماں باپ کے دوستوں کی عزّت کرنا -

حاصل

یہ نکلا کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان سے تعلق رکھنے والے ان کاموں کو انجام دینا بھی ان سے ہی نیکی کرنا ہے اگر ان کاموں کو کرتا رہا - جن کا ذکر اسی حدیث شریف میں آیا ہے - تو اگر ماں باپ کے مرنے کے وقت یہ اُن کا عاق (نافرمان) تھا - ان کاموں کے کرنے کے باعث اس شخص کا نام (ماں باپ کے نافرمانوں کی فہرست سے کاٹ کر فرمانبرداروں کی فہرست میں لکھ دیا جائیگا - انسان پر اللہ تعالےٰ کا کتنا بڑا انعام ہے کہ ان کے مرنے کے وقت ان کی دل آزاری کے باعث دوزخ کا مستحق تھا - اور ان کے مرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے ایک ایسا گُر سکھایا کہ جس پر عمل کرنے کے باعث ماں باپ کا فرمانبردار اور بہشت کا وارث بنا دیا گیا -

رشتہ داروں کے ساتھ نیکی ہی کرنی چاہیئے اگرچہ وُہ بُرائی سے پیش آئیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ قَرَابَۃً اَصِلُھُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَیْھِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْھُمْ وَیَجْھَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ کُنْتَ کَمَا قُلْتَ فَکَاَنَّمَا تُسِفُّھُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَکَ مِنَ اللّٰہِ ظَھِیْرٌ عَلَیْھِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِکَ

رواہ مسلم

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - تحقیق ایک شخص نے عرض کی - یا رسول اللہ میرے قرابت دار ایسے ہیں کہ مَیں ان کے ساتھ سلوک کرتا ہوں - لیکن وہ میرے ساتھ سلوک نہیں کرتے - مَیں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بُرائی کرتے ہیں - مَیں حلم و بُردباری سے کام لیتا ہوں - اور ان سے درگزر کرتا ہوں اور وُہ جہالت سے پیش آتے ہیں - آپ نے فرمایا اگر تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تُو نے بیان کیا ہے تو گویا تُو اُن کو گرم راکھ پھکاتا ہے - اور تیرے ساتھ ہمیشہ اللہ کی مدد ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ اگرچہ رشتہ دار بُرائی بھی کریں تو بھی ان کے ساتھ نیکی کرنی چاہیئے تاکہ ہماری عاقبت خراب نہ ہو -

رشتہ داروں سے قطع رحمی کرنیوالا دوزخی ہے

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ - متفق علیہ

ترجمہ - جبیر بن مطعم سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - قطع رحمی کرنے والا بہشت میں داخل نہیں ہوگا -

ہاں رشتہ دار اللہ تعالیٰ کے دین کے مخالف ہوں تو ان سے قطع تعلق کرنا جائز ہے

ثبوت

(وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ) الآیہ سورہ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ - آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے - جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو - اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں - جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں یعنی یہ لوگ اللہ کے واسطے سب سے ناراض ہوئے تو اللہ ان سے راضی ہُوا - پھر جس سے اللہ راضی ہُوا اُسے اور کیا چاہیئے - حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں - یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہوں - وُہی سچّے ایمان والے ہیں - ان کو یہ درجے ملتے ہیں (جن کا ذکر آگے اسی

آیت میں ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان یہ ہی تھی۔ کہ اللہ و رسول کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پرواہ نہیں کی۔ اسی سلسلہ میں ابوعبیدہؓ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ جنگ اُحد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے مقابلہ میں نکلنے کو تیار ہوگئے مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو عمر بن الخطاب نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو علی بن ابی طالب، حمزہ، عبیدہ بن الحارث نے اپنے اقارب عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔ اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ نے جو مخلص مسلمان تھے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ اگر آپؐ حکم دیں تو اپنے باپ کا سر کاٹ کر خدمت میں حاضر کردوں۔ آپؐ نے منع فرما دیا۔ فرضی اللہ تعالےٰ عنہم ورضوا عنہ و رزقنا اللہ جہم و اتباعہم و اماتنا علیہ آمین۔

اصلی صلہ رحمی کرنے والا کون ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَھَا۔ رواہ البخاری۔

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صلہ رحم کرنے والا وہ نہیں ہے۔ جس کے ساتھ صلہ رحم کیا جاتا ہے (یعنی یہ تو بدلہ ہے۔ صلہ رحم نہیں ہے) بلکہ صلہ رحم کرنے والا وہ ہے جبکہ اس کی رشتہ داری کا سلسلہ منقطع کر دیا جائے۔ وہ اس رشتہ داری کو قائم کرے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ برادری میں ہر قسم کے دُکھ اور تکلیف دینے والوں کی تکالیف کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے برداشت کرنا۔ اور باہمی ان سے ہر قسم کا تعاون اور ان کی خیر خواہی کرتے رہنا یہ بہت بڑی سعادت اور بہت بڑی بہادری کا کام ہے۔ اللہ تعالےٰ جس کو اپنے فضل سے آسان کر دے۔ یہ اُس کا فضل ہے۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کی فضیلت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کو عریانی کی حالت میں کپڑے پہنائے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے سبز جوڑے عطا فرمائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھل اور میوے کھلائے گا اور جو مسلمان کسی مسلمان کو پیاس کی حالت میں اپنی (یا کوئی مشروب) پلائے اللہ تعالیٰ اس کو نہایت نفیس (جنت کی) شراب طہور پلائے گا، جس پر غیبی مہر لگی ہوگی۔ سنن ابی داؤد، جامع ترمذی بھوکوں کو کھانا کھلاؤ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، بیماروں کی خبر لو (اور دیکھ بھال کرو) اور اسیروں قیدیوں کو رہائی دلانے کی کوشش کرو۔ صحیح بخاری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۳ر جون ۱۹۵۸ء

(۱) قیامت کے دن ہر انسان اپنے امام کے ساتھ ہوگا

اماموں کی دو قسمیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

۱ بہشت میں پہنچانے والے
۲ دوزخ میں لے جانے والے

لہٰذا

ہر انسان کا فرض ہے۔ دُنیا میں سوچ لے کہ دونوں قسموں کے اماموں میں سے

یہ کس کی تابعداری کر رہا ہے

پہلے دعویٰ کا ثبوت

(یَوْمَ نَدْعُوْا کُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ یَقْرَءُوْنَ کِتٰبَهُمْ وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا ۝

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۷ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ جس دن ہم ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ بُلائیں گے۔ سو جسے اس کا اعمالنامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا۔ سو وہ لوگ اپنا اعمالنامہ پڑھینگے۔ اور وہ تاگے کے برابر ظلم نہیں کئے جائینگے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر ایک انسان قیامت کے دن اس امام کے ساتھ ہوگا۔ جس کی دُنیا میں تابعداری کیا کرتا تھا۔

اماموں کی دو قسمیں

۱۔ بہشت میں پہنچانے والے

ثبوت اوّل

(قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ ۝ وَاَرَادُوْا بِهٖ کَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَ ۝ وَنَجَّیْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ ؕ وَیَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَکُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِیْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْهِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوةِ ۚ وَکَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ ۝

سورہ الانبیاء رکوع ۵ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ ہم نے کہا اے آگ ابراہیمؑ پر سرد اور راحت ہو جا۔ اور انہوں نے اس (ابراہیم) کی بُرائی چاہی۔ سو ہم نے انہیں ناکام کر دیا۔ اور ہم اسے اور لوطؑ کو بچا کر اس زمین کی طرف لے آئے۔ جس میں ہم نے جہان کے لئے برکت رکھی تھی۔ اور ہم نے اسے اسحٰق بخشا۔ اور انعام میں یعقوب دیا۔ اور سب کو نیک بخت کیا۔ اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا۔ جو ہمارے حکم سے راہ نمائی کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے انہیں اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا۔ اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے۔

حاصل

ان آیات کا حاصل یہ نکلا کہ مذکورۃ السدر آیات میں جن انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہُوا ہے۔ یہ حضرات ایسے تھے۔ جو اللہ تعالےٰ کے حکم سے انسانوں کی صحیح راہ نمائی کرتے تھے۔ اور ان حضرات کو اللہ تعالےٰ نے نیکی کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ ان حضرات کے حق میں شہادت خیر دے رہا ہے۔ کہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کی بندگی کرنے والے تھے۔

کتنے بڑے خوش نصیب

انسانوں میں سے وہ لوگ کتنے بڑے خوش نصیب ہوں گے جو ابراہیم السلام اور ان کی اولاد کے انبیاء علیہم السلام کو دُنیا میں اپنا امام (رہبر) بنالیں۔

حضورِ انور کی تمام امت کے امام

حضرت ابراہیمؑ ہی ہیں

(وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْكُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِیْكُمْ اِبْرٰهِیْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ هٰذَا لِیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ ۚ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۝

سورہ الحج رکوع ۱۰ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو۔ جیسا کوشش کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمہیں پسند کیا ہے۔ اور دین میں تم پر کسی قسم کی سختی نہیں کی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ اسی لئے تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا تھا۔ اور اس قرآن میں بھی۔ تاکہ رسول تم پر گواہ بنے۔ اور تم لوگوں پر گواہ بنو۔ پس نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ کو مضبوط ہو کر پکڑو۔ وہی تمہارا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

اُمّت محمدیہ کے باپ ہیں

از حاشیہ شیخ الاسلام

(ابراہیم علیہ السلام چونکہ حضور کے اجداد میں ہیں۔ اس لئے ساری اُمّت کے باپ ہُوئے۔" در اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین ابراہیمی پر ہی ہیں۔ آپؐ کے اصول دین ابراہیم علیہ السلام والے دین ہی کے ہیں۔ البتہ ان اصول کو صورتوں کے سانچے میں ڈھالنے کے وقت کچھ صورتوں میں علیحدگی نظر آئے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس ضابطے کی ایک مثال

روزہ میں پائی جاتی ہے

قرآن مجید میں ارشاد ہے

(کُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ) سورہ البقرہ رکوع ۲۳

ترجمہ۔ تم پر روزہ ایسا ہی فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا۔

اس اعلان سے ثابت ہُوا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں بھی روزہ رکھا جاتا تھا۔ مطلق روزہ رکھنے کا کا تمام شرائع میں اتفاق ہونے کے باوجود

اوقات روزہ میں اختلاف رہا ہے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روزے کے اوقات ہر امت میں علیحدہ علیحدہ تھے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام پر ہر مہینے کی ۱۳ - ۱۴ - ۱۵ تاریخ کو روزہ فرض تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ دار ہوتے تھے۔ اور یہود پر عاشورہ اور ہر سنیچر کے علاوہ چند دن اور بھی فرض تھے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دو دن افطار کرتے تھے۔

بعینہٖ اسی طرح

ملّت ابراہیمی اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اصولاً اتحاد بھی ہے اور صورت میں اختلاف بھی ہے۔ گزشتہ سطور سے

یہ نتیجہ نکلا

کہ مسلمانوں کے اصلی امام الائمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اور اس کے بعد ملتِ ابراہیمی کی تجدید کرنے والے خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے امام تجویز کئے گئے ہیں۔ حضور انورؐ کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین بھی حضور کی اُمت کے امام تجویز کئے گئے ہیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں

ارشاد الٰہی ملاحظہ ہو

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ۝ (سورہ النساء رکوع ۱۷ پارہ ۵)

ترجمہ۔ اور جو کوئی رسولؐ کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے۔ اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے۔ اور وہ بہت بُرا ٹھکانا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت تسلیم کرنے کے بعد آپؐ کے صحابہ کرام کی امامت بھی ہمیں ماننی پڑیگی ورنہ اللہ تعالےٰ ناراض اور جہنم ٹھکانا ہوگا۔ اللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

وضاحت کے لئے ایک مثال

صحابہ کرام کی امامت کے تسلیم کرنے اور ان کی تابعداری کے ضروری ہونے کی ایک مثال عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح ایک بہت بڑی وسیع مسجد میں جب امام کی آواز مقتدیوں تک نہ پہنچ سکے۔ تو امام کے پیچھے مکبّر کھڑے کئے جاتے ہیں۔ امام سے دُور والے نمازی در اصل اقتدا امام صاحب کی کر رہے ہیں مگر رکوع۔ سجود وغیرہ میں مکبّر کی آواز ہی سے نقل و حرکت کرتے ہیں۔ باوجود امام کا وجود نہ دیکھنے اور اس کی آواز کے نہ سُننے کے ہر نمازی یہی سمجھتا ہے کہ میں اپنے اس امام کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا ہوں۔ جو محراب مسجد میں کھڑا ہے۔

بعینہٖ اسی طرح

مسلمان اپنے اس امام کی تابعداری (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے مسلک کا پابند ہو) اسی خیال سے کرتے ہیں۔ گویا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کر رہے ہیں اور جو امام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے مسلک کے خلاف ہو اس کی تابعداری مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور اس سے پرہیز کرتے ہیں۔

اب کھرے اور سچّے مسلمانوں

کے اماموں کی ترتیب یوں ہوئی۔ آج سے لے کر صحابہ کرامؓ تک۔ مسلمانوں کے کل متبع سنت امام اور ان کے آگے صحابہ کرام اور صحابہ کرام سے آگے رحمۃ للعالمین۔ اور رحمۃ للعالمین سے آگے حضرت ابراہیمؑ۔ اس کے بعد

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت

ملاحظہ ہو۔ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ۭ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ ۭ اِجْتَبٰىهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۭ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

سورہ النحل رکوع ۱۶ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ بیشک ابراہیمؑ ایک پوری اُمت تھا۔ اللہ کا فرمانبردار تمام راہوں سے ہٹا ہُوا۔ اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والا۔ اسے اللہ نے چُن لیا۔ اور اسے سیدھی راہ پر چلایا۔ اور ہم نے اسے دُنیا میں بھی خُوبی دی تھی۔ اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہوگا۔ پھر ہم نے تیرے پاس وحی بھیجی۔ کہ تمام راہوں سے ہٹنے والے ابراہیم کے دین پر چل۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے محاسن

ان آیات میں جو حضرت ابراہیمؑ کے محاسن گنوائے گئے ہیں وہ ملاحظہ ہوں۔ (۱) ایک پوری اُمت کے قائمقام (۲) اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار (۳) تمام غلط راستوں سے ہٹا ہُوا (۴) شرک سے بیزار (۵) اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا شکرگزار۔ (۶) اللہ تعالےٰ کا برگزیدہ (چُنا ہُوا)۔ (۷) اللہ تعالےٰ کی سیدھی راہ پر چلنے والا (۸) جسے اللہ تعالےٰ نے دُنیا میں خوبی عطا فرمائی تھی۔ (۹) آخرت میں نیکوکاروں میں ہوگا (۱۰) مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

اُمّت کے امام حضورِ انورؐ اور آپ کا امام

حضرت ابراہیم علیہ السلام جو اللہ تعالےٰ کی شہادت کے مطابق دس خوبیوں کے حامل تھے۔

نتیجہ

یہ نکلتا ہے۔ کہ ہم اپنے امام الائمہ کے محاسن کا اتباع کریں۔ اور ان کی جو خوبیاں اُمت کے اندر پیدا ہوسکتی ہیں۔ انہیں اپنانے کی سعی بلیغ کریں۔ بالخصوص مسلمانوں کے ائمہ کرام کو ان محاسن کا حامل ہونا اشد ضروری ہے۔ تاکہ مسلمان ان کی امامت کو اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی رحمت خیال کریں۔ اور ان کے محاسن کو دیکھ کر ان کے مقتدی بھی راہ راست پر آئیں۔ اور ان کا نمونہ اختیار کرکے اپنی آخرت سنوار لیں۔

بہشت میں پہنچانیوالے اماموں کے متعلق ثبوت دوم

(وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝

سورہ السجدہ رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور البتہ ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی۔ پھر آپ اس کے ملنے میں شک نہ کریں۔ اور ہم نے ہی اسے بنی اسرائیل کے لئے راہنما بنایا تھا۔ اور ہم نے ان میں سے امام بنائے تھے۔ جو ہمارے حکم سے راہ نمائی کرتے تھے۔ جب انہوں نے صبر کیا تھا۔ اور وہ ہماری آیتوں پر یقین بھی رکھتے تھے۔

بنی اسرائیل میں ائمہ ہدایت کا پیدا ہونا

اللہ تعالےٰ نے اعلان فرمایا ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل میں بھی صحیح راہ نمائی کرنے والے امام پیدا کئے تھے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکورۃ الصدر آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ " یعنی مسلمان اللہ کے وعدوں پر یقین رکھیں۔ اور سختیوں پر صبر کرکے اپنے کام پر جمے رہیں۔ تو ان کے ساتھ بھی خدا کا یہی معاملہ ہوگا۔ چنانچہ ہوا اور خوب ہوا۔

اماموں کی دوسری قسم اپنے متبعین کو دوزخ میں لے جانے والے

ثبوت اوّل

(وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ۝ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۝)

سورہ القصص رکوع ۴ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ اور اس (فرعون) نے اور اس لشکروں نے ملک میں ناحق تکبر کیا۔ اور خیال کیا کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا۔ پھر انہیں دریا میں پھینک دیا۔ سو دیکھ لو۔ ظالموں کا کیا انجام ہوا۔ اور ہم نے انہیں امام بنایا۔ وہ دوزخ کی طرف بلاتے تھے اور قیامت کے دن انہیں مدد نہیں ملیگی اور ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی۔ اور وہ قیامت کے دن بھی بدحالوں میں ہونگے۔

حاصل

یہ نکلا کہ فرعون اور اس کے لشکر والے لوگوں کے امام بن کر انہیں دوزخ کی طرف بلاتے تھے۔ چنانچہ ان ظالموں کا دنیا میں کیسا برا انجام ہوا۔ اور ان گمراہی کے ائمہ پر دنیا میں بھی لعنت پڑی۔ اور علاوہ اس کے قیامت کے دن زبوں حال ہونگے۔

ثبوت دوم

(وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝)

سورہ الحج رکوع ۱ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور بعضے وہ لوگ ہیں جو اللہ کے معاملہ میں بے سمجھی سے جھگڑتے ہیں اور ہر شیطان سرکش کے کہنے پر چلتے ہیں۔ جس کے حق میں لکھا جا چکا ہے کہ جو اسے یار بنائے گا۔ تو وہ اسے گمراہ کرکے رہے گا۔ اور اسے دوزخ کے عذاب کا راستہ دکھائے گا۔

حاصل

یہ نکلا کہ بعض آدمی شیطانوں کی راہنمائی کے مطابق چلتے ہیں۔ حالانکہ شیطان کے متعلق اللہ تعالےٰ کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ جو شخص بھی اس کے ساتھ دوستی رکھیگا تو وہ اسے گمراہ کر دیگا۔ اور اُسے دوزخ کا راستہ دکھائے گا۔

ایک خدشہ اور اُس کا جواب

اگر کسی کے دل میں یہ خدشہ پیدا ہو کہ شیطان تو انسان کو نظر نہیں آتا۔ تو پھر وہ انسان کو گمراہ کس طرح کرسکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شیطانوں کی دو قسمیں ہیں۔ بعض انسان بظاہر تو انسان نظر آتے ہیں۔ مگر اندر کے حالات کے لحاظ سے بالکل مکمل شیطان ہوتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی آخری سورت (سورہ الناس) کے آخری لفظ کا یہی ترجمہ ہے۔ کہ بعض انسان بالکل صحیح معنی میں شیطان ہوتے ہیں۔ ہاں انسانوں کی طرح جنوں میں بھی بعض شیطان ہوتے ہیں۔ (سارے نہیں۔ کیونکہ جنوں میں بعض صحابہ کرام بھی تھے۔ اور ان میں سے بعض اللہ تعالےٰ کے بڑے نیک بندے خدا پرست۔ خدا ترس۔ شریف الطبع وغیرہ صفات حمیدہ سے متصف بھی ہوتے ہیں) جنوں میں سے جو شیطان ہوتے ہیں۔ وہ انسان کے دل میں (برائی اور بے راہ روی کا) خیال ڈال دیتے ہیں۔ ان کی راہ نمائی کے مطابق انسان غلط کام کرنے لگ جاتا ہے۔ انسان یہ خیال کرتا ہے کہ اس کام میں میری عقل راہنمائی کر رہی ہے۔ حالانکہ یہ خیال غلط ہوتا ہے۔ بلکہ وہ غلط راستہ شیطان کی طرف سے دل میں القاء شدہ ہوتا ہے۔

ہاں اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے ایسے درجے والے بھی ہوتے ہیں جو شیطان کے القاء کو بھانپ جاتے ہیں

(اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹۔

ترجمہ بیشک جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں۔ جب انہیں کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آتا ہے۔ تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں۔ پھر اچانک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ " پہلے (گزشتہ آیت میں) تو تنہا حضورؐ کو خطاب تھا۔ گو حکم استعاذہ میں سب شامل تھے۔ اب عام متقین (خدا ترس پرہیزگاروں) کا حال بیان فرماتے ہیں یعنی عام متقین کے حق میں یہ مجال نہیں کہ شیطان کا گزر ان کی طرف ہو۔ اور کوئی چرکہ لگا جائے۔ البتہ متقین کی شان یہ ہوتی ہے۔ کہ شیطان کے اغوا سے ممتد غفلت میں نہیں پڑتے۔ بلکہ ذرا غفلت ہوئی اور خدا کو یاد کرکے چونک پڑے۔ ٹھوکر لگی۔ اور معاً سنبھل گئے۔ سنبھلتے ہی آنکھیں کھل گئیں۔ غفلت کا پردہ اٹھ گیا۔ نیکی بدی کا انجام سامنے نظر آنے لگا۔ اور

. . . . . .

. . . . . .

بہت جلد نازیبا کام رُک گئے۔ باقی غیر متقین (جن کے دل میں خدا کا ڈر نہ ہو۔ اور جنہیں شیطان کی برادری کہنا چاہیئے۔ ان کا حال یہ ہے۔ کہ شیاطین ہمیشہ نہیں گمراہی میں کھینچے چلے جاتے ہیں۔ اور رگیدنے میں ذرا کمی نہیں کرتے۔ اِدھر یہ لوگ ان کی اقتدا و پیروی میں کوتاہی نہیں کرتے۔ اور اس طرح ان شیاطین کے غرور و سرکشی کو اور زیادہ بڑھاتے رہتے ہیں۔ بہر حال متقی کی شان یہ ہے کہ جب شیطان دق کرے۔ فوراً خُدا سے پناہ مانگے۔ دیر نہ کرے۔ ورنہ غفلت میں عادی ہوکر رجوع الی اللہ کی توفیق بھی نہیں رہے گی۔

جس طرح بہشت میں پہنچانے والے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے بعد

حق پرست علماء کرام (جو فقط کتاب و سنۃ کی روشنی میں خود چلتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی رہنمائی بھی اسی ضابطہ کے ماتحت کرتے ہیں) ان سے اُوپر صحابہ کرام۔ ان سے اُوپر رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے اُوپر حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

بعینہٖ اسی طرح

قیامت تک پیدا ہونے والی نسل انسانی کے لئے ابلیس کے نائبین مخلوقِ خُدا کو گمراہ کرتے رہیں گے۔ اگرچہ ابلیس لعین کا سلسلہ بھی آدم علیہ السلام کے دُنیا میں آنے کے وقت سے ہی چلا آ رہا ہے۔ مگر آج کل کے زمانہ کے لحاظ سے یوں تعبیر کیا جائے گا۔ کہ آج کل بھی شیاطین الانس والجن اللہ تعالےٰ کی کتاب پاک (قرآن مجید) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت سے ہٹا کر کچھ اور ہی قسم کا خود ساختہ دین لوگوں کو سکھائینگے۔ اور اسی کو دن رات پھیلائیں گے۔ اور ہمیشہ کتاب و سنت کی روشنی میں صحیح راہ نمائی کرنے والے اللہ تعالےٰ کے بندوں کی توہین و تذلیل کرتے رہیں گے (جس طرح دشمنانِ اسلام رحمۃ للعالمین کی توہین کرنے میں بڑی چوٹی کا زور لگاتے تھے) اور جس طرح حق پرستوں کے سلسلہ کی کڑی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر جا پہنچی ہے۔ اور اس سے اُوپر اللہ تعالےٰ کی ذات پاک تک جا پہنچتی ہے۔ اسی طرح شیاطین الانس والجن کے سلسلہ کی آخری کڑی ابلیس لعین تک جا پہنچتی ہے۔ علاوہ اپنے نمائندوں کے وہ خود بھی قیامت تک زندہ رہے گا۔

شیطان کے نمائندوں کا روزانہ فساد پھیلانے کے لئے دنیا میں جانا

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اِبْلِیْسَ یَضَعُ عَرْشَہٗ عَلَی الْمَاءِ ثُمَّ یَبْعَثُ سَرَایَاہُ یَفْتِنُوْنَ النَّاسَ فَاَدْنَاھُمْ مِنْہُ مَنْزِلَۃً اَعْظَمُھُمْ فِتْنَۃً یَجِیْٓءُ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ فَعَلْتُ کَذَا وَکَذَا فَیَقُوْلُ مَا صَنَعْتَ شَیْئًا قَالَ ثُمَّ یَجِیْٓءُ اَحَدُھُمْ فَیَقُوْلُ مَا تَرَکْتُہٗ حَتّٰی فَرَّقْتُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ اِمْرَاَتِہٖ قَالَ فَیُدْنِیْہِ مِنْہُ وَیَقُوْلُ نِعْمَ اَنْتَ قَالَ الْاَعْمَشُ اَرَاہُ قَالَ فَیَلْتَزِمُہٗ رواہ مسلم

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے۔ پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے۔ تاکہ لوگوں کو گمراہ کریں۔ پھر اس شیطان کے سب سے قریب ان میں سے مرتبہ کے لحاظ سے وہ ہوتا ہے جو فتنہ پردازی کے لحاظ سے ان میں سے سب سے زیادہ ہو۔ ان میں سے ایک شیطان کے پاس آتا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ مَیں نے اس طرح اس طرح کیا ہے۔ پھر (شیطان) کہتا ہے تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا پھر ان میں سے ایک آتا ہے۔ پھر کہتا ہے۔ مَیں نے اس شخص کو چھوڑا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ مَیں نے اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جُدائی ڈلوا دی (یعنی طلاق دلوا دی) آپؐ نے فرمایا۔ پھر وہ شیطان اس کو اپنے سے قریب کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ تم بہت اچھے آدمی ہو۔ الحمش (راوی) کہتا ہے۔ مجھے یہ بھی خیال آتا ہے۔ کہ آپؐ نے فرمایا۔ پھر وہ شیطان اسے اپنے گلے لگا لیتا ہے۔

قیامت کے دن شیطان کا اپنے تابعداروں سے بیزاری کا اعلان اور اپنے تابعداروں کو مجرم قرار دینا

(وَقَالَ الشَّیْطٰنُ لَمَّا قُضِیَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰہَ وَعَدَکُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّکُمْ فَاَخْلَفْتُکُمْ وَمَا کَانَ لِیَ عَلَیْکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُکُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ ج فَلَا تَلُوْمُوْنِیْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَکُمْ ط مَآ اَنَا بِمُصْرِخِکُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِیَّ ط اِنِّیْ کَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَکْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ط اِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○

سورہ ابراہیم رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور جب فیصلہ ہو چکے گا۔ تو شیطان کہے گا۔ کہ بے شک اللہ نے تم سے سچّا وعدہ کیا تھا۔ اور مَیں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر مَیں نے وعدہ خلافی کی اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا۔ کہ مَیں نے تمہیں بُلایا۔ پھر تم نے میری بات کو مان لیا۔ پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک (خُدا) بناتے تھے۔ بیشک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ شیطان لعین جو روز ازل سے اللہ تعالےٰ کے بندوں کو گمراہ کرنے کا ٹھیکہ لے کر آیا تھا۔ اور اسی اعلان کی بنا پر ہر دور زمانہ میں کروڑہا انسانوں کو گمراہ کرتا رہا۔ اور آج اپنے آپ کو بری الذمہ بنا کر اپنے گمراہ ہونے والے یاروں کو مجرم بنا رہا ہے کہ میرا تم پر زور تو کوئی نہیں تھا۔ البتہ یہ ہوتا رہا۔ کہ مَیں نے تمہیں اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کے لئے آواز دی۔ اور تم میری آواز پر اس گناہ کے کام میں شریک ہونے کے لئے اُٹھ دوڑے۔ اب سوچو کہ قصور میرا ہے یا تمہارا۔

مثلاً

مَیں نے سینما والوں سے اتنا ہی ون کو رہڑی پر لکھوا کر اعلان کروایا۔ کہ آج رات فلاں سینما میں یہ دکھایا جائے گا۔ "شادی کی پہلی رات" بس تم مرد و زن اُٹھ دوڑے۔ یا

مثلاً

مَیں نے اتنا ہی اپنے دوستوں سے اعلان کرا دیا

ضرورت مند کی مدد کرنے پر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ابنِ آدمؑ سے فرمائے گا کہ: اے ابن آدم میں بیمار پڑا تھا تو نے میری خبر نہیں لی؟ بندہ عرض کرے گا: اے میرے مالک اور پروردگار! میں کیسے آپ کی تیمارداری یا بیمار پرسی کر سکتا تھا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے علم نہیں ہوا تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار پڑا تھا تو نے اس کی عیادت نہیں کی اور خبر نہیں لی؟ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کی خبر لیتا اور تیمارداری کرتا تو مجھے اس کے پاس ہی پاتا؟ اے ابنِ آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے نہیں کھلایا؟ بندہ عرض کرے گا: (خداوندا!) میں آپ کو کیسے کھانا کھلا سکتا تھا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے اس کو کھانا نہیں دیا، کیا تجھے علم نہیں ہے کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو اس کو میرے پاس پالیتا۔ اے ابن آدم میں نے پینے کے لئے تجھ سے (پانی) مانگا تھا تو نے مجھے نہیں پلایا؟ بندہ عرض کرے گا: میں آپ کو پانی کیسے پلاتا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فلاں بندے نے تجھ سے پینے کے لئے پانی مانگا تھا تو نے اس کو نہیں پلایا اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو اس کو میرے پاس پالیتا۔ صحیح مسلم

تھا۔ کہ فلاں چودھری کے بیٹے کی شادی پر آج رات کو فلاں رنڈی کا گانا اور ناچ ہوگا۔ اور تم اُٹھ دوڑے یا

مثلاً

مَیں نے اپنے دوستوں سنیما والوں سے اُٹا ہی ریڑی پر لکھوا کر شہر میں دن کو اعلان کرا دیا تھا۔ " دو گھڑی کی موج" اور میرے دوستو تم رات کو اُٹھ دوڑے۔ پھر رات کو جاگ کر نیند بھی گنوائی۔ ٹکٹ خرید کرنے میں دن کی حلال کمائی حرام میں گنوائی۔ تم ہی انصاف کرو۔ کہ قصور میرا ہے۔ یا تمہارا۔ کیا مَیں نے تمہیں مجبور کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو چھوڑ کر میرا حکم مانو۔

میرے دوستو

آج مَیں تمہارے کام نہیں آسکتا۔ اور تم میرے کام نہیں آسکتے۔ آج تو ہم سب کو دوزخ میں جانا ہی پڑے گا۔

اے موجودہ دور کے اِنسانو

گزشتہ ساری معروضات کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب آخروی سے بچنا کی فقط ایک ہی تدبیر ہے کہ کتاب الٰہی (قرآن مجید) کو اپنی زندگی کا دستور العمل مان لو۔ اور اس دستور العمل پر عمل کرنے کے لئے سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے لئے نمونہ بنا لو۔ جو شخص اس دستور العمل پر خود چلے۔ اور ہمیں چلائے وہ ہمارا ہادی اور ہمارا خیر خواہ ہے۔ ایسے حضرات کی تابعداری ہماری لئے دُنیا اور آخرت دونوں جگہ رحمت ہی رحمت ہے۔ اور جو شخص

اس پروگرام سے ہٹا ہُوا ہو

وہ خود گمراہ ہے۔ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔ خواہ وہ عالمانہ بھیس میں آئے یا فقیری بھیس میں آئے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ اور ہمیں ان کے شر سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

وما علینا الا البلاغ و افوض امری الی اللہ
ان اللہ بصیر بالعباد۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ یکم ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۰ جون ۱۹۵۸ء

حضرت یوسفؑ کے ایک مختصر سے بیان میں نصائح

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

برادرانِ اسلام - اللہ جل شانہ، نے سورۂ انعام کے رکوع ۱۰ میں ۱۸ انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے - اور ان ۱۸ حضرات میں ایک حضرت یوسف علیہ السلام بھی ہیں - ان ۱۸ حضرات کے اسماء گرامی ذکر کرنے کے بعد فرمایا ہے -

(اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰىھُمُ اقۡتَدِہۡ)

ترجمہ - یہ وہ لوگ تھے جنہیں اللہ نے ہدایت دی - سو تو ان کے طریقہ پر چل -

سب کا طریقہ ایک ہی ہے

برادران اسلام - دراصل تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتیں اصول میں متحد و متفق ہیں - ہاں ان اصول مسلمہ کو سانچوں میں ڈھالنے کے وقت مختلف صورتیں ہر دور کے انسانوں کی ذہنیت کے مناسب اختیار کی جاتی ہیں مثلاً ایک بسکٹ بنانے والا کارخانہ دار بسکٹ بنانے کے لئے میدہ وغیرہ ملا کر ایک من آٹا تیار کر لیتا ہے - اب اس ایک ہی آٹے کو مختلف سانچوں میں ڈالتا ہے - کوئی بسکٹ گول ہے تو کوئی لمبا - اور کوئی چورس ہے - بعینہٖ اسی طرح حضرات انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں رُوح ایک ہے - البتہ احکام کی صورتوں میں اختلاف ہُوا کرتا ہے -

آج

حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت مبارکہ کی جھلک پیش کرنا چاہتا ہوں - اس میں اُمۃ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے لئے ہدایت کے انوار نظر آئینگے -

اگر

ہم مسلمان ان انوار کو اپنی زندگی کا مشعل راہ بنائیں گے - تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید واثق بلکہ یقین کامل ہے کہ داخلہ جنت کا ٹکٹ مل جائے گا -

حضرت یوسف علیہ السلام کے ایک مختصر سے بیان میں نصائح

آپ کا بیان

(رَبِّ قَدۡ اٰتَیۡتَنِیۡ مِنَ الۡمُلۡکِ وَ عَلَّمۡتَنِیۡ مِنۡ تَاۡوِیۡلِ الۡاَحَادِیۡثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۟ اَنۡتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ ۚ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ۝)

سورہ یوسف رکوع ۱۱ پارہ ۱۳

ترجمہ - اے میرے رب تو نے مجھے کچھ حکومت دی ہے اور مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم سکھایا ہے - اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے دُنیا اور آخرت میں تُو ہی میرا کارساز ہے - تو مجھے اسلام پر موت دے - اور مجھے نیک بختوں میں شامل کر دے -

اس بیان کے اندر نصیحتیں

پہلی

(رَبِّ قَدۡ اٰتَیۡتَنِیۡ مِنَ الۡمُلۡکِ)

ترجمہ - اے میرے رب - تُو نے مجھے کچھ حکومت دی ہے -

حضرت یوسف علیہ السلام کے اس فقرے سے یہ بات صاف معلوم ہوتی ہے - کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس دُنیا کے ہر فضل و کمال کو اللہ تعالےٰ کا فضل خیال کرتے ہیں -

عبرت

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ عزّت کا جو عہدہ دُنیا میں ملے - اسے محض اللہ تعالےٰ کا فضل اور احسان خیال کیا جائے - اسکا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی نعمت کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کی جائے - بلکہ اسکا مطلب یہ ہے کہ اس عہدہ پہ فائز ہونے کے اور بھی مستحق ہو سکتے تھے یہ اللہ تعالیٰ کا ہی فضل ہے کہ اس نے اس عہدے پر مجھے ہی ممتاز فرمایا -

ایک بے دین حاکم کا اعلان

(وَنَادٰی فِرۡعَوۡنُ فِیۡ قَوۡمِہٖ قَالَ یٰقَوۡمِ اَلَیۡسَ لِیۡ مُلۡکُ مِصۡرَ وَھٰذِہِ الۡاَنۡھٰرُ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِیۡ ۚ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ۝)

سورہ الزخرف رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ - فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرکے کہدیا - اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں - اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے نہیں بہ رہیں - پھر تم کیا نہیں دیکھتے -

یہ متکبّرانہ اعلان

محض اس لئے کر رہا ہے - کہ پیغمبر کی کی صحبت سے فیض یافتہ نہیں ہے - بجائے اس کے کہ مصر کی حکومت کو اللہ تعالےٰ کا فضل اور احسان سمجھتا - اسے اپنی ذاتی قابلیّت اور ذاتی مملکت کا نتیجہ خیال کرکے یہ متکبرانہ اعلان کر رہا ہے -

نتیجہ

اس متکبرانہ اعلان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب تک انسان پیغمبر کی تعلیم سے فیضیافتہ نہ ہو - وہ بیوقوف اور بے سمجھ ہوتا ہے اسے صحیح بات کرنے کا بھی سلیقہ نہیں ہوتا - اور اسی طرح محسن حقیقی کی نعمتوں کی ناشکر گزاری کا بالآخر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ایسا انسان اور اگر ایسی کوئی جماعت ہو تو وہ لوگ

عذاب الٰہی میں مُبتلا ہو کر

دُنیا سے رُخصت ہوتے ہیں - چنانچہ فرعون اور اس کی قوم کی موت کا نظارہ ملاحظہ ہو (فَاسۡتَخَفَّ قَوۡمَہٗ فَاَطَاعُوۡہُ ؕ اِنَّھُمۡ کَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ ۝ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوۡنَا انۡتَقَمۡنَا مِنۡھُمۡ فَاَغۡرَقۡنٰھُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ۝ فَجَعَلۡنٰھُمۡ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلۡاٰخِرِیۡنَ ۧ)

سورہ الزخرف رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ - پس اس (فرعون) نے اپنی قوم کو احمق بنا دیا - پھر اس کے کہنے میں آگئے - کیونکہ وہ بدکار لوگ تھے - پس جب انہوں

نے ہمیں غصّہ دلایا۔ تو ہم نے ان سے بدلہ لیا۔

پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔ پھر ہم نے انہیں گئے گزرے اور پیچھے آنے والوں کے لئے کہاوت بنا دیا۔

بلکہ فرعونی لعنت کی موت سے

مرے (وَاسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ إِلَيْنَا لَا يُرْجَعُونَ ۝ فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ۝ وَجَعَلْنَاهُمْ أَئِمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُنْصَرُونَ ۝ وَأَتْبَعْنَاهُمْ فِي هَٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ ۝)

سورہ القصص رکوع ۴ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ اور اس (فرعون) نے اور اس کے لشکروں نے ملک میں ناحق تکبّر کیا۔ اور خیال کیا۔ کہ وہ ہماری طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا۔ پھر اُنہیں دریا میں پھینک دیا۔ سو دیکھ لو۔ ظالموں کا کیا انجام ہُوا۔ اور ہم نے انہیں پیشوا بنایا۔ وہ دوزخ کی طرف بُلاتے تھے۔ اور قیامت کے دن انہیں مدد نہیں ملے گی۔ اور ہم نے اس دُنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی اور وہ قیامت کے دن بھی بد حالوں میں ہوں گے۔

دُوسری (نصیحت)

(فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ)

ترجمہ۔ اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے!

حضرت یوسف علیہ السلام کے اس اعلان کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آسمان یا زمین کی کسی چیز سے بھی ہمیں نفع اُٹھانے کی ضرورت پیش آئے تو فقط ایک اللہ جل شانہٗ سے ہی درخواست کرنی چاہئے۔ کہ اے اللہ میں تیری مخلوقات میں سے فلاں چیز کا محتاج ہوں۔ تو مہربانی فرما کر وہ چیز اپنے خزانے میں سے کسی نہ کسی صورت سے عطا فرما۔ اور اس دُعا کو مسلسل جاری رکھے۔ تا آنکہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے منظوری آئے۔ اور وہ چیز میسّر آئے اور ہماری حاجت پوری ہو جائے۔ جب تک ہماری حاجت پوری نہ ہونے پائے۔ اس کا دروازہ چھوڑ کر کسی اور کے دروازہ پر نہ جائے۔ اور جب اللہ تعالےٰ کے فضل سے کام پُورا ہو جائے تو شکریہ بھی فقط اسی کا ادا کیا جائے۔ ورنہ کام بھی نہیں ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ بھی ناراض ہو جائیگا کہ یہ شخص میرا بندہ ہو کر مجھ سے مُنہ موڑ کر غیر کے دروازہ پر چلا گیا۔ اور پھر اس کی عاجزی اور بیکسی کو دیکھ کر اس کا کام تو میں نے کیا۔ اور اب یہ شخص بے سمجھی سے شکریہ غیر کا ادا کر رہا ہے۔

تیسری (نصیحت)

(انت ولی فی الدنیا والاخرۃ)

ترجمہ۔ دُنیا اور آخرت میں تو ہی میرا کارساز ہے۔

اس فقرہ سے ہر انسان (خواہ جاہل ہو یا عالم) بآسانی یہ سمجھ سکتا ہے کہ انسان کا کارساز یعنی حاجت روا سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ اس مضمون کی تائید میں قرآن مجید میں دوسری جگہ یہ ارشاد ہے (أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ۝)

سورہ النمل رکوع ۵ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ بھلا کون ہے جو بیقرار کی دُعا قبول کرتا ہے اور بُرائی کو دُور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے۔ تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔

نتیجہ

اگر مذکورہ الصدر آیت پر مسلمان عمر بھر عمل کرے۔ تو اس کے اندر شرک پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ اور جس شخص کے دل میں شرک نہ ہو بلکہ توحید خالص کا نور پایا جائے۔ اس شخص کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی یقینی ہے اور نجات بھی یقینی ہے۔

تیسری (نصیحت)

حضرت یوسف علیہ السلام کے اس ارشاد (توفنی مسلماً) میں بھی مسلمان کے لئے نصیحت ہے۔ اس فقرے کا ترجمہ یہ ہے۔ "تو مجھے اسلام پر موت دے" یعنی میری موت کا وقت آئے۔ اس وقت بھی میرے دل میں یہ جذبہ موجزن ہو۔ کہ اے اللہ میں تیرا ہر حکم دل سے ماننے کے لئے تیار ہوں + اگر دل میں یہ جذبہ موت کے وقت بھی مکمل طور پر پایا جائے۔ تو خُدا کے فضل سے مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ اس شخص سے راضی ہوگا۔ اور وہ شخص بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوگا۔ اور اس قبولیت کی برکت سے اس کی قبر بہشت کا باغ بن جائے گی۔ ایک حدیث شریف کا مضمون میرے ان الفاظ کی تائید کر رہا ہے۔ حدیث شریف میں اس قسم کے الفاظ ہیں۔ "اِنّ اللہ لا ینظر الی صورکم واموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم"؟ بیشک اللہ تمہاری صورتوں کو اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے عملوں کو دیکھتا ہے۔ لہٰذا جب یہ دل سے استدعا کر رہا ہے۔ کہ اے اللہ مجھے اپنا فرمانبردار بندہ بنا۔ تو اللہ تعالےٰ اس کی دُعا قبول فرمائیگا۔ اور اس کو فرمانبردار بننے کی توفیق عطا فرمائیگا۔ اور اس کا خاتمہ بالخیر ہوگا۔ اللھم اجعلنا منھم

چوتھی (نصیحت)

(وَاَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِيْنَ ۝)

ترجمہ۔ اور مجھے نیک بختوں میں شامل کر دے۔

اس کا مطلب یہ ہوگا کہ میں مرنے کے بعد تیرے نیک بخت بندوں کی فہرست میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ اے اللہ تو میری دُعا قبول فرما۔ اور اپنے فضل و کرم سے مرنے کے بعد مجھے اپنے نیک بندوں کی فہرست میں شامل کر دینا۔ انسان کی فطرت کا یہ تقاضا ہے۔ کہ جس چیز کے حاصل کرنے کا انسان کے دل میں شوق پیدا ہو جائے۔ . . . . . .

. . . . . تو پھر حتی الوسع اس چیز کے حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ جب یہ شخص صالحین کی فہرست میں شامل ہونے کا شوق رکھتا ہے تو حتی الوسع اس جماعت میں شامل ہونے کی کوشش بھی کرے گا۔ اور جب دلی شوق کے ساتھ کوشش بھی کرے گا تو انشاء اللہ تعالےٰ بارگاہ الٰہی میں اس کی سعی منظور ہو جائیگی۔ چنانچہ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

(وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ۝)

سورہ العنکبوت رکوع ۷ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی۔ ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سمجھا دینگے۔ اور بیشک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ اپنے ان مخلص بندوں کی دُعا قبول فرمائے گا۔ اور انہیں مرنے کے بعد اپنے نیکوکار بندوں کی فہرست

میں شامل کرلے گا۔ اللھم اجعلنا منھم

پانچویں (نصیحت)

یہ پانچویں نصیحت حضرت یوسفؑ کے ارشادات ہی میں سے لی گئی ہے۔ البتہ پہلی چاروں ایک ہی آیت سے لی گئی تھیں۔ یہ پانچویں دوسری آیت سے لی گئی ہے۔ فرماتے ہیں۔

(وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي ۚ إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

سورہ یوسف رکوع ۷ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا بیشک نفس تو بُرائی سکھاتا ہے۔ مگر جس پر میرا رب مہربانی کرے۔ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

باوجودیکہ آپ پیغمبر ہیں

اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں۔ ان حضرات سے نہ صغیرہ نہ کبیرہ کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ مگر آپ کی کسرِ نفسی ملاحظہ ہو۔ اسی آیت میں ارشاد ہو رہا ہے کہ میں اپنے آپ کو گناہوں سے پاک نہیں سمجھتا۔

عبرت

اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو یہ نعمت نصیب فرمائے کہ اپنے آپ کو ہر گناہ سے بچائیں۔ اور پھر بھی ہمارے نفس میں یہ غرور پیدا نہ ہو۔ کہ ہم پاکباز ہیں۔ بلکہ یہی خیال رہے۔ کہ ممکن ہے۔ ہم کئی ایسے گناہوں میں مبتلا ہوں جو حقیقت میں گناہ ہیں۔ مگر ہم انہیں گناہ نہیں سمجھتے۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالےٰ وہ گناہ ہمارے سامنے لائے گا۔ اور جب فرمائے گا کہ فلاں فلاں گناہ کیوں کیا کرتے تھے۔ ہمارے پنجاب میں ایک کہاوت ہے "جو کرے۔ وہ بھی ڈرے۔ اور جو نہ کرے وہ بھی ڈرے۔"

لہٰذا

انسان کا معاملہ اپنے رب سے ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ کہ گناہ کرے۔ تو بھی ڈرے اور نہ کرے تو بھی ڈرے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جن چیزوں کو ہم معمولی سمجھتے تھے وہ ہوتے ہوتے ایک پہاڑ بن گئے ہوں۔

چھٹی (نصیحت)

حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت سے ایک ایسی نصیحت ہمیں حاصل ہوتی ہے جو ایک ہی بہشت کا ٹکٹ دلانے کے لئے کافی ہے۔ وہ اس آیت میں ملاحظہ ہو۔ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَن نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝

سورہ یوسف رکوع ۳ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور پھسلایا اس کو اس عورت نے جس کے گھر میں تھا۔ اپنا جی تھامنے سے اور بند کر دیئے دروازے اور شتابی کر۔ کہا خدا کی پناہ۔ وہ عزیز (عورت کا خاوند) میرا مالک ہے۔ مجھ کو اچھی طرح رکھا ہے۔ بیشک بھلائی نہیں پاتے۔ جو لوگ کہ بے انصاف ہوں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ "اُدھر تو الطاف غیبیہ حضرت یوسف علیہ السلام کی عجیب و غریب طریقہ سے تربیت فرما رہے تھے۔ ادھر عزیز کی بیوی (زلیخا) نے ان کے سامنے ایک نہایت ہی مزلۃ الاقدام موقع امتحان کا کھڑا کر دیا یعنی حضرت یوسف (علیہ السلام) کے حسن و جمال پر زلیخا مفتون ہوگئی۔ اور دل کشی اور ہوش ربائی کے سارے سامان، جمع کرکے چاہا کہ یوسف (علیہ السلام) کے دل کو ان کے قابو سے باہر کردے۔ ایک طرف عیش و نشاط کے سامان، نفسانی جذبات پورے کرنے کے لئے ہر قسم کی سہولتیں، یوسف علیہ السلام کا ہر وقت زلیخا کے گھر میں موجود رہنا، اس کا نہایت محبت اور پیار سے رکھنا، تنہائی کے وقت خود عورت کی طرف سے ایک خواہش کا بیتابانہ اظہار کسی غیر کے آنے جانے کے سب دروازے بند، دوسری طرف جوانی کی عمر، قوت کا زمانہ، مزاج کا اعتدال، تجرد کی زندگی، یہ سب دواعی و اسباب ایسے تھے۔ جن سے ٹکرا کر بڑے سے بڑے زاہد کا تقوےٰ بھی پاش پاش ہو جاتا۔ مگر خدا نے جس کو محسن قرار دیکر علم و حکمت کے رنگ میں رنگین کیا اور پیغمبرانہ عصمت کے بلند مقام پر پہنچایا۔ اس پر کیا مجال تھی۔ کہ شیطان کا قابو چل جاتا۔ اس نے ایک لفظ کہا۔ "معاذ اللہ" (خدا کی پناہ) اور شیطانی جال کے سارے حلقے توڑ ڈالے۔ کیونکہ جس نے خدا کی پناہ لی۔ اس پر کس کا وار چل سکتا ہے۔ یعنی خدا کی پناہ میں ایسی قبیح حرکت کیسے کر سکتا ہوں؟ علاوہ بریں "عزیز" میرا مربی ہے۔ جس نے مجھے ایسی عزت و راحت سے رکھا۔ کیا میں اپنے محسن کے ناموس پر حملہ کروں؟ ایسی محسن کشی اور بے انصافی کرنے والے کبھی بھلائی اور کامیابی کا منہ نہیں دیکھ سکتے۔ نیز جب ظاہری مربی کا ہم کو اس قدر پاس ہے کہ اس پروردگار حقیقی سے ہمیں کس قدر شرمانا اور حیا کرنا چاہیئے۔ جس نے محض اپنے فضل سے ہماری تربیت فرمائی اور اپنے بندوں کو ہماری خدمت پر مامور فرمایا۔"

عبرت

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ایسے نازک موقعہ پر (اگر خدانخواستہ کبھی پیش آجائے) تو خوفِ خدا کی برکت سے اپنا ایمان بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

چھٹی (نصیحت)

(وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَن نَّفْسِهِ ۖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۖ إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۖ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَٰذَا بَشَرًا ۚ إِنْ هَٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ۝ قَالَتْ فَذَٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ ۖ وَلَقَدْ رَاوَدتُّهُ عَن نَّفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ ۖ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ الصَّاغِرِينَ ۝ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ ۖ وَإِلَّا تَصْرِفْ عَنِّي كَيْدَهُنَّ أَصْبُ إِلَيْهِنَّ وَأَكُن مِّنَ الْجَاهِلِينَ ۝) سورہ یوسف رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور عورتوں نے شہر میں چرچا کیا۔ کہ عزیز کی عورت اپنے غلام کو چاہتی ہے۔ بیشک اس کی محبت میں فریفتہ ہوگئی ہے۔ ہم تو اسے صریح غلطی پر دیکھتی ہیں۔ پھر جب عزیز کی

بیوی نے ان کی ملامت سُنی تو انہیں بُلا بھیجا - اور ان کے واسطے ایک مجلس تیار کی - اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک چُھری دی - اور کہا - ان کے سامنے نکل آ - پھر جب انہوں نے اسے دیکھا - تو حیرت میں رہ گئیں - اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے - اور کہا - اللہ پاک ہے - یہ انسان تو نہیں ہے - یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے - کہا یہی وہ ہے کہ جس کے معاملہ میں تم نے مجھے ملامت کی تھی - اور البتہ تحقیق مَیں نے اس سے دلی خواہش کی تھی - پھر اس نے اپنے آپ کو روک لیا - اور اگر وہ میرا کہنا نہ مانے گا تو ضرور قید کر دیا جائیگا اور ذلیل ہو کر رہے گا - یوسف (علیہ السلام) نے کہا - اے میرے رب میرے لئے قید خانہ بہتر ہے - اس کام سے - کہ جس کی طرف مجھے بُلا رہی ہیں - اور اگر تو مجھ سے ان کا فریب دفع نہ کرے گا تو ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا - اور جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا -

اللہ تعالیٰ نے اس دُعا کو قبول فرمالیا

(فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝)

سورہ یوسف رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ - پھر اس کے رب نے اس کی دُعا قبول کر لی - پس ان کا فریب اس سے دُور کر دیا گیا - کیونکہ وہی سُننے والا جاننے والا ہے -

اس واقعہ کے ذکر کے دوران میں چند سطور پہلے عبرت کے ماتحت عرض کر چکا ہوں - کہ اللہ تعالےٰ ہمیں بھی اسی طرح شیطان کے شر سے بچائے - اور ایمان سلامت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے -

حاشیہ شیخ الاسلام

ان آیات پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو - " یعنی شدہ شدہ شہر کی عورتوں نے کہنا شروع کیا - کہ عزیز کی عورت اپنے نوجوان پر مفتون ہو گئی - چاہتی ہے کہ اس کے نفس کو بے قابو کر دے - غلام کی محبت اس کے دل کی تہ میں پیوست ہو چکی ہے حالانکہ ایسے معزز عہدہ دار کی بیوی کے لئے یہ سخت شرمناک بات ہے کہ وُہ ایک غلام پر گرنے لگے - ہمارے نزدیک اس معاملہ میں وہ علانیہ غلطی پر ہے - عورتوں کی گفتگو کو مکر " فریب " اس لئے کہا - کہ مکاروں کی طرح چھپ چھپ کر یہ باتیں کرتی تھیں - اور زلیخا پر طعن کر کے گویا اپنی پارسائی کا اظہار مقصود تھا - حالانکہ یوسف (علیہ السلام) کے بے مثال حسن و جمال کا شہرہ جس عورت کے کان میں پڑتا تھا اس کی دید کا اشتیاق دل میں چٹکیاں لینے لگتا تھا - کچھ بعید نہیں کہ زلیخا پر طعن و تشنیع اور نکتہ چینی کرنے والیوں کے دلوں میں یہی غرض پوشیدہ ہو کہ زلیخا کو غصّہ دلا کر کسی ایسی حرکت پر آمادہ کر دیں جو یوسف کے دیدار کا سبب بن جائے - یا زلیخا کے دل میں اس کی نفرت بٹھا کر اپنی طرف مائل کرنے کا موقعہ نکالیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ زلیخا نے بعض عورتوں کو اس معاملہ میں اپنا رازدار بنایا ہو - اس نے رازداری کی جگہ پردہ دری اور خوردہ گیری شروع کر دی - بہرحال ان کی گفتگو کو لفظ " مکر " سے ادا کرنے میں یہ سب احتمالات ہیں - (پھر) دعوت کر کے ان عورتوں کو بُلوا بھیجا - اور کھانے پینے کی ایک مجلس ترتیب دی - جس میں بعض چیزیں چاقو سے تراش کر کھانے کی تھیں - چنانچہ کھانے اور میوے وغیرہ ان کے سامنے چُن کر ہر ایک عورت کے ہاتھ میں ایک چاقو دے دیا - تا تراشنے کے قابل چیزوں کے کھانے میں کسی کو کلفتِ انتظار اُٹھانا نہ پڑے - یہ سب سامان درست کر کے اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو جو کہیں قریب ہی موجود تھے - آواز دی - کہ ادھر نکل آئے - نکلنا تھا کہ بجلی سی کوند گئی تمام عورتیں یوسفؑ کے حسن و جمال کا دفعتہً مشاہدہ کرنے سے ہوش و حواس کھو بیٹھیں اور مدہوشی کے عالم میں پھریوں سے پھلوں کی جگہ ہاتھ کاٹ لئے - گویا قدرت نے ایک مستقل دلیل یوسف علیہ السلام کی نزاہت و صداقت پر قائم فرما دی - کہ جس کے جمال بے مثال کی ذرا سی جھلک نے دیکھنے والی عورتوں کے حواس گم کر دیئے - بحالیکہ یوسفؑ نے آنکھ اُٹھا کر بھی ان کے حسن و خوبی کی طرف نہ دیکھا - تو یقیناً واقعہ یوں ہی ہُوا ہوگا - کہ زلیخا اس کے جمال ہوش ربا کو دیکھ کر ہوش و خرد کھو بیٹھی - اور وہ معصوم فرشتہ کی طرح اپنا دامن عفت بچاتا ہُوا صاف نکل گیا -

مذکور الصدر ایک کمال بھی بہشت میں پہنچانے کے لئے کافی ہے

زلیخا کی طرف سے التجا اور حضرت یوسفؑ کی عفت کا جو واقعہ بالتفصیل آپ پڑھ چکے ہیں یہ ایک خوبی بھی بہشت میں پہنچانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے -

اس کا ثبوت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسْجِدِ اِذَا خَرَجَ مِنْهُ حَتّٰى يَعُوْدَ اِلَيْهِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اِجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ اِمْرَاَةٌ ذَاتُ حَسَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهُ حَتّٰى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ

متفق علیہ -

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - سات آدمی ہیں - جنہیں اللہ اپنے سایہ میں جگہ دیگا - جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا - انصاف کرنیوالا حاکم - اور وہ نوجوان جس نے اللہ کی عبادت میں تربیت پائی ہے - اور وہ شخص جس کا دل مسجد سے اٹکا ہُوا ہے جب اس سے نکلتا ہے - تا آنکہ اس کی طرف لوٹ آئے - اور دو آدمی آپس میں اللہ واسطے دوستی رکھتے ہیں - اسی خیال سے اکٹھے ہوتے ہیں - اور اسی خیال کو دل میں رکھتے ہُوئے جُدا ہوتے ہیں - اور وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا - پھر اس کی آنکھوں سے آنسو بہ گئے اور وُہ شخص جس کو خوبیوں والی اور خوبصورت عورت نے دعوت دی - پھر اُس نے کہا - بیشک میں خدا سے ڈرتا ہوں - اور وہ شخص جس نے کوئی صدقہ دیا - پھر اسے چھپا کر دیا - یہاں تک کہ اس کا بایاں نہیں جانتا - کہ اس کے دائیں نے کیا خرچ کیا ہے -

دُعا

اللہ تعالےٰ ہر ایک مسلمان کو اتنا مضبوط ایمان نصیب فرمائے - کہ ایسے امتحان کے وقت میں اللہ تعالےٰ کے خوف کے باعث اپنے آپکو گناہ سے بچائے - آمین یا الٰہ العالمین -

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۸ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۲۷ جون ۱۹۵۸ء

آج کے مضمون کے تین حصّے ہیں

پہلا۔ اِنسان کے لئے یہ جہان امتحان گاہ ہے۔

دوسرا۔ امتحان کا لازمی نتیجہ ہے۔ کوئی کامیاب اور کوئی فیل

تیسرا۔ نتیجہ کا علم قبر میں داخل ہوتے ہی ہو جائیگا۔ اگر قبر بہشت کا باغ بنا دی گئی تو کامیاب ہوئے۔ اور اگر قبر دوزخ کا گڑھا بنا دی گئی تو ناکامیاب ہوئے۔

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ان مذکورۃ الصدر تینوں حصّوں کو علیحدہ علیحدہ عرض کیا جائے گا۔

پہلا حصّہ

اِنسان کے لئے یہ جہان امتحان گاہ ہے

ثبوتِ اوّل

(تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۙ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ)

سورہ الملک رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ وہ ذات با برکت ہے۔ جس کے ہاتھ میں سب حکومت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا۔ تاکہ تمہیں آزمائے۔ کہ تم میں کس کے کام اچھے ہیں۔ اور وہ غالب بخشنے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ دنیا میں موت و حیات کا سلسلہ انسان کے امتحان کے لئے چل رہا ہے۔ تاکہ ہر انسان کے متعلق یہ پتہ لگ سکے کہ کون شخص رضاء الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے اور کون سرکش ہوکر خود مختار بن جاتا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منہ

ثبوت دوم

(اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تمہیں نکمّا پیدا کیا ہے۔ اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤگے۔

حاشیہ شاہ عبدالقادرؒ صاحب

"یعنی دُنیا میں تو نیکی اور بدی کا اثر نہیں ملتا۔ اگر دوسرا دن نہ ہو بدلے کا۔ تو یہ سب کھیل تھا۔"

حاصل

یہ نکلا کہ انسان نکما اور بیکار پیدا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس کے پیدا کئے جانے کے بعد دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ کون ان میں سے وفادار اور فرمانبردار رہا۔ اور کس نے بغاوت و سرکشی کی۔

ثبوت سوم

(اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ یَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِیْنَ وَلِیْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۲ پارہ ۱۰

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ چھوڑ دیئے جاؤگے۔ حالانکہ ابھی اللہ نے ایسے لوگوں کو جُدا ہی نہیں کیا۔ جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا۔ اور اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو دلی دوست نہیں بنایا۔ اور اللہ تمہارے سب کاموں سے باخبر ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالےٰ تم سے امتحان لئے بغیر تمہیں چھوڑ دے گا۔ اگرچہ اللہ تعالےٰ تو ہر شخص کو امتحان لینے سے پہلے بھی جانتا ہے کہ یہ شخص کس قسم کا ہے۔ ہاں امتحان کے بعد ہر شخص کو علم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ شخص کھرا مسلمان ہے یا کھوٹا۔ کہ تکلیف آئی اور اسلام سے کنارہ کش ہوگئے۔

ثبوت چہارم

(اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ؕ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۲۶ پارہ ۲

ترجمہ۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ جنّت میں داخل ہو جاؤگے۔ حالانکہ تمہیں وہ (حالات) پیش نہیں آئے۔ جو ان لوگوں کو پیش آئے۔ جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ انہیں سختی اور تکلیف پہنچی۔ اور ہلا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ رسولؐ اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے۔ بول اُٹھے۔ کہ اللہ کی مدد کب ہوگی۔ سُنو۔ بیشک اللہ کی مدد قریب ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جس طرح پہلے اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں سے امتحان لئے گئے تھے اسی طرح تمہیں بھی تکلیفوں میں مبتلا کرکے امتحان لیا جائے گا۔ تاکہ لوگوں پر یہ چیز واضح ہو جائے کہ کون کھرا مسلمان ہے اور کون کھوٹا ہے۔

ثبوت پنجم

(اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ ۝)

سورہ العنکبوت رکوع ۱ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ کیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ کہنے سے کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔ اور جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں۔ ہم نے انہیں بھی آزمایا تھا۔ سو اللہ انہیں ضرور معلوم کرے گا۔ جو سچے ہیں۔ اور ان کو بھی جو جھوٹے ہیں۔

پانچوں کا خلاصہ

اللہ تعالےٰ کی طرف سے جن پانچ آزمائش کے واقعات کا ذکر آپ سُن چکے ہیں ان سب کا حاصل یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ سے پہلے جو اللہ تعالےٰ کے بندے تھے ان سے اللہ تعالےٰ نے امتحان لیا تھا اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت سے بھی امتحان لے گا۔

دُعا

پہلی چیز تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں امتحان سے مستثنیٰ فرما دے۔ اور اگر لینا ہی ہے تو پھر محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں امتحان میں استقامت عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

دُوسرا حصّہ

کوئی کامیاب اور کوئی فیل

کامیاب ہونیوالے

پہلا اعلان

(اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَھُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْھَا حِوَلًا ۝

سورہ الکہف رکوع ۱۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور اچھے کام کئے۔ اِن کی مہمانی کے لئے فردوس کے باغ ہونگے۔ ان میں ہمیشہ رہینگے۔ وہاں سے جگہ بدلنی نہ چاہیں گے۔

دُوسرا اعلان

(وَاَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الْیَمِیْنِ ۝ فِیْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۝ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۝ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۝ وَّمَآءٍ مَّسْکُوْبٍ ۝ وَّفَاکِھَةٍ کَثِیْرَةٍ ۝ لَّا مَقْطُوْعَةٍ وَّلَا مَمْنُوْعَةٍ ۝ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ ۝

الخ سورہ الواقعہ رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور داہنے والے کیسے اچھے ہونگے۔ داہنے والے وہ بے کانٹے کی بیریوں میں ہونگے۔ اور گتھے ہُوئے کیلوں۔ اور لمبے سایوں میں۔ اور پانی کی آبشاروں میں۔ اور با افراط میووں میں جو نہ کبھی منقطع ہونگے اور نہ ان میں روک ٹوک ہوگی۔ اور اُونچے فرشوں میں۔ الخ

تیسرا اعلان

(اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ ؕ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰی لَھُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝

سورہ الرعد رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے تسکین ہوتی ہے۔ خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔

فیل ہونے والے

پہلا اعلان

(اَفَحَسِبَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنْ یَّتَّخِذُوْا عِبَادِیْ مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَھَنَّمَ لِلْکٰفِرِیْنَ نُزُلًا ۝)

سورۃ الکہف رکوع ۱۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ پھر کافر کیا خیال کرتے ہیں کہ میرے سوا میرے بندوں کو اپنا کار ساز بنا لینگے۔ بیشک ہم نے کافروں کے لئے دوزخ کو مہمانی بنایا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جن لوگوں نے بندگی کا تعلق اللہ تعالےٰ کے سوا دوسروں سے رکھا۔ ان بدنصیبوں کی یہ سزا ہے۔ اللھم لاتجعلنا منھم

دوسرا اعلان

(قُلْ ھَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَھُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ وَلِقَآئِہٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ۝ ذٰلِکَ جَزَآؤُھُمْ جَھَنَّمُ بِمَا کَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ ھُزُوًا ۝

سورہ الکہف رکوع ۱۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ کہدو۔ کیا میں تمہیں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں۔ وہ جن کی ساری کوشش دُنیا کی زندگی میں کھوئی گئی۔ اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ بیشک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا اور اس کے روبرو جانے کا انکار کیا ہے۔ پھر ان کے سارے اعمال ضائع ہوگئے۔ اور ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔ یہ سزا ان کی جہنم ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے کفر کیا۔ اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق بنایا تھا۔

حاصل

یہ ہے کہ وہ بدنصیب لوگ یہ خیال کرتے رہے کہ ہم نیک کام کر رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالےٰ کے احکام سے انکار کرنے اور قیامت کے دن کی اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں حاضری سے انکار کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کا کوئی عمل قبول نہیں ہُوا۔ اور وُہ دُنیا سے بالکل نامراد ہوکر گئے ہیں۔

تیسرا اعلان

(وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَآ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۝ فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ ۝ وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ۝ لَّا بَارِدٍ وَّلَا کَرِیْمٍ ۝ اِنَّھُمْ کَانُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ مُتْرَفِیْنَ ۝ وَکَانُوْا یُصِرُّوْنَ عَلَی الْحِنْثِ الْعَظِیْمِ ۝ وَکَانُوْا یَقُوْلُوْنَ ۝ اَئِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝)

سورہ الواقعہ رکوع ۲ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور بائیں والے کیسے بُرے ہیں۔ بائیں والے وہ لوؤں اور کھولتے پانی میں ہوں گے۔ اور سیاہ دُھوئیں کے سایہ میں جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ راحت بخش۔ بیشک وہ اس سے پہلے خوشحال تھے۔ اور بڑے گناہ (شرک) پر اصرار کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے۔ اور مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے۔ تو کیا ہم پھر اُٹھائے جائیں گے۔ اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی

حاصل

یہ نکلا۔ کہ انہیں خلاف مرضی الٰہی عقائد باطلہ کے باعث دوزخ کا ٹھکانا ملا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنی مرضی کے خلاف کرنے سے بچائے۔ اور خیالات اور اعمال کو اس کی رضا کے سانچے میں ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

چوتھا اعلان

(وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ اللَّعْنَةُ وَلَھُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝

سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور جو لوگ اللہ کا عہد مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں۔ اور اس چیز کو توڑتے ہیں۔ جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم فرمایا ہے اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ ان کے لئے لعنت ہے۔ اور ان کے لئے بُرا گھر ہے۔

تنبیہ شدید

میرے تمام مسلمان بھائی بہنوں کو مذکور الصدر اعلان کو غور سے پڑھنا چاہئے۔ اور اپنے خیالات اور اپنے اعمال

کو اس اعلان کی روشنی میں دیکھنا چاہئے۔ کہ کہیں ہم تو اس زد میں نہیں آ رہے اس آیت میں تین خرابیاں ذکر کی گئی ہیں جن کی بناء پر لعنت کا اعلان کیا گیا ہے۔

پہلی

اللہ تعالیٰ سے بندگی کا عہد کر کے اسے توڑتے ہیں۔ مثلاً ہر کلمہ گو پر (مرد ہو یا عورت) بندگی کا اظہار کرنے کے لئے روزانہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ پھر اندازہ لگائیے کہ بندگی کی اس شرط کو پورا کرنے والے کتنے مسلمان ہیں۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ ہر سو میں سے دس فی صدی بھی مسلمان نمازی نہیں ہیں۔ بندگی کے فرائض میں سے دوسرا فرض روزہ ہے۔ میرا خیال ہے۔ رمضان شریف میں پچاس فیصدی بھی روزہ دار نہیں ہوتے۔ تیسرا فرض زکوٰۃ ہے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ معمولی مال و دولت کے مالک مسلمانوں سے قطع نظر کر لی جائے اور بڑے سرمایہ داروں پر نگاہ ڈالی جائے جن کے لاکھوں روپے بینکوں میں جمع ہیں۔ ان میں سے کتنے ایسے ہیں۔ کہ ہر سال اپنے روپے کا حساب کر کے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ میرے خیال میں دس فیصدی بھی ایسے سرمایہ دار نہیں ملیں گے جو بینکوں کے سرمایہ کی زکوٰۃ نکالتے ہوں

دوسری

جس چیز کے ملانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اسے توڑتے ہیں یعنی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس کی پرواہ نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے خلاف ان سے بد سلوکی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ان کی عزت کریں۔ بے عزتی کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ ان سے نرمی کریں سختی کرتے ہیں۔ بجائے اس کے ان سے دعائیں لیں۔ بد سلوکی کر کے بد دعائیں لیتے ہیں۔

ایسے لوگوں کے حق میں دربار نبوی کے فیصلے

۱

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ متفق علیہ

ترجمہ۔ جبیر بن مطعم سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت میں قطع رحمی کرنے والا داخل نہیں ہوگا۔ قطع رحم کی تفصیل سطور بالا میں پیش کر چکا ہوں۔

۲

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ فَيَسُبُّ اُمَّهُ متفق علیہ

ترجمہ۔ عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی آدمی کا اپنے ماں باپ کو گالیاں دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ آیا آدمی اپنے ماں باپ کو بھی گالیاں دے سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں یہ شخص کسی انسان کے باپ کو گالیاں دیگا پھر وہ اس کے باپ کو گالیاں دیگا۔ اور اس کی ماں کو گالیاں دے گا۔ پھر وہ اس کی ماں کو گالیاں دیگا۔

حاصل

دوسرے کے ماں باپ کو گالیاں دے کر اپنے ماں باپ کو گالیاں دلانے کا جرم دراصل اس نے خود کیا ہے۔ اور ماں باپ کی بے عزتی کرنا یہ بھی قطع رحمی ہے۔

تیسرا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا اس قوم پر (اللہ تعالیٰ کی) رحمت نازل نہیں ہوتی۔ جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔

مثلاً

ایک شخص اپنے ماں باپ کا نافرمان ہے۔ ان کے دل سے اس کے حق میں بد دعا نکل رہی ہے یا مثلاً ماں باپ بوڑھے ہیں اور نادار بھی ہیں۔ اور بیٹا آسودہ حال اور دولتمند ہے۔ مگر والدین کی کوئی خدمت نہیں کرتا۔ اور ان کے دلوں سے اس کے حق میں بد دعائیں نکل رہی ہیں۔ اسی قسم کی اور صورتیں بھی ہیں۔ جن میں ماں باپ کی دل آزاری کرنے والوں کے لئے دوزخ کا وعید سنایا جا سکتا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

تیسری

خرابی جس کی بنا پر انسان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑتی ہے۔ وہ زمین میں فساد پھیلاتا ہے۔ قرآن مجید میں مفسدین کے جو نمونے پیش کئے گئے ہیں۔ وہ ملاحظہ ہوں۔ تاکہ ان برے نمونوں کے نقش قدم پر چلنے سے ہمیں بچائے۔ اور لعنت الٰہی کے مستحق نہ ہونے پائیں۔

پہلا نمونہ

(اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝) سورہ القصص رکوع ۱ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ بیشک فرعون زمین پر سرکش ہو گیا تھا۔ اور وہاں کے لوگوں کے کئی گروہ کر دیئے تھے۔ ان میں سے ایک گروہ کو کمزور کر رکھا تھا۔ ان کے لڑکوں کو قتل کرتا تھا۔ اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رکھتا تھا۔ بیشک وہ مفسدوں میں سے تھا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ "جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو باوجود کمزوری کے فرعونیوں کی طاقت کے مقابلہ میں منصور و کامیاب کیا۔ ایسے ہی مسلمان جو فی الحال مکہ میں قلیل اور ضعیف و ناتواں نظر آتے ہیں۔ اپنے بیشمار طاقتور حریفوں کے مقابلہ پر کامیاب ہونگے۔ یعنی مصر میں قبطی بھی آباد تھے۔ جو فرعون کی قوم تھی۔ اور سبطی بھی جو بنی اسرائیل کہلاتے تھے۔ لیکن فرعون ظلم و تکبر کی راہ سے بنی اسرائیل کو پنپنے اور ابھرنے نہیں دیتا تھا۔ گویا سب قبطی آقا بنے ہوئے تھے اور پیغمبروں کی اولاد بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنا رکھا تھا۔ ان سے ذلیل کام اور بیگاریں لیتے اور کسی طرح اس قابل نہ ہونے دیتے کہ ملک میں کوئی قوت و وقعت حاصل کریں۔ کہتے ہیں۔ فرعون نے کوئی خواب دیکھا تھا۔ جس کی تعبیر کاہنوں نے یہ دی۔ کہ کسی اسرائیلی کے ہاتھ سے تیری

سلطنت برباد ہوگی - اس لئے پیشبندی کے طور پر یہ احمقانہ اور ظالمانہ تدبیر سوچی - کہ بنی اسرائیل کو ہمیشہ کمزور کرتے رہنا چاہیئے - انہیں حکومت کے مقابلہ کا حوصلہ ہی نہ ہو - اور آئندہ جو لڑکے ان کے پیدا ہوں - ان کو ایک طرف سے ذبح کر ڈالنا چاہیئے - اس طرح آنے والی مصیبت رُک جائے گی - البتہ لڑکیوں سے چونکہ کوئی خطرہ نہیں انہیں زندہ رہنے دیا جائے - وہ بڑی ہوکر باندیوں کی طرح ہماری خدمت کیا کریں گی - اور ابن کثیر لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل آپس میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی ایک پیشینگوئی کا تذکرہ کیا کرتے تھے جس میں خبر دی گئی تھی کہ ایک اسرائیلی جوان کے ہاتھ پر اس سلطنت مصر کی تباہی مقدر ہے - شدہ شدہ یہ تذکرے فرعون کے کانوں تک پہنچ گئے - اس احمق نے قضا و قدر کی روک تھام کے لئے ظلم و ستم کی یہ سکیم جاری کی -

اس مفسد کا انجام

(فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۝ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ لَئِن كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ۝ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ۝) سورہ الاعراف رکوع ۱۶ پارہ ۹

ترجمہ - پھر ہم نے اس پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون یہ سب کھلے کھلے معجزے بھیجے - پھر بھی انہوں نے تکبّر ہی کیا اور لوگ گنہگار ہی رہے اور جب ان پر کوئی عذاب آتا - تو کہتے - اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دُعا کر - جس کا اس نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے - اگر تُو نے ہم سے یہ عذاب دُور کر دیا - تو بیشک ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے - اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دینگے - پھر جب ہم نے ان سے ایک مدّت تک عذاب اُٹھا لیا - کہ انہیں اس مدت تک پہنچنا تھا - اس وقت وہ عہد توڑ ڈالتے - پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا - پھر ہم نے انہیں دریا میں ڈبو دیا - اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا - اور وہ ان سے غافل تھے -

بہر حال

فرعون جو دُنیا میں مفسد تھا مع اپنے حواریوں کے غرق کر دیا گیا - اور ابدالآباد کے لئے دوزخ کے داخلہ کا ٹکٹ لیکر گیا -

دوسرے مفسد کا واقعہ سُنئے

(إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۝ وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَأَحْسِن كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝) سورہ القصص رکوع ۶ پارہ ۲۰

ترجمہ - بیشک قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا - پھر ان پر اکڑنے لگا - اور ہم نے اسے خزانے دیئے تھے - کہ اس کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو اُٹھانی مشکل ہوتیں جب اس سے اس کی قوم نے کہا - اترا مت بیشک اللہ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا - اور جو کچھ تجھے اللہ نے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر حاصل کر - اور اپنا حصّہ دُنیا میں سے نہ بھول اور بھلائی کر - جس طرح اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے - اور ملک میں فساد کا خواہاں نہ ہو - بیشک اللہ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا -

اس مفسد کا انجام

(فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِن فِئَةٍ يَنصُرُونَهُ مِن دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ۝)

سورہ القصص رکوع ۶ پارہ ۲۰

ترجمہ - پھر ہم نے اسے اور اس کے گھر کو زمین میں دھنسا دیا - پھر اس کی ایسی کوئی جماعت نہ تھی - جو اسے اللہ سے بچا لیتی اور نہ وہ خود بچ سکا -

عبرت

اس مفسد کا انجام عبرت ناک ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے خزانے اور اس کی ساری جائداد ہی غرق کر دی - دُنیا سے لعنت کی موت سے رخصت ہُوا - اور ابدالآباد دوزخ میں رہنے کا ٹکٹ لے کر گیا - اللّٰھم لا تجعلنا منھم

عبرت

برادرانِ اسلام - قرآن مجید سے دو مفسدوں کے واقعات آپ کے سامنے پیش کر چکا ہوں - ایک ان میں سے بادشاہ تھا - اور دوسرا بہت بڑے خزانے کا مالک تھا - چونکہ دونوں نے پیغمبرِ وقت کی مخالفت کی تھی - پیغمبرِ خدا نے انہیں بڑا سمجھایا مگر وہ دونوں خدا داد نعمتوں کے نشے میں مست تھے - پیغمبر کی راہنمائی سے انہوں نے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا - اور نہ اپنی اصلاح کی - اللہ تعالےٰ کا غضب ان کے خلاف جوش میں آیا - دونوں دنیا سے ذلت اور لعنت کی موت سے مرے - اور آخرت کے لئے دوزخ کا ٹکٹ لے کر گئے -

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہر ہدایت پر دل سے مہر تصدیق لگانے کی توفیق عطا فرمائے - اور جن احکام الٰہیہ کا ہماری ذات سے تعلق ہو - ان کو عملی جامہ پہنانے کی توفیق نصیب ہو - پہلے درجے کا نام ایمان ہے - اور دوسرے درجے کا نام اسلام ہے - لہٰذا ہم اصلی اور کھرے مومن بھی ہوں - اور سچّے مسلمان بھی ہوں - آمین یا الٰہ العالمین

تیسرا حصّہ

نتیجہ کا علم قبر میں داخل ہونے کے بعد ہو جائے گا

حدیث شریف کا ترجمہ

براء بن عازب سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ پر گئے - یہاں تک کہ ہم اس کی قبر پر جا پہنچے - ابھی تک اسے دفن نہیں کیا گیا تھا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیٹھ گئے - اور ہم بھی آپ کے گرد اس طرح سرنگوں اور خاموش بیٹھ گئے - گویا ہمارے سر پر پرندے ہیں - آپؐ کے ہاتھ میں اس وقت ایک لکڑی تھی - جس سے آپؐ زمین کو کرید رہے تھے - پھر آپؐ نے سر اُٹھایا - اور فرمایا - قبر کے عذاب سے خدا سے پناہ مانگو - دو یا تین مرتبہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے - اور اس کے بعد فرمایا - جب مومن بندہ کا تعلق دُنیا سے منقطع ہونے والا ہوتا ہے - اور وہ آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے - تو اس کے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں - جن کے چہرے ایسے روشن ہوتے ہیں - گویا کہ ان کے مُنہ آفتاب ہیں - ان کے ساتھ جنّت کے کفن اور جنّت کی خوشبوئیں ہوتی ہیں - یہاں تک کہ وہ اس قدر دُور بیٹھ

جاتے ہیں جتنی دُور تک نگاہ جاتی ہے۔ پھر موت کا فرشتہ آتا ہے۔ اور بندۂ مومن کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے اے پاک رُوح خدا کی بخشش اور رضامندی کی طرف چل۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رُوح اس طرح بہتی ہوئی جسم سے نکلتی ہے۔ جس طرح پانی کا قطرہ مشک سے بہتا ہُوا نکلتا ہے۔ پس موت کا فرشتہ اس رُوح کو لے لیتا ہے۔ اور فوراً ہی ملک الموت سے اس روح کو دوسرے فرشتے لے لیتے ہیں۔ یعنی اس قدر جلد کہ پلک مارنے کی دیر نہیں ہوتی اور اس کو اس کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے ہیں۔ جس کو وہ لائے تھے۔ اور اس رُوح سے وہ بہترین خوشبو نکلتی ہے۔ جو زمین میں سب سے بہتر ہوتی ہے۔ پھر فرشتے اس رُوح کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے وہ رُوح گزرتی ہے۔ وہ جماعت یہ کہتی ہے۔ یہ پاک رُوح کون ہے۔ وہ فرشتے جو اس پاک رُوح کو لے جا رہے ہوتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں۔ یہ فلاں شخص ہے اور فلاں کا بیٹا ہے۔ یعنی اس کے وہ بہترین نام اور لقب بتاتے ہیں۔ جو دُنیا میں ذکر کئے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ یہ فرشتے آسمانِ دُنیا پر پہنچتے ہیں۔ اور اس کے لئے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں۔ اسی طرح ہر آسمان کے دروازہ پر ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔ اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے دوسرے آسمان تک اس کے ساتھ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس رُوح کو ساتویں آسمان پر پہنچایا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے کے نامہ اعمال کو مقام علیین میں (جہاں نیک رُوحیں رہتی ہیں) رکھو۔ اور اس کو زمین کی طرف واپس لے جاؤ۔ (یعنی اس کے جسم میں جو مدفون ہے لوٹا دو) مَیں نے زمین ہی سے جسموں کو پیدا کیا ہے۔ زمین ہی میں ان کو واپس بھیجتا ہوں۔ اور زمین ہی سے دوبارہ نکالونگا۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اس رُوح کو پھر اس کے جسم میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اور پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے اس کے جواب میں وہ کہتا ہے۔ میرا پروردگار اللہ ہے۔ پھر وہ فرشتے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے۔ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں۔ یہ کون شخص ہے۔ جو تم میں بھیجا گیا تھا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ وہ خدا کے رسول ہیں۔ پھر وہ پوچھتے ہیں تُو نے ان کا رسول ہونا کس طرح جانا۔ وہ کہتا ہے۔ مَیں نے خُدا کی کتاب کو پڑھا۔ اس پر ایمان لایا۔ اور اس کی تصدیق کی۔ پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پُکار کر کہتا ہے یعنی خُدا کی طرف سے یہ اعلان کرتا ہے کہ میرا بندہ سچّا ہے۔ اس کے لئے جنّت کا بستر بچھا دو۔ اور جنّت کا لباس اس کو پہناؤ۔ اور جنّت کی طرف ایک کھڑکی کھول دو۔ چنانچہ کھڑکی کھول دیجاتی ہے اور اس سے جنّت کی ہوا اور خوشبو آتی ہے۔ پھر اس کی قبر کو حدِ نظر تک کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس کے پاس ایک خوبصورت شخص آتا ہے جو بہترین لباس پہنے اور خُوشبو لگائے ہوتا ہے اور اس سے کہتا ہے تجھ کو خوشخبری ہو۔ اس چیز کی جو تجھ کو خوش کرنے والی ہے۔ یعنی تیرے لئے ہر قسم کی نعمتیں موجود ہیں اور یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ پس میّت اس سے پوچھتی ہے۔ کہ تُو کون ہے کہ تیرا چہرہ حسن و جمال میں کامل ہے۔ اور تو بھلائی کو لایا اور خوشخبری کو سُناتا ہے۔ وہ کہیگا۔ مَیں تیرا عمل صالح ہوں۔ میّت یہ سُن کر کہتی ہے۔ اے میرے پروردگار قیامت کو قائم کر۔ اے میرے پروردگار قیامت کو قائم کر کہ مَیں پھر اہل و مال کی طرف جاؤں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کافر بندہ جب دُنیا سے تعلقات کو ختم کرنے والا اور آخرت کی جانب متوجہ ہونے والا ہوتا ہے۔ تو سیاہ چہروں والے عذاب کے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں۔ اور ٹاٹ ان کے پاس ہوتے ہیں، وہ اتنی دُور جا بیٹھتے ہیں جہاں تک نگاہ جاتی ہے۔ پھر موت کا فرشتہ آتا ہے۔ اور اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ اے خبیث و ناپاک رُوح خُدا کے غضب کی طرف نکل۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کافر کی رُوح (یہ سُن کر) بدن میں دوڑتی پھرتی ہے اور جسم سے باہر نکلنے سے ڈرتی ہے۔ پھر موت کا فرشتہ اس رُوح کو کھینچتا ہے۔ جس طرح تر صوف میں سے انکڑہ کھینچا جاتا ہے۔ یعنی سختی کے ساتھ۔ اور اس کو جسم سے نکال لیتا ہے۔ اور پلک مارتے اس سے اس رُوح کو وہ فرشتے چھین لیتے ہیں۔ جو اس کو لینے آئے تھے۔ یہ فرشتے اس رُوح کو ٹاٹ میں لپیٹ لیتے ہیں۔ اور اس سے سخت بدبو نکلتی ہے جیسے مردار کی وہ بدبو جو کہیں زمین پر پائی جائے۔ پھر فرشتے اس رُوح کو آسمان کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور فرشتوں کی جس جماعت کے قریب سے یہ رُوح گذرتی ہے۔ وہ یہی کہتی ہے۔ کہ یہ کس کی ناپاک رُوح ہے۔ فرشتے جواب دیتے ہیں۔ فلاں شخص فلاں کا بیٹا۔ یعنی اس کے ان تمام بُرے ناموں اور لقبوں کا ذکر کریں گے۔ جس سے دُنیا میں اس کو مخاطب کیا جاتا تھا۔ یہانتک کہ اُس کو لے کر فرشتے آسمانِ دُنیا پر پہنچتے ہیں۔ اور دروازہ کھلوائینگے۔ لیکن دروازہ نہ کھولا جائیگا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی لَا تفتح لھم ابواب السماء وَلا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فِی سم الخیاط یعنی کافروں کے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ اور نہ وہ داخل ہوں گے۔ جنّت میں جب تک اُونٹ داخل نہ ہو سُوئی کے ناکے میں (یعنی ان کا جنّت میں جانا ناممکن ہے) پھر خدا تعالےٰ حکم دے گا اس کے نامہ اعمال کو سجین میں رکھو۔ جو ایک جگہ کا نام ہے۔ جو ساتویں زمین کے اندر ہے۔ پھر اس کی روح پھینک دی جائے گی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔ وَمَن یشرک باللہ فکانما خرمن السماء فتخطفہ الطیر او تھوی بہ الریح فی مکان سحیق۔ جس شخص نے خدا کے ساتھ کسی کو شریک کیا۔ وہ گویا آسمان سے مُنہ کے بل گرا۔ پس اس کو پرندے اچک لیتے ہیں۔ یا اس کو ہوا دُور دراز جگہ میں پھینک دیتی ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا۔ کہ پھر رُوح جسم میں ڈالی جاتی ہے۔ اور دو فرشتے آکر بٹھلاتے ہیں اور پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے۔ ہاہ ہاہ مَیں نہیں جانتا۔ پھر اس سے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے۔ وہ

دل کی سختی کا علاج

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قساوتِ قلبی اور سخت دلی کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: یتیموں کے سر پر (پیار کا) ہاتھ پھیرا کرو اور مسکینوں حاجت مندوں کو کھانا کھلایا کرو۔ مسند احمد

کہتا ہے ہاہ ہاہ مَیں نہیں جانتا۔ پھر اس سے پوچھا جائے گا۔ وہ شخص کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا۔ وہ کہے گا۔ ہاہ ہاہ مَیں نہیں جانتا۔ پس ایک پکارنے والا خدا کی طرف سے پکار کر کہے گا۔ یہ جھوٹا ہے۔ اس کے لئے آگ کا فرش کرو۔ اور ایک دروازہ دوزخ کی جانب اس کے لئے کھول دو۔ چنانچہ دوزخ کی طرف سے کھول دیا جائے گا۔ اور دوزخ کی گرمی اور گرم ہوا اس کو پہنچے گی اور اس کی قبر کو تنگ کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ادھر کی اُدھر نکل جائیں گی۔ پھر ایک بدصورت شخص میلے کچیلے کپڑے پہنے اس کے پاس آئے گا جس سے سخت بدبو نکلتی ہوگی۔ وہ اس سے کہیگا تجھ کو اس چیز کی خوشخبری ہو جو تجھ کو بری معلوم ہو۔ یہ وہ دن ہے۔ جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ میّت اس سے پوچھے گی۔ تو کون ہے تیرا چہرہ نہایت بُرا ہے۔ اور بُرائی کو لایا ہے۔ وہ کہیگا۔ مَیں تیرا بُرا عمل ہوں۔ یہ سُن کر میّت کہیگی۔ اے پروردگار تو قیامت کو نہ قائم کر۔ (رواہ احمد) وما علینا الا البلاغ

اللّٰھم وفقنا لما تحب وترضی وتجعل آخرتنا خیراً

بہترین گھر اور بدترین گھر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کے گھرانوں میں بہترین گھرانہ وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو، اور مسلمانوں کے گھروں میں بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جائے۔ سنن ابن ماجہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۵ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۴ جولائی ۱۹۵۸ء

(۱) مومن کیلئے دُنیا میں سب سے بڑا خوشی کا دِن
(۲) اِنسان کے لئے دُنیا میں سب سے بڑا غم کا دِن

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

تمہید

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بعد!

برادرانِ اسلام - انسان کے دُنیا میں قدم رکھنے کے بعد اور دُنیا سے آخری سانس لے کر رُخصت ہونے (یعنی مرنے) کے وقت تک اس پر دو حالتیں گزرتی رہتی ہیں - اور ان دو حالتوں کے سوا انسان کبھی تیسری حالت میں مبتلا نہیں ہوا - اور وہ دو حالتیں خوشی اور غم ہیں - امیر ہو یا غریب - شاہ ہو یا گدا - عورت ہو یا مرد - بچّہ ہو یا بوڑھا - حاکم ہو یا محکوم - آقا ہو یا غلام - یہ سب کے سب زندگی کے ہر منٹ ہر آن میں انہیں دو حالتوں سے گزر رہے ہوتے ہیں -

مثلاً

شیر خوار بچّہ ابھی سخت رو رہا ہے کہ بھوک لگی ہوئی تھی - ماں نے اس کے رونے کی علّت کو سمجھ لیا - چھاتی سے لگا کر دُودھ پلا دیا - پیٹ بھر گیا - تو ہنسنے لگ گیا - ابھی وہ شیر خوار بچّہ پیٹ میں درد کے باعث سخت رو رہا تھا ماں نے کوئی دوائی پلا دی - درد سے آرام آگیا - اور چین سے سو گیا - بہر حال یہ چیز ثابت ہو گئی - کہ شیر خوار بچّہ بھی انہیں دو حالتوں اور (خوشی اور غم) سے علی سبیل التبدیل گزرتا رہتا ہے -

خوشی اور غم کے درجے

یہ چیز بھی پیش نظر رہے - کہ خوشی اور غم کے غیر متناہی (بے انتہا) درجے ہیں - جن کی صحیح تعیین اللہ تعالےٰ ہی کو معلوم ہو سکتی ہے - البتہ ہم ان کے عقلی طور پر تین درجے قائم کر سکتے ادنےٰ - اوسط - اعلیٰ -

خوشی میں تینوں قسموں کی مثال

مثلاً مرغی پندرہ انڈوں پر بٹھائی ہوئی تھی - خدا کی قدرت پندرہ ہی سے پندرہ بچّے نکل آئے - بڑی خوشی ہوئی - یہ ادنےٰ درجہ کی خوشی ہے - یا مثلاً ہماری گائے نے بچھیا دی - اور گائے روزانہ دس سیر دودھ دیتی ہے - اس سے بڑی خوشی ہوئی - یہ خوشی پہلے نمبر کی خوشی سے بہت زیادہ ہے - اس کے بعد ہماری بیوی نے بیٹا جنا - اس بیٹے کے پیدا ہونے کی اتنی خوشی ہو گی - کہ پہلی دو قسم کی خوشیاں اس خوشی کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہیں - علیٰ ہذا القیاس ان تینوں درجوں کی وضاحت کے لئے لاکھوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں -

غمی میں تینوں درجوں کی مثال

مثلاً ہماری مرغی کا ایک چھوٹا سا بچہ چیل لے گئی - یہ واقعہ ہے کہ اس نقصان کا یقیناً غم ہو گا - اس کے تیسرے دن فرض کر لیجئے - کہ گائے مر گئی - اس کے مرنے کا غم اس پہلے قسم کے غم سے کئی گنا زیادہ ہو گا - خدا کی قدرت اس دن بمشکل گزرے تھے کہ ایک شخص کا ایک ہی ۱۴ سالہ بیٹا تھا - اور وہ مر گیا - یہ تیسرے درجے کا صدمہ اور غم ایسا ہے کہ پہلے دونوں قسموں کے غم اس کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتے -

خطبہ کے آخر میں بطور سب سے بڑا غم

جو یہ عاجز پیش کرنے والا ہے وہ ایسا غم ہے - کہ اگر کسی انسان کے فرض کر لیجئے بیس جوان بیٹے بھی مر جائیں تو اس کو اتنا صدمہ اور غم نہیں ہو گا - جتنا کہ وہ سب سے بڑا غم ہو گا - اللھم احفظنا عنہ

نمبر اوّل

مومن کیلئے سب سے بڑا خوشی کا دن

(یٰۤاَیَّتُہَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّۃُ ۝ ارۡجِعِیۡۤ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَّرۡضِیَّۃً ۝ فَادۡخُلِیۡ فِیۡ عِبٰدِیۡ ۝ وَادۡخُلِیۡ جَنَّتِیۡ ۝)

سورہ الفجر پارہ ۳۰

(ارشاد ہو گا) اے اطمینان والی رُوح اپنے رب کی طرف لوٹ چل - تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی + بعض روایات میں صراحتاً یہ آیا ہے - کہ مومن کو وفات کے وقت یہ خوشخبری دی جائے گی - اللھم اجعلنا منھم

کیوں

اس عاجز نے جو یہ لکھا ہے کہ سب سے بڑی خوشی کا دن یہ ہو گا - جس دن نفس مطمئنہ والے مومن کو یہ پیغام اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس وقت نصیب ہو گا جس دن وہ اس فانی زندگی سے ابدی اور دائمی زندگی کی طرف کوچ کر رہا ہو گا - تو اسے یہ پیغام دیا جائے گا - اور جس شخص کو یہ پیغام ایک دفعہ مل چکا - وہ آئندہ ابدی اور دائمی زندگی میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خوشحال رہے گا - اس شخص پر کبھی رنج و الم ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں آئے گا - اس سے بڑھ کر اور کون سی بڑی خوشی ہو سکتی ہے -

نفس کی تین حالتیں

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "محققین

نے لکھا ہے۔ کہ آدمی کا نفس ایک چیز ہے۔ لیکن اس کی تین حالتوں کے اعتبار سے تین نام ہوگئے ہیں۔ اگر عالم علوی کی طرف مائل ہو۔ اور اللہ کی عبادت و فرمانبرداری میں اس کو خوشی حاصل ہوئی۔ اور شریعت کی پیروی میں سکون اور چین محسوس کیا اس نفس کو مطمئنہ کہتے ہیں۔ یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝ (الفجر) اور اگر عالم سفلی کی طرف جھک پڑا۔ اور دنیا کی لذات و خواہشات میں پھنس کر بدی کی طرف رغبت کی۔ اور شریعت کی پیروی سے بھاگا۔ اس کو "نفس امارہ" کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ آدمی کو برائی کا حکم کرتا ہے۔ "وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ؕ" یوسف رکوع ۷ اور اگر کبھی عالم سفلی کی طرف جھکتا اور شہوۃ و غضب میں مبتلا ہوتا ہے اور کبھی عالم علوی کی طرف مائل ہوکر ان چیزوں کو برا جانتا ہے۔ اور ان سے دور بھاگتا ہے۔ اور کوئی برائی یا کوتاہی ہو جانے پر شرمندہ ہوکر اپنے تئیں ملامت کرتا ہے۔ اس کو "نفس لوامہ" کہتے ہیں حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "آدمی کا جی اول کھیل میں اور مزوں میں غرق ہوتا ہے۔ ہرگز نیکی کی طرف رغبت نہیں کرتا۔ ایسے جی کو "امارۃ بسوء" کہتے ہیں۔ پھر ہوش پکڑا۔ نیک و بد سمجھا تو باز آیا۔ کبھی "غفلت ہوئی تو" اپنی خو پر دوڑ پڑا پیچھے کچھ سمجھ آئی تو اپنے کئے پر پچھتائے اور ملامت کرنے لگا۔ ایسا نفس "جی" لوامہ کہلاتا ہے۔ پھر جب پورا سنور گیا۔ دل سے رغبت نیکی ہی پر ہوگئی۔ بیہودہ کام سے جو خود بخود بھاگنے لگا۔ اور بدی کے ارتکاب بلکہ تصور سے تکلیف پہنچنے لگی وہ نفس "مطمئنہ" ہوگیا۔ اور بتغییر تسییر یہاں نفس لوامہ کی قسم کھا کر اشارہ فرمایا کہ اگر فطرت صحیح ہو تو خود انسان کا نفس دنیا ہی میں برائی اور تقصیر پر ملامت کرتا ہے۔ یہی چیز ہے جو اپنی اعلیٰ اور اکمل ترین صورت میں قیامت کے دن ظاہر ہوگی۔

راضیۃً مرضیۃً

اس سے پہلے نفس مطمئنہ کے متعلق کافی تفصیل عرض کی جا چکی ہے کہ نفس مطمئنہ والے حضرات کس قسم کے ہوتے ہیں۔ انہیں حضرات کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ پیغام بھی موت کے وقت ملے گا۔ "اپنے رب کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ یعنی اب ہر قسم کے جھگڑوں اور خرخشوں سے یکسو ہوکر راضی خوشی اس کے مقام قرب کی طرف چل۔

فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

نفس مطمئنہ والے حضرات کو بعض حضرات مفسرین کا خیال ہے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت یہ خوشخبری بھی سنا دیجائیگی "عنوان والی آیت کا ترجمہ بس میرے بندوں میں شامل ہو۔ اور میری جنت میں داخل ہو۔" اور اس کے مخصوص بندوں کے زمرہ میں شامل ہو۔ اس کی عالیشان جنت میں قیام کر" اگر یہ خوشخبری قیامت کے دن دی جانے والی ہے۔ پھر تو قیامت کے دن کے بعد جنت کا داخلہ فوراً نصیب ہو ہی جائے گا۔ اور اگر بعض حضرات مفسرین کے خیال کے مطابق دنیا سے رخصت ہوتے وقت یہ خوشخبری سنائی جائے گی۔ تو پھر جنت کے داخلہ کا یہ مطلب لیا جائے گا کہ آپ کو جنت میں داخل ہونے کا حق ابھی سے عطا کر دیا گیا ہے۔ تاکہ یہ فرمان ان حضرات کے لئے فرحت دوبالا کا موجب بن جائے۔ واللہ اعلم بمرادہ و اسرار کتابہ

نفس مطمئنہ والے حضرات کو اطمینان کی نعمت کیسے نصیب ہوئی

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے (الا بذکر اللہ تطمئن القلوب)

سورہ الرعد رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔

ذکر اللہ سے مراد

نمبر اوّل قرآن مجید

(اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝)

سورہ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ ہم نے یہ نصیحت اتاری ہے اور بیشک ہم اس کے نگہبان ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ " یعنی تمہارا استہزاء و تعنت اور قرآن لانیوالے کی طرف جنون کی نسبت کرنا قرآن و حاملِ قرآن پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوسکتا یاد رکھو اس قرآن کے اتارنے والے ہم ہیں۔ اور ہم ہی نے اس کی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ جس شان اور ہیئت سے وہ اترا ہے۔ بدوں ایک شوشہ یا زیر زبر کی تبدیلی کے چار دانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا۔ اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی اور معنوی سے محفوظ و مصئون رکھا جائے گا۔ زمانہ کتنا ہی بدل جائے۔ مگر اس کے اصول و احکام کبھی نہ بدلیں گے۔ زبان کی فصاحت و بلاغت اور علم و حکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں پر قرآن کی صدری و معنوی اعجاز میں اصلا ضعف و انحطاط محسوس نہ ہوگا۔ قومیں اور سلطنتیں قرآن کی آواز کو دبانے یا گم کر دینے میں ساعی ہونگی۔ لیکن اس کے ایک لفظ کو گم نہ کر سکیں گی۔ حفاظت قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدہ الٰہی ایسی صفائی اور حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہوکر رہا جسے دیکھ کر بڑے بڑے متعصب و مغرور مخالفوں کے سر نیچے ہوگئے۔ میور کہتا ہے جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں۔ جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔ ایک اور یورپین محقق لکھتا ہے کہ ہم ایسے ہی یقین سے قرآن کو بعینہٖ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں جیسے مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ واقعات بتلاتے ہیں۔ کہ ہر زمانہ میں ایک جم غفیر علماء کا جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے۔ ایسا رہا کیا۔ جس نے قرآن کے علوم و مطالب اور غیر منقضی (نہ ختم ہونے والے) عجائب کی حفاظت کی کاتبوں نے رسم الخط کی۔ قاریوں نے طرز ادا کی۔ حافظوں نے اس کے الفاظ و عبارت کی وہ حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے آج تک ایک زیر زبر تبدیل نہ ہوسکا۔ کسی نے قرآن کے رکوع گن لئے۔ کسی نے آیتیں شمار کیں۔ کسی نے حروف

کی تعداد بتلائی - حتّٰی کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطہ کو شمار کر ڈالا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت نہیں بتلائی جا سکتی - جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد حفاظِ قرآن کی موجود نہ رہی ہے - خیال کرو - آٹھ دس سال کا ہندوستانی بچّہ جیسے اپنی مادری زبان میں دو تین جُز کا رسالہ یاد کرانا دشوار ہے وہ ایک اجنبی زبان کی اتنی ضخیم کتاب جو متشابہات سے پُر ہے - کس طرح فرفر سُنا دیتا ہے - پھر کسی مجلس میں ایک بڑے با وجاہت عالم و حافظ سے کوئی حرف چھُوٹ جائے یا اعراب کی فروگزاشت ہو جائے تو ایک بچّہ اس کو ٹوک دیتا ہے - چاروں طرف تصحیح کرنے والے للکارتے ہیں - ممکن نہیں - کہ پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں - حفظ قرآن کے متعلق یہ ہی اہتمام و اعتناء عہدِ نبوّت میں سب لوگ مشاہدہ کرتے تھے - اسی کی طرف "وانا لہ "لحٰفظون" فرما کر اس وقت کے منکرین کو توجہ دلائی -"

جادو وُہ جو سر چڑھ کر بولے

برادرانِ اسلام - منصف مزاج محقق عیسائیوں کے خیالات متعلقہ حفاظت قرآنمجید کے آپ نے ملاحظہ فرمائے - کہ باوجود غیر مسلم ہونے کے بعد پورے وثوق اور یقین کے ساتھ اعلان کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس یہ قرآن مجید وہی ہے - جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی زبان مبارک کے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے انہیں عطا فرمایا تھا -

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

سورہ الرعد رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ - خبردار اللہ کے ذکر ہی سے دل تسکین پاتے ہیں -

مسلمانوں کے لئے اس اللہ تعالےٰ کے ذکر سے اطمینان حاصل ہونے کی اور معنی ہے - کہ قرآن مجید پر ایمان لانے کی برکت سے جب وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں - تو ان کے دلوں میں ایک اطمینان اور سرور کی لہر دوڑ جاتی ہے - اس کا ایک باعث بھی ہے - وہ یہ کہ یہ قاعدہ ہے کہ انسان جب پردیس میں جائے تو وہاں کی بولی اور ہوتی ہے - اگر اس ملک میں اس کے دیس کی کوئی بولی بولنے والا کوئی آدمی مل جائے تو وُہ اُس شخص کو بڑا ہی پیارا لگتا ہے - بعینہٖ اسی طرح قرآن مجید کا معاملہ خیال فرما لیجئے - انسان کی رُوح عالم ملکوت سے آئی ہوئی ہے - اور قرآن مجید عالم ہوت سے نازل شدہ ہے لہٰذا عالم ملکوت کے باشندوں کو عالم لاہوت کی اشیاء سے بہت زیادہ مناسبت ہے لہٰذا اگر انسان کے اندر ایمان کامل موجود ہو - تو قرآن مجید سُننے سے ایسا محظوظ ہوگا - جس طرح بانسری کی آواز پر سانپ جھومتا ہے - میرا خیال ہے - کہ غیر مسلم منصف مزاج لوگوں کو بھی قرآن مجید سے اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے - اس کا سبب یہ ہے - کہ آج کل ساری دُنیا میں کسی قوم کے پاس آسمانی کتاب موجود نہیں ہے - ہاں اگر آسمانی کتاب موجود ہے - تو وہ فقط قرآن مجید ہے - جو مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے - اور اس قرآن مجید میں انسان کے ہر شعبۂ حیات کے لئے مکمل ضابطۂ حیات موجود ہے - اخلاق ہوں یا معاشرت - اقتصادیات ہوں یا سیاسیات - اور قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے - " تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا ط" سورہ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸

ترجمہ - اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں -

لہٰذا

منصف مزاج غیر مسلموں کو بھی قرآنمجید کو دیکھنے اور پڑھنے سے اطمینان قلب حاصل ہوگا - کہ اگر کہیں دُنیا میں صحیح راہنمائی ہے تو فقط قرآن مجید میں ہے -

اور سچے مسلمان کے لئے قرآن مجید تو ایک بہت بڑی چیز ہے فقط ایک لفظ "اللہ" کا بھی اطمینانِ قلب کے لئے کافی اور شافی ہے

یہ عاجز ایک گنہگار انسان ہے - اپنے تمام احباب سے استدعا کرتا ہوں - میرے حق میں دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے میرے گناہوں پر پردہ ڈال کر میرا ہر گناہ معاف فرما دے اور خاتمہ ایمان کامل پر فرما دے - آمین یا الٰہ العالمین -

اللہ تعالےٰ کے نام کی تاثیر

جب میں اپنے بزرگوں کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کسی شخص کو "اللہ" کا پاک نام تلقین کرتا ہوں - چند ہی روز کے بعد جب وہ شخص میرے پاس واپس آتا ہے تو میں اس سے سوال کیا کرتا ہوں - کیا "اللہ" کا جب ذکر کرتے ہو تو دل میں اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے - عام طور پر یہی جواب دیتے ہیں جی ہاں - الحمد للہ ذکر الٰہی سے دل میں اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے - شاید ہی سو میں سے کوئی دو تین آدمی ایسے بھی ہوں جن کو اپنے گناہوں کی شامت کے باعث یہ نعمت نصیب نہ ہوتی ہو -

متبعین شیطان اور ان کے لئے جہنّم کا وعید

(قَالَ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ۝ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝) سورہ الحجر رکوع ۳ پارہ ۱۴

ترجمہ - کہا - اے میرے رب جیسا تُو نے مجھے گمراہ کیا ہے - البتہ ضرور ضرور میں انہیں ان کے گناہوں کو مرغوب کر کے دکھاؤں گا - اور ان سب کو گمراہ کروں گا - سوائے تیرے ان بندوں کے جو ان میں مخلص ہوں گے - فرمایا - یہ راستہ مجھ تک سیدھا ہے - بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ بھی بس نہیں چلے گا - مگر وہ جو گمراہوں میں سے تیرا تابعدار ہوا - اور بے شک ان سب کا وعدہ دوزخ پر ہے -

نمبر ۲

انسان کے لئے دُنیا میں سب سے بڑا غم کا دن

وہ ہے جب اسے کہا جائے گا - حدیث شریف میں ہے - ایتھا النفس الخبیثۃ اخرجی الی سخط من اللہ -

ترجمہ - اے خبیث نفس اللہ کے غضب

کی طرف نکل + پھر وہ رُوح اس کے بدن میں پھیل جاتی ہے۔ پھر بڑی مشکل سے کھینچ کر نکالی جاتی ہے + جب اس کی رُوح کو اے خبیث نفس کہہ کر بدن سے نکالا جا رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر اس شخص کیلئے اور کونسا بڑا غم اور اس سے بڑھ کر اور کون سی بڑی بدنصیبی ہو سکتی ہے۔ اور پھر اسکے بعد شیطان کے تابعداروں کیلئے دوزخ کی سزا کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ اور اس دوزخ سے نکلنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

شیطان کی طرف سے اپنی براءۃ کا اعلان

قیامت کے دن جب شیطان کے تابعداروں کے حق میں دوزخ میں داخل ہونے کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اب میدانِ محشر میں آکر ایک تقریر کریگا۔ جس میں اپنی جماعت سے اپنی بیزاری کا اعلان اور اُلٹا انہیں لوگوں کو مجرم قرار دے گا۔ جو اس کے پنجے میں آکر اپنی آخرت برباد کر چکے ہیں۔ اعلان یہ ہے (وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ط وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ج فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ط مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ط اِنِّيْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝)

سورہ ابراہیم رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور جب فیصلہ ہو چکیگا تو شیطان کہے گا کہ بیشک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا۔ اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے وعدہ خلافی کی اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہ تھا کہ میں نے تمہیں بُلایا۔ پھر تم نے میری بات کو مان لیا۔ پھر مجھے الزام نہ دو۔ اور اپنے آپ کو الزام دو۔ نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں۔ اور نہ تم میرے فریاد رس ہو۔ میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں۔ کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے۔ بیشک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

شیطان کے پنجے سے بچنے کی فقط ایک تدبیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع

(قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝) سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ۔ کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ تاکہ تم سے اللہ محبت کرے۔ اور تمہارے گناہ بخش دے۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ شیطان کے پنجے سے بچنے کے لئے فقط ایک ہی تدبیر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر عمل حیات (معتقدات ہوں یا اعمال ہوں) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کو ملحوظ رکھا جائے۔ سر مو بھی آپؐ کے نقش قدم سے ہٹنے نہ پائیں۔

دونوں ہی متبع شریعت محمدیہ ہوں

اللہ تعالےٰ کے دین کی نشر و اشاعت کرنے والے دو ہی قسم کے حضرات نظر آتے ہیں۔ علماء کرام (عملی رنگ میں) اور صوفیائے عظام (باطن کی اصلاح کے رنگ میں) ان دونوں قسم کے حضرات میں سے جو شخص کتاب و سنت کا متبع ہو۔ فقط اس کے ساتھ تعاون کیا جائے۔ اور اسی کو مقتدیٰ مانا جائے۔ اور اس قسم کے حضرات کی صحبت کو اپنے حق میں اکسیر سمجھا جائے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

لاپروائی سے ہرگز نہ ٹالا جائے

برادرانِ اسلام۔ حق گو۔ حق پرست۔ اشاعت حق (یعنی کتاب و سنت) کرنے والے عالم کی آواز کو لاپروائی سے ہرگز نہ ٹالا جائے۔ بلکہ دل کے کانوں سے سُنا کیجئے۔ اور لوح دل پر ان کے الفاظ لکھ لیا کیجئے۔ اور ان کے الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کیا کیجئے۔ تاکہ ان کی نصائح پر عمل کرنے کے باعث آپ کی نجات ہو جائے۔ اور دوزخ سے بچ کر جنّت میں پہنچ جائیں

ورنہ

اگر آپ نے پیغام حق پہنچانے والے علماء کرام کی آواز کو لاپروائی سے ٹال دیا۔ اور قیامت کے دن گناہوں کی شامت کے باعث جب ایسے لوگوں کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

(اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہونگے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۱ر جولائی ۱۹۵۸ء

ایک تقسیم کے لحاظ سے انسانوں کی دو قسمیں

(۱) اللہ تعالےٰ کی رضا کی تابعداری کرنے والے

(۲) نافرمانی کے باعث اللہ تعالےٰ کے غضب کے مستحق ہونے والے

(مرتبہ جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ثبوت

(اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَ اللّٰہِ کَمَنۡۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰہِ وَمَاۡوٰىہُ جَہَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ - آیا وہ شخص جو اللہ کی رضا کا تابع ہے - اس کے برابر ہو سکتا ہے - جو غضب الٰہی کا مستحق ہوا - اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے -

تمہید

برادران اسلام - آج کی صحبت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں - کہ انسان اس دنیا کی زندگی میں مختلف حالات سے گزرتا رہتا ہے - اور پیش آنے والی حالت میں اس کے سامنے دو دروازے آتے ہیں - ایک اللہ تعالےٰ کی رضا کا اور دوسرا اللہ تعالےٰ کے غضب کا - انسان کی بھلائی اور بہتری اسی میں ہے - کہ ہر حالت میں رضا کے دروازے سے گزرے - اور غضب الٰہی کے دروازے میں داخل ہونے سے اپنے آپ کو بچائے - اسی لئے آج کے اس خطبے میں ہر موقعہ پر دونوں پیش آنے والے دروازوں کی نشاندہی کرنا چاہتا ہوں - تاکہ ہر مسلمان مرد اور عورت رضا الٰہی ہی کے دروازہ سے گزرے - اور بالآخر اسی رضا الٰہی کی لائن پر چلتے ہوئے ہر مسلمان کا خاتمہ ہو - اور رضا الٰہی کا تمغہ لے کر قبر میں داخل ہو - تاکہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے ہم میں سے ہر ایک کی قبر کو بہشت کے باغوں میں سے باغ بنا دے - آمین یا الٰہ العالمین -

عقائد کی درستی

برادران اسلام - بارگاہ الٰہی میں انسان کے نیک اعمال کی قیمت کا مدار عقائد کی درستی پر ہے - اگر دل کا عقیدہ درست ہے - تو رائی کے دانہ جتنی نیکی کا ثواب پہاڑ کی مقدار بھی (بشرطیکہ اللہ تعالےٰ دینا چاہے) یقیناً مل سکتا ہے - اور اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو پہاڑ جیسے بڑے کام کا ثواب رائی کے دانہ کے برابر بھی آخرت میں نہیں ملے گا -

مثلاً

ایک دولتمند جو اربوں روپوں کا مالک ہے - اس نے ایک کروڑ روپیہ خرچ کرکے ایک بلند ٹیلے پر جامع مسجد بنوا دی - اور اتنی بڑی دولت حاصل ہونے میں اس کا عقیدہ یہ ہے - کہ انگریز کی حکومت کے زمانے میں فلاں انگریز مجھ پر بڑا مہربان ہوگیا تھا - وہ ہر سال مجھے لاکھوں روپوں کے ٹھیکے دیا کرتا تھا - اس کی مہربانی سے میں اتنا بڑا دولتمند ہو گیا - اس شخص کے اس باطل عقیدہ کے باعث شریعت اسلامی میں اسے مشرک کہا جائے گا - کیونکہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد تو قرآن مجید میں یہ ہے -

رزق کی تنگی اور کشادگی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے

ارشاد ملاحظہ ہو -

(اِنَّ رَبَّکَ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ بِعِبَادِہٖ خَبِیۡرًۢا بَصِیۡرًا ۝)

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ - تیرا رب جس کے لئے چاہے رزق کشادہ کرتا ہے - اور تنگ بھی کرتا ہے - بیشک وہ اپنے بندوں کو جاننے والا دیکھنے والا ہے -

اس دولتمند کا عقیدہ

یہ ہونا چاہیئے تھا - یہ کہتا - کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھے یہ دولت نصیب فرمائی ہے - اسی کا فضل تھا - کہ اس انگریز کے ہاں سے کئی ٹھیکیدار ٹھیکے لیا کرتے تھے - مگر اللہ تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کے دل کو مجھ پر مہربان کر دیا تھا - سب سے پہلے وہ شخص مجھے ٹھیکہ دیتا - جو مجھ سے بچ جاتا تھا - وہ دوسروں کو دیتا تھا - اگر اس کا عقیدہ یہ ہوتا - تو وہ توحید پرست ہوتا - اس کے بعد جو روپیہ اس نے پہاڑ جتنی مسجد بنانے پر خرچ کیا تھا وہ قبول ہوتا - اب اس کے مشرکانہ عقیدہ کے باعث اس کی مسجد میں رائی کے دانہ جتنی بھی قیمت نہیں ہے - اور اگر عقیدہ میں توحید کا نور بدرجہ اتم و اکمل پایا جائے پھر فرض کر لیجئے - ایسا شخص کسی نہر کے کنارے پر جنگل میں چار کولوں پر ایک چھپر ڈال دیتا ہے - تاکہ اگر کوئی مسلمان نہر پر نہائے - یا وضو کرے - اور نماز پڑھنا چاہے - تو اس چھپر کے سایے میں جو میں چٹائی بچھا رہا ہوں - اس پر نماز ادا کر سکے اس چھپر والی مسجد کے عوض میں اسے اللہ تعالےٰ

بہشت میں عالیشان محل

عطا فرمائے گا - کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے -

(عَنۡ عُثۡمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَنۡ بَنٰی لِلّٰہِ مَسۡجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیۡتًا فِی الۡجَنَّۃِ متفق علیہ

ترجمہ - عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس شخص نے اللہ کے لئے مسجد بنائی - اللہ اس کے لئے بہشت میں گھر بنائے گا -

بہرحال

گزشتہ سطور کے پڑھنے سے یہ بات خیال میں آگئی ہوگی - کہ ہر نیکی کے بارگاہ الٰہی میں قبول ہونے اور آخرت میں اس کا صلہ ملنے کے لئے عقائد

کا صحیح ہونا ضروری ہے۔

تمام عقائد کی جڑ عقیدہ توحید ہے

عقیدہ توحید کے باعث اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے والے

(اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ۝)

سورہ حٰم السجدہ رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ بیشک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اُتریں گے۔ کہ تم خوف نہ کرو۔ اور نہ غم کرو۔ اور جنّت میں خوش رہو۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے دُنیا میں بھی دوست تھے۔ اور آخرت میں بھی۔ اور بہشت میں تمہارے لئے ہر چیز موجود ہے۔ جس کو تمہارا دل چاہے۔ اور تم جو وہاں مانگو گے ملیگا۔ بخشنے والے نہایت رحم والے کی طرف سے مہمانی ہے۔

عقیدہ شرک کے باعث

اللہ تعالےٰ کو ناراض کرنے والے

(ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یَھْدِیْ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ ط وَلَوْ اَشْرَکُوْا لَحَبِطَ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۱۰ پارہ ۷

ترجمہ۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے۔ اپنے بندوں کو جسے چاہے اُس پر چلاتا ہے اور اگر یہ لوگ شرک کرتے۔ تو البتہ جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ سب کچھ ضائع ہو جاتا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ شرک کرنے سے اللہ تعالےٰ اتنا سخت ناراض ہو جاتا ہے کہ انسان کی کسی نیکی کی اس کے ہاں کوئی قیمت نہیں رہتی۔

عقیدہ توحید کے بعد باقی چار رکن اسلام کے متعلق

بھی یہی فیصلہ ہے۔ کہ پابندی سے نماز ادا کرنے والے کے لئے رضا الٰہی کا تمغہ

تارک نماز پر اللہ تعالےٰ کا غضب

اور اسی حالت میں مرگیا تو جہنّم میں داخلہ۔ رمضان المبارک کے روزے اگر کوئی شخص رکھتا ہے تو اس کے لئے رضا الٰہی کا تمغہ اور اگر سوائے کسی شرعی عذر کے نہیں رکھتا۔ تو جہنّم کے داخلہ کا مستحق ہوگا۔ اگر کسی مسلمان پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اگر وہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو جنّت کا مستحق ہے۔ اور اگر ادا نہیں کرتا تو جہنّم میں جھونک دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر حج فرض ہے اور ادا کر دیا تو رحمتِ الٰہی کا دروازہ کھُل جائے گا۔ اور اگر سوائے شرعی عذر کے ادا نہ کیا۔ تو دوزخ کا دروازہ کھلے گا۔

ان چار ارکانِ اسلام کے متعلق بھی یونہی خیال کیا جائے۔ کہ ان چاروں پر عمل کرنے والے کے لئے چار دروازے بہشت میں کھُل جائیں گے۔ اور اگر عمل نہ کیا۔ تو پھر چاروں ملزموں کے لئے چار دوزخ کے دروازے کھلیں گے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

اعمال میں اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے والے

(بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْھَہٗ لِلّٰہِ وَھُوَ مُحْسِنٌ فَلَہٗٓ اَجْرُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ص وَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝) سورہ البقرہ رکوع ۱۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ ہاں جس نے اپنا مُنہ اللہ کے سامنے جُھکا دیا۔ اور وہ نیکوکار بھی ہو۔ تو اس کے لئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے۔ اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ دُنیا کی زندگی کے اعمال میں جو لوگ اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کا لحاظ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں ان کے لئے اجر ہے۔ ان لوگوں کو بارگاہِ الٰہی میں جاتے ہوئے کوئی خوف نہیں ہوگا۔ اور نہ وہ کسی قسم کا غم ہی محسوس کریں گے۔

اعمال میں رضا الٰہی کی پرواہ نہ کرنیوالے

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰھِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِھِمَا النُّبُوَّۃَ وَالْکِتٰبَ فَمِنْھُمْ مُّھْتَدٍ وَکَثِیْرٌ مِّنْھُمْ فٰسِقُوْنَ ۝)

سورہ الحدید رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا تھا۔ اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوّت اور کتاب رکھی تھی۔ پس بعض تو ان میں راہ راست پر رہے۔ اور بہت سے ان میں سے نافرمان ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہمیشہ اکثر اُمتوں میں ایسے ہی رہے۔ جنہوں نے اپنے اعمال میں اللہ تعالےٰ کی رضامندی کی کوئی پروا نہ کی۔

مال حاصل کرنے میں اللہ تعالےٰ کی رضا کے طالب

(فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰنِیَ اللّٰہُ خَیْرٌ مِّمَّآ اٰتٰکُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِھَدِیَّتِکُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ اِلَیْھِمْ فَلَنَاْتِیَنَّھُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَھُمْ بِھَا وَلَنُخْرِجَنَّھُمْ مِّنْھَآ اَذِلَّۃً وَّھُمْ صٰغِرُوْنَ ۝)

سورہ النمل رکوع ۳ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ پھر جب سلیمان کے پاس (بلقیس کا بھیجا ہُوا وفد) آیا۔ فرمایا۔ کیا تم میری مال سے مدد کرنا چاہتے ہو، سو جو کچھ مجھے اللہ نے دیا ہے اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفے سے خوش رہو۔ ان کی طرف واپس جاؤ۔ ہم ان پر ایسے لشکر لے کر پہنچیں گے۔ جن کا وہ مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اور ہم انہیں وہاں سے ذلیل کرکے نکال دیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تو بلقیس کو اسلام لانے کی دعوت دی تھی۔ اور اس نے اس کے بدلہ میں بڑے بڑے قیمتی تحائف بھیجے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اگر چاہتے۔ تو وہ تحائف رکھ لیتے۔ مگر اُنہوں نے بلقیس ملکۂ یمن پر یہ ثابت کر دیا۔ کہ ہمیں مال و دولت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ تم اسلام لاکر اللہ تعالےٰ کی فرمانبردار بندی بن جاؤ۔

مال حاصل کرنے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی پروا نہ کرنے والے

(اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ نَارًا ط وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا

سورہ النساء رکوع ۱ پارہ ۴

ترجمہ۔ بیشک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں۔ اور عنقریب آگ میں داخل ہونگے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ایسے لوگوں کو نہ انصاف کا خیال ہے۔ نہ خدا کا خوف ہے۔ پس یہی ہوس ہے۔ کہ مال حاصل ہو جائے۔ خواہ حرام ہی کا ہو۔ پھر اس حرام خوری کا نتیجہ نکلے گا۔ کہ مرنے کے بعد دوزخ کا ٹھکانا نصیب ہوگا۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

مال خرچ کرنے میں
اللہ تعالےٰ کی رضا کا لحاظ رکھنے والے

(وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝)

سورہ اٰل عمران رکوع ۱۴ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور اپنے رب کی بخشش کی طرف دوڑو۔ اور بہشت کی طرف جس کا عرض آسمان و زمین ہے۔ جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں۔ اور غصّہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ اور اللہ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی نہ عیش و خوشی میں خدا کو بھولتے ہیں نہ تنگی و تکلیف کے وقت خرچ کرنے سے جان چُراتے ہیں۔ ہر موقع پر اور ہر حال میں حسبِ مقدور خرچ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ سود خواروں کی طرح بخیل اور پیسہ کے پجاری نہیں گویا جانی جہاد کے ساتھ مالی جہاد بھی کرتے ہیں" اللھم اجعلنا منھم

مال خرچ کرنے میں اللہ تعالےٰ کی
رضا کی پروا نہ کرنے والے

(اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۝)

سورہ الانفال رکوع ۴ پارہ ۹

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ کافر ہیں۔ وہ اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ کی راہ سے روکیں۔ سو ابھی اور بھی خرچ کریں گے۔ پھر وہ ان کے لئے حسرت ہوگا۔ پھر مغلوب کئے جائینگے اور جو کافر ہیں وہ دوزخ کی طرف جمع کئے جائیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو لوگ اللہ تعالےٰ کی رضا کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے مالوں کو خرچ کریں گے یہی خرچ کرنا آئندہ چل کر ان کے لئے وبالِ جان ہو جائے گا۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

بولنے میں
اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے
ہر سچّی بات کی تصدیق کرنے والے

(فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝)

سورہ الیل پارہ ۳۰

ترجمہ۔ پھر جس نے دیا۔ اور پرہیزگاری کی۔ اور نیک بات کی تصدیق کی۔ تو ہم اس کے لئے جنّت کی راہیں آسان کر دینگے

اللہ تعالےٰ کی رضا کی پروا نہ کرنے والے اور
خدا پر جھوٹ باندھنے والے

(اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ۝) سورہ النساء رکوع ۶ پارہ ۵

ترجمہ۔ دیکھو یہ لوگ اللہ پر کیسا جھوٹ باندھتے ہیں۔ یہی ایک صریح گناہ کافی ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ بد نصیب انسان ایسے شُتر بے مہار ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ پر جھوٹ باندھنے سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم

چلنے میں
اللہ تعالےٰ کی رضا کا لحاظ رکھنے والے

(وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝

سورہ الفرقان رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں۔ جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں۔ اور جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں۔ سلام ہے۔

حاصل

چلتے وقت متکبرانہ اور مغرورانہ طرز سے نہیں چلتے۔ بلکہ منکسرانہ اور عاجزانہ طرز سے چلتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی رضا کی پروا نہ کرنے والے

(وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝)

سورہ لقمان رکوع ۱ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو تکبّر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے۔ جیسے اس نے سُنا ہی نہیں۔ گویا اس کے دونوں کان بہرے ہیں۔ سو اسے دردناک عذاب کی خوشخبری دے۔

حاصل

یہ ہے کہ سُن کر بھی احکام الٰہی کی پروا نہیں کرتے۔

رشتہ داری کے معاملہ میں
اللہ تعالےٰ کی رضا کی تابعداری کرنیوالے

(وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ۝)

سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ وہ لوگ جو ملاتے ہیں۔ جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ اور اس بات سے ڈرتے ہیں۔ کہ بارگاہِ الٰہی میں جب حقوق العباد کا معاملہ پیش ہو۔ تو کہیں اس معاملہ میں مجرم قرار نہ دیا جاؤں۔

رشتہ داروں کے معاملہ میں
اللہ تعالےٰ کی رضا کی پرواہ نہ کرنے والے

(وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ اللَّعْنَۃُ وَلَھُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝) سورہ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور جو لوگ اللہ کا عہد مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں۔ اور اس چیز کو توڑتے ہیں۔ جسے اللہ نے جوڑنے کا حکم فرمایا۔ اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ ان کے لئے لعنت ہے۔ اور ان کے لئے برا گھر ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ سے کیا ہوا عہد توڑنے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنے کے باعث اُن پر لعنت پڑی۔ اور دوزخ کے مستحق قرار دیئے گئے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

زندگی کے گیارہ موڑوں پر بائیس دروازے

برادرانِ اسلام۔ گزشتہ تحریر میں اِنسانی زندگی کے گیارہ موڑوں پر بائیس دروازے دکھا چکا ہوں۔ جن میں سے گیارہ ایسے تھے۔ جن میں سے اگر انسان گزرے۔ تو اللہ تعالےٰ کی رضا کا تمغہ ملتا تھا۔ یہ ظاہر ہے کہ جس شخص کو رضا الٰہی کا تمغہ مل گیا۔ اس کو یقیناً جنّت کا داخلہ نصیب ہوگا اور جو شخص اللہ تعالےٰ کی ناراضمندی کے گیارہ دروازوں سے گزرا۔ اگر خدانخواستہ اسی حالت میں اسے موت آگئی۔ تو اس کا ٹھکانا سوائے دوزخ کے اور کہاں ہو سکتا ہے۔

اتمام حجت

یہ چیز پیش نظر رہے کہ اللہ تعالےٰ کسی سے جبراً نیکی نہیں کروانا چاہتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اپنے حاملین کتاب و سُنّۃ بندوں سے اپنی مخلوق کو اپنا نازل کردہ پیغام حق (یعنی قرآن مجید) پہنچا دیتا ہے۔ اور انسانوں کے ضمیر میں حق و باطل کا فیصلہ کرنے کی استعداد اس نے رکھی ہوئی ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرماتا ہے

(وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۝)

سورہ الکہف رکوع ۴ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور کہدو سچّی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ پھر جو چاہے مان لے۔ اور جو چاہے انکار کردے بیشک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔

لہٰذا مخالفین حق پر اتمام حجّت ضرور ہو جائے گا۔ قیامت کے دن یہ نہیں کہہ سکیں گے۔ کہ اے اللہ ہمیں تیرے ارشادات کا علم نہیں تھا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

مسلمان کی مدد کرنے کا دنیا میں انعام

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ تو خود اس پر ظلم و زیادتی کرے نہ دوسروں کا مظلوم بننے کے لئے اس کو بے یارو مددگار چھوڑے اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرے گا اور جو کسی مسلمان کی تکلیف اور مصیبت کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مصیبتوں میں سے اس کی کسی مصیبت کو دور کرے گا اور جو کوئی کسی مسلمان کی پردہ دری کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ دری کرے گا۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۸ جولائی ۱۹۵۸ء

دو حصے ۲

پہلا - اللہ تعالےٰ کو اپنے بندوں سے شکایات -

دوسرا - اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کا ایسا طرز عمل جس سے شکایت کی نوبت ہی نہ آئے -

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

تمہید

برادرانِ اسلام - اس گنہگار کی یہ دلی تمنا ہے - کہ ہر مسلمان کا اپنے اللہ سے تعلق مرنے سے پہلے بالکل ٹھیک ہو جائے تاکہ مرنے کے بعد اللہ تعالےٰ سے تعلق درست ہونے کے باعث انسان پر کوئی گرفت نہ ہونے پائے - اور ہر مسلمان کی قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے - اسی مقصد کے پیش نظر آج میری معروضات کا پہلا حصہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اپنے بندوں سے جو شکایات قرآن مجید میں موجود ہیں ان سے مسلمانوں کو متنبہ کر دیا جائے - تاکہ مرنے سے پہلے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے درست کر کے جائیں -

شکایات کی تفصیل

پہلی

(اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝)

سورہ المعارج رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ - بیشک انسان کم ہمت پیدا ہوا ہے - جب اسے تکلیف پہنچتی ہے - تو چلا اٹھتا ہے - اور جب اسے مال ملتا ہے تو بڑا بخیل ہے -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں - "یعنی کسی طرف پختگی اور ہمت نہیں دکھلاتا - فقر و فاقہ، بیماری اور سختی آئے - تو بے صبر ہو کر گھبرا اٹھے بلکہ مایوس ہو جائے - گویا اب کوئی سبیل مصیبت سے نکلنے کی باقی نہیں رہی - اور مال و دولت، تندرستی اور فراخی ملے - تو نیکی کے لئے ہاتھ نہ اٹھے - اور مالک کے راستہ میں خرچ کرنے کی توفیق نہ ہو -

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی بے صبری اور مایوسی سے ناراض ہو رہا ہے - اور مال و دولت مل جائے تو اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے سے ناراض ہوتا ہے -

دوسری

(فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝) سورہ الفجر رکوع ۱ پارہ ۳۰

ترجمہ - لیکن انسان تو ایسا ہے کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے پھر اسے عزت اور نعمت دیتا ہے - تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت بخشی ہے - لیکن جب اسے آزماتا ہے - پھر اس پر اس کی روزی تنگ کرتا ہے - تو کہتا ہے - کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا - ہرگز نہیں -

حاصل

اللہ تعالےٰ کو انسان سے یہ شکایت ہے کہ عام طور پر خوشی کے وقت تو یہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت دی ہے اور جب کسی مصلحت کی بنا پر رزق کی تنگی کر دی جاتی ہے - تو کہتا ہے - کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ہے -

چاہئے یہ تھا

کہ انسان ہر راحت و رنج میں اللہ تعالےٰ کا شکر گزار رہتا - چنانچہ بہادر شاہ مرحوم جو دہلی کے تخت پر آخری مسلمان بادشاہ تھے - وہ فرماتے ہیں -

شعر

ظفر آدمی اس کو نہ جانئے - گو ہو کتنا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی - جسے لیش میں خوفِ خدا نہ رہا

لہذا

انسان کا فرض ہے کہ ہر راحت و رنج میں اللہ تعالےٰ سے تعلق درست رکھے - اللہ تعالےٰ عزت عطا فرمائے - تو اس کا فضل خیال کرے - اور تکلیف پہنچے تو اسے اپنے گناہوں کی شامت خیال کرے -

اس کا ثبوت

کہ تکلیف انسان کے گناہوں کا خمیازہ ہوتا ہے (كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝) سورہ الفجر پارہ ۳۰

ترجمہ - ہرگز نہیں - بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے - اور نہ مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو - اور میت کا ترکہ سب سمیٹ کر کھا جاتے ہو - اور مال سے بہت زیادہ محبت رکھتے ہو -

گویا کہ

تم پر رزق کی تنگی ان گناہوں کے باعث ہوتی ہے - نہ کہ اللہ تعالےٰ نے خدانخواستہ ظلم کر کے تمہارا رزق تنگ کیا ہے - کسی نے ٹھیک کہا ہے - مصرعہ

آنچہ بر ما است از ماست

ترجمہ - ہمیں جو حالات پیش آ رہے ہیں وہ در اصل ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہیں -

تیسری

(وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝

سورہ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور موسیٰؑ نے کہا۔ اے رب ہمارے تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دُنیا کی زندگی میں آرائش اور ہر طرح کا مال دیا ہے۔ اے رب ہمارے یہاں تک کہ انہوں نے تیرے راستہ سے گمراہ کر دیا۔ اے رب ہمارے ان کے مالوں کو برباد کر دے۔ اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ پس یہ ایمان نہیں لائینگے یہاں تک کہ درد ناک عذاب دیکھیں۔

حاصل

یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون اور ان کے سرداروں کے متعلق اللہ تعالےٰ کے حضور میں شکایت کر رہے ہیں کہ آپ نے انہیں زندگی کی آرائش کا سامان اور مال و متاع عطا فرمایا ہُوا ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ لوگ تیرے ممنون احسان ہوکر لوگوں کو تیرے دروازے کی طرف بُلاتے۔ اُلٹا لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اس لئے ان کے مالوں کو برباد کر دے۔ اور ان کے دلوں کو سخت کر دے۔ تاکہ یہ لوگ کسی کو گمراہ کر ہی نہ سکیں۔ اور یہ لوگ تیرا عذاب دیکھے بغیر ایمان بھی نہیں لائیں گے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

ان آیات پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ "بعض مفسرین نے "لیضلوا" میں لام عاقبۃ لیا ہے۔ جیسے فالتقطہ آل فرعون لیکون لھم عدوا وحزنا" میں "لام عاقبۃ" ہے۔ اس وقت مطلب یہ ہوگا۔ کہ سامان دیا تو اس لئے تھا۔ کہ امور خیر میں خرچ کریں اور نعمتوں کو لے کر منعم حقیقی کو پہچانیں۔ اس کے شکر گزار بندے بنیں۔ مگر اس کے برخلاف انہوں نے اپنی بدبختی سے خدا کی نعمتوں کو لوگوں کو بہکانے اور گمراہ کرنے میں ایسا بیدریغ خرچ کیا۔ گویا وہ اسی کام کے لئے ان کو دی گئی تھیں۔ اس تفسیر پر کوئی اشکال وارد نہیں ہوتا۔ جب موسیٰ علیہ السلام مُدّت دراز تک ہر طرح ہدایت کر چکے۔ اور عظیم الشان معجزات دکھلا چکے۔ مگر معاندین کا جحود و عناد بڑھتا ہی رہا۔ حتیٰ کہ تجربہ اور طول صحبت یا وحی الٰہی سے پوری طرح ثابت ہوگیا۔ کہ یہ لوگ کبھی ایمان لانے والے نہیں۔ تب ان کی ہلاکت کی دُعا فرمائی۔ تاکہ ان کی گندگی سے دُنیا جلد پاک ہو۔ اور دُوسروں کے لئے ان کی بدانجامی درس عبرت بنے۔ آپ نے بد دُعا کی کہ خداوندا ان کے اموال کو تباہ اور ملیامیٹ کر دے اور ان کے دلوں پر سخت گرہ لگا دے۔ جن میں کبھی ایمان و یقین نفوذ نہ کرے۔ بس اسی وقت یقین حاصل ہو۔ جب اپنی آنکھوں سے عذاب الیم کا مشاہدہ کر لیں۔ یہ دُعا ان کے حق میں ایسی سمجھو۔ جیسی ابلیس کو "لعنۃ اللہ" یا کفار کو "خَذَلَهُمُ اللّٰهُ" کہا جاتا ہے۔ حالانکہ ان کی ملعونیت و خذلان کا قطعی فیصلہ پیشتر سے کیا جا چُکا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رح نے آیت کی تقریر دوسری طرز سے کی ہے۔ فرماتے ہیں "سچے ایمان کی ان سے امید نہ تھی مگر جب کچھ آفت پڑتی تو جھوٹی زبان سے کہتے کہ اب ہم مانیں گے۔ اس میں عذاب تھم جاتا۔ کام فیصل نہوتا۔ دُعا اس واسطے مانگی۔ کہ یہ جھوٹا ایمان نہ لائیں۔ دل ان کے سخت رہیں۔ تا عذاب پڑ چُکے۔ اور کام فیصل ہو۔"

چوتھی

(وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا ۚ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ مَرَّ كَأَن لَّمْ يَدْعُنَا إِلَىٰ ضُرٍّ مَّسَّهُ ۚ كَذَٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝)

سورہ یونس رکوع ۲ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے ہونے کی حالت میں ہمیں پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اس سے اس تکلیف کو دُور کر دیتے ہیں تو اس طرح گزر جاتا ہے۔ گویا کہ ہمیں کسی تکلیف پہنچنے پر پُکارا ہی نہیں تھا۔ اسی طرح بیباکوں کو پسند آیا ہے۔ جو کچھ وہ کر رہے ہیں۔

حاصل

اللہ تعالےٰ نے مذکورۃ الصدر آیت میں اپنے بندوں کے متعلق یہ شکایت کی ہے۔ کہ انسان پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو ہمیں لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے ہونے کی حالت میں مسلسل پکارتا رہتا ہے۔ کہ اے اللہ تو اپنی قدرت کاملہ سے مجھے اس مصیبت سے نکال دے۔ اس کی اس کی مسلسل عاجزانہ دُعاؤں کو قبول فرما کر جب اللہ تعالےٰ اسے مصیبت کے گڑھے سے نکال دیتا ہے تو پھر وُہی انسان اللہ تعالےٰ سے ایسا بے تعلق ہو جاتا ہے۔ گویا کہ اس نے کبھی اللہ تعالےٰ سے راہ و رسم رکھا ہی نہیں۔

بدنصیبی

یہ کتنی بڑی بدنصیبی ہے۔ کہ مصیبت کے وقت ہاتھ جوڑ کر منت سماجت کرکے اللہ تعالےٰ سے کام کرا لیا۔ جب اس نے اس کی دست گیری فرما کر اس کی بے بسی پر رحم کھا کر مصیبت سے نکال دیا۔ کام نکلوا لینے کے بعد انسان ایسا طوطا چشم ہو جاتا ہے۔ گویا کہ اس کا اللہ تعالےٰ سے کوئی راہ و رسم ہی نہیں۔ وہ ہی غرور وہی غفلت کا نشہ وہی اکڑفوں جس میں پہلے مبتلا تھا۔ عاجزی تو بھول گئی۔ اب پھر وہی چیزیں اس کا شعار بن کر رہ گئیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم

پانچویں

(وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝ فَإِذَا جَاءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَٰذِهِ ۚ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَطَّيَّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ ۗ أَلَا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِندَ اللَّهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ مِنْ آيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ۝ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۝ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يَا مُوسَى ادْعُ لَنَا

رَبِّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰٓ أَجَلٍ هُم بَٰلِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ۝ فَٱنتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَٰهُمْ فِى ٱلْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا۟ بِـَٔايَٰتِنَا وَكَانُوا۟ عَنْهَا غَٰفِلِينَ ۝)

سورۃ الاعراف رکوع ۱۶ پارہ ۹

ترجمہ۔ اور ہم نے فرعون والوں کو قحطوں میں اور میووں کی کمی میں پکڑ لیا تاکہ وہ نصیحت مانیں۔ جب ان پر خوشحالی آتی تو کہتے۔ کہ یہ تو ہمارے لئے ہونا ہی چاہیئے۔ اور اگر انہیں کوئی بدحالی پیش آتی تو موسےٰ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست بتلاتے۔ یاد رکھو۔ ان کی نحوست اللہ کے علم میں ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اور کہا جو کوئی نشانی تو ہمارے پاس لائیگا۔ کہ ہم پر اس کے ذریعہ سے جادو کرے۔ سو ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ پھر ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون یہ سب کھلے کھلے معجزے بھیجے۔ پھر بھی انہوں نے تکبّر ہی کیا۔ اور لوگ گنہگار تھے اور جب ان پر کوئی عذاب آتا۔ تو کہتے اے موسےٰ ہمارے لئے اپنے رب سے دُعا کر۔ جس کا اُس نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے۔ اگر تو نے ہم سے یہ عذاب دُور کرا دیا تو بیشک ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دینگے۔ پھر جب ہم نے ان سے ایک مدت تک عذاب اُٹھا لیا کہ انہیں اس مدت تک پہنچنا تھا۔ اس وقت وہ عہد توڑ ڈالتے۔ پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ پھر ہم نے انہیں دریا میں ڈبو دیا۔ اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا۔ اور وہ ان سے غافل تھے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب کا حاشیہ

مذکورۃ الصدر آیات پر حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "حضرت موسیٰؑ کو فرعون سے چالیس برس مقابلہ رہا۔ اس پر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن جانے دے۔ اس نے نہ مانا۔ ان کی بد دُعا سے یہ بلائیں پڑیں۔ دریائے نیل چڑھ گیا۔ کھیت اور باغ بہت تلف ہوئے۔ اور ٹڈی سبزی کھا گئی اور آدمیوں کے بدن میں اور کپڑوں میں چھڑیاں پڑ گئیں۔ اسی طرح ہر چیز میں مینڈک پھیل گئے۔ اور ہر پانی لہو بن گیا۔ آخر ہرگز نہ مانا۔ یہ سب بلائیں ان پر آئیں۔ ایک ایک ہفتہ کے فرق سے۔ اول حضرت موسےٰؑ فرعون کو کہہ آتے۔ کہ اللہ تم پر بلا بھیجے گا۔ وہی بلا آتی۔ پھر مضطر ہوتے۔ حضرت موسےٰ کی خوشامد کرتے۔ ان کی دُعا سے دفع ہوتی۔ پھر منکر ہو جاتے۔ آخر کو دبا پڑی۔ نصف شب کو سارے شہر میں ہر شخص کا پہلا بیٹا مر گیا۔ وہ لگے مُردوں کے غم میں۔ حضرت موسےٰؑ اپنی قوم کو لے کر شہر سے نکل گئے پھر کئی روز کے بعد فرعون پیچھے لگا دریائے قلزم پر جا پکڑا۔ وہاں یہ قوم سلامت گزر گئی۔ اور فرعون ساری فوج سمیت غرق ہوا۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں" سعید بن جبیر سے منقول ہے کہ جب فرعون نے موسےٰ علیہ السلام کے مطالبہ (بنی اسرائیل کی آزادی) کو تسلیم نہ کیا۔ تو حق تعالےٰ نے بارش کا طوفان بھیجا۔ جس سے کھیتوں وغیرہ کی تباہی کا اندیشہ ہو گیا۔ آخر گھبرا کر حضرت موسےٰؑ سے درخواست کی۔ کہ تم اپنے خُدا سے کہہ کر یہ بلاء طوفان دُور کرا دو تو ہم بنی اسرائیل کو آزادی دے کر تمہارے ساتھ روانہ کر دیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے بارش بند ہو گئی اور بجائے نقصان کے پیداوار بہت کثرت سے ہوئی۔ فرعونی عذاب سے بیفکر ہو کر اپنے عہد پر قائم نہ رہے۔ تب اللہ تعالےٰ نے تیار کھیتوں پر ٹڈی دل بھیج دیا۔ جسے دیکھ کر پھر گھبرائے۔ کہ یہ نئی آفت کہاں سے آگئی۔ پھر موسےٰ علیہ السلام سے دُعا کی درخواست کی۔ اور پختہ وعدے کئے۔ کہ اگر یہ عذاب ٹل گیا تو ہم ضرور بنی اسرائیل کو آزاد کر دینگے۔ جب یہ عذاب بھی اُٹھا لیا گیا۔ تو پھر مطمئن ہو گئے۔ اور سب وعدے فراموش کر دیئے۔ آخر جس وقت غلّہ اُٹھا کر مکانوں میں بھر لیا۔ تو خُدا کے حکم سے غلّہ میں گھن لگ گیا۔ پھر موسےٰؑ سے دُعا کرائی۔ اور بڑے پکّے عہد و پیمان کئے۔ لیکن جہاں وہ حالت ختم ہوئی۔ بدستور سابق سرکشی اور بد عہدی کرنے لگے۔ تو خدا نے ان کا کھانا اور پینا بے لطف کر دیا۔ مینڈک اس قدر کثرت سے پیدا کر دیئے گئے۔ کہ ہر کھانے اور برتن میں مینڈک نظر آتا تھا۔ جب بولنے یا کھانے کے لئے مُنہ کھولتے۔ مینڈک جست کر کے مُنہ میں پہنچتا تھا۔ اور ویسے بھی اس جانور کی کثرت نے رہنا سہنا مشکل کر دیا۔ اِدھر پینے کے لئے جو پانی لینا چاہتے وہ ہی خدا کے حکم سے برتنوں میں یا مُنہ میں پہنچ کر خون بن جاتا۔ غرض کھانے پینے تک سے عاجز ہو رہے تھے۔ اس پر بھی شیخی اور اکڑفوں وُہ ہی تھی۔"

سات مرتبہ عہد شکنی

مذکورۃ الصدر آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ فرعون کی قوم نے اللہ تعالےٰ سے سات مرتبہ عہد شکنی کی۔ اس کے بعد اللہ تعالےٰ کا عذاب ان پر آیا۔ اور تقدیرِ الٰہی کے مطابق اپنے آپ کو غرق کرانے کے لئے خود ہی بحیرہ قلزم میں جا پہنچے۔

جب موت سر پر آ کھڑی ہو اس وقت کا ایمان قبول نہیں ہوتا

چنانچہ جب فرعون بحیرہ قلزم میں غرق ہونے لگا۔ اس وقت کہتا ہے (حَتّٰىٓ إِذَآ أَدْرَكَهُ ٱلْغَرَقُ قَالَ ءَامَنتُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱلَّذِىٓ ءَامَنَتْ بِهِۦ بَنُوٓا۟ إِسْرَٰٓءِيلَ وَأَنَا۠ مِنَ ٱلْمُسْلِمِينَ ۝ ءَآلْـَٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنتَ مِنَ ٱلْمُفْسِدِينَ ۝)

سورہ یونس رکوع ۹ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب (فرعون) ڈوبنے لگا۔ کہا۔ میں ایمان لایا۔ کہ کوئی معبود نہیں۔ مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اب یہ کہتا ہے۔ اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا۔ اور

مفسدوں میں داخل رہا۔

شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا حاشیہ

آخری آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یہ اللہ فرماتا ہے۔ یعنی ساری عمر مخالف رہا۔ اب عذاب دیکھ کر یقین لایا۔ اس وقت کیا معتبر ہے۔"

دوسرا حصہ

اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کا ایسا طرز عمل جس سے شکایت کی نوبت ہی نہ آئے۔

اس کی مثالیں

پہلی

(قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَؤُا أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ۝ قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ ۖ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ۝ قَالَ الَّذِي عِندَهُ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ ۚ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِندَهُ قَالَ هَٰذَا مِن فَضْلِ رَبِّي ۖ لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ ۖ وَمَن شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۖ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ۝) سورہ النمل ع ۳ پ ۱۹

ترجمہ۔ (سلیمان علیہ السلام نے) کہا۔ اے دربار والو تم میں کوئی ہے۔ کہ میرے پاس اس (بلقیس) کا تخت لے آئے۔ اس سے پہلے کہ وہ میرے پاس فرمانبردار ہو کر آئیں۔ جنوں میں سے ایک دیو نے کہا۔ میں تمہیں وہ لا دیتا ہوں کہ تو اپنی جگہ سے اُٹھے۔ اور میں اس کے لئے طاقتور امانت دار ہوں۔ اس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا۔ میں تجھے تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا دیتا ہوں۔ پھر جب اسے اپنے رو برو رکھا دیکھا۔ تو کہنے لگا۔ کہ یہ میرے رب کا ایک فضل ہے۔ تاکہ میری آزمائش کرے۔ کیا میں شکر کرتا ہوں۔ یا ناشکری۔ اور جو شخص شکر کرتا ہے اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بھی بے پروا عزّت والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی حاجت پوری ہونے پر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔ اور یہ قاعدہ بھی واضح فرما دیا۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے۔ اس کا نفع بھی اسے ہی پہنچتا ہے۔ یعنی اس شکر کرنے کے باعث اللہ تعالےٰ کی رحمت اور زیادہ اس شخص کی طرف متوجہ ہو گی۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی یہ ظاہر کے اسباب سے نہیں آیا۔ اللہ کا فضل ہے۔ کہ میرے رفیق اس درجہ کو پہنچے۔ جن سے ایسی کرامات ظاہر ہونے لگیں۔ اور چونکہ ولی کی خصوصاً صحابی کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ اور اس کے اتباع کا ثمرہ ہوتا ہے۔ اس لئے حضرت سلیمانؑ پر بھی اس کی شکر گزاری عائد ہوئی۔ (تنبیہ) معلوم ہوا کہ اعجاز و کرامت فی الحقیقت خداوند قدیر کا فعل ہے۔ جو ولی یا نبی کے ہاتھ پر خلافِ معمول ظاہر کیا جاتا ہے۔ پس جس کی قدرت سے سورج یا زمین کا کرہ ایک لمحہ میں ہزاروں میل کی مسافت طے کر لیتا ہے۔ اسے کیا مشکل ہے کہ تختِ بلقیس کو پلک جھپکنے میں "مارب" سے "شام" پہنچا دے۔ حالانکہ تختِ بلقیس کو سورج اور زمین سے ذرہ اور پہاڑ کی نسبت ہے۔ حضرت سلیمان (علیہ السلام) ہر ہر قدم پر حق تعالےٰ کی نعمتوں کو پہچانتے اور ہر وقت شکر گزاری کے لئے تیار رہتے تھے۔ گویا یہ "اعملوا آل داؤد شکرا" کے حکم کی تعمیل کی تھی۔"

دوسری

(وَيَا آدَمُ اسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ۝ وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ۝ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنْهَكُمَا عَن تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَأَقُل لَّكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝) سورۃ الاعراف رکوع ۲ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور اے آدم تو اور تیری عورت جنّت میں رہو۔ پھر جہاں سے چاہو۔ کھاؤ۔ اور اس درخت کے پاس نہ جاؤ۔ ورنہ بے انصافوں میں سے ہو جاؤ گے۔ پھر انہیں شیطان نے بہکایا۔ تاکہ ان کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں۔ ان کے سامنے کھول دے۔ اور کہا کہ تمہیں تمہارے رب نے اس درخت سے نہیں روکا۔ مگر اس لئے کہ کہیں تم فرشتے ہو جاؤ یا ہمیشہ رہنے والے ہو جاؤ۔ اور ان کے رو برو قسم کھائی۔ کہ البتہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ پھر انہیں دھوکا سے مائل کر لیا۔ پھر جب ان دونوں نے درخت کو چکھا۔ تو ان پر ان کی شرمگاہیں کھل گئیں۔ اور اپنے اُوپر بہشت کے پتّے جوڑنے لگے۔ اور انہیں ان کے رب نے پکارا۔ کیا میں نے تمہیں اس درخت سے منع نہیں کیا تھا۔ اور تمہیں کہہ نہ دیا تھا۔ کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ ان دونوں نے کہا۔ اے رب ہمارے ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اور اگر تُو ہمیں نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا۔ تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے۔

دونوں کا کمال

آیات مذکورۃ الصدر میں آپ پڑھ چکے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آدم علیہ السلام اور حوّا علیہا السلام کو بہشت کے ایک درخت کے کھانے سے منع فرمایا تھا۔ اس کے بعد شیطان کی جھوٹی قسم کھانے کے باعث دونوں حضرات نے شیطان کا مشورہ مان لیا۔ اور وہ درخت کھا لیا۔ جس کے کھانے سے اللہ تعالےٰ نے منع فرمایا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہشتی لباس ان کے بدن سے اُتر گیا۔ اور دونوں حضرات ننگے ہو گئے۔ ایک طرف تو یہ قصّہ ہوا۔

کہ اللہ تعالےٰ نے دونوں کو ڈانٹا۔ کہ جب مَیں نے اس درخت کے کھانے سے منع فرما دیا تھا۔ پھر تم نے کیوں کھایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس تنبیہ کا نتیجہ یہ نکلا۔ اور یہ چیز دونوں کا کمال ہے۔ کہ فوراً اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔ اور اللہ تعالےٰ سے اپنے جرم کی معافی مانگی۔

اقرار اور معافی کی درخواست

اقرار تو یہ ہے۔ ربنا ظلمنا انفسنا۔
ترجمہ۔ اے رب ہمارے (واقعی) ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے۔ کیونکہ ہماری اس حکم عدولی کی سزا ہمارے ہی نفسوں کو بھگتنی پڑے گی۔ اور معافی کی درخواست یہ ہے (وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخٰسرین)
ترجمہ۔ اور اگر تو ہمیں نہ بخشے گا۔ اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے۔

عبرت

چونکہ ہر انسان انہیں دو (آدم علیہ السلام اور حوّا علیہا السلام) بزرگوں کی نسل میں سے ہے۔ لہٰذا ان حضرات کے اقرار جرم اور معافی کی درخواست سے عبرت چاہیئے۔ کہ جب کبھی اللہ تعالےٰ کے حکم کی دانستہ یا نادانستہ خلاف ورزی ہو جائے۔ تو فوراً اپنے جرم کا اقرار کرکے دربارِ الٰہی میں معافی کی درخواست پیش کر دینی چاہیئے۔ الہم رفقنا لما تحب و ترضی۔

تیسری

(وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَي الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۱۵ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور کئی نبی ہیں۔ جن کے ساتھ ہو کر اللہ والے لڑے ہیں اور پھر اللہ کی راہ میں تکلیف پہنچنے پر نہ ہارے ہیں۔ اور نہ سُست ہوئے ہیں۔ اور نہ وہ دبے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ثابت قدم رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اور انہوں نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہا۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخشدے۔ اور جو ہمارے کام میں ہم سے زیادتی ہوئی ہے۔ اور ہمارے قدم ثابت رکھ۔ اور کافروں کی قوم پر ہمیں مدد دے۔ پھر اللہ نے ان کو دُنیا کا ثواب اور آخرت کا عمدہ بدلہ دیا۔ اور اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کا کمال

مذکورۃ الصدر آیات میں اللہ تعالےٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے حضرات کا ذکر اور ان کا کمال یہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ میدانِ جہاد میں جانے کے بعد خواہ انہیں کتنی بھی تکلیفیں پہنچیں۔ نہ[1] تو انہوں نے ہمت ہاری اور[2] نہ سُست ہوئے۔ اور[3] نہ دبے۔ اور[4] نہ صبر کو ہاتھ سے جانے دیا۔ بلکہ زبان سے یہ کہتے رہے۔ اے[5] ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے۔

اس خیال سے یہ کہا کہ شاید ہمارے گناہوں کے باعث یہ تکلیفیں آ رہی ہیں۔ اور ہمارے قدموں کو دشمن کے مقابلہ میں مضبوط رکھ۔ اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر

نتیجہ

ان حضرات کے مذکورۃ الصدر پاکیزہ خیالات کی برکت سے اللہ تعالیٰ ان کی دُنیا اور آخرت دونوں سنوار دیں۔ اور دربارِ الٰہی سے انہیں "محسنین" کے تمغہ سے سرافراز کیا گیا۔

دُعا

اللہ تعالےٰ مجھے اور میرے تمام مسلمان بھائیوں کو اس دوسری جماعت کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۷ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۵۸ء

آج کے مضمون کے چار حصے ہیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

پہلا

دُنیا میں اللہ تعالےٰ کے دوست اور دشمن مل جُل کر رہتے ہیں۔

دُوسرا

قیامت کے دن دونوں کی بستیاں الگ الگ ہوں گی۔

تیسرا

انسان کے لباس کی دو قسمیں ہیں۔ لباسِ جسمانی جو نظر آتا ہے۔ لباسِ تقویٰ جو آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ مگر انسان کے بدن پر اس کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور لباس تقویٰ سے بے بہرہ لوگوں سے اللہ تعالےٰ کا سلوک۔

چوتھا

قیامت کے دن گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے انسانوں کا آپس میں جھگڑا اور ہر ایک کا دوسرے کو مجرم قرار دینا۔

پہلے حصہ کی تفصیل

دُنیا میں اللہ تعالیٰ کے دوست اور دشمن مل جُل کر رہتے ہیں

قرآن مجید میں متعدد ہلاک ہونے والی قوموں کا ذکر

برادرانِ اسلام۔ آپ کو معلوم ہے کہ قرآن مجید میں کئی مقام پر عذابِ الٰہی سے تباہ ہونے والی قوموں کا ذکر آیا ہے۔ مثلاً قوم نوح علیہ السلام۔ قوم عاد۔ جن کے پیغمبر ہود علیہ السلام تھے۔ قوم ثمود جن کے پیغمبر صالح علیہ السلام تھے۔ اور یہ قومیں اللہ تعالےٰ کے مختلف قسم کے عذابوں سے ہلاک ہوئی ہیں۔ مثلاً نوح علیہ السلام کی قوم پانی کے سیلاب سے غرق ہوئی ہے اور عاد کی قوم سات راتیں اور آٹھ دن اللہ تعالےٰ کے عذاب کی آندھی چلنے سے ہلاک ہوئی ہے۔ اور صالح علیہ السلام کی قوم زلزلے سے ہلاک ہوئی ہے۔

ان قوموں میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے

قرآن مجید کی شہادت موجود ہے کہ ان ہلاک ہونے والی قوموں میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے بھی ہوتے تھے۔ اگرچہ ان کی تعداد بہت ہی قلیل ہوتی تھی ارشادِ خداوندی ملاحظہ ہو۔

(حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۭ وَمَآ اٰمَنَ مَعَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلٌ ۝)

سورہ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم پہنچا اور تنور نے جوش مارا۔ ہم نے کہا۔ کشتی میں ہر قسم کے جوڑا زیادہ چڑھا لے۔ اور اپنے گھر والوں کو۔ مگر وہ جن کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے اور سب ایمان والوں کو۔ اور اس کے ساتھ ایمان تو بہت کم لائے تھے۔

اس اعلانِ الٰہی

سے ثابت ہوا۔ کہ نوح علیہ السلام کی ہلاک ہونے والی قوم میں معدودے چند آدمی ایماندار بھی تھے جنہیں کشتی میں سوار کر لینے کا حکم ہوا تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ وہ اقلیت میں تھے اکثریت بے ایمانوں کی تھی۔ اس اطلاع سے یہ چیز واضح ہو گئی۔ کہ اس جہان میں ایماندار اور بے ایمان۔ مشرک اور موحد۔ مومن اور کافر سب اکٹھے رہ سکتے ہیں۔ بقول شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ ایمانداروں کی تعداد "اِسّی مرد یا کم و بیش" تھی۔ جو ان کے حاشیہ پر درج ہے۔

قوم عاد میں اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کا وجود

(وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اے میری قوم میں بے وقوف نہیں ہوں لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں

بالآخر نتیجہ

یہ نکلا (فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸

ترجمہ۔ پھر اسے اور اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے ان کی جڑ کاٹ دی اور وہ مومن نہیں تھے۔

اعلان مذکور سے یہ نتیجہ

نکلتا ہے کہ کچھ لوگ ہود علیہ السلام پر ایمان بھی لے آئے تھے۔ جنہیں ہود علیہ السلام کے ساتھ عذابِ الٰہی سے بچا لیا گیا تھا۔

تحریر سابق کا حاصل

یہ نکلا کہ ہلاک ہونے والی قوموں میں بھی بعض ایماندار نیکوکار لوگ ہوتے تھے جو کافروں کے ساتھ ملے جلے رہتے تھے۔ جب عذابِ الٰہی آتا تھا تو اللہ تعالےٰ انبیاء علیہم السلام کی معیت میں ان کو بھی توحید پرستی اور شرک و کفر سے بیزاری کے باعث اپنے عذاب سے بچا لیتا تھا۔ اس جہان میں مومن اور کافر کے ملے جلے رہنے کی

تین عجیب مثالیں

پہلی:

باپ پیغمبر اور بیٹا کافر

اور دونوں کا قیام ایک ہی گھر میں ہے (وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللَّهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ۚ إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَهِيَ تَجْرِي بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۖ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يَا بُنَيَّ ارْكَبْ مَعَنَا وَلَا تَكُن مَّعَ الْكَافِرِينَ ۝ قَالَ سَآوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ۚ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَن رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِينَ ۝) سورۃ ہود رکوع ۴ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور (نوح علیہ السلام نے) کہا۔ اس (کشتی) میں سوار ہو جاؤ۔ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ کے نام سے ہے۔ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔ اور وہ انہیں پہاڑ جیسی لہروں میں لئے جا رہی تھی اور نوح نے اپنے بیٹے (کنعان) کو پکارا۔ جبکہ وہ کنارے پر تھا۔ اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ اور کافروں کے ساتھ نہ رہ۔ کہا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں۔ جو مجھے پانی سے بچا لے گا۔ کہا آج اللہ کے حکم سے کوئی بچانے والا نہیں۔ مگر جس پر وہی رحم کرے۔ اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی۔ پھر وہ ڈوبنے والوں میں ہو گیا۔

دوسری مثال

خاوند پیغمبر اور بیوی کافر

دونوں کی بود و باش ایک ہی گھر میں تھی۔ نتیجہ کے لحاظ سے خاوند جنت کا وارث اور بیوی دوزخ میں جا پہنچی۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اس جہان میں مومن اور کافر بعض اوقات ایک گھر کی چار دیواری میں اکٹھے رہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو۔ (ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ ۖ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ ۝) سورۃ التحریم رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اللہ کافروں کے لئے ایک مثال بیان کرتا ہے۔ نوح اور لوط کی بیوی کی۔ وہ ہمارے دو نیک بندوں کے نکاح میں تھیں پھر ان دونوں نے ان کی خیانت کی۔ سو وہ اللہ کے غضب سے بچانے میں ان کے کچھ کام بھی نہ آئے۔ اور کہا جائیگا دونوں دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔

حاصل

مذکورۃ الصدر آیت کا نتیجہ یہ ہے کہ خاوند دونوں پیغمبر اور بیویاں دونوں کافر۔ دنیا میں تو ایک ہی گھر میں میاں بیوی اکٹھے رہنے والے تھے۔ اور آخرت میں نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام دونوں جنت الفردوس میں تشریف فرما ہونگے۔ اور ان کی بیویوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

تیسری مثال

بیوی مومن اور خاوند کافر

(وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِن فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝)

سورہ التحریم رکوع ۲ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اور اللہ ایمانداروں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے۔ جب اس نے کہا۔ اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنا۔ اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے۔ اور مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کیسے نیک بندے۔ مگر دونوں کے گھر میں ان کی بیویاں منافق تھیں۔ بظاہر ان کے ساتھ تعلق تھا۔ لیکن دل میں کافروں کے شریک حال تھیں۔ پھر کیا ہوا۔ عام دوزخیوں کے ساتھ ان کو اللہ نے دوزخ میں دھکیل دیا۔ پیغمبروں کا رشتہ زوجیت ذرا بھی عذاب الٰہی سے نہ بچا سکا۔ ان کے برعکس فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم پکی ایماندار، ولی کامل اور اس کا شوہر خدا کا سب سے بڑا باغی۔ وہ نیک بیوی میاں کو خدا کے عذاب سے نہ چھڑا سکی۔ نہ میاں کی شرارت و بغاوت کے جرم میں بیوی کو کچھ آنچ پہنچی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ یعنی اپنا ایمان درست کرو۔ نہ خاوند بچا سکے نہ جورو یہ (قانون عام طور پر) سب کو سنا دیا ہے۔"

یہ چیز واضح ہو گئی

مذکورۃ الصدر مثالوں سے یہ چیز واضح ہو گئی۔ کہ دنیا کے اندر مومن اور کافر ایک ہی گھر میں اکٹھے رہ سکتے ہیں لیکن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے توحید پرست بندے بہشت میں جائیں گے اور مخالفین توحید کا دوزخ ایندھن بنیں گے اللھم لا تجعلنا منھم

دوسرے حصہ کی تفصیل

قیامت کے دن دونوں کی بستیاں الگ الگ ہونگی

پہلا ثبوت

منافقین اور کفار کا ٹھکانا

(الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُم مِّن بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ ۗ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ منافق مرد اور منافق عورتیں ایک دوسرے کے ہمجنس ہیں۔ برے کاموں کا حکم کرتے ہیں۔ اور نیک کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور ہاتھ بند کئے رہتے ہیں۔ وہ اللہ کو بھول گئے۔ سو اللہ نے انہیں بھلا دیا۔ بیشک منافق وہی نافرمان ہیں۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ کیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ قیامت کے دن منافقوں اور کافروں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اللھم لا تجعلنا منھم۔

مومنوں کا ٹھکانا

(وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ۚ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔ اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں اور اللہ کی رضا ان سب سے بڑی ہے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ مومنوں کا ٹھکانا بہشت ہوگا۔ جس میں رہائش کے لئے عمدہ مکانات ہوں گے۔ ان میں وہ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رکھے جائیں گے۔ اور ایمانداروں کو اللہ تعالےٰ کی رضا کا تمغہ مزید براں ملے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ ان سے ہمیشہ راضی رہے گا اور کبھی ناراض نہیں ہوگا۔

رضا الٰہی بہشت سے بھی اعلیٰ مقام ہے

حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِیْ یَدَیْکَ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا رَبِّ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا ۔ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی سعیدؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالےٰ بہشتیوں کے لئے فرمائے گا۔ اے بہشتیو۔ پھر وہ کہیں گے۔ اے اللہ ہم تیری خدمت میں حاضر ہیں۔ اور تیری خدمت میں نیک بختی حاصل کرتے ہیں۔ اور تمام نیکی تیرے ہی دونوں ہاتھوں میں ہے۔ پھر فرمائے گا کیا تم راضی ہوگئے ہو۔ پھر کہیں گے اور ہمیں کیا ہے کہ اے رب ہم راضی نہ ہوں۔ حالانکہ تحقیق تو نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے کہ اپنی مخلوقات میں سے کسی کو نہیں دیا۔ پھر (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ دوں جو اس سے بھی بہتر ہے۔ پھر (بہشتی) کہیں گے۔ اے ہمارے رب اس بہشت سے بہتر اور کونسی چیز ہوسکتی ہے۔ پھر فرمائے گا۔ میں تم پر اپنی رضا نازل کرتا ہوں۔ پھر اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔

ثابت

اس حدیث شریف سے ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالےٰ کی رضا کا تمغہ حاصل ہونا بہشت سے بھی اعلیٰ درجہ کا انعام ہے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

دوسرا ثبوت

کافروں کا ٹھکانا

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی جَھَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْھَا فُتِحَتْ اَبْوَابُھَا وَقَالَ لَھُمْ خَزَنَتُھَآ اَلَمْ یَاْتِکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ یَتْلُوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ رَبِّکُمْ وَیُنْذِرُوْنَکُمْ لِقَآءَ یَوْمِکُمْ ھٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰی وَلٰکِنْ حَقَّتْ کَلِمَۃُ الْعَذَابِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ۝ قِیْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ فَبِئْسَ مَثْوَی الْمُتَکَبِّرِیْنَ ۝) سورہ الزمر رکوع ۳ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور جو کافر ہیں دوزخ کی طرف گروہ گروہ ہانکے جائینگے۔ یہاں تک کہ جب اس کے پاس آ جائینگے۔ تو اس کے دروازے کھول دئے جائینگے اور ان سے ان کے داروغہ کہینگے کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں رب کی آیتیں پڑھ کر سناتے تھے۔ اور آج کے دن کے پیش آنے سے تمہیں ڈراتے تھے۔ کہیں گے ہاں۔ لیکن عذاب کا حکم (علم ازلی میں) منکروں پر ہو چکا تھا۔ کہا جائے گا۔ دوزخ کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اس میں سدا رہوگے۔ پس وہ تکبر کرنے والوں کے لئے کیسا برا ٹھکانا ہے۔

مومنوں کا ٹھکانا

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ اِلَی الْجَنَّۃِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓی اِذَا جَآءُوْھَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُھَا وَقَالَ لَھُمْ خَزَنَتُھَا سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْھَا خٰلِدِیْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّۃِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝

سورہ الزمر رکوع ۳ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے جنت کی طرف گروہ گروہ لے جائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے۔ اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے۔ تم پر سلام ہو۔ تم اچھے لوگ ہو۔ پس اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔ اور وہ کہیں گے۔ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا۔ اور ہمیں اس زمین کا وارث کر دیا۔ کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں رہیں

حاصل

اس اعلان شاہنشاہی کا حاصل یہ نکلا کہ دنیا میں جن لوگوں نے اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق صرف کیا تھا اور ہر عمل حیات کو اللہ تعالےٰ کا ڈر دل میں رکھ کر کیا تھا یعنی اس کے ڈر کے باعث کوئی کام اس کی مرضی کے خلاف نہیں کیا تھا۔ اور کیا تھا تو پشیمان ہوکر اللہ تعالےٰ سے معافی مانگ لی تھی۔ قیامت کے دن ان کے لئے بہشت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اور بہشت میں داخلہ کے وقت بہشت کے دربان ان پر سلام کہیں گے۔ اور مبارکباد کہیں گے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

دونوں پیش کردہ ثبوتوں

سے یہ چیز ثابت ہوگئی۔ کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ کے دوستوں اور دشمنوں کی بستیاں الگ الگ ہوں گی۔ ہاں ایک چیز پیش نظر رکھنی ضروری ہے۔ کہ بعض آدمی عارضی طور پر چند روز دوزخ میں رہیں گے۔ اور پھر ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لئے انہیں بہشت میں منتقل کر دیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص کے عقیدہ میں شرک اور کفر نہیں ہے۔ اور نہ وہ نفاق اعتقادی کا منافق ہے۔ ہاں نماز نہیں پڑھتا تھا۔ یا نماز تو پڑھتا تھا مگر رمضان مبارک کے روزے نہیں رکھتا تھا۔ یا نماز بھی پڑھتا تھا اور روزے بھی رکھتا تھا۔ مگر زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تھا۔ یا مثلاً نماز بھی پڑھتا تھا۔ رمضان مبارک کے روزے بھی رکھتا تھا۔ زکوٰۃ بھی پائی پائی گن کر دیا کرتا تھا۔ مگر باوجود صحت یافتہ ہونے۔ مکہ معظمہ آنے جانے کے تمام مصارف موجود ہونے۔ راستہ کا امن ہونے۔ اور وہاں تک پہنچنے کے لئے سواری کا انتظام مکمل ہونے کے باوجود حج کرنے کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ اور موت آگئی اس قسم کے مجرم اگر اللہ تعالےٰ معاف نہ فرمائیں تو دوزخ میں جائیں گے۔ اس کے بعد ایمان کامل ہونے کے باعث مناسب سزا بھگتنے کے بعد بہشت میں منتقل کر دیئے جائیں گے۔

(وَنَادٰٓى اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝) سورہ الاعراف رکوع ۶ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور دوزخ والے بہشت والوں کو پکاریں گے کہ ہم پر تھوڑا سا پانی بہادو۔ یا کچھ اس چیز میں سے دو۔ جو تمہیں اللہ نے رزق دیا ہے۔ کہیں گے۔ بیشک اللہ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کیا ہے۔ جنہوں نے اپنا دین تماشا اور کھیل بنایا۔ اور انہیں دُنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔ سو آج ہم انہیں بُھلا دیں گے۔ جس طرح اُنہوں نے اس دن کی ملاقات کو بُھلا دیا تھا۔

دُنیا میں تو فرق نہیں تھا

اللہ تعالےٰ کی دُنیا میں پیدا کردہ تمام نعمتوں کو جس طرح مومن استعمال کرتے تھے۔ اسی طرح کافر بھی استعمال کرتے تھے۔ بلکہ بعض اوقات

کافروں کو مومنوں سے زیادہ

اپنی نعمتوں سے مالا مال فرمایا تھا۔ (وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۭ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۵ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے بہت سی اُمتوں کے ہاں رسول بھیجے تھے۔ پھر ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑا تاکہ وہ عاجزی کریں۔ پھر کیوں نہ ہُوا۔ کہ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو عاجزی کرتے۔ لیکن ان کے دل سخت ہوگئے۔ اور شیطان نے انہیں وہ کام آراستہ کر دکھائے۔ جو وُہ کرتے تھے۔ پھر جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے۔ جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں پر خوش ہوگئے جو انہیں دی گئی تھیں۔ ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ پس وُہ اس وقت نا اُمید ہو کر رہ گئے۔ پھر ان ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اور اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ گزشتہ ہلاک ہونے والی قوموں کے پاس پہلے انبیاء علیہم السلام ان کی ہدایت کے لئے ان کے پاس آئے تھے۔ پھر وہ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالےٰ کا عذاب ان پر آیا کرتا تھا۔ تاکہ وہ عاجزی کریں۔ اور اللہ تعالےٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں۔ اور اپنے وقت کے پیغمبر کا اتباع کریں۔ مگر ان کی بدقسمتی کہ وہ لوگ اس عذاب الٰہی سے بھی نہ سنبھلے۔ اور پیغمبر کی تعلیم کو بالکل ہی پس پشت ڈال دیا۔ تب ہم نے ان پر دُنیاوی رزق کے ہر قسم کے دروازے کھول دیئے۔ اس لئے کہ اُنہوں نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنا ہی ہے۔ دُنیا کی چند روزہ زندگی میں تو اللہ تعالےٰ کی نعمتوں سے لطف اُٹھا لیں۔ پھر جب ان نعمتوں میں مخمور ہوگئے تو اللہ تعالےٰ نے انہیں ناگہاں طور پر پکڑ کر یکدم کچل کر رکھ دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

تیسرے حصّہ کی تفصیل

انسان کے لباس کی دو قسمیں ہیں۔ لباسِ جسمانی جو نظر آتا ہے۔ لباسِ تقویٰ جو آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔ مگر انسان کے بدن پر اس کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور لباس تقویٰ سے بے بہرہ لوگوں سے اللہ تعالےٰ کا سلوک۔

لباس کی دو قسمیں

(یٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۳ پارہ ۸

ترجمہ۔ اے آدمؑ کی اولاد ہم نے تم پر پوشاک اتاری جو تمہاری شرمگاہیں ڈھانکتی ہے۔ اور آرائش کے کپڑے بھی اُتارے۔ اور پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے بہتر ہے۔ یہ اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ انسان کے لباس کی دو قسمیں ہیں۔ لباس ظاہری کپڑے وغیرہ اور لباسِ تقویٰ جو نظر نہیں آتا۔ مگر جس نے وہ پہنا ہُوا ہو تو اس کی نقل و حرکت اور اس کے ہر عمل میں اس کی خُوشبو آتی ہے۔ لباسِ ظاہری تو موحد اور مشرک۔ مومن اور کافر اور منافق اور فاسق سب کو اللہ تعالےٰ یکساں طور پر عطا فرماتا ہے۔ اور لباسِ تقویٰ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل اور اس کی خصوصی رحمت ہے۔ جس کو وہ عطا فرما دے۔ وہ بڑا ہی خوش نصیب ہے۔

متقی کسے کہتے ہیں

لباس تقویٰ کے پہننے والے کو متقی کہا جاتا ہے۔ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے متقی کی معنی سن لیجئے۔ قرآن مجید کی پہلی آیت یہ ہے۔ (ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝) اس کا ترجمہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیا ہے۔ اس کتاب میں کچھ شک نہیں۔ راہ بتلاتی ہے۔ ڈرنے والوں کو۔

تو معلوم ہُوا کہ متقی کی معنی ڈرنے والا ہے۔ یہ بالکل واضح چیز ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والا ہوگا وہ زندگی بھر میں جو کام بھی کرے گا وہ خدا تعالےٰ سے ڈر کر کرے گا۔ کہ کہیں اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائے۔ اور مجھے سزا نہ دے اب اس شخص کی زندگی اس طریقے پر بسر ہوگی۔

(۱) مُنہ سے وُہ لفظ نکالے گا جس سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو۔ (۲) وہ چیز کھائے گا۔ جس کے کھانے سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو (۳) وہ چیز پیئے گا جس کے پینے سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو (۴) لین دین میں وہ طریقہ اختیار کرے گا۔ جس سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو۔ (۵) اگر دُکاندار ہے۔ تو گاہک سے اس طریقہ سے معاملہ کرے گا کہ اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو۔ (۶) اگر کارخانہ دار ہے تو مزدور سے ایسا سلوک کریگا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو۔ (۷) اگر سرکاری ملازم ہے تو رعایا سے ایسے طریقہ سے برتاؤ کریگا جس سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو۔ (۸) اگر ماں باپ زندہ ہیں تو اُن سے ایسا سلوک کرے گا جس سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو (۹) اگر بال بچّے دار ہے تو

کسی مسلمان کی پریشانی دور کرنے کا اجر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی مسلمان کی کوئی دنیوی تکلیف اور پریشانی دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی تکلیف اور پریشانی سے اس کو نجات دے گا اور جو کسی مقروض کو سہولت دے گا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں سہولت دے گا اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا اور جو کوئی بندہ جب تک اپنے کسی بھائی کی مدد و اعانت کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا رہے گا۔ سنن ابی داؤد، جامع ترمذی

بیوی بچوں سے ایسا سلوک کریگا جس سے اللہ تعالےٰ ناراض نہ ہو۔

ایک متقی انسان کے اعمالِ حیات کی کہاں تک فہرست گنتا جاؤں۔ حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے متقی انسان کے ہر عملِ حیات میں خوش اسلوبی۔ انصاف پسندی، نظر آئے گی۔ اس (تقویٰ کی) خصلت سے آراستہ انسان دُنیا میں رہنے والے انصاف پسند انسانوں کی نظر میں ایک محبوب ترین انسان ہوگا۔ جس طرح ظاہری لباس کے پہننے سے انسان کے بدن کا ہر عیب چھپ جاتا ہے۔ اسی طرح لباسِ تقوےٰ کے پہننے والے انسان کی ہر کمزوری چھپ جائے گی۔ اور وہ ہر انسان کی نظر میں محبوب اور پسندیدہ نظر آئے گا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔

چوتھے حصے کی تفصیل

قیامت کے دن گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے انسانوں کا آپس میں جھگڑا اور ہر ایک کا دوسرے کو مجرم قرار دینا (وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨ الْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ۝ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَآ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۭ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْٓ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝) سورہ السبا رکوع ۴ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ اور کاش آپ دیکھتے۔ جبکہ ظالم اپنے رب کے حضور میں کھڑے کئے جائینگے ایک ان میں سے دوسرے کی بات کو رد کر رہا ہوگا۔ جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے۔ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے۔ جو لوگ بڑے بنتے تھے اُن سے کہیں گے جو کمزور سمجھے جاتے تھے۔ کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا تھا۔ بعد اس کے کہ وہ تمہارے پاس آچکی تھی۔ بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔ اور جو لوگ کمزور سمجھے جاتے تھے وہ اُن سے کہیں گے جو متکبر تھے بلکہ (تمہارے) رات اور دن کے فریب نے جب تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کر دیں۔ اور اس کے لئے شریک ٹھیرائیں۔ اور دل میں بڑے پشیمان ہوں گے۔ جب عذاب کو سامنے دیکھینگے اور کافروں کی گردنوں میں ہم طوق ڈالینگے جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ اسی کا تو بدلہ پا رہے ہیں۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ ہر انسان کو خود سمجھ سوچ کر اور خداداد عقل سے پرکھ کر اللہ تعالےٰ کے سچے دیندار بندوں سے دوستی رکھنی چاہیئے۔ اور انہیں کی صحبت میں بیٹھنا چاہیئے۔ جن کے دائیں ہاتھ میں قرآن مجید ہو اور بائیں ہاتھ میں حدیث شریف ہو۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی صحیح بندگی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح پیروی نصیب ہو جائے اس طریقہ پر چلنے کی برکت سے ہماری دُنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس طریقہ پر چلنے سے اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے گا۔ اور بفضلہٖ تعالےٰ جنّت کا ٹکٹ مِل جائے گا۔ اور جو اس کسوٹی پر پورا نہ اُترے۔ اس کو دُور ہی سے سلام کر دیا جائے۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یّشاء الی صراط مستقیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۵ر محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق یکم اگست ۱۹۵۸ء

آج کی معروضات کے پانچ حصے ہیں

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خادم مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

پہلا حصہ

انسانوں کا دولتمند طبقہ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرتا رہا ہے۔ اس کے متعلق قرآن مجید کی متعدد شہادتیں۔

دوسرا حصہ

دولتمندوں پر عذاب الٰہی نازل ہوتے کے وقت کا نقشہ

تیسرا حصہ

اللہ تعالیٰ پہلے قرن کو ہلاک کر کے دوسرے قرن کو یکے بعد دیگرے پیدا کرتا رہا ہے۔

چوتھا حصہ

تمام قرون انبیاء علیہم السلام کے ساتھ استہزاء (ٹھٹھا) کیا کرتے تھے۔ پھر وہی عذاب ان پر نازل ہوا۔ جس کے متعلق ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔

پانچواں حصہ

دولتمندوں کی مخالفت اور ایذا دہی کے وقت امداد الٰہی آنے تک صبر کی تلقین۔

پہلے حصہ کی تفصیل

انسانوں کا دولتمند طبقہ ہمیشہ انبیاء علیہم السلام کی مخالفت کرتا رہا ہے۔ اس کے متعلق قرآن مجید کی

متعدد شہادتیں

پہلی

(کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَھُمْ اَخُوْھُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ وَمَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَکَ وَاتَّبَعَکَ الْاَرْذَلُوْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ نوحؑ کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب ان کے بھائی نوحؑ نے کہا۔ کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔ اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ سو اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو۔ انہوں نے کہا۔ کیا ہم تجھ پر ایمان لائیں حالانکہ تیرے تابع تو کمینے لوگ ہوتے ہیں۔

نوح علیہ السلام کے غریب صحابہ کرام کو کمینہ کہنے والے یہ متکبر دولتمند ہی تھے۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"کمینے کہا۔ محنتی لوگوں کو۔ ہر پیغمبر کے ساتھ اوّل غریب ہوتے ہیں۔ سو فرمایا مجھ کو ان کا صدق قبول ہے۔ ان کے کام سے کیا غرض کہ ان کا پیشہ کیا ہے۔"

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو۔ "یعنی تھوڑے کمینے اور نیچ قوم کے لوگ اپنی نمود کے لئے تیرے ساتھ ہوگئے ہیں۔ بھلا یہ کیا اونچے کام کریں گے۔ اور ہمارا فضل و شرف کب اجازت دے سکتا ہے۔ کہ ان کمینوں کے دوش بدوش تمہاری مجلس میں بیٹھا کریں۔ پہلے تو آپ ان کو اپنے یہاں سے کھسکایئے۔ پھر ہم سے بات کرنا۔

دوسری

(ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِھِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ۝ فَاَرْسَلْنَا فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِہِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَۃِ وَاَتْرَفْنٰھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا مَا ھٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یَاْکُلُ مِمَّا تَاْکُلُوْنَ مِنْہُ وَیَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَکُمْ اِنَّکُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ اَیَعِدُکُمْ اَنَّکُمْ اِذَا مِتُّمْ وَکُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّکُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ ھَیْھَاتَ ھَیْھَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۳ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ پھر ہم ان (نوح علیہ السلام والوں) کے بعد ایک دوسرا دور پیدا کیا۔ پھر ان میں بھی انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ کہ اللہ کی عبادت کرو۔ تمہارے لئے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ جنہوں نے کفر کیا تھا۔ اور قیامت کی آمد کو جھٹلاتے تھے۔ اور جنہیں ہم نے دنیا کی زندگی میں آسودہ کر رکھا تھا۔ کہ یہ بس تمہیں جیسا آدمی ہے۔ وہی کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو۔ اور وہی پیتا ہے۔ جو تم پیتے ہو۔ اور اگر تم نے اپنے جیسے آدمی کی فرمانبرداری کی۔ تو بیشک تم گھاٹے میں پڑ گئے۔ کیا تمہیں وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے۔ تو تم نکالے جاؤ گے۔ بہت ہی بعید، بہت ہی بعید بات ہے۔ جو تم سے کہی جاتی ہے۔"

جھٹلانے والے دولتمند ہی تھے

مذکورۃ الصدر آیات میں حضرت نوحؑ کے بعد آنے والے پیغمبر کا واقعہ ہے۔ اس واقعہ میں ترجمہ کے یہ الفاظ ملاحظہ فرمائیے۔ "اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ جنہوں نے کفر کیا تھا اور قیامت کی آمد کو جھٹلاتے تھے۔ اور جنہیں ہم نے دنیا کی زندگی میں آسودہ کر رکھا تھا۔

تیسری

(وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّھْلِکَ قَرْیَۃً اَمَرْنَا مُتْرَفِیْھَا فَفَسَقُوْا فِیْھَا فَحَقَّ عَلَیْھَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰھَا تَدْمِیْرًا ۝) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو کوئی حکم دیتے ہیں۔ پھر وہ وہاں نافرمانی کرتے ہیں۔ تب ان پر حجت تمام ہو جاتی ہے۔ اور ہم اسے برباد کر دیتے ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ۔ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ یعنی جب بد اعمالیوں کی بدولت کسی بستی کو تباہ کرنا ہوتا ہے تو یوں ہی پکڑ کر دفعۃً ہلاک نہیں کر دیتے۔ بلکہ اتمام حجت کے بعد سزا دی جاتی ہے۔ اوّل پیغمبر یا اس

کے نائبین کی زبانی خدائی احکام ان کو پہنچائے جاتے ہیں۔ خصوصاً وہاں کے امراء اور بارسوخ لوگوں کو جن کے ماننے یا نہ ماننے کا اثر جمہور پر پڑتا ہے۔ آگاہ کیا جاتا ہے۔ جب یہ بڑی ناک والے سمجھ بوجھ کر خدائی پیغام کو رد کر دیتے اور اور کھلی نافرمانیاں کرکے تمام بستی کی فضا کو مسموم و مکدر بنا دیتے ہیں۔ اس وقت وہ بستی اپنے کو علانیہ مجرم ثابت کرکے عذابِ الٰہی کی مستحق ہو جاتی ہے۔ (نعوذ باللہ من شرور انفسنا)

چوتھی

(حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ ۝ لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ ۖ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ۝ مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۴ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ یہاں تک جب ہم نے ان میں سے آسودہ حال لوگوں کو عذاب میں پکڑا فوراً وہ چلّائے (ہم نے کہا) آج کے دن مت چلاؤ۔ بیشک تم ہم سے چھڑائے نہ جاؤ گے تمہیں میری آیتیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم ایڑیوں پر اُلٹے بھاگتے تھے۔ غرور میں آکر اسے کہانی سمجھ کر چلے جایا کرتے تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

میری قوم کے عزیز نونہالو

کیا جتنا تمہیں بڑے بڑے ضخیم انگریزی اخباروں یا لاہور سے کراچی کے سفر میں طرح طرح کے ناولوں کے پڑھنے کا شوق ہے۔ اس سے سو اں حصّہ بھی اللہ تعالےٰ کی کلام پاک (قرآن مجید) کے پڑھنے کا شوق ہے۔ اگر قیامت کے دن یہ سوال ہُوا۔ کہ میرے پیش کردہ مکمل ضابطہ حیات انسانی (قرآن مجید) اور میرے آسمان سے نازل کردہ دستور العمل انسانی (قرآن مجید) اور میرے پیش کردہ تیری دُنیا اور آخرت کے رہبر (قرآن مجید) کو کتنا پڑھا کرتے تھے۔ اور اس کے احکام میں کتنا غور و خوض کیا کرتے ہیں۔ اور یورپین زبان (انگریزی) میں مہارت پیدا کرنے کے لئے کتنے سال اور کتنے ماسٹروں اور کتنے پروفیسروں کے سامنے زانو ادب تہ کئے تھے۔ اور میرے فرمان واجب الاذعان کی زبان (عربی) کو سمجھنے۔ بلکہ میرے شاہنشاہی فرمان کے سمجھنے کے لئے کتنے ماہرین اور مستند علماء دین کے سامنے زانوء ادب تہ کئے تھے

پھر سوچ لو

کہ اگر قیامت کے دن احکم الحاکمین۔ شاہنشاہ حقیقی کے دربار میں یہ سوالات پیش ہوئے۔ تو کیا جواب دوگے۔ اس لئے مذکور الصدر سوالات کے جوابات فوراً سوچ لو۔ خُدا جانے۔ اس جہان سے کوچ کرنے کا حکم کس وقت آجائے۔

یہ ضروری نہیں

کہ آپ نے بوڑھے ہو کر ہی مرنا ہے کیا ایسے واقعات دُنیا میں ہمیں غفلت سے جگانے کے لئے ہمارے سامنے نہیں آتے۔ کہ باپ بیٹے کو دفن کرتا ہے۔ دادا پوتے کو دفن کرتا ہے۔ نانا نواسے کو دفن کرتا ہے۔ ماں بیٹی کو بجائے دلہن بنا کر گھر سے رُخصت کرنے کے کفن پہنا کر رخصت کرتی ہے۔ اے میرے غافل نوجوانو سنبھلو۔ جاگو۔ وہ کریئے جس کے کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ اے عزیز۔ نوجوانو۔ قرآن مجید نے جو قوموں کی تاریخ کے صحیح اور بالکل واقعی قصے بیان کئے ہیں انہیں پڑھو۔ اور ان کی روشنی میں اپنی اصلاح کر لو۔

کہیں ایسا نہ ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضورؐ کے صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلنے والے علماء بے لالچ اور بے طمع ہو کر محض اپنے لئے اللہ تعالےٰ کی رضا اور تمہاری خیر خواہی کے لئے پیغامِ حق تمہیں پہنچائیں۔ اور آپ یہ کہکر ان اللہ کے بندوں کی توہین کی خاطر ان کا مذاق اُڑائیں۔ "مُلّا کیا جانتے ہیں۔" "مُلّا کو آتا ہی کیا ہے" اے عزیز نوجوان۔ اگر اہل حق علماء کرام نے وہ کیا۔ اور آپ نے یہ کہکر ٹال دیا تو پھر ایسے ناعاقبت اندیشوں کے لئے دوزخ میں جانے کے بعد

یہ نقشہ پیش ہوگا

(اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں۔ تو بیشک ظالم ہونگے۔ فرمائیگا۔ اس میں پھٹکارے ہُوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ تو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر۔ اور تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اُڑائی۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا۔ کہ وہی کامیاب ہوئے۔

ہنسی اُڑانے کا نتیجہ

انسان خود احکام شرعیہ پر عمل نہ کرے۔ اور عمل کرنے والوں کا مذاق اُڑائے۔ تو اس کا نتیجہ آخرت میں یہ نتیجہ نکلے گا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

دُوسرے حصّہ کی تفصیل

دولتمندوں پر عذاب الٰہی نازل ہونے کے وقت کا نقشہ

(وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَّاَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ۝ لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ۝ قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ۝)

سورۃ الانبیاء رکوع ۲ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جو ظالم تھیں غارت کر دیا ہے۔ اور ان کے بعد ہم نے اور قومیں پیدا کیں۔ پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی۔ تو وہ فوراً وہاں سے بھاگنے لگے۔ مت بھاگو۔

اور لوٹ جاؤ۔ جہاں تم نے عیش کیا تھا۔ اور اپنے گھروں میں جاؤ۔ تاکہ تم سے پوچھا جائے۔ کہنے لگے۔ ہائے۔ ہماری کمبختی۔ بیشک ہم ہی ظالم تھے۔ سو ان کی یہی پکار رہی۔ یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا کر دیا۔ جس طرح کھیتی کٹی ہوئی ہو۔ اور وہ بجھ کر رہ گئے۔

عذابِ الٰہی آنے کے وقت کا نقشہ

مذکورۃ الصدر آیات میں عذاب الٰہی کا جو نقشہ دکھایا گیا ہے۔ اس میں یہ چیزیں دکھائی جا رہی ہیں (۱) اللہ تعالےٰ نے ان کا ستیاناس کر دیا۔ (۲) پہلی قوم کو تباہ کر کے اس کی جگہ دوسری قوم لا کر آباد کر دی (۳) جب قوم پر عذابِ الٰہی آیا تو مکانات چھوڑ کر بھاگنے لگے (۴) ارشاد ہوا۔ اب کیوں بھاگتے ہو۔ آؤ اپنے عیش و عشرت کے سامانوں اور اپنے تیار کردہ مکانوں میں ٹھہرو۔ (۵) واپس تو نہ لوٹے۔ ہاں یہ ضرور اقرار کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کے باعث ہم ہی بے انصاف تھے (۶) جب تک جان میں جان رہی۔ اس وقت تک یہی الفاظ ان کے مونہوں سے نکلتے رہے۔ (۷) یا ہاں شورا شوری یا ہاں بے نکی۔ ایسے فنا ہوئے جس طرح کٹی ہوئی کھیتی ہوتی ہے۔ یا اس کا وہ لہلہانا اور یا کٹ کر معدوم ہو جانا۔ اور یا جس طرح آگ بجھ جائے۔ بجھنے کے بعد نہ اس میں وہ گرمی رہی اور نہ شعلہ ہی رہا۔ جو ابھر ابھر کر نکل رہا تھا۔

تیسرے حصّہ کی تفصیل

اللہ تعالےٰ پہلے قرن کو ہلاک کر کے پھر دوسرے قرن کے بعد دیگرے پیدا کرتا رہا ہے

(اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْھِمْ مِّدْرَارًا ۪ وَّجَعَلْنَا الْاَنْھٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمْ فَاَھْلَکْنٰھُمْ بِذُنُوْبِھِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِھِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ۝

سورہ الانعام رکوع ۱۲ پارہ ۷

ترجمہ۔ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی اُمتیں ہلاک کر دیں۔ ہم نے انہیں زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا۔ جو تمہیں بخشا۔ اور ہم نے ان پر آسمان سے خوب بارشیں برسائیں۔ اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں پھر ہم نے انہیں ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان کے بعد اور اُمتوں کو پیدا کیا۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اطلاع دے رہا ہے۔ کہ ہم نے کئی قوموں کو دُنیا میں سلطنت عطا فرمائی۔ اور ان کے ملک میں موسلا دھار بارش برسائی۔ اور ان کے ملک میں دریا بھی بہا دیئے تاکہ ہر موسم میں انہیں کھیتی باڑی یا باغات کے لئے پانی بافراط میسر آ سکے۔ پھر جب اُنہوں نے اللہ تعالےٰ کی ہر قسم کی نعمتوں سے مالا مال ہو کر بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے تجویز شدہ بندگی کے فرائض ادا نہ کئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو برباد کر کے اپنی زمین کو دوسری قوم سے آباد کر دیا۔ انہوں نے بھی پہلوں کی طرح فرائض بندگی اور قانونِ الٰہی کا لحاظ نہ رکھا تو وہ بھی تباہ کر دیئے گئے۔

باشندگانِ پاکستان کے لئے عبرت

اے پاکستان میں رہنے والے میرے بھائیو۔ آپ سب کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کا جو قانون گزشتہ سطور میں پیش کر چکا ہوں اس کو بار بار پڑھئے۔ اور پھر اپنی حالت پر غور کیجئے۔ کہ اس اعلانِ شاہنشاہی کو پڑھ کر آپ کا ضمیر اپنی پاکستانی قوم کے لئے کس فیصلہ کا تقاضا کر رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر آپ اپنے پاکستان کے حالات سے واقف ہیں تو آپ کا ضمیر غلط فیصلہ نہیں کریگا۔

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

چوتھے حصّہ کی تفصیل

تمام قرون انبیاء علیہم السلام کے ساتھ استہزاء (ٹھٹھا) کیا کرتے تھے۔ پھر وہی عذاب ان پر نازل ہوا جس کے متعلق ٹھٹھا کیا کرتے تھے۔

(وَلَقَدِ اسْتُھْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ فَحَاقَ بِالَّذِیْنَ سَخِرُوْا مِنْھُمْ مَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَھْزِءُوْنَ ۝ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۱۲-۱ پارہ ۷

ترجمہ۔ تم سے پہلے بھی بہت سے رسولوں کا مذاق اُڑایا جا چکا ہے۔ پھر جن لوگوں نے ان سے مذاق کیا تھا۔ انہیں اسی عذاب نے آگھیرا۔ جس کا مذاق اُڑاتے تھے۔ کہدو۔ کہ ملک میں . . . . . سیر کرو۔ پھر دیکھو۔ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔

مزید حاشیہ آرائی

شاہنشاہی اعلان سابق پر کسی مزید حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنے پاکستانی بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے اس اعلان کو بار بار پڑھیں اور اس کی روشنی میں اپنے اعمال کا جائزہ لیں۔ کہ کہیں ہم بھی انہیں آیات کا مصداق تو نہیں بن رہے ؎

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس
در پند ایں مباش کہ نشنید باشنید

انبیاء سابقین علیہم السلام ایذا دہی پر صبر کرتے رہے

(وَلَقَدْ کُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ فَصَبَرُوْا عَلٰی مَا کُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓی اَتٰھُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ۚ وَلَقَدْ جَآءَکَ مِنْ نَّبَاِیِٔ الْمُرْسَلِیْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۴ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور بہت سے رسول تم سے پہلے جھٹلائے گئے ہیں۔ پھر اُنہوں نے جھٹلائے جانے پر صبر کیا۔ اور ایذا دیئے گئے۔ یہاں تک کہ انہیں ہماری مدد پہنچی۔ اور اللہ کے فیصلے کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور تمہیں پیغمبروں کے حالات کچھ پہنچ چکے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کرنے کی تلقین

(فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّھُمْ ۭ کَاَنَّھُمْ یَوْمَ یَرَوْنَ مَا یُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ یَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَۃً مِّنْ نَّھَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَھَلْ یُھْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝)

سورہ الاحقاف رکوع ۴ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ پھر صبر کر۔ جیسا کہ عالی ہمت رسولوں نے کیا ہے۔ اور ان کے لئے جلدی نہ کر۔ گویا کہ وہ جس دن (عذاب) دیکھیں گے۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ (تو انہیں ایسا معلوم ہوگا) کہ ایک دن میں سے ایک گھڑی بھر رہے تھے۔ آپ کا کام پہنچا دینا تھا۔ سو کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہوگا۔

حضور انور کے صحابہ کرام کو صبر کرنے کی تلقین

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝)

سورہ الانفال رکوع ۸ پارہ ۱۰

ترجمہ - اے ایمان والو - جب کسی فوج سے ملو - تو ثابت قدم رہو - اور اللہ کو بہت یاد کرو - تاکہ تم نجات پاؤ - اور اللہ اور اُس کے رسول کا کہا مانو - اور آپس میں نہ جھگڑو - ورنہ بُزدل ہو جاؤ گے - اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی - اور صبر کرو - بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے -

سچّے - اصلی اور کھرے دین کا جھنڈا بلند کرنے والوں کے لئے

عبرت

سابقہ تین عنوانوں سے اصلی اور کھرے دین کا جھنڈا ہاتھ میں لینے والوں کے لئے عبرت (نصیحت) ہے - چونکہ دُنیا کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ہمیشہ باطل پرستوں کی کثرت اور حق پرست قلت میں رہے ہیں - اس لئے ہمیشہ سے اللہ تعالےٰ حق پرستوں کو مصائب جھیلنے اور حق کا ساتھ نہ چھوڑنے کی تلقین فرماتے آئے ہیں - اسی طرح اب بھی دُنیا میں باطل پرستوں کی کثرت اور حق پرستوں کو ہر ممکن طریقہ سے ستائیں گے - ایسے پریشان کن اور نازک وقت میں مسلمانوں کے لئے فقط یہی دستور العمل معلوم ہوتا ہے - کہ مصائب جھیلیں - بے عزتی برداشت کریں - اور جہاں تک ممکن ہو حق کے جھنڈے کو سرنگوں نہ ہونے دیں - تا آنکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مدد آئے - اور باطل حق کے جھنڈے کے سامنے سرنگوں ہو جائے - اور یا علمبردارانِ حق ایمان کا نور سینے میں چھپا کر قبروں میں جا لیٹیں - اور حق کی حمایت اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے ختم ہو جائیں - دُنیا کی تاریخ اُٹھا کر دیکھ لیجئے - کہ حق پرست حضرات مرتے دم تک حق کی حمایت کرتے رہے - اس کے بعد معاملہ کو سپردِ خدا کر کے دُنیا سے اُٹھ گئے - ان کے بعد اللہ تعالےٰ نے حق کا جھنڈا بلند کرنے والے اور پیدا کر دیئے - اور ان کے شمشیر زن ہاتھوں نے کفر کو شکستِ فاش دی - اور حق کا سر اُونچا کر دیا -

غرضیکہ

باطل کی ریشہ دوانیوں اور باطل پرستوں کی حمایت باطل سے حق پرستوں نے ہمیشہ مصیبتیں جھیلیں - مگر بالآخر اللہ تعالےٰ کی حمایت حق کے لئے ظہور میں آئی -

غلام کے بنیادی حقوق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کھانا اور لباس غلام کا حق ہے اور یہ بھی اس کا حق ہے کہ اسے ایسے سخت کام کی تکلیف نہ دی جائے جس کا وہ متحمل نہ ہو سکے - صحیح مسلم

تو سوائے ان چند حق پرستوں کے قوموں کی قومیں غضب الٰہی نے تباہ کر کے رکھ دیں - کہ ان میں سے ایک آدمی بلکہ ایک بچّہ بھی بچنے نہ پایا - اے حق پرست مسلمان - مندرجہ ذیل

اعلانِ الٰہی

تیرے دل کا سہارا ہے - (سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝)

سورۃ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲

ترجمہ - یہی اللہ کا قانون ہے - ان لوگوں میں جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں - اور آپ اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی ہرگز نہ پائیں گے -

حق پرست کون لوگ ہیں

آسمان سے نازل شدہ حق کا مجموعہ قرآن مجید ہے اور اس کی شرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں جنہیں مسلمانوں کی اصطلاح میں حدیث شریف کہا جاتا ہے - جو انسان ان دو چیزوں کو اپنا دستور العمل مان لے - وہ حق پرست ہے - خواہ وہ عالم ہو یا جاہل - بادشاہ ہو یا گداگر - امیر ہو یا غریب - عربی ہو یا عجمی - ایشیا کا باشندہ ہو یا یُورپ کا - گورا ہو یا کالا - مقرر سحر بیان ہو یا گونگا - تیز نگاہ والا ہو یا نپٹ اندھا - مذکورۃ الصدر سب انسان ایک ہی خاندانِ اسلام کے سب افراد ہیں - اور اسی چیز کا نام اسلامی برادری ہے - اسلام کی اسی خوبی کا ذکر شاعر نے کیسے عجیب پیرایہ میں بیان کیا ہے - **شعر**

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۱ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق ۸ر اگست ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے والی دُنیا کی زندگی میں لوگوں کی نظروں میں ذلیل کرنے والی اور آخرت میں انسان کا ٹھکانا دوزخ میں بنوانے والی رُوحانی بیماری خیانت ہے۔ قرآن مجید میں اس سے بچنے کی تلقین

(یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝) سورہ الانفال رکوع ۳ پارہ ۹

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اللہ اور رسولؐ سے خیانت نہ کرو۔ اور آپس کی امانتوں میں بھی خیانت نہ کرو۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

مرض خیانت کے نتائج

جو شخص مرض خیانت کا مریض ہوگا۔ اس کی اس بیماری کا اثر مندرجہ ذیل صورتوں میں ظاہر ہوگا۔ (۱) حقوق اللہ میں خیانت (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں خیانت (۳) والدین کے حقوق میں خیانت۔ (۴) بیوی اور اولاد کے حقوق میں خیانت۔ (۵) رشتہ داروں کے حقوق کے ادا کرنے میں خیانت (۶) عام مسلمانوں کے حقوق کے ادا کرنے میں خیانت (۷) حیوانات کے حقوق ادا کرنے میں خیانت وغیرہ وغیرہ۔

مرضِ خیانت کی وضاحت کے لئے ایک مثال

جس طرح (اگر خدانخواستہ) کسی شخص کا دماغ خراب ہو جائے۔ تو پھر وہ ہر شخص کے ساتھ خلاف انسانیت سلوک کرتا ہے نہ یہ دیکھتا ہے کہ یہ میرا باپ ہے۔ نہ یہ خیال کرتا ہے۔ کہ یہ میری ماں ہے نہ یہ خیال کرتا ہے کہ یہ میری بہن یا بیٹی ہے۔ اسی طرح مرض خیانت کا مریض ہر ایک کے تعلق میں اپنی خیانت کا ثبوت دیتا ہے۔

تینوں جگہ خیانت کا اعلان

مذکورۃ الصدر آیت میں اللہ تعالےٰ نے یہ واضح کر دیا ہے۔ کہ انسان اللہ تعالےٰ کے حقوق کے ادا کرنے میں بھی خیانت کرتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو متعلقہ حقوق ہیں ان میں بھی خیانت کرتا ہے۔ اور آپس میں ایک دوسرے پر جو ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں اُن میں بھی خیانت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق جو دل میں عقیدے رکھنے چاہئیں ان میں اکثر مسلمان خائن ہیں۔ مثلاً عقیدہ توحید و ایمان میں شرک اور کفر ملا ہُوا نظر آتا ہے

عقیدہ توحید میں شرک کی ملاوٹ کی سات شہادتیں

باوجودیکہ اللہ تعالےٰ کو ایک خُدا مانتا ہے۔ مگر عملاً پھر بھی اسی قسم کا تعلق غیر اللہ سے بھی رکھتا ہے۔ اس لئے اس کے عقیدۂ توحید میں نادانستہ طور پر شرک مل جاتا ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ مسلمان کو عموماً قرآن مجید کی تعلیم نصیب نہیں ہوتی۔ ہاں جن خوش نصیب انسانوں کو قرآن مجید کی تعلیم نصیب ہو جاتی ہے۔ اُن کے سینوں میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے توحید کا نور آپ خالص پائیں گے۔ اور اس قسم کے لوگ مسلمانوں کی آبادی میں بہت کم پائے جاتے ہیں۔

سات شہادتیں

پہلی

(اَیُشْرِكُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُ شَیْـًٔا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝)

سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ پارہ ۹

ترجمہ۔ کیا ایسوں کو شریک بناتے ہیں۔ جو کچھ بھی نہیں بنا سکتے۔ اور وہ خود بنائے ہُوئے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ ہر چیز کے بنانے کی توفیق تو فقط ایک اللہ تعالےٰ کو ہے۔ دوسرا کوئی کچھ بھی نہیں بنا سکتا۔ پھر ایسے عاجزوں کو قادرِ مطلق خدا تعالےٰ کے درجہ پر لے آنا۔ یہ کبھی صحیح ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں لہٰذا ثابت ہُوا۔ کہ معبودِ حقیقی فقط ایک اللہ تعالےٰ کی ذات ہی ہو سکتی ہے۔

دُوسری

(اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۵ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اُنہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا ہے۔ اور مسیح مریم کے بیٹے کو بھی۔ حالانکہ اُنہیں حکم یہی ہُوا تھا۔ کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اور تو دُور رہے ان اہل کتاب نے اپنے علماء اور اپنے درویشوں کو خدائی درجہ دے رکھا ہے۔ جس طرح اللہ تعالےٰ کو اپنی پیدا کردہ چیزوں میں سے اپنے بندوں کے لئے کسی کو حلال اور کسی کو حرام کرنے کا حق ہے۔ اسی طرح یہ اپنے علماء اور درویشوں کو بھی یہ حق دیتے ہیں کہ جس چیز کو حلال کہہ دیں وہ حلال ہے۔ اور جس کو حرام کہیں وہ حرام ہے

تیسری

(وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَضُرُّهُمْ وَلَا یَنْفَعُهُمْ وَیَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝) سورہ یونس رکوع ۲ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور اللہ کے سوا اس چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انہیں نقصان پہنچا سکے اور نہ انہیں نفع دے سکے۔ اور کہتے ہیں اللہ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی ہیں۔ کہہ دو

کیا تم اللہ کو بتلاتے ہو جو اسے آسمانوں میں اور زمینوں میں معلوم نہیں۔ وہ پاک ہے اور ان لوگوں کے شرک سے بلند ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کے شرک کرنے کا اعلان فرما رہا ہے۔ اور اس عاجز نے ان شہادتوں سے یہی ثابت کیا ہے کہ انسانوں میں عام طور پر شرک موجود ہے۔ جس کے دُور کرنے کی کوشش کرنا ہر عقلمند مسلمان کا فرض ہے۔

چوتھی

(اَتٰٓی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ ؕ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝)

سورہ النحل رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ اللہ کا حکم آ پہنچا۔ تم اس میں جلدی مت کرو۔ وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کے شرک سے بیزاری کا اعلان فرما رہا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے شریک بناتے ہیں۔

پانچویں

(خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝) سورہ النحل رکوع ۱ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے۔ وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔

یعنی

یہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کے شریک بنا لیتے ہیں۔ وہ ان کے تجویز کردہ سب شریکوں سے پاک ہے۔

چھٹی

(مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا کَانَ مَعَہٗ مِنْ اِلٰہٍ اِذًا لَّذَہَبَ کُلُّ اِلٰہٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُہُمْ عَلٰی بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ۝ عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ فَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝ سورۃ المومنون رکوع ۵ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اللہ نے کوئی بھی بیٹا نہیں بنایا۔ اور نہ اس کے ساتھ کوئی معبود ہی ہے اگر ہوتا تو ہر خدا اپنی بنائی ہوئی چیز کو الگ لے جاتا۔ اور ایک دوسرے پر چڑھائی کرتا۔ اللہ پاک ہے۔ جو یہ بیان کرتے ہیں۔ غائب اور حاضر سب کا جاننے والا ہے۔ وہ بہت بلند ہے۔ اس سے۔ جسے یہ شریک بناتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ خدا ایک ہی ہے۔ ورنہ اس جہان کو کئی بنانے والے ہوتے۔ تو ہر ایک ان میں اپنی اپنی مخلوق کو لے کر بیٹھ جاتا۔ اور پھر ان حالات میں ایک دوسرے پر چڑھائیاں بھی کرتے اور اس حالت میں کبھی دُنیا کا نظام اس امن و امان سے نہ چلتا۔ جس طرح اب چل رہا ہے۔ زمین اور آسمان کی تمام قوتیں اپنی اپنی جگہ پر اس خاص نظام کے ماتحت اپنا اپنا کام کر رہی ہیں۔ اسی نظام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا منتظم کوئی ایک ہی ہے اور اسی کا نام نامی عربی زبان میں اللہ جل شانہٗ اور فارسی میں خدا تعالےٰ ہے۔ وما علینا الا البلاغ

ساتویں

(وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ ؕ مَا کَانَ لَہُمُ الْخِیَرَۃُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۝) سورہ القصص رکوع ۲ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ اور تیرا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ اور جسے چاہے پسند کرے۔ انہیں کوئی اختیار نہیں ہے۔ اللہ ان کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت پر حاشیہ تحریر فرماتے ہیں "یعنی تخلیق و تشریع اور اختیار مذکور میں حق تعالےٰ کا کوئی شریک نہیں۔ لوگوں نے اپنی تجویز و انتخاب سے جو شرکاء ٹھہرا لئے ہیں سب باطل اور بے سند ہیں۔"

حاصل

یہ ہے کہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ایک اللہ تعالےٰ ہے۔ اور جس کو چاہے پسند کرے۔ مثلاً ایک آدمی نیکی کا ایک کام کرتا ہے۔ جو بظاہر بڑا ہی اچھا اور قابلِ قبول ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے کہ یہ شخص لوگوں میں نام و نمود حاصل کرنے۔ اور لوگوں کی زبان سے واہ واہ اور شاباش لینے کے لئے کر رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں اس کی اس نیکی کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی اسے کوئی اجر ملے گا۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس ریاکاری کے باعث اسے سزا ملے۔ اس کے بالمقابل ایک مخلص اللہ تعالےٰ کا بندہ پہلے کی نسبت بیسواں حصّہ نیکی کے کام میں حصہ لیتا ہے۔ اور اس کے دل میں فقط رضائے الٰہی حاصل کرنا مطلوب ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے اخلاص کی برکت سے اس کے عمل کو قبول بھی فرمائے گا اور مناسب اجر بھی دے گا۔

کفر بھی اللہ تعالیٰ کے حق میں خیانت ہے

کفر بھی اللہ تعالےٰ کے حقوق میں ایک بہت بڑی خیانت ہے۔ جو شخص زبان سے تو یہ کہے کہ میں اللہ تعالےٰ کا ہر حکم مانتا ہوں۔ اور جب حکم ملے۔ تو اس پر عمل کرنے سے انکار کر جائے۔ اسی کا نام کفر ہے جس طرح پنجاب میں مسلمانوں کے کئی خاندان اپنے ایماندار ہونے کے دعویدار ہیں۔ مگر تقسیم میراث میں صاف طور پر کہدیتے ہیں کہ ہم اسلامی قانون پر عمل نہیں کریں گے۔ بلکہ رواج پر عمل کریں گے۔ ایسے لوگ احکامِ الٰہی سے صاف انکار کرنے کے باعث خائن ہیں۔

انسان کے کفر والی خیانت پر چار شہادتیں

پہلی شہادت

(وَوُجُوْہٌ یَّوْمَئِذٍ عَلَیْہَا غَبَرَۃٌ ۝ تَرْہَقُہَا قَتَرَۃٌ ؕ ۝ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْکَفَرَۃُ الْفَجَرَۃُ ۝)

سورہ عبس پارہ ۳۰

ترجمہ۔ اور کچھ چہرے اس دن ایسے ہونگے کہ ان پر گرد پڑی ہوگی۔ ان پر سیاہی چھا رہی ہوگی۔ یہی لوگ ہیں متکبّر نافرمان۔

حاصل

یہ آیت صاف طور پر واضح کر رہی ہے کہ بعض انسان اللہ تعالےٰ کے احکام کے ماننے سے انکار کرنے والے بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

دوسری

(وَقَدْ مَکَرَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہِمْ فَلِلّٰہِ الْمَکْرُ جَمِیْعًا ؕ یَعْلَمُ مَا تَکْسِبُ کُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَیَعْلَمُ الْکُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَی الدَّارِ ۝)

سورہ الرعد رکوع ۶ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور ان سے پہلے لوگ بھی تدبیریں کر چکے ہیں۔ سو اصل تدبیر تو اللہ ہی کی ہے۔ جو کچھ کوئی کرتا ہے۔ اسے سب خبر رہتی ہے۔ اور ابھی کافروں کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ نیک انجام کس کا حصہ ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے فرمان کے مقابلہ میں خفیہ تدبیریں کیا کرتے تھے۔ تاکہ وہ کامیاب ہو جائیں اور اللہ تعالےٰ کے فرامین بروئے کار نہ آسکیں۔ مگر اللہ تعالےٰ ان کی ناپاک کوششوں پر قابو پا لیتے تھے۔ اور وہ مخالف تدبیریں کرنے والے خائب و خاسر اور نامراد رہتے تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو . . . . . تو ہر انسان کے ہر عمل حیات پر اطلاع ہوتی ہی رہتی ہے۔ لہٰذا احکام الٰہی کی مخالفت کرنے والے بدبخت کب کامیاب ہو سکتے تھے + اور ارشاد فرما رہے ہیں۔ کہ موجودہ زمانے کے کافروں کو بھی پتہ لگ جائے گا۔ کہ نیک انجام کس کا ہوتا ہے۔ کیا یہ بدبخت کامیاب ہوتے ہیں یا اللہ جل شانہٗ اپنے پاکیزہ ارادوں میں کامیاب ہوتا ہے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کی کیا ضرورت ہے۔

تیسری

(وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۙ)

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے۔ وہی انہیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں جو لوگ منافقانہ یا کافرانہ چال چلتے ہیں۔ ان کے لئے دوزخ کا داخلہ۔ اور وہاں ہمیشہ رہنے۔ اور ان پر لعنت الٰہی کے پڑنے کا اعلان کیا گیا ہے + اللّٰھم لاتجعلنا منھم۔ آمین یا الٰہ العالمین

چوتھی

(يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۚ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝

سورہ التوبہ رکوع ۹ پارہ ۱۰

ترجمہ۔ اے نبی کافروں اور منافقوں سے لڑائی کر۔ اور ان پر سختی کر۔ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بری جگہ ہے۔ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے نہیں کہا۔ اور بیشک انہوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے۔ اور مسلمان ہونے کے بعد کافر ہو گئے۔ اور انہوں نے قصد کیا تھا۔ ایسی چیز کا جو نہیں پا سکے۔ اور یہ سب اسی کا بدلہ تھا۔ کہ انہیں اللہ نے اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے دولتمند کر دیا۔ سو اگر وہ توبہ کریں تو ان کے لئے بہتر ہے۔ اور اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ انہیں دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب دے گا۔ اور انہیں روئے زمین پر کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں ملے گا۔

حاصل

اس چوتھی شہادت کا یہ ہے کہ کفار اور منافقین چونکہ اللہ تعالےٰ کے باغی ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ جنگ کی جائے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ کی مملکت میں رہتے ہوئے بھی جب ان سے جنگ کی جا رہی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ دنیا میں یوں ذلیل کئے جا رہے ہیں۔ اور آخرت میں ایسے لوگوں کے حق میں دوزخ کے داخلہ کا اعلان ہو رہا ہے۔ اگرچہ یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل کرنا چاہتے ہیں مگر مونہوں سے کلمات کو نکالنے کے باعث اللہ تعالیٰ انہیں دائرہ اسلام سے خارج کر چکا ہے۔ اگر صدق دل سے توبہ کریں تو اللہ تعالےٰ معاف فرما دیگا۔ اور اسی حالت پر قائم رہے تو دنیا میں بھی دردناک عذاب (یعنی سزا) میں مبتلا ہوں گے۔ اور آخرت کا عذاب بھی چکھیں گے۔

خیانت نفاق

منافق مسلمانوں ہی میں شامل ہوتا ہے مگر اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اسلام کی خیر خواہی کا جذبہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اگر مخلص مسلمانوں کو عزت اور برکت نصیب ہو تو دل میں کڑھتا ہے اور تکلیف پہنچے تو خوش ہوتا ہے۔ انسان اللہ تعالےٰ کے حقوق میں جو خیانتیں کرتا ہے۔ ان میں سے ایک نفاق کی خیانت بھی ہے۔ اس خیانت کے متعلق قرآن مجید سے تین شہادتیں بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔

پہلی

(بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ۙ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۚ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۰ پارہ ۵

ترجمہ۔ منافقوں کو تو خوشخبری سنا دے۔ کہ ان کے واسطے دردناک عذاب ہے۔ وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ کیا ان کے ہاں سے عزت چاہتے ہیں۔ سو ساری عزت اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔ اور اللہ نے تم پر قرآن میں حکم اتارا ہے کہ جب تم اللہ کی آیتوں پر انکار اور مذاق ہوتا سنو تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو۔ یہاں تک کہ کسی دوسری بات میں مشغول ہوں۔ ورنہ تم بھی انہیں جیسے ہو جاؤ گے۔ اللہ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں ایک ہی جگہ اکٹھا کرنے والا ہے۔

حاصل

ان آیات مبارکہ سے جو چیزیں برآمد ہوتی ہیں۔ وہ ملاحظہ ہوں۔ (۱) منافق وہ ہیں جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی رکھتے ہیں۔ ماشاء اللہ تعالیٰ پاکستان تو اب گیارہ سال سے بنا ہے۔ اس سے پہلے جب ہمارے ملک میں گورنمنٹ برطانیہ کا تسلط تھا۔ مسلمانوں کی ایک بہت بڑی جماعت تھی جو مسلمانوں کے مفاد کی بجائے انگریز کے مفاد کو نمبر اول پیش نظر رکھتے تھے۔ اگر مسلمانوں کی کسی آزادی پسند جماعت یا کسی زندہ دل۔ اسلام کے فدائی اسلام کی سربلندی کے خواہاں مسلمان کی کوئی

نقل و حرکت گورنمنٹ برطانیہ کے خلاف ہوتی تھی تو اگر وہ جماعت ہے تو اس کو کچلنا۔ اور اگر کوئی شخص ہے تو اسے جیلخانہ بند کرانا۔ یہ ان مسلمانوں کا نصب العین زندگی تھا۔ ورنہ انگریز خود براہ راست ہمارے جلسوں میں یا ہماری جمعہ کی مساجد یا ہماری نجی مجالس میں کب شریک ہوتا تھا۔ ہمارے مسلمان بھائی ہی تھے جو انگریز کے جھنڈے کو تھامے ہوئے تھے۔ تاکہ کہیں وہ سرنگوں نہ ہو جائے۔ اور جب انگریز پر کوئی مصیبت آجاتی تھی اور میدان کارزار گرم ہوتا تھا۔ اور انگریز کے جھنڈے (یونین جیک) کو سربلند رکھنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگتی تھی۔ پھر گجرات۔ سرگودہا۔ شاہ پور۔ کیمل پور۔ جہلم۔ راولپنڈی کے ۶-۶ فٹ کے قوی ہیکل۔ تنومند شیر کی طرح بے جگری سے لڑنے والے انہیں اضلاع کے نوجوان بھرتی ہو کر جاتے تھے اور اس بھرتی کے صلہ میں ہمارے ہی اونچے طبقہ کے مسلمان غریبوں کے بچوں کو لالچ دے دے کر بھرتی کرا کر خود تمغے اور القاب حاصل کیا کرتے تھے۔ کیا ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۷ء تک جو جنگ انگریز نے ٹرکی سے لڑی تھی کیا اس جنگ میں ان اضلاع کے بہادر اور شیر دل جوان لڑنے کے لئے پنجاب سے نہیں گئے تھے؟ اور پھر ان خدمات کے صلہ میں ہمارے نمائندوں کو سرکاری القاب سے نہیں نوازا گیا تھا۔

مدینہ منورہ کے منافق

بھی تو یہی کام کیا کرتے تھے۔ کہ جب اسلام پر نازک وقت آتا تھا تو بجائے اسلام کی حمایت کے کفر کی حمایت کیا کرتے تھے

مذکورۃ الصدر گناہ کے مجرم

مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ زندہ ہیں تو اس گناہ سے فوراً توبہ کرو۔ کہ اے اللہ ہم نے تیرے پاک مذہب اسلام کی بجائے اپنی دنیاوی اغراض اور دنیاوی اعزازات اور چند پیسوں کی خاطر کفر کی ساری عمر حمایت کی تھی۔ اے اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔ ساری عمر کے ہمارے گناہ معاف فرما دے۔ آئندہ اگر کبھی اسلام اور کفر کی ٹکر ہوئی تو سر دھڑ کی بازی تیرے اسلام کے جھنڈے کی سربلندی کے لئے لگائیں گے۔ خواہ وہ ٹکر حکومت برطانیہ ہی سے کیوں نہ ہو۔ برطانیہ بھی بالفرض پاکستان پر حملہ کریگا۔ تو ہم اپنے پاکستان کی حفاظت کے لئے ہر کافر سے نبرد آزما ہونیکے لئے تیار ہونگے۔

اور جو کفر کی حمایت

میں مسلمانوں (مثلاً ترکوں) کے ساتھ لڑتے لڑتے مر گئے ہیں۔ ان کی قبر کی حالت کسی ولی کامل۔ صاحب دل۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عالم ملکوت کے حالات (جن میں سے ایک کشف قبور بھی ہے) کے دیکھنے کی باطنی آنکھیں عطا فرمائی ہوئی ہیں۔ انہیں ان لوگوں کی قبروں پر لیجا کر دکھائیے۔ اور ان سے دریافت کیجئے کہ انگریز کے جھنڈے کی سربلندی کے لئے اپنے سر کٹوانے والوں کی قبریں جنت کا باغ ہیں یا دوزخ کا گڑھا ہیں۔

دوسری

(اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝)

ترجمہ۔ منافق اللہ کو فریب دیتے ہیں۔ اور وہی ان کو فریب دے گا۔ اور جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ تو سست بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں

حاصل یہ ہے کہ منافق اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں آتے۔ بلکہ اپنے کسی مقصد کے لئے مسجد میں حاضر ہو کر نماز میں شامل ہو جاتے ہیں۔

اس کی تائید میں ایک واقعہ

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کے لئے ایک مسلمان بھائی سے رشتے کا مطالبہ کیا۔ اس شخص نے جواب دیا۔ کہ میں تمہیں رشتہ دینے سے معذور ہوں۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ تمہارا لڑکا نماز نہیں پڑھتا۔ اور دوسری یہ کہ داڑھی نہیں رکھتا۔ لڑکے کے باپ نے بیٹے کو یہ دونوں باتیں کہدیں۔ لڑکے نے اسی دن سے نماز بھی شروع کر دی اور نماز پڑھنے کے لئے بھی اسی مسجد میں جائے۔ جہاں اس کا ہونے والا سسر نماز پڑھتا تھا۔ اور داڑھی منڈانی بھی چھوڑ دی۔ کچھ دنوں کے بعد لڑکے کے باپ نے لڑکی کے باپ سے پھر رشتہ کا مطالبہ کیا اور کہا۔ کہ دیکھ لیجئے۔ میرے لڑکے نے آپ کی دونوں شرطیں مان لی ہیں اور ان پر عملدرآمد بھی شروع کر رکھا ہے۔ چنانچہ دونوں شرطیں پوری ہونے کے باعث لڑکی کے والد نے رشتہ دینا منظور کر لیا۔ جب لڑکے کی شادی ہو گئی۔ دوسرے دن داڑھی بھی منڈا دی اور نماز بھی چھوڑ دی۔ کہ بس شادی کے لئے یہ دو شرطیں تھیں۔ سو وہ ہو گئی۔ اب خود فیصلہ کیجئے کہ اس لڑکے کی نمازیں مدینہ منورہ کے منافقوں کی طرح دکھلاوے کے لئے نہیں تھیں؟

تیسری (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَتُرِیْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ۝ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ وَسَوْفَ یُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست مت بناؤ۔ کیا تم اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام لینا چاہتے ہو۔ بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہونگے اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہیں پائے گا۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کی۔ اور اللہ کو مضبوط پکڑا۔ اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا۔ تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں۔ اور اللہ جلدی ایمان والوں کو بہت بڑا ثواب دے گا۔

یہ آیت آج کل سمگلنگ کرنیوالوں

پر چسپاں ہوتی ہے۔ کہ ضروریات زندگی کی چیزیں اپنے پاکستانی مسلمان بھائیوں سے چھین کر اور حکومت پاکستان کے امتناعی احکام کی بھی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھارت میں پہنچاتے ہیں۔ اور سمگلنگ کرنے والے سب مسلمان ہی ہیں اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے تاکہ دنیاوی نفع کے لئے اپنے ایمان کو خراب نہ کریں۔ اور پاکستانی مسلمانوں کی بد دعائیں نہ لیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

تین شہادتیں کافی ہیں

میرے خیال میں موجودہ پاکستانی مسلمانوں کے اندر روحانی مرض نفاق بھی موجود ہے جس کے متعلق قرآن مجید سے بطور شہادت تین مقامات پیش کر چکا ہوں یہ لوگ بھی اللہ تعالےٰ کی نظر میں خائن ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو توبہ کی توفیق عطا

فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

مذکور الصدر خیانت

جس کا ذکر آپ سُن چکے ہیں۔ وہ فقط اعتقادات کے متعلق تھی۔ کہ اعتقادات میں انسان تین قسم کی خیانت کرتا ہے۔ توحید میں شرک۔ ایمان میں کفر۔ اخلاص میں نفاق ملا دیتا ہے۔ اب اس خیانت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔

جس کا تعلق اعمال سے ہے

اعمال کی پھر دو قسمیں ہیں۔ پہلی اوامر جن کے کرنے کا حکم ہے۔ دوسری نواہی جن کے نہ کرنے کا حکم ہے۔ آپ غور کریں گے۔ تو اکثر افراد انسانی دونوں قسموں کے اعمال میں آپ کو خائن نظر آئینگے۔ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے جن کاموں کے کرنے کا حکم ہے انہیں تو کرتے نہیں۔ اور جن کے نہ کرنے کا حکم ہے۔ انہیں بڑے زور شور سے کرتے ہیں

پہلی قسم کے متعلق اللہ تعالےٰ کی مخالفت علاوہ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں خیانت ملاحظہ ہو

ایک حدیث شریف ملاحظہ ہو:۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا خَمْسَکُمْ وَصُوْمُوْا شَھْرَکُمْ وَاَدُّوْا زَکٰوۃَ اَمْوَالِکُمْ وَاَطِیْعُوْا ذَا اَمْرِکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّۃَ رَبِّکُمْ۔ رواہ احمد والترمذی۔

ترجمہ۔ ابی امامہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پانچوں وقت نماز پڑھا کرو۔ اور رمضان کے سارے مہینے کے روزے رکھا کرو۔ اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ اور اپنے (مسلمان) حکام کے حکموں کی تعمیل کیا کرو۔ (ان نیکیوں کے باعث) اپنے رب کی بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔ اگر آپ اس حدیث شریف کے

آئینہ میں مسلمانوں کا مونہہ

دیکھیں گے۔ تو بمشکل تمام سو میں سے پانچ فیصدی اس پروگرام نبویؐ کے عامل آپ کو ملیں گے۔ عربی میں ایک ضرب المثل ہے۔ "لِلْاَکْثَرِ حُکْمُ الْکُلِّ" اکثریت پر سب کا حکم لگا دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک گاؤں میں ہزار بارہ سو گھر زمینداروں کا ہو۔ اگر خدانخواستہ خشک سالی کے باعث سوائے چار پانچ زمینداروں کے سب کے فصل مارے گئے ہوں۔ کہا تو یہی جائیگا کہ سارا گاؤں ہی تباہ ہو گیا ہے۔ اسی قاعدہ کے مطابق یہ کہنا بجا ہوگا۔ کہ احکام الٰہی کی تعمیل میں مسلمانوں کی قوم تقریباً ساری کی ساری نافرمان ہے۔

دُوسری حدیث

عَنْ عمرو بن شعیب عن اَبِیْہِ عن جدہٖ قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مروا اولادکم بالصلوٰۃ وھُمْ ابناء سَبْعَ سنین واضربوا ھم عَلَیْھَا وھم ابناء عشر سنین وفرقوا بینھم فی المضاجع رواہ ابوداؤد

ترجمہ۔ عمرو بن شعیبؓ سے روایت ہے وہ اپنے باپ وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو۔ جبکہ وہ سات سال کے ہوں۔ اور نماز نہ پڑھنے پر اُن کو مارو۔ جبکہ وہ دس سال کے ہوں۔ اور اس عمر میں ان کے بستر الگ کر دو۔

اگرچہ بعض اللہ کے بندے

صحیح معنی میں پکے اور سچے مسلمان بھی ہم میں موجود ہیں اور ممکن ہے کہ انہیں کے وجودِ مسعود کی برکت کے باعث عذابِ الٰہی ٹلا ہُوا ہو۔ مگر اکثر ہم میں نسلی یا رسمی مسلمان ہی ہیں۔

دوسری قسم کے متعلق

مسلمانوں کی حالت کا ملاحظہ ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کی منع کردہ چیزوں کو دیکھئے۔ اور پھر یہ دیکھئے۔ کہ کتنے مسلمان ہیں جو ان ممنوع چیزوں سے اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔

مسلمانوں کی فضول خرچی کا ایک کھاتہ

آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے مغربی پاکستان میں ہزارہا سینما گھر ہونگے اور اگر تمام سینما گھروں میں جانے والوں کی ایک رات کی تعداد شمار کی جائے تو بلا مبالغہ لاکھوں تک پہنچ جائے گی۔ اور اُن کے ٹکٹوں کی آمدنی جمع کی جائے تو بھی لاکھوں تک جا پہنچے گی۔ گویا کہ مسلمان دن کو کماتے ہیں اور رات کو محض تفریح طبع کی خاطر لاکھوں روپیہ سینما کی نذر کر آتے ہیں۔ روپیہ الگ برباد ہوتا ہے۔ علاوہ اس کے عورتوں اور مردوں کے اختلاط سے اخلاق کے بگڑنے کا گمان غالب ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر عورت کے ساتھ مرد کا ہونا ضروری ہو۔ پھر خود اندازہ لگائیے کہ آدھی رات کے وقت عورت اور مرد اکٹھے ہجوم کرکے نکلیں تو کیا اخلاق کے بگڑنے کا یہ بہترین موقعہ نہیں ہے۔ اور کیا اس فضول خرچی کرنے والوں کو اس امر کا احساس ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کر رہے ہیں اور حلال کی کمائی کا مال ضائع کر رہے ہیں۔ اور اخلاق کو بھی خطرے میں ڈال رہے ہیں۔ جب انسان کی عقل مسخ ہو جائے تو اپنے نفع اور نقصان کو بھی تمیز نہیں کر سکتا۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

ارشاد ہوتا ہے (وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ) الآیہ سورہ البقرہ ع ۲۳ پ ۲

ترجمہ۔ اور ایک دوسرے کے مال آپس میں ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔

آج کل کے زمانہ میں ہزاروں مسلمانوں میں سے کوئی ایسا ہوگا کہ دوسرے کے مال کھانے سے اللہ تعالےٰ کے خوف سے اپنے آپ کو بچاتا ہوگا۔ ورنہ اکثر مسلمانوں کی روش یہی ہے کہ دوسرے کا مال کھانا شیرِ مادر کی طرح حلال سمجھتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی ممانعت کا فرمان

اور سُنئے ارشاد ہوتا ہے:

(وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا ۝) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور رشتہ دار اور مسکین اور مسافر کو اس کا حق دیدو۔ اور مال کو بیجا خرچ نہ کرو۔ بیشک بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکر گزار ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ مال کے خرچ کرنے کے جو جائز مصارف ہیں وہاں بے شک خرچ کرو۔ مگر بے جا خرچ نہ کرو۔

والدین کے حقوق میں خیانت

ایک حدیث شریف پیش کرتا ہوں۔ اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ والدین کی خدمت کس درجہ کی ضروری ہے اور آج کل کا نوجوان اسے کس قدر ایک معمولی چیز خیال کرتا ہے۔ اور ماں باپ کے ساتھ صحیح طریقہ کے ساتھ کس قدر نامناسب سلوک کرتا ہے۔

حدیث شریف

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَاطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا فَقَالَ اَحَدُهُمُ اللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَاْتُ بِوَالِدَيَّ اَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَاِنَّهُ قَدْ نَاٰى بِيَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَيْتُ حَتّٰى اَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَبْدَاَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَاْبِيْ وَدَاْبُهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتّٰى يَرَوْنَ السَّمَاءَ الْحَدِيْث۔

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ایک مرتبہ تین آدمی جارہے تھے۔ انہیں بارش نے آگھیرا۔ پھر پہاڑ میں ایک غار تھی اُدھر چلے گئے۔ پھر اُن کی غار کے دروازہ پر ایک پتھر پہاڑ سے گرا۔ اس کے گرنے سے غار کا دروازہ بالکل بند ہوگیا۔ پھر بعض نے بعض سے کہا۔ اپنے عملوں کو دیکھو جو تم نے کئے ہیں۔ جو نیک عمل اللہ کے لئے کیا ہو، اس عمل کے ذریعہ سے اللہ سے دُعا کرو شاید کہ اللہ اس غار کا مُنہ کھول دے۔ پھر اُن میں سے ایک نے کہا۔ اے اللہ میرے والدین بوڑھے بڑی عمر والے تھے۔ اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ مَیں ان کے (اخراجات پورے کرنے) کے لئے ریوڑ چرایا کرتا تھا۔ پھر جب مَیں واپس آتا تھا پھر مَیں دُودھ دُہتا تھا۔ پھر میں اپنے ماں باپ سے شروع کرتا تھا۔ اپنے بچوں سے پہلے ان دونوں کو پلایا کرتا تھا۔ اور تحقیق شان یہ ہے کہ (ایک دن) مجھے ریوڑ کے چرانے کے لئے درخت دُور ملے۔ پھر مَیں واپس نہیں آسکا۔ حتیٰ کہ مجھے شام ہوگئی۔ پھر مَیں نے ان دونوں کو پایا کہ سو چکے تھے۔ پھر مَیں نے دُودھ دوہیا۔ جیسے دوہیا کرتا تھا۔ پھر مَیں دوہیا ہُوا دودھ لایا۔ پھر مَیں دونوں کے سر کی طرف کھڑا ہوگیا۔ ان کو جگانا مَیں ناپسند کرتا تھا۔ اور یہ بھی ناپسند کرتا تھا۔ کہ ماں باپ سے پہلے بچّوں کو پلاؤں۔ اور بچّے میرے قدموں کے پاس چیخ رہے تھے۔ پھر میری اور ان کی حالت صبح ہونے تک یہی رہی (یعنی ماں باپ کو مَیں نے جگایا نہیں۔ اور وہ خود جاگے نہیں۔ اور میرے بچّے بھوک کے مارے چیختے رہے اور مَیں نے انہیں دُودھ پلایا نہیں) پس اگر تو جانتا ہے کہ مَیں نے یہ معاملہ تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا) تو ہمارے لئے اتنا تو کھول دے۔ کہ ہم اس سے آسمان تو دیکھ سکیں۔ پھر اللہ نے ان کے لئے کھول دیا۔ یہاں تک کہ ہم سب آسمان کو دیکھ رہے تھے۔

میری شہادت

عورتوں کی عادت ہے کہ ہر تکلیف کے لئے تعویذ ہی کو ذریعہ نجات سمجھتی ہیں۔ چنانچہ میرے پاس عورتیں اپنے جوان بیٹوں کی بے توجہی کے جو واقعات بیان کرتی ہیں ان کے سُننے سے دل کانپ اُٹھتا ہے۔ کہ اے اللہ تیری مخلوق میں ایسے ایسے ظالم بھی ہیں اور مجھے وہ دل ہلا دینے والے واقعات اس لئے سُناتی ہیں تاکہ ایسا زبردست تعویذ دوں۔ کہ بیٹا بیوی کے بجائے ماں کا تابعدار ہو جائے۔

بیوی اور اولاد کے حقوق میں خیانت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ سورہ التحریم رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ۔ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس پر فرشتے سخت دل قوی ہیکل مقرر ہیں۔ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ جو وُہ انہیں حکم دے۔ اور وہ وُہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کو بھی دین کی راہ پر لائے۔ سمجھا کر، ڈرا کر، پیار سے، مار سے جس طرح ہوسکے دیندار بنانے کی کوشش کرے۔ اس پر بھی اگر وہ راہ راست پر نہ آئیں تو ان کی کم بختی۔ یہ بے قصور ہے۔

اگر باپ نے کوشش نہ کی

اگر باپ نے حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ تفسیر کے مطابق اولاد کو راہ راست پر لانے کی کوشش نہ کی۔ تو اولاد ماں باپ کو قیامت کے دن اپنے گمراہ رہنے کا مجرم قرار دے گی۔

ثبوت

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ سورہ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ جس دن ان کے مُنہ آگ میں اُلٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے۔ اے کاش ہم نے اللہ اور رسولؐ کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت کر۔

بڑوں سے مراد

نمبر اوّل خاندان کے سردار اور کُنبے کے بڑے آدمی مثلاً باپ۔ دادا وغیرہ ہونگے واللہ اعلم حاصل یہ نکلا۔ کہ اپنے اہل و عیال کو دروازہ الٰہی پر پہنچانے والا صحیح راستہ نہ بتلانے کے باعث اہل و عیال کی طرف سے یہ شکایت ہوگی۔ کہ وہ اپنے بڑوں

کے حق میں اللہ تعالےٰ سے دُعا کریں گے کہ ان پر بڑی لعنت بھیج۔ اللھم لاتجعلنا منھم

رشتہ داروں کے حقوق میں خیانت

رشتہ داروں کے حقوق کی حفاظت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو (وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ) سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور (اے مسلمان) رشتہ دار کو اس کا حق دیدے۔

حاصل

یہ ہے کہ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے فرضِ عین ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ چیز لازمی ہے۔ اختیاری نہیں ہے۔

احادیث نبویہؐ

پہلی

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ متفق علیہ

ترجمہ۔ جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ رشتہ داروں کے حقوق کی حق تلفی کرنے والا بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔

دوسری

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا رواہ البخاری۔

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں ہے۔ جو نیکی کے بدلے کا بدلہ دینے والا ہے اور لیکن صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص ہے جب اس سے رشتہ داری کے تعلقات توڑے جائیں۔ تب بھی ان تعلقات کو جوڑے

مذکورہ احادیث کے آئینہ میں

موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کا چال چلن دیکھا جائے تو لاکھوں مسلمانوں کی گنتی میں شاید ہی کوئی ایک یا دو آدمی ایسے اخلاق کے مالک ہوں۔ کہ جن سے رشتہ دار بُرائی کریں۔ ان کی حق تلفی کریں۔ پھر بھی وہ اپنی طرف سے ان کے ساتھ نیکی ہی کریں۔

اب تو قصّہ اُلٹا ہے

آج کل عام طور پر یہی پایا جاتا ہے کہ رشتہ داروں کے سوا دوسرے لوگوں کے ساتھ تعلقات بڑے اچھے ہوں گے

. . . . . .

. . اور رشتہ داروں کے ساتھ دشمنی۔ خانہ جنگی۔ مقدمہ بازی۔ اور کچھ نہیں تو سلام و کلام ضرور بند ہوگی۔

عام مسلمانوں کے حقوق میں خیانت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ زَادَ مُسْلِمٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ ثُمَّ اتَّفَقَا اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ منافق کی تین علامتیں ہیں۔ مسلم نے یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں۔ (جو بخاری میں نہیں ہیں) اور اگرچہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے۔ اور خیال کرے۔ کہ وہ مسلمان ہے پھر دونوں (بخاری اور مسلم) نے اتفاق کیا ہے۔ کہ (منافق کی علامتیں یہ ہیں) جب بات کرے۔ تو جھوٹ بولے۔ اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ اور جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے

یہ چیزیں مسلمانوں میں بطور وبا

کے پائی جا رہی ہیں۔ شاید ہی ہزاروں کی تعداد میں سے کوئی ایک آدمی نکل آئے جو ان خرابیوں سے پاک ہو۔ ورنہ مسلمانو میں جھوٹ۔ وعدہ خلافی۔ خیانت۔ یہ چیزیں اس قدر بکثرت پائی جاتی ہیں۔ کہ آج کل کے کافر میں نہیں پائی جاتیں۔ اسی لئے مسلمان پر کسی کو اعتماد نہیں ہے۔ اور کاروباری۔ سرمایہ دار کافروں پر لوگوں کو اعتماد ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ کافر پاکستانی ہو یا ہندوستانی ہو یا یورپ کا رہنے والا ہو۔ کیونکہ ان لوگوں میں دُنیا داری کے لحاظ ہی سے سہی۔ لیکن وہ خوبیاں جو مسلمان میں ہونی چاہئے تھیں۔ وہ ان میں دُنیا کے فائدے حاصل کرنے کے لئے پائی جاتی ہیں۔

جبوانات کے حقوق کی حق تلفی

آج کا خطبہ بہت زیادہ طویل ہوگیا ہے اس لئے چند سطروں میں اس کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ شہر لاہور جو کہ ایک بہت بڑا مہذب شہر ہے۔ اور تعلیم جدید کا مرکز ہے۔ حکومت کا دارالخلافہ ہے۔ اس میں ہزاروں مسجدیں ہیں۔ سینکڑوں تبلیغ دین کرنے والے ائمہ مساجد ہیں۔ اس شہر میں

بارہ مہینے حیوانات پر یہ ظلم

ہوتا ہے۔ کہ گائے اور بھینس کے بچے جو ابھی چارہ بھی نہیں کھا سکتے۔ ان کی ماؤں کا دُودھ دُہ کر شیر فروشوں کی دُکانوں پر بیچ دیا جاتا ہے۔ اور ان کے بچے چارہ کھا نہیں سکتے۔ اور دُودھ ملتا نہیں۔ اس لئے سسکتے سسکتے دم توڑتے ہیں۔ اے ظالم انسان ان بے زبانوں پر ظلم کر کے تو بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہو سکتا ہے؟ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۵ اگست ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

دو حصے

(۱) تمام انبیاء علیہم السلام کی اُمتوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کا مرتبہ بلند ہے

(۲) بلند ہونے کا سبب

اعلان الٰہی

(کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِالمَعرُوفِ وَتَنهَونَ عَنِ المُنکَرِ وَتُؤمِنُونَ بِاللّٰہِ ط وَلَو اٰمَنَ اَھلُ الکِتٰبِ لَکَانَ خَیرًا لَّھُم ط مِنھُمُ المُؤمِنُونَ وَاَکثَرُھُمُ الفٰسِقُونَ)

سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴

ترجمہ - تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں - اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو - اور بُرے کاموں سے روکتے ہو - اور اللہ پر ایمان لاتے ہو - اور اگر اہل کتاب ایمان لے آتے - تو اُن کے لئے بہتر تھا - کچھ ان میں سے ایماندار ہیں - اور اکثر ان میں سے نافرمان ہیں -

اس ایک ہی آیت میں دونوں حصے واضح ہیں

پہلا

(کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَت لِلنَّاسِ) یہ اعلان فرمایا - کہ جتنی اُمتیں اصلاح خلق اللہ کے لئے دُنیا میں پیدا کی گئی تھیں - ان سب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت بہتر ہے -

دُوسرا

اس بہتری کا سبب امر بالمعروف (نیکی کا حکم کرنا) اور نہی عن المنکر (بُرائی سے روکنا) ہے -

مسلمانوں کے حق میں خدائی فیصلہ

مذکور الصدر آیت کا شانِ نزول یہ ہے - (اِنَّ مَالِکَ بنَ الصَّیفِ وَرِفَاعَۃَ بنَ زَیدٍ یَھُودَا لِیَھُودِیَّینِ قَالَا لِعَبدِ اللّٰہِ بنِ مَسعُودٍ وَاُبَیِّ بنِ کَعبٍ وَمُعَاذِ بنِ جَبَلٍ وَسَالِمٍ مَولٰی حُذَیفَۃَ نَحنُ اَفضَلُ مِنکُم وَدِینُنَا خَیرٌ مِّن دِینِکُمُ الَّذِی تَدعُونَنَا اِلَیہِ فَاَنزَلَ اللّٰہُ ھٰذِہِ الاٰیَۃَ)

تفسیر خازن جلد اول ص ۳۳۷ مطبوعہ مصر

ترجمہ - تحقیق مالک بن صیف اور رفاعہ بن زید یہودا جو دونوں یہودی تھے - دونوں نے عبید اللہ بن مسعود اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور سالم حذیفہ کے غلام سے کہا - کہ ہم تم سے افضل ہیں - اور ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے - جس کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو - پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی -

آپ کی اُمت بہترین اُمت کب سے ہے

اس میں چند اقوال ہیں

جو تفسیر خازن سے منقول ہیں

پہلا - کُنتُم فِی علمِ اللّٰہِ خَیرَ اُمَّۃٍ -

ترجمہ - (اے مسلمان) اللہ کے علم میں تم بہترین اُمت تھے -

دوسرا - کنتم مذکورین فی الامم الماضیہ بانکم خیر امۃ

ترجمہ - گزشتہ اُمتوں میں تمہارا چرچا تھا کہ تم بہترین اُمت ہوگے -

تیسرا - کنتم فی اللوح المحفوظ موصوفین بانکم خیر امۃ -

ترجمہ - لوح محفوظ میں تمہیں بہترین اُمت کے نام سے ذکر کیا گیا ہے -

چوتھا - کنتم منذ اٰمنتم خیر امۃ -

ترجمہ - جب سے تم ایمان لائے ہو - اس وقت سے تم بہترین امت چلے آرہے ہو -

پانچواں - انہ یقال لھم عند دخول الجنۃ کنتم فی دنیاکم خیر امۃ

ترجمہ - حضور انور کی امت کو بہشت میں داخل ہونے کے وقت کہا جائے گا تم لوگ دُنیا میں سب سے بہتر اُمت تھے - (اس لئے تمہارے چہرے بھی روشن ہیں - اور ہمیشہ رہنے والی نعمتیں عطا کئے گئے ہو -)

ایک اور ثبوت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے تمام امتوں سے بہتر ہونے کا ایک اور ثبوت ملاحظہ ہو -

(وَکَذٰلِکَ جَعَلنٰکُم اُمَّۃً وَسَطًا لِّتَکُونُوا شُھَدَآءَ عَلَی النَّاسِ وَیَکُونَ الرَّسُولُ عَلَیکُم شَھِیدًا ط)

الآیہ - سورۃ البقرۃ رکوع ۱۷ پارہ ۲

ترجمہ - اور اسی طرح ہم نے تمہیں برگزیدہ اُمت بنایا - تاکہ تم اور لوگوں پر گواہ ہو - اور رسول تم پر گواہ ہوں -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں :- "یعنی جیسا تمہارا قبلہ کعبہ ہے - جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ اور تمام قبلوں سے افضل ہے - ایسا ہی ہم نے تم کو سب امتوں سے افضل اور تمہارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے کامل اور برگزیدہ کیا - تاکہ اس فضیلت اور کمال کی وجہ سے تم تمام اُمتوں کے مقابلہ میں گواہ مقبول الشہادۃ قرار دیئے جاؤ - اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری عدالت اور صداقت کی گواہی دیں - جیسا کہ احادیث میں وارد ہے - کہ جب پہلی اُمتوں کے کافر اپنے پیغمبروں کے دعوی کی تکذیب کریں گے - اور کہیں گے - کہ ہم کو تو کسی نے بھی دُنیا میں ہدایت نہیں کی - اس وقت آپ کی اُمت انبیاء کے دعوے کی صداقت پر گواہی دیگی - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں - ان کی صداقت و عدالت پر گواہ ہونگے -

اس وقت وہ اُمتیں کہیں گی کہ انہوں نے تو نہ ہمارا زمانہ پایا - نہ ہم کو دیکھا۔ پھر گواہی کیسے مقبول ہوسکتی ہے۔ اس وقت آپ کی اُمت جواب دیگی کہ ہم کو خدا کی کتاب اور اس کے رسولؐ کے بتلانے سے اس امر کا علم یقینی ہُوا۔ اس کی وجہ سے ہم گواہی دیتے ہیں۔

بلند ہونے کا سبب

میرے تجویز کردہ عنوان میں دو حصّے تھے۔ پہلے حصّہ کے متعلق جو تفصیل تھی آپ سُن چُکے ہیں - دوسرے حصہ کے متعلق یہ عرض ہے کہ آپ مذکورۃ الصدر آیت میں غور کرینگے تو آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ حضورِ انورؐ کی اُمّت کو خیر اُمّۃ کا لقب عطا ہونے کا سبب بھی اس آیت میں مذکور ہے - اور وہ امر بالمعروف (نیک کاموں کے کرنے کا حکم) اور نہی عن المنکر (بُرے کاموں سے روکنا) ہے

لہٰذا

اگر کسی مرد یا عورت کو خیر اُمّۃ میں داخل ہونے کی خواہش ہے تو اس کا فرض ہے کہ اول اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کی اصطلاح میں جو چیزیں معروف یا منکر ہیں ان کا علم حاصل کرے اس کے بعد پہلے خود ان چیزوں پر عامل ہو - اس کے بعد دوسرے مسلمان مردوں یا عورتوں کو تلقین کرے - جو شخص خود عمل نہ کرے اور دوسروں کو تلقین کرے - وہ اللہ تعالےٰ کے اس عتاب کی زد میں آتا ہے -

(اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۹ پارہ ۱

ترجمہ - کیا لوگوں کو تم نیکی کا حکم کرتے ہو - اور اپنے آپ کو بُھول جاتے ہو - حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو -

یہودیوں کے علماء کا مرض

اس آیت میں دراصل یہود کے بعض علماء کی حالت بیان کی گئی ہے - کہ لوگوں سے وہ کہتے تھے - کہ اسلام اچھا ہے اور خود مسلمان نہیں ہوتے تھے - لہٰذا ہر مسلمان مرد اور عورت کا فرض ہے کہ یہود کی بُری عادتوں سے اپنے آپ کو بچائے - تاکہ کہیں ان کی طرح یہ بھی درباریِ الٰہی سے مردود نہ ہو جائے اللّٰھم لا تجعلنا منھم -

حضورِ انورؐ کے اپنی اُمّت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ارشادات

پہلا

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ رواہ مسلم

ترجمہ - ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا - جو شخص تم میں سے کوئی نا جائز کام دیکھے - تو اسے چاہیئے کہ اسے اپنے ہاتھ سے دُور کر دے - بس اگر ہاتھ سے دُور نہیں کرسکتا - تو اپنی زبان سے دُور کردے بس اگر اس کی بھی طاقت نہیں ہے - تو اپنے دل میں اسے بُرا سمجھے - اور یہ سب سے زیادہ کمزور درجہ ایمان کا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان نا جائز کام ہوتا دیکھے اس کا فرض ہے کہ اس سے ہٹانے کی کوشش کرے - اگر ہاتھ سے دُور کرسکتا ہے تو ہاتھ سے دُور کرے - مثلاً کسی شخص کا بیٹا جُوا کھیل رہا تھا - اسے دو تھپڑ مارے اور جوئے بازوں کی مجلس سے اُٹھا کرلے جائے - اور اگر سارے جوئے باز ایسے ہی ہیں کہ ان میں ان کا اپنا بیٹا یا عزیز کوئی نہیں تو پھر ان لوگوں کو زبان سے سمجھائے کہ جُوا کھیلنا بہت ہی بُری چیز ہے - اس سے آدمی اچھے کاموں کے کرنے سے رہ جاتا ہے - نیک اور حلال کی کمائی کرنے سے رہ جاتا ہے وغیرہ وغیرہ اور اگر وہ جوئے باز ایسے غنڈے ہیں کہ اس سمجھانے والے کو ماں بہن کی گالیاں دینا شروع کر دینگے - تو پھر چپکے سے چلا جائے - اور دل میں اس کام کو بُرا سمجھے -

دوسرا

عَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُجَاءُ بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُہٗ فِی النَّارِ فَیَطْحَنُ فِیْھَا کَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاہُ فَیَجْتَمِعُ اَھْلُ النَّارِ عَلَیْہِ فَیَقُوْلُوْنَ اَیْ فُلَانُ مَا شَاْنُکَ اَلَیْسَ کُنْتَ تَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھٰی عَنِ الْمُنْکَرِ قَالَ کُنْتُ اٰمُرُکُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِیْہِ وَاَنْھَاکُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاٰتِیْہِ - متفق علیہ -

ترجمہ - اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا - پھر اسے دوزخ میں ڈال دیا جائیگا - پھر اُس کی آنتیں آگ میں باہر نکل آئیں گی - پھر اپنی آنتوں کے گرداگرد چکّر کاٹے گا - جس طرح گدھا اپنی چکّی کے گرداگرد گھوم کر آٹا پیستا ہے - پھر دوزخی اس کے پاس اکٹھے ہو جائینگے - پھر کہیں گے - اے فلاں تیرا کیا حال ہے - کیا تو ہمیں نیکی کا حکم نہیں کرتا تھا اور (کیا) تو ہمیں بُرائی سے منع نہیں کیا کرتا تھا - کہے گا - مَیں تمہیں نیکی کا حکم کیا کرتا تھا اور مَیں خود (وہ نیکی) نہیں کیا کرتا تھا - اور مَیں تمہیں بُرے کاموں سے روکا کرتا تھا - اور مَیں خود وُہی کام کیا کرتا تھا -

حاصل

یہ ہے - ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جس کام کو بُرا سمجھ کر دوسروں کو منع کرتا ہے - وہ خود بھی نہ کرے - اور جس کام کو اچھا سمجھ کر دوسروں کو کرنے کا مشورہ دیتا ہے وہ خود بھی کرے - ورنہ یہی نتیجہ نکلے گا جو حضورؐ نے فرمایا ہے -

تیسرا

عَنْ حُذَیْفَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْھَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰہُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِہٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّہٗ وَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ رواہ الترمذی -

ترجمہ - حذیفہؓ سے روایت ہے - تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اس خدا

کی قسم ہے۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ البتہ ضرور ضرور تم نیکی کا حکم کرو۔ اور البتہ ضرور ضرور تم بُرے کام سے منع کرو۔ یا البتہ قریب ہے کہ اللہ تم پر عذاب اپنے ہاں سے بھیجے۔ پھر تم اس سے البتہ دُعا کرو گے۔ اور تمہاری دُعا قبول نہیں کی جائے گی۔

حاصل

یہ ہے کہ ہر مسلمان مرد ہو یا عورت ہو۔ اس کا فرض ہے کہ جس نیکی کا اسے علم ہے وہ دوسروں کو بتلائے۔ تاکہ وہ بھی اس پر عمل کریں۔ اور لوگوں میں جو بُرائی دیکھے اس سے منع کرے۔ ورنہ گناہوں کے باعث اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آگیا تو پھر دُعا بھی قبول نہیں ہوگی اس اعلان سے معلوم ہُوا کہ گنہگار پر غضب الٰہی کا ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے۔ کہ پھر دُعا بھی کرے تو قبول نہیں ہوتی۔

چوتھا

عَنِ الْعُرْسِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيئَةُ فِي الْأَرْضِ مَنْ شَهِدَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا رواه ابوداؤد

ترجمہ۔ عُرس بن عمیرہؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جب کسی جگہ (کوئی) گناہ کیا جائے جو شخص وہاں موجود تھا پس اس نے اس گناہ کو ناپسند کیا وہ اس شخص جیسا ہے جو وہاں تھا ہی نہیں اور جو شخص اس گناہ کے وقت وہاں موجود نہیں تھا پس اس گناہ کو اس نے پسند کیا وہ اس شخص کی طرح ہوگا جو وہاں موجود تھا

حاصل

یہ ہے۔ کہ اگر کہیں کوئی کام اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف ہو رہا ہو۔ ایک شخص اس موقع پر تو موجود نہیں ہے۔ مگر وہ اس کام کو پسند کر رہا ہے۔ تو گویا وہ بھی اس میں شامل ہی سمجھا جائیگا۔ مثلاً ایک جگہ بازاری عورت گانا گا رہی ہے۔ اور ایک دیندار آدمی کے گھر کے پاس وہ مجرا ہو رہا ہے۔ اب وہ اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ دِل میں کُڑھ رہا ہے۔ مگر کر کچھ نہیں سکتا۔ اور اس بازاری عورت کی پوری آواز اس کے کان میں پہنچ رہی ہے۔ یہ شخص ہرگز گنہگار نہیں ہوگا۔ اگرچہ اس بازاری عورت کا گانا رات بھر اس کے کان میں پڑتا رہا۔ اور اسی سبب سے اسے نیند بھی نہیں آئی۔ ایک دوسرا شخص فرض کر لیجئے۔ کہ اس جگہ موجود نہیں تھا۔ مگر وہ بازاری عورت کے رات بھر گانے اور ناچنے کو پسند کر رہا ہے۔ مثلاً یہ کہتا ہے۔ بہت ہی اچھا ہُوا۔ کہ میرے بھتیجے یا بھانجے کی شادی پر ساری رات اس بازاری عورت کا راگ گانا اور ناچنا ہوتا رہا۔ کاش میں بھی موجود ہوتا تو اس مجلس کی شرکت سے لطف اُٹھاتا اگرچہ یہ شخص اس گناہ کی مجلس میں شامل نہیں تھا۔ مگر یہ بھی اس مجلس کی پسندیدگی کے باعث شرعاً گنہگار ہوگا۔

(عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ فَلَمْ يَدَعْ شَيْئًا يَكُونُ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ وَكَانَ فِيمَا قَالَ إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَنَاظِرٌ كَيْفَ تَعْمَلُونَ أَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ وَذَكَرَ أَنَّ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ فِي الدُّنْيَا وَلَا غَدْرَ أَكْبَرُ مِنْ غَدْرِ إِمَامِ الْعَامَّةِ يُغْرَزُ لِوَاءُهُ عِنْدَ إِسْتِهِ قَالَ وَلَا يَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ هَيْبَةُ النَّاسِ أَنْ يَقُولَ بِحَقٍّ إِذَا عَلِمَهُ وَفِي رِوَايَةٍ إِنْ رَأَى مُنْكَرًا أَنْ يُغَيِّرَهُ فَبَكَى أَبُو سَعِيدٍ وَقَالَ قَدْ رَأَيْنَا هَمَمْنَا هَيْبَةُ النَّاسِ أَنْ نَتَكَلَّمَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ أَلَا إِنَّ بَنِي آدَمَ خُلِقُوا عَلَى طَبَقَاتٍ شَتَّى فَمِنْهُمْ مَنْ يُولَدُ مُؤْمِنًا وَيَحْيَا مُؤْمِنًا وَيَمُوتُ كَافِرًا وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ سَرِيعَ الْغَضَبِ سَرِيعَ الْفَيْءِ فَأَحَدُهُمَا بِالْأُخْرَى وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ بَطِيءَ الْغَضَبِ بَطِيءَ الْفَيْءِ فَأَحَدُهُمَا بِالْأُخْرَى وَخِيَارُكُمْ مَنْ يَكُونُ بَطِيءَ الْغَضَبِ سَرِيعَ الْفَيْءِ وَشِرَارُكُمْ مَنْ يَكُونُ سَرِيعَ الْغَضَبِ بَطِيءَ الْفَيْءِ أَلَا وَإِنَّ الْغَضَبَ جَمْرَةٌ عَلَى قَلْبِ ابْنِ آدَمَ أَلَا تَرَوْنَ انْتِفَاخَ أَوْدَاجِهِ وَحُمْرَةَ عَيْنَيْهِ فَمَنْ أَحَسَّ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ فَلْيَضْطَجِعْ وَلْيَتَلَبَّدْ بِالْأَرْضِ قَالَ وَذَكَرَ الدِّينَ فَقَالَ مِنْكُمْ مَنْ يَكُونُ حَسَنَ الْقَضَاءِ وَإِذَا كَانَ لَهُ أَحْسَنَ فِي الطَّلَبِ فَأَحَدُهُمَا بِالْأُخْرَى وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ سَيِّئَ الْقَضَاءِ وَإِنْ كَانَ لَهُ أَجْمَلَ فِي الطَّلَبِ فَأَحَدُهُمَا بِالْأُخْرَى وَخِيَارُكُمْ مَنْ إِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ أَحْسَنَ الْقَضَاءَ وَإِنْ كَانَ لَهُ أَجْمَلَ فِي الطَّلَبِ وَشِرَارُكُمْ مَنْ إِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ سَاءَ الْقَضَاءَ وَإِنْ كَانَ لَهُ أَخْشَنَ فِي الطَّلَبِ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلَى رُءُوسِ النَّخْلِ وَأَطْرَافِ الْحِيطَانِ فَقَالَ أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيمَا مَضَى مِنْهَا إِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَوْمِكُمْ هَذَا فِيمَا مَضَى مِنْهُ رواه الترمذی

ترجمہ۔ ابی سعید خدری سے روایت ہے کہا ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہُوئے ایسے حال میں کہ نماز عصر کے بعد خطبہ دینے والے تھے۔ پھر آپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ جو قیامت کے آنے تک ہونے والی تھی۔ مگر اس کا ذکر فرما دیا۔ اس (وعظ) کو یاد رکھا۔ جس نے یاد رکھا۔ اور (اس وعظ کو) بھلا دیا جس نے کہ اس کو بھلا دیا۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا تھا۔ اس میں یہ بات بھی تھی۔ بیشک دُنیا میٹھی ہے۔ سبز ہے۔ اور بیشک اللہ تمہیں اس میں خلیفہ بنانے والا ہے۔ پھر دیکھنے والا ہوگا تم کس طرح کرتے ہو۔ خبردار پھر دُنیا سے بچو۔ اور عورتوں (کے مکر) سے بچو۔ اور آپ نے فرمایا۔ ہر ایک عذر کرنے والے کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا۔ اس کی غدر کی مقدار کے مناسب۔ جس قدر کہ دُنیا میں غدر (خیانت) کی ہوگی۔ اور عام مسلمانوں کے حاکم کے غدر سے بڑھ کر اور کوئی غدر بڑا نہیں ہوسکتا۔ اس کے غدر کا جھنڈا اس کے چوتڑوں کے درمیان گاڑا جائیگا۔ آپ نے فرمایا۔ اور تم میں سے کسی کو لوگوں کا خوف اس بات سے ہرگز نہ روکے۔ کہ حق کہے۔ جب جان لے (کہ) حق کہدینا چاہیئے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اگر کوئی بُرا کام دیکھے (تو نہ رکے) اس بات سے کہ اسے تبدیل کر دے۔ پھر ابو سعید روئے۔ اور کہا۔ تحقیق ہم نے اس منکر (ناپسندیدہ کام) پھر ہیں لوگوں کی ہیبت نے اس بات سے روک دیا۔ کہ اس معاملہ میں (ان سے) کچھ کہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ خبردار۔ انسان مختلف مختلف طبقوں کے پیدا کئے گئے ہیں بعض ان میں مومن پیدا ہوتے ہیں۔ اور مومن ہی زندہ رہتے ہیں اور مومن ہی مرتے ہیں اور بعض ان میں سے کافر پیدا ہوتے ہیں اور زندگی میں بھی کافر ہی رہتے ہیں۔ اور کافر ہی (رہتے ہوئے) مرتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے مومن پیدا ہوتے ہیں۔ اور مومن

(رہتے ہوئے) زندہ رہتے ہیں۔ اور کافر ہوکر مرتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے کافر پیدا ہوتے ہیں اور زندہ بھی کافر ہی ہیں۔ اور مرتے وقت مومن ہوتے ہیں۔ (راوی نے) کہا۔ اور آپ نے غصّے کا ذکر فرمایا۔ پھر (فرمایا) بعض ان میں سے وہ ہیں۔ جلدی غصّے ہو جانے والے ہوتے ہیں اور جلدی ہی راضی ہو جانے والے ہوتے ہیں۔ پھر ان کی ایک حالت دوسری کے برابر رہی۔ اور بعض ان میں سے دیر سے غصّے ہونے والے ہوتے ہیں۔ اور دیر ہی سے راضی ہونے والے ہوتے ہیں۔ پھر ان کی بھی ایک حالت دوسری کے برابر ہو گئی۔ اور بہترین آدمی تم میں سے وہ ہے جو دیر سے غصّے ہونے والا ہو اور جلدی راضی ہونے والا ہو۔ اور تم میں سے بُرا آدمی وہ ہے جو جلدی غصّے ہو جانے والا ہو۔ اور دیر سے راضی ہونے والا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ غصّے سے بچو۔ پس تحقیق وہ (غصّہ) آدمی کے دل پر ایک (آگ کی) چنگاری ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ اس کے گلے کی رگوں کے پھول جانے کو۔ اور اس کی دونوں آنکھوں کے سُرخ ہو جانے کو۔ پس جو شخص اس (غصّے) میں سے کوئی چیز محسوس کرے۔ پس اسے چاہیئے کہ لیٹ جائے۔ اور زمین کے ساتھ چمٹ جائے۔ راوی نے کہا۔ آپ نے قرض کے متعلق بھی ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا۔ بعض تم میں سے وہ ہیں۔ جو (قرض) اچھّا ادا کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور جب اس نے کسی سے لینا ہو۔ تو (قرض واپس لینے کے لئے) فحش سے کام لیتا ہے۔ (مثلاً گالیاں نکالنا) پھر اس کی ایک حالت دوسری کے برابر ہو گئی۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو (قرض) ادا کرنے میں بُرے ہوتے ہیں۔ اور اگر اس کا کسی پر قرض ہو تو عمدہ طریقہ سے طلب کرنے والا ہوتا ہے۔ پس اس شخص کی بھی ایک حالت دوسری کے برابر ہو گئی۔ اور تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے کہ جب اس پر قرض ہو تو اچھے طریقہ سے ادا کرے۔ اور جب اس سے کسی نے (قرض واپس) لینا ہو تو عمدہ طریقہ سے مطالبہ کرے۔ اور تم میں سے بُرا وہ آدمی ہے۔ جب اس کے ذمہ قرض ہو تو بُرے طریقہ سے ادا کرے۔ اور اگر کسی سے قرض واپس لینا ہو۔ تو طلب کرنے میں فحش کلامی سے کام لے (آپ نے واقعات کو نماز عصر کے بعد اتنی دیر تک بیان فرمایا) یہاں تک کہ سورج کھجور کے درختوں پر آگیا (یعنی غروب ہونے کے قریب ہو گیا) اور دیواروں کے کناروں پر آگیا پھر آپ نے فرمایا خبردار تحقیق شاں یہ ہے دُنیا میں سے جو گزر چکا ہے۔ باقی نہیں رہا۔ مگر جتنا کہ تمہارے آج کے دن میں سے اس وقت باقی ہے

حاصل

اس لمبی حدیث شریف میں تمام بنی نوع انسان کے حالات پر ایک عجیب و غریب تبصرہ ہے۔ جو پیغمبر خدا ہی باطلاع الٰہی بیان فرما سکتے ہیں۔ اور کسی کو کیا مجال ہے کہ تمام انسانوں کی پیدائش۔ زندگی اور موت کے مختلف الانواع حالات پر تبصرہ کر سکے۔ ہر کلمہ گو کا فرض ہے کہ آپ کے ارشادات کو وحی الٰہی (خفی) سمجھ کر (یعنی جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کے دل میں القا کی گئی ہے) ایمان لائے۔ میں اپنے مضمون کی مناسبت کے لحاظ سے فقط مسئلہ تبلیغ کے متعلق جو اس میں ایک دو فقرے ہیں ان کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اس میں ارشاد ہُوا ہے۔ کہ "تم میں سے کسی کو لوگوں کی ہیبت (خوف) حق بات کہنے سے نہ روکے"

اور یہ حکم عام ہے

کہ ہر مسلمان کا فرض ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت۔ جب دیکھے کہ حق کی مخالفت ہو رہی ہے۔ تو حق بات کہہ دے۔ بعض مجمعے لوگوں کے ہونگے۔ وہاں حق بات کہہ دینا مردوں کا فرض ہے۔ اور بعض مجمعے عورتوں کے ہوں گے۔ وہاں حق پرست عورتوں کا فرض ہے کہ اس مجمع میں حق بات کہدیں۔ تاکہ دین کی تبلیغ ہو جائے۔ قیامت کے دن جب ان پر گناہوں کی گرفت ہو تو بے دین لوگ (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ اے اللہ تیرا پیغام تیرے کسی بندے نے ہمیں تو پہنچایا ہی نہیں تھا۔

انسان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت ہے

انسان سوائے کسی معلم کی تعلیم کے اپنے لئے ایسا نظام الاوقات (پروگرام) نہیں بنا سکتا۔ جو اس کے لئے دُنیا میں بھی مفید ہو۔ اور مرنے کے بعد بھی اس کے حق میں اچھے نتائج پیدا کرے اور قیامت کے دن بھی اسے کامیاب بنا دے۔ انسان کی ان تینوں قسم کی ضرورتوں کو مدنظر رکھ کر فقط اللہ تعالےٰ ہی اسے ایسا نظام الاوقات (پروگرام) بنا کر دے سکتا ہے۔ جو اس کی تمام ضروریات کا بہترین حل ہو۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہر دور زمانہ میں انسان کے لئے بہترین نظام الاوقات (پروگرام) نازل ہوتے رہے مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان تمام قسم کے نظام الاوقاتوں (پروگراموں) میں سے آج ایک بھی سطح زمین پر موجود نہیں ہے۔ آج سطح زمین پر

اللہ تعالیٰ کا فقط ایک نظام الاوقات

بصورت قرآن مجید ہے۔ باقی سطح دُنیا سے نیست و نابود ہو چکے ہیں۔ اور اس نظام الاوقات (قرآن مجید) کو ماننے والا فقط مسلمان ہے۔ جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے۔ لہٰذا اس کلمہ گو

مسلمان کا فرض ہے کہ اس قرآن مجید

کو ساری دُنیا میں پھیلائے۔ کیونکہ ہمارے پیغمبر یعنی محمد رسول اللہ کو اللہ تعالےٰ نے ساری دُنیا کے لئے مبشر (خوشخبری دینے والا) اور منذر (ڈرانے والا) بنا کر بھیجا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ملاحظہ ہو (وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۝)
ترجمہ۔ ہم نے آپ کو سب لوگوں کے حق میں خوشخبری دینے والا (مومنوں کو) اور ڈرانے والا (کافروں کو) بنا کر بھیجا ہے۔ اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی اُمّت ہی اس تبلیغ حق کے

فرض کے ادا کرنے کی ذمہ دار

ہوگی۔ کیونکہ دُنیا کی کسی قوم کے پاس نہ پیغام الٰہی ہے۔ اور نہ اس کے پہنچانے کا فرض ہی ان پر عائد ہوتا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت

کافی حد تک ادا کر رہی ہے

الحمد للہ علماء کرام نے مدارس عربیہ کھولے

ہوئے ہیں - جن میں علوم دین پڑھنے والے طلباء آجاتے ہیں - تعلیم دین تو علماء کرام دیتے ہیں - اور عام مسلمان ان مدارس دینیہ عربیہ میں چندہ دیتے ہیں جس سے اساتذہ کرام کی تنخواہیں ادا کی جاتی ہیں - طلبہ کے لئے کتابیں خریدی جاتی ہیں - طلبہ کی خوراک و پوشاک اور دوسری ضروریات میں مسلمانوں کا وہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے - ان مدارس عربیہ کے طالب علم فارغ ہو کر کوئی مبلغ ہو جاتا ہے - کوئی خطیب ہو جاتا ہے - کوئی مدرس ہو جاتا ہے - غرض یہی فارغ شدہ حضرات اشاعت دین اسلام کے مختلف شعبوں کو سنبھال لیتے ہیں - اور اللہ تعالےٰ ان مدارس عربیہ اسلامیہ کو آباد رکھے - اور علماء کرام کے وجود مسعود کو تا دیر سلامت رکھے - اور جو ان میں سے دُنیا سے جائے - اپنے قائم مقام کئی مبلغ اسلام چھوڑ کر جائے - آمین یا الٰہ العالمین -

اسلام زندہ باد - جماعت علماء دین زندہ باد - آمین یا الٰہ العالمین +

غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کیجیے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (یہ بیچارے غلام) تمھارے بھائی ہیں، اللہ نے ان کو تمھارا زیرِ دست (محکوم) بنادیا ہے، تو اللہ جس کے زیرِ دست (اور تحت حکم) اس کے کسی بھائی کو کر دے تو اس کو چاہئے کہ اس کو وہ کھلائے جو خود کھاتا ہے، اور وہ پہنائے جو خود پہنتا ہے، اور اس کو ایسے کام کا مکلف نہ کرے جو اس کے لئے بہت بھاری ہو، اور اگر ایسے کام کا مکلف کرے تو پھر اس کام میں خود اس کی مدد کرے۔ صحیح بخاری

غلاموں کے حقوق کی تاکید

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (وفات سے پہلے) جو آخری کلام فرمایا وہ یہ تھا: الصَّلاةَ الصَّلاةَ، اتَّقُوا اللهَ فِيمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ (یعنی نماز کی پابندی کرو، نماز کا پورا اہتمام کرو، اور اپنے غلاموں میں زیرِ دستوں کے بارے میں خدا سے ڈرو)۔ سنن ابی داؤد

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی غلام جب اپنے سید و آقا کی خیر خواہی اور وفاداری کرے اور خدا کی عبادت بھی اچھی طرح کرے تو وہ دہرے ثواب کا مستحق ہو گا۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی غلام اور مملوک کے لئے بڑی اچھی اور کامیابی کی بات ہے کہ اللہ اس کو ایسی حالت میں اٹھائے کہ وہ اپنے پروردگار کا عبادت گزار ہو اور اپنے سید و آقا کا فرمانبردار ہو۔ صحیح بخاری

عمرو بن شعیب اپنے والد شعیب سے اور وہ اپنے دادا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی ہمارے چھوٹوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ نہ کرے اور بڑوں کی عزت کا خیال نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جامع ترمذی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۶ صفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۲ر اگست ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ لاہور)

ہر سربراہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے ماتحتوں کی دینی اصلاح کا ذمہ دار ہوتا ہے

اس فرض کے انجام دینے کے لئے سب سے پہلے ذمہ دار انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں یہی وجہ تھی

کہ ان کی اُمتیں ان کی توہین اور تذلیل کرتی تھیں۔ پھر بھی وہ ان کی اصلاح سے دستکش نہیں ہوتے تھے۔ حالانکہ ان حضرات کی ذاتی غرض کوئی نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ سورہ شعراء پارہ ۱۹ میں بہت سارے انبیاء علیہم السلام کے اعلانات موجود ہیں۔ (وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝) سورہ شعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور میں تم سے اس (دین کے سکھانے) پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے واقعات بطور شہادت پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ

(وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰۗىِٕفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝) سورہ یونس رکوع ۸ پارہ ۱۱

ترجمہ۔ اور (اے نبی) نوح کا حال سنا۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا۔ اے قوم! اگر تمہیں میرا تم میں رہنا اور اللہ کی آیتوں سے نصیحت کرنا ناگوار ہو۔ تو میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اب تم سب مل کر اپنا کام مقرر کرو اور اپنے (خدا سے بنائے ہوئے) شریکوں کو جمع کرو۔ پھر تمہیں اپنے کام میں شبہ نہ رہے۔ پھر وہ کام میرے ساتھ کر گزرو اور مجھے مہلت نہ دو۔ پھر اگر منہ پھیرو تو میں نے تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگا۔ میرا معاوضہ اللہ پر ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ فرمانبرداروں میں رہوں۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا اور انہیں جانشین بنا دیا۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ انہیں غرق کر دیا۔ سو دیکھ لو۔ کہ جو لوگ ڈرائے گئے تھے ان کا انجام کیسا ہوا۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام نے قوم کے ہر ایذا کو برداشت کیا۔ تکلیفیں اٹھائیں۔ مگر آخر دم تک پیچھے نہیں ہٹے اور تبلیغ حق کا فرض انجام دیتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کی موجودگی میں مخالفین حق غرق کر دیئے گئے۔

بطور نمونہ قوم عاد کا قصہ ملاحظہ کیجئے

(وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۭ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ۝ يٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَي الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝)

سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ کہا اے قوم اللہ کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی حاکم نہیں۔ تم سب جھوٹ کہتے ہو۔ اے قوم میں اس پر تم سے مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری اسی پر ہے جس نے مجھے پیدا کیا پھر کیا تم نہیں سمجھتے۔ اور اے قوم اپنے رب سے معافی مانگو۔ پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ وہ تم پر خوب بارشیں برسائے گا۔ اور تمہاری قوت کو اور بڑھائیگا۔ اور تم نافرمان ہو کر نہ پھر جاؤ۔ کہا۔ اے ہود۔ تو ہمارے پاس کوئی معجزہ بھی نہیں لایا۔ اور ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ ہم تجھے ماننے والے ہیں۔

اس کشمکش کا نتیجہ

یہ نکلا (وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝ وَتِلْكَ عَادٌ ۭ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ۝)

سورہ ہود رکوع ۵ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور جب ہمارا حکم پہنچا۔ تو ہم نے ہود کو اور انہیں جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور ہم نے انہیں سخت عذاب سے نجات دی۔ اور یہ عاد تھے کہ اپنے رب کی باتوں سے منکر ہوئے۔ اور اس کے رسولوں کو نہ مانا۔ اور ہر ایک جبّار سرکش کا حکم مانتے تھے۔ اور اس دُنیا میں بھی اپنے پیچھے لعنت چھوڑ گئے۔ اور قیامت کے دن بھی خبردار بے شک عاد نے اپنے رب کا انکار کیا تھا۔ خبردار عاد جو ہود کی قوم تھی اللہ کی رحمت سے دُور کی گئی

حاصل

یہ نکلا کہ چونکہ ہود علیہ السلام قوم عاد کی اصطلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوئے تھے۔ اس لیے باوجود ان لوگوں کی تکالیف پہنچانے کے ان کی اصلاح سے دست بردار نہیں ہوئے۔ تا آنکہ قوم اللہ تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہو کر دُنیا سے رخصت ہو گئی۔ اور یہ بھی حضرت ہود علیہ السلام

نے ان کے سامنے اعلان کر رکھا تھا۔ کہ میں فقط اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل میں تمہاری اصلاح چاہتا ہوں۔ ورنہ مجھے تم سے کوئی معاوضہ حاصل کرنا مقصود نہیں ہے۔

مذکور الصدر

دو پیغمبروں کے واقعات سے یہ چیز پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام جب کسی قوم کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتے تھے تو اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر بھی آخری دم تک قوم کی اصلاح کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ آج کل بھی دینِ الٰہی کے مجموعہ قرآن مجید اور اس کی شرح ارشادات نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اشاعت کرنے والے حضرات کو بھی یہی مسلک اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ قوم کی اصلاح کی آخری دم تک سرتوڑ کوشش کریں۔ اور ضروریاتِ زندگی کا کفیل رب العالمین کو بنائیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

تین گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے سرپرست ہیں دو مذہبی اور ایک سیاسی دو مذہبی گروہ

علماء کرام اور صوفیائے عظام یہ دونوں حضرات مسلمانوں کے مذہبی سرپرست سمجھے جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو کوئی مسئلہ شرعی پیش آئے تو علمائے کرام کے دروازے پر جاتے ہیں۔ اور باطن کی اصلاح کے لئے صوفیائے کرام کے دروازے کو کھٹکھٹاتے ہیں۔ کہ حضرت اللہ اللہ سیکھنے کے لئے خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

لہٰذا دونوں گروہوں کے ذمہ دار حضرات

کا لازمی اور ضروری فرض ہے کہ جو ان کے پاس آئے۔ اسے کتاب و سنت کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔ اور ان کے ذہن میں یہ چیز ڈال دیں۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کو راضی کرنا چاہتے ہو تو اس کی تدبیر فقط یہ ہے کہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو اپنے لئے ہر معاملہ میں فیصلہ کن مان لو۔ اگر آپ کے دلوں میں یہ چیز پیدا ہوگئی۔ اور آپ نے اس طریق کار کو لحد قبر تک نباہا تو انشاء اللہ تعالیٰ قبر بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جائے گی۔

اگر قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے فیصلے کے ماننے سے انکار کیا تو اس انکار کے باعث انسان کافر ہو جاتا ہے۔

خواہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کی برادری میں شامل رکھے۔ ایسے شخص کے حق میں قرآن مجید میں یہ اعلان آیا ہے۔

(اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ۝ وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝)

سورہ الاحزاب رکوع ۸ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ بیشک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دوزخ تیار کر رکھا ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہینگے۔ نہ کوئی دوست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار جس دن ان کے منہ آگ میں الٹ دیئے جائیں گے۔ کہیں گے۔ اے کاش۔ ہم نے اللہ اور رسول کا کہا مانا ہوتا۔ اور کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دُگنا عذاب دے۔ اور ان پر بڑی لعنت کر۔

قرآن مجید میں بھی علماء کرام اور صوفیائے عظام ہی کو مذہب کا محافظ قرار دیا گیا ہے

(لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝) سورہ المائدہ رکوع ۶ پارہ ۶

ترجمہ۔ ان کے فقراء اور علماء گناہ کی بات کہنے اور حرام مال کھانے سے انہیں کیوں نہیں منع کرتے۔ البتہ بُری ہے وہ چیز جو وہ کرتے ہیں۔

حاصل

یہ ہے کہ چونکہ اہل کتاب کی بے دینی کو ان کے فقراء (صوفیا) اور علماء نہیں روکتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ ان دونوں جماعتوں سے اپنی ناراضگی کا اظہار فرما رہا ہے۔ کہ قوم کی گمراہی میں ان دونوں جماعتوں کا بھی حصہ ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ یہ دونوں مذہبی جماعتیں اُمّت کی اصلاح کی ذمہ دار ہوتی ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "جب خدا کسی قوم کو تباہ کرتا ہے تو اس کے عوام گناہوں اور نافرمانیوں میں غرق ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے خواص یعنی درویش اور علماء گونگے شیطان بن جاتے ہیں۔ بنی اسرائیل کا حال یہ ہی ہُوا۔ کہ لوگ عموماً دُنیوی لذات و شہوات میں منہمک ہو کر خدا تعالےٰ کی عظمت و جلال اور اس کے قوانین و احکام کو بھلا بیٹھے۔ اور جو مشائخ اور علماء کہلاتے تھے۔ اُنہوں نے "امر بالمعروف و نہی عن المنکر" کا فریضہ ترک کر دیا۔ کیونکہ دُنیا کی حرص اور اتباع شہوات میں وہ اپنے عوام سے بھی آگے تھے۔ مخلوقِ خدا کا خوف یا دنیا کا لالچ حق کی آواز بلند کرنے سے مانع ہوتا تھا۔ اسی سکوت اور مداہنت سے پہلی قومیں تباہ ہوئیں۔ اسی لئے امت محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کو قرآن و حدیث کی بیشمار نصوص میں بہت ہی سخت تاکید و تہدید کی گئی ہے۔ کہ کسی وقت اور کسی شخص کے مقابلہ میں اس "فرض امر بالمعروف" کے ادا کرنے سے تغافل نہ برتیں"

کھرے اور سچے صوفی کی پہچان

جس طرح کھرا اور سچا عالم وہ ہے جو کتاب و سنۃ کی روشنی میں مسلمانوں کی راہنمائی کرے۔ اسی طرح کھرا اور سچا صوفی وہ ہے۔ جس کے اذکار و اشغال کتاب و سنۃ کے موافق ہیں۔ اگر بالفرض صوفی کہلائے اور آسمان پر پرواز کرتا ہُوا آئے اور لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے اور لوگوں کی زبان سے قبلۂ عالم کا لقب پائے۔ لیکن اگر اس کا طریقہ کتاب و سنۃ کے طریقے کے خلاف ہے تو ایسے شخص کو اپنا مصلح بنانا گناہ ہے۔ اور اس کی بیعت کرنا حرام ہے اور اگر لاعلمی میں ہو جائے تو اس کا توڑ دینا فرض عین ہے کیونکہ

ہم اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت ہیں

لہٰذا جو شخص ان دو دروازوں سے مردود ہو وہ مسلمانوں کا امام اور راہنما کیسے ہوسکتا ہے۔ اور اگر خدانخواستہ کسی نے اس مردود کو اپنا راہ نما مان لیا تو پھر اُوپر والے دونوں دروازوں سے یہ بھی مردود ہو جائے گا۔

ہر صوفی کا فرض

جس طرح ہر عالم دین کا فرض ہے کہ اپنے تابعداروں کو کتاب و سنت کی تعلیم سے روشناس کراتا رہے تاکہ انہیں ہر معاملہ میں حق و باطل میں تمیز کرنے کی توفیق ہوتی رہے۔ اسی طرح ہر صوفی کا فرض ہے کہ اپنے معتقدین کے دلوں میں کتاب و سنۃ کے نور کی کرنیں وقتاً فوقتاً ڈالتا رہے۔ تاکہ وہ لوگ اصل مقصود رضا الٰہی اور رضائے سیّد الثقلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بنائیں۔ اور یہ اذکار و اشغال اس جذبہ کے پیدا کرنے کا ذریعہ بن جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کا تیسرا سرپرست گروہ حکومت اسلامیہ سرکاری عہدہ دار ہیں

اس کا قرآن مجید سے ثبوت ملاحظہ ہو

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝

سورہ الحج رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور اللہ ضرور اس کی مدد کریگا۔ جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست غالب ہے۔ وہ لوگ اگر ہم انہیں دُنیا میں حکومت دیدیں تو نماز کی پابندی کریں۔ اور زکوٰۃ دیں اور نیک کام کا حکم کریں۔ اور بُرے کاموں سے روکیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ ان دینداروں کی ضرور مدد کرے گا۔ جنہیں اگر اللہ تعالےٰ حکومت دیدے تو ارکان دین (مثلاً نماز اور زکوٰۃ) کے خود بھی پابند ہونگے۔ اس کے علاوہ اپنے سیاسی رعب داب کے ذریعہ سے لوگوں کو نیکی کا حکماً پابند بنائیں گے۔ اور بُرائی سے حکماً روکینگے۔

شاہنشاہی اعلان کا نتیجہ

یہ نکلا کہ حکومت اسلامیہ کے سرکاری عہدہ داروں کو اللہ تعالےٰ نے حکومت فقط اس لئے نہیں دی۔ کہ لوگوں سے مختلف قسم کے ٹیکس وصول کرکے اپنی بھاری بھرکم تنخواہیں ہی وصول کرتے رہیں اس کے علاوہ سرکاری موٹروں پر سواری کریں سرکاری بنگلوں میں رہیں اور سرکاری ٹرینوں میں مفت سفر کریں۔

نہیں نہیں

بلکہ ان کا فرض ہے کہ اس اسلام کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں اسلام کا خاکہ متعین کیا گیا تھا جس کے متن کا مجموعہ قرآن مجید ہے اور جس کی تفصیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے اس اسلام کے خود بھی پابند ہوں اور حکومت کے زور سے مسلمانوں کو اس پر چلنے کے لئے مجبور کریں۔ پھر بھی جو شخص قانون اسلامی کی بغاوت سے باز نہ آئے۔ حکومت اسلامی کا فرض ہے کہ جب تک وہ اسلامی قانون کی بغاوت سے توبہ نہ کرے اسے جیلخانہ کی کوٹھری میں بند رکھا جائے۔

اے ارکان حکومتِ پاکستان

میرے بھائیو۔ سطور بالا میں جو کچھ عرض کر چکا ہوں۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ کے فرض منصبی کی طرف میں نے آپ کو توجہ دلائی ہے۔ چونکہ آپ میں سے شاید ہی کوئی ہو جو کتاب و سنۃ کا عالم ہو۔ ورنہ آپ میں اکثر دین کے علم سے عاری ہیں۔ میں نے آپ کی خیرخواہی کی ہے کہ آپ کو ایک سخت خطرے سے آگاہ کیا ہے کیونکہ اگر آپ وہی کچھ کرکے دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ جو تنخواہوں اور بنگلوں کے سلسلہ میں عرض کر چکا ہوں تو اس جرم عظیم کے باعث مرنے کے ساتھ ہی فوراً اس کی سزا شروع ہو جائے گی۔ اور وہ سزا قبر کا عذاب ہوگا۔ آپ کی قبریں دوزخ کا گڑھا بن جائیں گی۔

اور پھر

اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں آپ کا یہ عذر بھی نہیں سُنا جائے گا۔ کہ اے اللہ ہمیں تو تیرے قانون کا علم ہی نہیں تھا۔

کیونکہ

اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے کہ اس نے کس صدی میں تبلیغ دین الٰہی کے لئے کونسا آدمی پیدا کیا تھا۔ جس طرح رب العالمین ہر موسم میں اپنی مخلوقات کی جسمانی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے سبزیاں۔ ترکاریاں میوہ جات اور اناج تازہ پیدا کر دیتا ہے بعینہٖ ہر دور کے انسانوں کو پیغام حق پہنچانے کے لئے نئے نئے اپنے بندے پیدا کر دیتا ہے۔ جو کسی کی

ملامت یا مخالفت کی پروا نہ کرتے ہوئے

کھلم کھلا اللہ تعالےٰ کے بندوں کو پیغام حق پہنچا دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالےٰ ملاحظہ ہو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

سورہ المائدہ رکوع ۸ پارہ ۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ جو کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا۔ تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لائے گا۔ کہ اللہ ان کو چاہتا ہے۔ اور وہ اس کو چاہتے ہیں مسلمانوں پر نرم دل ہونگے۔ اور کافروں پر زبردست۔ اللہ کی راہ میں لڑیں گے۔ اور کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دیتا ہے۔ اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں"۔ اس آیت میں اسلام کی ابدی بقا اور حفاظت کے متعلق عظیم الشان پیشین گوئی کی گئی ہے۔ پچھلی آیات میں کفار کی موالات سے منع کیا گیا تھا۔ ممکن تھا کہ کوئی شخص یا قوم موالات کفار کی بدولت صریحاً اسلام سے پھر جائے۔ جیسا کہ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ میں تنبیہ کی گئی ہے۔ قرآن کریم نے نہایت قوت اور صفائی سے آگاہ کر دیا۔ کہ ایسے لوگ اسلام سے پھر کر کچھ اپنا ہی نقصان کریں گے۔ اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے۔ حق تعالےٰ مرتدین کے بدلے میں یا ان کے مقابلہ پر ایسی قوم لے آئے گا۔ جن کو خدا کا

عشق ہو۔ اور خدا ان سے محبت کرے۔ وہ مسلمانوں پر شفیق و مہربان اور دشمنانِ اسلام کے مقابلہ میں غالب اور زبردست ہوں گے۔ یہ پیشینگوئی بحول اللہ و قوتہ ہر قرن میں پوری ہوتی رہی ارتداد کا سب سے بڑا فتنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صدیق اکبرؓ کے عہد میں پھیلا۔ کئی طرح کے مرتدین اسلام کے مقابلہ میں کھڑے ہوگئے۔ مگر صدیق اکبرؓ کی ایمانی جرأت اور اعلیٰ تدبیر اور مخلص مسلمانوں کی سرفروشانہ اور عاشقانہ خدمات اسلام نے اس آگ کو بجھایا۔ اور سارے عرب کو متحد کرکے از سر نو اخلاص و ایمان کے راستہ پر گامزن کر دیا۔ آج بھی ہم مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ کہ جب کبھی چند جاہل اور طامع افراد اسلام کے حلقہ سے نکلنے لگتے ہیں تو ان سے زیادہ اور ان سے بہتر تعلیم یافتہ اور محقق غیر مسلموں کو اسلام اپنی فطری کشش سے اپنی طرف جذب کر لیتا ہے۔ اور مرتدین کی سرکوبی کے لئے خدا ایسے وفادار اور جاں نثار مسلمانوں کو کھڑا کر دیتا ہے۔ جنہیں خدا کے راستہ میں کسی کی ملامت اور طعن و تشنیع کی پروا نہیں ہوتی۔ انسان کی بڑی سعادت اور اس پر خدا کا بڑا فضل یہ ہے۔ کہ وہ فتنہ کے وقت خود جادۂ حق پر ثابت قدم رہ کر دوسروں کو ہلاکت سے بچانے کی فکر کرے۔ خدا جن بندوں کو چاہے۔ اس سعادتِ کبریٰ اور فضل عظیم سے حصّہ وافر عطا فرماتا ہے۔ اس کا فضل غیر محدود ہے۔ اور وہ ہی خوب جانتا ہے کہ کونسا بندہ اس کا اہل اور مستحق ہے۔

شخصی سرپرستی جو ہر گھر کے ذمہ دار اور اس کی بیوی اور اس کے غلام پر عائد ہوتی ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ فَالْاِمَامُ الَّذِیْ عَلَی النَّاسِ رَاعٍ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَھْلِ بَیْتِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ

متفق علیہ

ترجمہ۔ عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خبردار تم میں سے ہر ایک حاکم ہے۔ اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی۔ پس سرکاری عہدیدار وہ جو لوگوں پر حاکم مقرر کیا گیا ہے۔ اس سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس ہوگی۔ اور وہ مرد جو اپنے گھر والوں پر حاکم ہے۔ اس سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس کی جائیگی اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اور اس کی اولاد پر حاکم ہے اس سے بھی ان کے متعلق باز پرس کی جائیگی اور آدمی کا غلام اپنے سردار کے مال کا محافظ ہے۔ اس سے اس مال کے متعلق باز پرس کی جائے گی۔ خبردار۔ پس ہر ایک تم سے حاکم ہے۔ اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے متعلق باز پرس کی جائیگی۔

اس ارشاد نبوی کے متعلق کچھ تفصیل

اس حدیث شریف میں سب سے پہلے مسلمانوں کے حاکم کی ذمہ داری کے متعلق ارشاد تھا۔ چونکہ اس کے متعلق اسی خطبہ میں پہلے تفصیل عرض کی جاچکی ہے اسلئے یہاں اس تفصیل کے دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد ہر گھر کے ذمہ دار کی ذمہ داری کا ذکر ہے۔ کہ اس سے بیوی اور بچوں کے حقوق کے متعلق محاسبہ ہوگا۔ حقوق دو قسم کے ہیں جسمانی اور روحانی مثلاً کیا تم خداداد توفیق کے مطابق بیوی اور بچوں کو خرچ دیتے تھے۔ یا خود امیرانہ ٹھاٹھ سے زندگی بسر کرتے تھے اور بیوی اور بچوں کو کپڑے اور روٹی کے لئے فقط قوت لایموت دیتے تھے اور وہ بھی تیوری چڑھا کر۔ اس قسم کا سوال تو جسمانی تربیت کے متعلق ہو سکتا ہے۔ روحانیت کے متعلق سوال۔ مثلاً کیا تم نے اپنی بیوی اور بچوں کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسولؐ کے ارشادات سے آگاہ کیا تھا۔ اور اگر آگاہ کیا تھا۔ تو کیا پھر بیوی اور بچوں سے عمل بھی کرایا کرتے تھے۔ اور جو ان میں سے عمل نہیں کیا کرتا تھا۔ کیا تم اس پر گرفت کیا کرتے تھے۔ مثلاً بیوی اور بیٹوں اور بیٹیوں نے نماز نہیں پڑھی تھی تو تم نے ان پر گرفت کی تھی۔ اور کیا اس سستی پر انہیں سزا دی تھی یا سزا کی دھمکی دی تھی۔ کہ آج تو معاف کرتا ہوں۔ لیکن آئندہ اگر نماز نہ پڑھی تو جوتوں سے سرگنجا کر دونگا۔ علی ہذا القیاس اس شخص کے گھر میں جتنے بھی خلاف شرع کام ہوتے رہے ہیں سب کے متعلق اس گھر کے ذمہ دار سے باز پرس ہوگی۔ کہ تم نے خلاف شرع چیزوں کو گھر سے کیوں نہیں ہٹایا تھا۔

برادرانِ اسلام ہوش کرو اور چوکنے ہو جاؤ

کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنی نیکیوں پر بھروسہ کرکے بہشت کے داخلہ کے امیدوار بن کے بیٹھے رہو۔ اور جب معروضات سابقہ کا حساب و کتاب تم سے لیا جائے تو فیل ہو جاؤ۔ اور بجائے جنّت میں جانے کے جہنّم میں جھونک دیئے جاؤ۔ پھر خواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے تم جہنّم سے نکل آؤ۔

بیوی صاحبہ کا امتحان

گھر کے مالک کی اہلیہ کا حکم اپنے بچّوں اور نوکروں (یا غلاموں جو آج کل پاکستان میں نہیں ہیں) خوب چلتا ہے۔ میاں صاحب کی طرح بچوں اور نوکروں کو بھی بیوی صاحبہ کا حکم ضرور ماننا پڑتا ہے۔ اب اگر بیوی صاحبہ سے مثلاً یہ سوال کیا جائے۔ کہ تم نوکروں سے سارا دن بازار سے سودے تو منگواتی تھی۔ اور برتن تو منجھواتی تھی۔ چارپائیوں پر بستر تو بچھواتی تھی مگر کیا نماز کے وقت بچّوں سے یا نوکروں سے حکماً نماز بھی پڑھواتی تھی۔ اور جس طرح دُنیا کا کام نہ کریں تو سزا دیتی تھی۔ کیا نماز نہ پڑھنے پر بھی انہیں سزا دیتی تھی مستورات سے کہتا ہوں۔ بیٹی نوکروں اور بچوں کے متعلق جو سوالات عرض کر رہا ہوں۔ کوئی بعید نہیں کہ قیامت کے دن تم سے اسی قسم کے سوالات کئے جائیں۔ لہٰذا بیٹی تمہارا فرض ہے کہ جس طرح نوکروں پر حکم کرکے ان سے دُنیا کے کام کراتی ہو ان کے دین کی حفاظت کرنا بھی تمہارا فرض ہے۔ بیٹی خدا تعالےٰ تمہیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یّشاء الیٰ صراط مستقیم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۳ صفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۹ اگست ۱۹۵۸ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

اسلام کے تین بنیادی مسائل قرآن مجید کی روشنی میں عرض کرنا چاہتا ہوں

تمہید

برادرانِ اسلام - آج کے خطبہ میں قرآن مجید کی روشنی میں اسلام کے تین بنیادی مسائل کے متعلق کچھ پیش کرنا چاہتا ہوں - **پہلا مسئلہ** اللہ تعالیٰ کی پہچان کے متعلق ہے ——— اگرچہ ہر مسلم اور غیر مسلم اللہ تعالیٰ کے نام کو جانتا ہے - خواہ اپنی اپنی زبان میں اسے مختلف الفاظ سے تعبیر کرتا ہو - مگر یہ یقیناً یاد رکھئے کہ اللہ تعالیٰ کو صحیح معنی میں فقط وہ شخص پہچان سکتا ہے - جو اس کی پہچان کا طریقہ فرمانِ شاہنشاہی یعنی قرآن مجید سے سیکھے - آج یہ گنہگار قرآن مجید کے حوالوں سے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کرانا چاہتا ہے - اس کے بعد دوسرا مسئلہ قرآن مجید کے متعلق کچھ ضروری معروضات ہوں گی - اس کے بعد تیسرا مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان ہے - ہر مسلمان یہ تو جانتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں - اس کے بعد حضور انورؐ کے مرتبہ کو فقط وہی شخص پہچان سکتا ہے - جو قرآن مجید کی روشنی میں آپؐ کے مرتبہ کو سمجھنا چاہے - ورنہ جب آپ قرآن مجید میں آپؐ کے متعلق ذکرِ خیر سُنیں گے - تو آپ حیران ہونگے کہ قرآن مجید کیا ارشاد فرما رہا ہے اور ہم کس خیال میں رہے -

ایک ضروری پرہیز

مذکورۃ الصدر تینوں مسائل کے متعلق قرآن مجید کے فقط ارشادات تو پیش کرونگا - مگر اس چیز سے میں یقیناً پرہیز کروں گا کہ میرے مسلمان بھائیوں میں سے قرآن مجید کے اعلانات کے خلاف کون شخص یا کونسی جماعت غلط راستہ پر جا رہی تھی - اس پرہیز کا باعث یہ ہے - تاکہ یہ نہ سمجھا جائے - کہ میں ذاتی طور پر کسی شخص یا کسی جماعت کی توہین کرنا چاہتا ہوں - بلکہ یہ گنہگار تو فقط یہ پیش کر دے گا کہ اس مسئلہ میں رب العالمین کا کیا ارشاد ہے - اس کے بعد ہر مسلمان کا اپنا فرض ہے کہ اگر پہلے ہی صحیح راستہ پر چل رہا تھا تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرے - اور اگر غلط راستہ پر جا رہا تھا - تو اس آئینہ میں اپنے اعتقادات کا مونہہ دیکھ کر خال وخط ٹھیک کر لے - رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ -

پہلا مسئلہ
اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق اعلانات

پہلا

(لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝) سورہ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ - آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے - جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے - جسے چاہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے - یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے - بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ زمین اور آسمان میں فقط اسی کی بادشاہی ہے یعنی فقط اسی کا حکم چلتا ہے - اور اولاد دینا نہ دینا فقط اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے - اولاد کے متعلق چاروں صورتیں اسی کے اختیار میں ہیں - فقط لڑکیاں دینا - فقط لڑکے دینا یا دونوں قسمیں دینا یا اولاد مطلق نہ دینا -

اس کا نتیجہ

یہ صاف نکلتا ہے - کہ اولاد کی ضرورت ہو تو فقط اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جائے - چنانچہ پانچ وقتوں کی نمازوں میں ہر التحیات پڑھتے وقت اس سے اولاد کی دعا مانگی جا سکتی ہے - جس طرح زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے اولاد ملنے کی دُعا کی تھی - فرمایا تھا

(رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝) سورہ آل عمران رکوع ۴ پارہ ۳

ترجمہ - کہا - اے میرے رب - مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا فرما - بیشک تو دُعا کا سُننے والا ہے - اس

دُعا سے

یہ معلوم ہُوا کہ انبیاء علیہم السلام بھی اولاد کے حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے محتاج ہوتے ہیں -

دُوسرا

(وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۷ پارہ ۷

ترجمہ - اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں - جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے - وہ سب جانتا ہے - اور کوئی پتہ نہیں گرتا - مگر وہ اسے بھی جانتا ہے - اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصّوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خُشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب روشن (یعنی لوح محفوظ) میں ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ جب غیب کی کنجیاں فقط اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں تو جن خزانوں کی کنجیاں اس کے قبضہ میں ہیں وہ بھی سب اسی کے قبضہ میں ہونگے - اور خُشکی اور تری کی ہر چیز پر اسی کا علم حاوی ہے - اور جو پتہ زمین پر گرتا ہے وہ اسے بھی جانتا ہے - اور زمین کے اندر جو دانہ ڈالا جاتا ہے وہ اُسے بھی جانتا ہے - غرضیکہ ہر تر اور خُشک اسی کے علم میں اور اسی کی کتاب روشن یعنی لوح محفوظ میں ہے -

تیسرا

(وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ ۝) سورہ الانعام رکوع ۷ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور وہی (اللہ) اپنے بندوں پر غالب ہے۔ اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے۔ تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اسے قبضہ میں لے لیتے ہیں۔ اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

حاصل

یہ نکلا کہ تمام بنی نوع انسان اسی کے قبضہ میں ہیں۔ علاوہ اس کے اللہ تعالےٰ اپنی طرف سے انسانوں پر نگرانی کرنے والے (فرشتے) بھیجتا ہے۔ اور انسان کی رُوح بھی اسی کے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کرتے ہیں۔ (تب انسان مر جاتا ہے)

چوتھا

(قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۳ پارہ ۳

ترجمہ۔ تُو کہہ اے اللہ بادشاہی کے مالک جسے تو چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے سلطنت چھین لیتا ہے جسے تو چاہتا ہے۔ عزّت دیتا ہے۔ اور جسے تو چاہے۔ ذلیل کرتا ہے۔ سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔ اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے۔ اور مُردہ کو زندہ سے نکالتا ہے۔ اور جسے تُو چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اس جہانِ دُنیا کی بادشاہی کا مالک دراصل اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ اپنی مرضی سے جس کو چاہے دیدے۔ اور جس سے چاہے چھین لے۔ باقی رہا۔ یہ کہ فلاں شخص یا فلاں قوم کو کیوں دی۔ اس کی مصلحت وہی جانتا ہے۔ البتہ ہمارا ایمان ہے۔ کہ جو کچھ وہ کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔ بالکل ٹھیک کرتا ہے۔ اس کے ذمہ یہ ضروری نہیں ہے کہ اپنے ہر کام کی حکمت پہلے اپنے بندوں کو ذہن نشین کرا دے۔ اور پھر نظام میں تبدیلی کرے۔

پانچواں

(اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝)

سورہ الزمر رکوع ۶ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ ہی روزی کشادہ کرتا ہے جس کی چاہے اور تنگ کرتا ہے بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ رزق کی کشادگی یا تنگی اللہ جلّ شانہٗ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ لہٰذا جس کا رزق تنگ ہو جائے اُسے چاہئے کہ فقط براہ راست اللہ تعالےٰ ہی کے دروازہ کو کھٹکھٹائے اور جب تک کام نہ ہو اُس کا دروازہ چھوڑ کر کہیں نہ جائے۔

چھٹا

(فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝ وَالَّذِيْٓ اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ (ابراہیم علیہ السلام نے کہا) سو وہ (تمہارے معبود) سوائے رب العالمین کے میرے دشمن ہیں۔ جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب مَیں بیمار ہوتا ہوں۔ تو وُہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے مارے گا پھر زندہ کرے گا۔ اور وہ جو مجھے امید ہے کہ میرے گناہ قیامت کے دن مجھے بخش دے گا۔ اے میرے رب مجھے کمال علم عطا فرما۔ اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکرِ خیر باقی رکھ۔ اور مجھے نعمت کے باغ کے وارثوں میں کر دے۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے سوا تمام ان معبودوں سے بیزاری کا اعلان فرما رہے ہیں جو ان کی قوم نے بنا رکھے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہُوا کہ دُنیا میں معبود بنانے کے قابل فقط اللہ جلّ شانہٗ کی ذات ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالےٰ سے اپنے تعلقات واضح فرما رہے ہیں

(۱) اللہ تعالےٰ ہی نے مجھے پیدا کیا ہے۔ (۲) دُنیا میں رہنے سہنے کے طریقہ کی راہنمائی بھی میری وہی کرتا ہے (۳) وہی مجھے کھلاتا ہے (۴) اور وہی مجھے پلاتا ہے (۵) اور جب بیمار ہو جاؤں تو وہی مجھے صحت عطا فرماتا ہے (۶) وہی مجھے مارے گا (۷) پھر (دوبارہ قیامت کے دن) وہی مجھے زندہ کرے گا (۸) قیامت کے دن (اگر بالفرض میری خطائیں ہوئیں) میری خطائیں معاف فرمائے گا (اس اعلان میں امت کے لئے ضرور راہ نمائی ہے کہ گناہ معاف کرنے کا اختیار فقط ایک اللہ تعالےٰ ہی کو ہے) (۹) اے اللہ مجھے اپنی طرف سے کمال علم عطا فرما (۱۰) اے اللہ مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما (۱۱) اے اللہ میرے بعد آنے والی نسل انسانی میں میرا ذکر خیر باقی رکھ۔ (یعنی مجھے نیکی سے یاد کریں) (۱۲) اے اللہ مجھے بھی بہشت کے وارثوں میں شامل فرما۔

ساتواں

(قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝)

سورہ الزمر رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ (ان کافروں سے) فرمائیے۔ بھلا دیکھو تو سہی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو۔ اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف دینا چاہے تو کیا وہ اس کی تکلیف کو دُور کر سکتے ہیں یا وہ مجھ پر مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں۔ کہدو مجھے اللہ کافی ہے۔ توکل کرنے والے اسی پر توکل کیا کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا کہ اگر ساری دُنیا کے بناوٹی معبود اللہ تعالےٰ کی طرف سے بھیجی ہوئی تکلیف کو دُور کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ اور اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے کوئی مہربانی ہو جائے تو سارے معبود مل کر بھی اسے روک نہیں سکتے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے مقابلہ میں بے بس اور بے کس ہیں۔ تو پھر اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر ان سے بندگی کا تعلق جوڑنا کہاں تک جائز ہو سکتا ہے؟

آٹھواں

(وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝) سورہ الفتح رکوع ۲ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اور آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ ہی کے لئے ہے۔ وہ جسے چاہے بخشے۔ اور جسے چاہے عذاب دے۔ اور اللہ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

حاصل

اس آیت شریف میں دو چیزوں کا اعلان کیا گیا ہے۔ پہلی یہ کہ تمام آسمانوں اور زمین میں بادشاہی فقط اللہ تعالیٰ کی ہے۔ دوسری یہ کہ بخش دینا یا سزا دینا فقط اللہ جلّ شانہٗ کے اختیار میں ہے۔ اس کے سوا نہ کوئی کسی کو بخش سکتا ہے۔ نہ کوئی کسی کو سزا دے سکتا ہے۔

نتیجہ

اس آیت شریف کے اعلان کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی عذابِ الٰہی سے بچنا چاہتا ہے تو فقط اللہ تعالےٰ کو راضی کرے۔ اور اس کو راضی کرنے کا فقط ایک ہی ذریعہ ہے۔ کہ اس کے نازل کردہ قانون یعنی قرآن مجید پر عمل کرے۔ عمل کا درجہ تو بعد میں آئے گا پہلے انسان کو معلوم کرنا چاہیئے کہ قرآن مجید ہمیں کس قسم کی راہ نمائی کرتا ہے۔ چونکہ ہر جگہ قرآن مجید کے عالم نہیں مل سکتے۔ اس لئے جو مسلمان۔ مرد ہوں یا عورتیں معمولی اُردو پڑھ سکتے ہیں۔ وہ مترجم قرآن مجید منگوا کر گھر میں رکھ لیں۔ روزانہ اللہ تعالےٰ جتنی توفیق عطا فرمائے۔ اتنے کی تلاوت کریں۔ پہلے اُوپر سے آیت پڑھیں اس کے بعد اس کے نیچے سے اس کا اُردو ترجمہ پڑھیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس طرح پر قرآنِ مجید کو پڑھنے سے اُستاد کے سوا بھی بہت کچھ ہدایت نصیب ہوگی۔

سُنّی۔ شیعہ۔ دیوبندی۔ بریلوی

سب فرقوں کے غیر متعصب حضرات علماء کرام نے جس اُردو ترجمہ پر مہر تصدیق لگائی ہُوئی ہے وہ "انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور" نے طبع کرایا ہُوا ہے۔ انجمن خدام الدین نے در اصل دو قسم کے قرآن مجید طبع کرائے ہوئے ہیں۔ ایک وہ جس میں ترجمہ کے علاوہ حاشیہ پر ہر آیت کا خلاصہ۔ اور اس کا ماخذ اور ربطِ آیات بھی طبع کرایا ہُوا ہے۔ اور دوسرا وہ جس میں فقط قرآن کا متن اور فقط وہ ترجمہ لکھا ہُوا ہے جو سب فرقوں کے غیر متعصب حضرات کا مصدقہ ہے۔ وُہ منگوا کر اپنے گھروں میں رکھیں۔ اور روزانہ اُردو داں مرد۔ عورتیں اور بچے بھی اسے بآسانی پڑھ سکتے ہیں۔ اس کا ہدیہ اس لئے عرض نہیں کیا جا سکتا کہ وہ آج کل دوبارہ زیر طبع ہے۔

آٹھ اعلانوں کا حاصل

اللہ جل شانہٗ کی ذات پاک کے متعلق قرآن مجید کے اندر سے جو آٹھ اعلان آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ اگر ان اعلانوں کو آپ نے اپنے دل میں جگہ دی۔ اور ان کے خلاف عمر بھر کرنے نہ پائے تو بفضلہٖ تعالےٰ توحید خداوندی کا نور تو یقیناً آپ کے دل کو روشن کردے گا۔ اس کا

نتیجہ

یقیناً یہ ہوگا کہ آپ اس کے بعد خواہ ہزاروں بلکہ لاکھوں گناہ بھی کریں تو اس عقیدۂ توحید کی برکت سے ابدالآباد کے لئے آپ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔ سید المرسلین خاتم النّبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت کی برکت سے یقیناً دوزخ سے نکل کر بہشت میں آ داخل ہوں گے۔ و ما علینا الا البلاغ المبین۔

دوسرا مسئلہ قرآن مجید کے متعلق اعلانات

پہلا

خطبہ کی ابتدا میں عرض کر چکا ہوں کہ اسلام کے تین بنیادی مسائل قرآن شریف کی روشنی میں عرض کئے جائیں گے۔ اب دوسرا بنیادی مسئلہ قرآن مجید ہے۔ اس کی پوزیشن واضح کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے متعلق اللہ جل شانہٗ کا پہلا اعلان ملاحظہ ہو۔

(يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ؕ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۳ پارہ ۶

ترجمہ۔ اے اہل کتاب تحقیق تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے۔ جو بہت سی چیزیں تم پر ظاہر کرتا ہے۔ جنہیں تم کتاب سے چھپاتے تھے۔ اور بہت سی چیزوں سے در گزر کرتا ہے۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور واضح کتاب آئی ہے۔ اور سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔ اسے جو اس کی رضا کا تابع ہو۔ اور انہیں اپنے حکم سے اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالتا ہے۔ اور انہیں سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالےٰ کی رضا کا تابع ہو۔ اسے اس قرآن مجید کے ذریعہ سے سلامتی کے راستے دکھاتا ہے۔ کہ فلاں فلاں موقعہ پر اس اس طریقہ سے کام کروگے تو دُنیا اور آخرت کے خسارے سے بچ جاؤگے۔ اور اللہ تعالےٰ اس قرآن مجید کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو تمام اندھیروں یعنی گمراہیوں سے نکال کر روشنی یعنی سیدھے راستہ پر لا کھڑا کرتا ہے۔ اور بالکل سیدھی راہ (جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرکے جنّت میں جا پہنچائے) کی راہ نمائی فرما دیتا ہے۔

دعوت

موجودہ وقت کے سب علماء کرام کو دعوت دیتا ہوں کہ مذکور الصدر شاہنشاہی اعلان کو بار بار اور غور سے پڑھیں تاکہ اللہ تعالےٰ اپنی کلام پاک کی برکت سے ہمارے تمام اختلافات کو مٹا دے۔ اور سب حضرات ایک ہی لیٹ فارم پر کندھے

سے کندھا ملا کر کھڑے ہو جائیں - اور اس اتفاق اور اتحاد کی برکت سے باطل کو شکست فاش دیدیں - وما ذالک علی اللہ بعزیز

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں - " شاید نور سے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب مبین سے قرآن مبین مراد ہے یعنی یہود و نصاریٰ جو وحیِ الٰہی کی روشنی کو ضائع کر کے اہواء اور آراء کی تاریکیوں اور خلاف و شقاق کے گڑھوں میں پڑے دھکے کھا رہے ہیں جس سے نکلنے کا بحالتِ موجودہ قیامت تک امکان نہیں - ان سے کہہ دو کہ خدا کی سب سے بڑی روشنی آگئی - اگر نجات ابدی کے صحیح راستہ پر چلنا چاہتے ہو تو اس روشنی میں حق تعالےٰ کی رضا کے پیچھے چل پڑو - سلامتی کی راہیں کھلی پاؤ گے - اور اندھیرے سے نکل کر اُجالے میں بے کھٹکے چل سکو گے - اور جس کی رضا کے تابع ہو کر چل رہے ہو اسی کی دستگیری سے صراط مستقیم کو بے تکلف طے کر لو گے -"

دُوسرا

(اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝)

سورہ الزمر رکوع ۴ پارہ ۲۴

ترجمہ - بیشک ہم نے آپ پر یہ کتاب سچی لوگوں کے لئے اُتاری ہے - پھر جو راہ پر آیا - سو اپنے لئے - اور جو گمراہ ہُوا - سو وہ گمراہ ہوتا ہے - اپنے بُرے کو اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں -

حاصل

یہ نکلا - کہ قرآن مجید تو انسانوں کی صحیح راہنمائی کرتا ہے - جو اس کی راہ نمائی کو مشعل راہ حیات بنالے - تو اس کا اپنا نفع ہے - اور جو اس کی راہ نمائی قبول نہ کرے تو اس کی گمراہی کا نقصان بھی اسے ہی بھگتنا پڑے گا - ایسے لوگوں کی گمراہی کا الزام حضور انور پر عائد نہیں ہوگا - کیونکہ آپ تو فقط پیغام حق پہنچانے کے ذمہ دار ہیں - اس کے بعد کوئی عمل کرے یا نہ کرے

تیسرا

(وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۭ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰي صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۱۹ پارہ ۷

ترجمہ - اور یہ کتاب جسے ہم نے اُتارا ہے - برکت والی ہے - ان کی تصدیق کرنے والی ہے - جو اس سے پہلے تھیں اور تاکہ تو مکّہ والوں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ڈرائے - اور جو لوگ آخرت پر یقین رکھتے ہیں - وُہی اس پر ایمان لاتے ہیں - اور وُہی اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں -

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید بڑی بابرکت کتاب ہے - اور یہ پہلی کتب سماوی کی مخالف ہرگز نہیں ہے - بلکہ پہلی کتب سماوی کی تعلیم بھی یہی تھی - جو اس میں ہے - چونکہ آپ مکّہ معظمہ میں قیام فرما ہیں - اس لئے یہ پیغام الٰہی سب سے پہلے آپ وہاں کے باشندوں اور اس کے قرب و جوار میں رہنے والوں کو پہنچائینگے - اس کے بعد یہ کتاب آہستہ آہستہ ساری دُنیا میں پھیل جائے گی - اور جن لوگوں کا آخرت پر ایمان ہے اس کتاب کو سب سے پہلے وہی سر آنکھوں پر رکھینگے - کہ ان کے لئے آخرت کا راہ نما آگیا - اور وہی لوگ باقاعدہ یاد الٰہی (یعنی نماز ادا) کرتے ہیں - اللھم اجعلنا منھم

تیسرا مسئلہ

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن مجید میں اعلانات

پہلا

(اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۱۴ پارہ ۱

ترجمہ - بیشک ہم نے تجھے سچائی کے ساتھ بھیجا ہے - خوشخبری سُنانے کے لئے اور ڈرانے کے لئے اور تم سے دوزخیوں کے متعلق باز پرس ہوگی -

حاصل

یہ ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ کی کتاب کا پیغام اللہ تعالےٰ کے بندوں کو پہنچائینگے اس کے بعد یہ بھی فرمائینگے کہ جو شخص اس پیغامِ حق کو اپنا معمول بہ بنائے گا - اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہوگا - اور اُسے بہشت کا داخلہ نصیب ہوگا - ان کے حق میں یہ خوشخبری سُنائیں گے - اور جو لوگ اس پیغامِ حق کو نہیں مانیں گے - ان کو یہ ڈراوا دیدینگے - کہ اللہ تعالےٰ تم سے ناراض ہے - اور تمہارا ٹھکانا دوزخ میں ہوگا - اس اعلان اور اطلاع کے بعد بھی جو شخص اس صحیح راستہ پر نہیں چلے گا آپ سے اس کے متعلق یہ سوال نہیں ہوگا کہ یہ شخص غلط راستہ پر کیوں چلا - اور دوزخ میں کیوں گیا -

دُوسرا

(مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۸ پارہ ۳

ترجمہ - کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں ہے - کہ اللہ اسے کتاب اور حکمت اور نبوّت عطا فرمائے - پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ - لیکن کہیگا - تم لوگ اللہ والے بن جاؤ - اس لئے کہ تم اللہ کی کتاب سکھاتے ہو - اور اس واسطے کہ تم پڑھتے ہو

حاصل

یہ ہے کہ نبی کے بھی شایانِ شان یہ چیز نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے نبوت کا عہدہ جلیلہ عطا فرمائے - اور پھر وہ شخص لوگوں کو جا کر یہ تعلیم دے - کہ اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ - بلکہ ہر پیغمبر نے یہی تعلیم دی ہے کہ اللہ والے بن جاؤ - یعنی اس ایک اللہ تعالےٰ ہی کے بندے بن کر رہو - سب سے توڑو اور اس ایک سے جوڑو -

تیسرا

(قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۭ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۲۳ پارہ ۹

ترجمہ - کہدو - میں اپنی ذات کے نفع اور

نقصان کا بھی مالک نہیں۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر میں غیب کی بات جان سکتا۔ تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا۔ اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو محض ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔ ان لوگوں کو جو ایماندار ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ کوئی بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو۔ نہ اپنے اندر "اختیار مستقل" رکھتا ہے نہ "علم محیط" سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جو علوم اولین و آخرین کے حامل اور خزائن ارض کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے۔ ان کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہوا ہے کہ میں دوسروں کو کیا خود اپنی جان کو بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا۔ نہ کسی نقصان سے بچا سکتا ہوں۔ مگر جس قدر اللہ چاہے۔ اتنے ہی پر میرا قابو ہے۔ اور اگر میں غیب کی ہر بات جان لیا کرتا۔ تو بہت سی وہ بھلائیاں اور کامیابیاں بھی حاصل کر لیتا۔ جو علم غیب نہ ہونے کی وجہ سے کسی وقت فوت ہو جاتی ہیں۔ نیز کبھی کوئی ناخوشگوار حالت مجھ کو پیش نہ آیا کرتی۔ مثلاً "افک" کے واقعہ میں کتنے دنوں تک حضورؐ کو وحی نہ آنے کی وجہ سے اضطراب و قلق رہا۔ حجۃ الوداع میں تو صاف ہی فرمادیا "لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمَا سُقْتُ الْھَدْیَ" (اگر میں پہلے اس چیز کو جانتا جو بعد میں پیش آئی۔ تو ہرگز ہدی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا۔ اسی قسم کے بیسیوں واقعات ہیں۔ جن کی روک تھام "علم محیط" رکھنے کی صورت میں نہایت آسانی سے ممکن تھی۔ ان سب سے بڑھ کر عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ "حدیث جبرئیل" کی بعض روایات میں آپؐ نے تصریحاً فرمایا کہ یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں نے جبرئیل کو واپسی کے وقت تک نہیں پہچانا۔ جب وہ اٹھ کر چلے گئے۔ تب علم ہوا۔ کہ جبرئیل تھے۔ یہ واقعہ بتصریح محدثین بالکل آخر عمر کا ہے۔ اس میں قیامت کے سوال پر "مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ" ارشاد فرمایا۔ گویا بتلا دیا گیا۔ کہ "علم محیط" خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔ اور "علم غیب" تو درکنار محسوسات و مبصرات کا پورا علم بھی خدا ہی کے عطا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ وہ کسی وقت نہ چاہے۔ تو ہم محسوسات کا بھی ادراک نہیں کر سکتے۔ بہرحال اس آیت میں کھول کر بتلا دیا گیا۔ کہ "اختیار مستقل" یا "علم محیط" نبوت کے لوازم میں سے نہیں جیسا کہ بعض جہلا سمجھتے تھے ہاں شرعیات کا علم جو انبیاء علیہم السلام کے منصب سے متعلق ہے۔ کامل ہونا چاہئے اور تکوینیات کا علم خدا تعالےٰ جس کو جس قدر مناسب جانے۔ عطا فرماتا ہے۔ اس نوع میں ہمارے حضورؐ تمام اولین اور آخرین سے فائق ہیں۔ آپ کو اتنے بے شمار علوم و معارف حق تعالےٰ نے مرحمت فرمائے ہیں۔ جن کا احصاء کسی مخلوق کی طاقت میں نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بوڑھے بزرگ آئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنا چاہتے تھے لوگوں نے (جو اس وقت حاضر تھے) ان کے لئے گنجائش پیدا کرنے میں دیر کی (یعنی ایسا نہیں کیا کہ ان کے بڑھاپے کے احترام میں جلدی سے ان کو راستہ دے دیتے اور جگہ خالی کر دیتے) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو آدمی ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا احترام نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ جامع ترمذی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۰ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۵ ستمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

آج کی معروضات کے دو حصے ہیں

پہلا۔ ماں کے پیٹ میں آنے کے بعد انسان کے اللہ تعالےٰ سے تعلق کے تین درجے

دوسرا۔ ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے بعد اللہ تعالےٰ سے تعلق کے تین درجے

پہلے حصے کی تفصیل

اس میں بھی تین درجے ہیں

(۱) اللہ تعالےٰ سے انسان کا تعلق ماں کے پیٹ میں آنے اور انسانی شکل اختیار کرنے سے پہلے ہی تھا۔

(۲) انسانی شکل میں آنے اور رُوح پھونکے جانے سے پہلے بھی تھا۔

(۳) انسانی شکل میں آنے کے بعد پانچ مہینے کے پیٹ میں رہنے کے وقت بھی تھا۔

دوسرے حصے کی تفصیل

اس میں بھی تین درجے ہیں

(۱) اپنے فطری جذبے کے ماتحت اللہ تعالےٰ کو مان کر اس کے احکام کی تعمیل کرنے والے

(۲) عمر کا کچھ حصہ احکام الٰہی کی مخالفت کرنے کے بعد پھر اللہ تعالےٰ سے تعلق درست کر لینے والے

(۳) دوزخ میں جا کر اللہ تعالےٰ کے تعلق کو درست کرنے کا احساس کرنے والے۔

مذکورۃ الصدر ۹ نمبروں کے متعلق ترتیب وار قرآن مجید کے اعلانات ملاحظہ ہوں

۱

سب سے پہلے انسان نطفے کی صورت میں ماں کے پیٹ میں آیا۔

(وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور البتہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کیا۔ پھر ہم نے اسے حفاظت کی جگہ میں نطفہ بنا کر رکھا۔

۲

انسانی شکل میں آنے اور رُوح کے پھونکے جانے سے پہلے بھی (اللہ تعالےٰ سے) تعلق تھا۔

(ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ) سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ پھر ہم نے نطفہ کا لوتھڑا بنایا۔ پھر ہم نے لوتھڑے سے گوشت کی بوٹی بنائی۔ پھر ہم نے اس بوٹی سے ہڈیاں بنائیں۔ پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت پہنایا۔

۳

(ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝) سورہ المومنون رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ پھر اسے ایک نئی صورت میں بنا دیا۔ سو اللہ بڑی برکت والا سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

تینوں قسم کے تعلقات کا نتیجہ

اے انسان۔ تو اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھ۔ اگر تیرے اندر انسانیت کا نور ہے۔ اور تیرے اندر شرافت کی رُوح موجود ہے۔ تو کیا اس ارحم الراحمین کی اطاعت اور فرمانبرداری تیری فطرت کا تقاضا نہیں ہے کہ جس نے تمہیں مٹی سے لے کر مختلف تغیّر و تبدل دے دلا کر تیری ماں کے پیٹ میں اپنی قدرت کاملہ سے پہلے تیرا وجود مکمل کیا۔ اس کے بعد تیری آنکھوں میں ماں کے پیٹ ہی میں بینائی ڈال دی۔ اور تیرے کانوں میں سُننے کی طاقت ڈال دی۔ اور تیرے ہاتھوں میں پکڑنے کی طاقت ڈال دی۔ اور تیرے پاؤں میں چلنے کی طاقت ڈال دی۔ اور تیری زبان میں بولنے کی طاقت ڈال دی۔ تاکہ جو تیرے دل میں آئے تو زبان کے ذریعہ سے اس کو ظاہر کر سکے۔ علاوہ اس کے تیرے دماغ میں عقل ڈال دی۔ اور اے انسان یہ چیزیں ایسی ہیں کہ اگر تو ساری دُنیا کے خزانے خرچ کر کے کہیں سے خرید کرنا چاہے تو یہ چیزیں تمہیں کہیں سے نہیں مل سکتیں۔ مثلاً اللہ تعالےٰ اگر کسی کو مادر زاد اندھا پیدا کر دے تو اس جہان میں کہیں سے بینائی مل سکتی ہے؟ اور اگر ماں کے پیٹ سے بازوؤں کے سوا پیدا کر دے (میں نے ایک دفعہ ایک نوجوان دیکھا تھا جس کے دونوں بازو پیدائشی نہیں تھے) تو کیا اس جہان میں بازو لگ سکتے ہیں؟

لہٰذا

اے انسان۔ تیری انسانیت اور تیری شرافت کا ذاتی تقاضا ہے کہ تُو اس بنانے والا اللہ جل شانہٗ کا مطیع اور فرمانبردار رہے اور اس تابعداری میں یاد رکھو۔ اللہ تعالےٰ کا ذاتی کوئی نفع نہیں ہے۔

بلکہ

اے انسان اس اطاعت اور فرمانبرداری میں تجھے دُنیا میں بھی آرام اور راحت نصیب ہو گی۔ اور آخرت کے عذاب سے بھی بچ جائے گا۔

اس کی تائید میں اعلان شاہنشاہی

(مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝)

سورہ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ جس نے نیک کام کیا۔ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اُسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور اُن کا حق انہیں بدلے میں دینگے۔ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

ورنہ تیری دُنیا اور آخرت دونوں برباد

ہوں گے۔ یعنی اگر اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل نہ کی۔ تو یاد رکھ۔ تیری دُنیا اور آخرت دونوں برباد ہوں گی۔ دُنیا میں تو ذلیل اور آخرت میں جہنّم رسید ہوگا۔ اس کے متعلق بھی

شاہنشاہی اعلان

سُن لو (وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝) سورہ طٰہٰ رکوع ۷ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور جو میرے ذکر سے مُنہ پھیریگا۔ تو اس کی زندگی بھی تنگ ہوگی۔ اور اُسے قیامت کے دن اندھا کرکے اُٹھائیں گے۔ کہے گا۔ اے میرے رب تو نے مجھے اندھا کرکے کیوں اُٹھایا۔ حالانکہ مَیں بینا تھا۔ (یعنی دُنیا میں) فرمائے گا۔ اسی طرح تیرے پاس میری آیتیں پہنچی تھیں۔ پھر تُو نے انہیں بُھلا دیا تھا۔ اور اسی طرح آج تُو بھی بھلایا گیا ہے۔ اور اسی طرح ہم بدلہ لینگے۔ جو حد سے نکلا۔ اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہیں لایا۔ اور البتہ آخرت کا عذاب بڑا سخت اور دیر پا ہے۔

حاصل

اللہ تعالےٰ کے ذکر یعنی قرآن مجید کی مخالفت کے یہ نتائج نکلے۔ (۱) دُنیا کی زندگی طرح طرح کی مصیبتوں میں گھری ہُوئی ہوگی۔ اور کئی مشکلات کا یقیناً سامنا ہوگا۔ اگرچہ بظاہر آسودہ حال نظر آئیں گے۔ مگر اندرونی طور پر ایسی مصیبتیں ہوں گی جن کے سُننے سے دل کانپ جائے۔ اسی لئے مَیں

کہا کرتا ہوں

کہ اگر ایک شخص کا بنگلہ اڑھائی لاکھ کا ہو۔ اور موٹر پچاس ہزار کی ہو۔ بیگم صاحبہ بھی زندہ ہو۔ اور ماشاء اللہ بچے بھی سب تعلیم یافتہ ہوں اور میاں صاحب کی آمدنی بھی معقول ہو۔ خانسامے اور بہرے خدمتگذار ہوں۔ اپنا دھوبی مستقل ہو اور ایک درزی اس خاندان کے کپڑے سینے کے لئے وقف ہو۔ بایں ہمہ اگر اس بنگلہ میں نماز کے لئے مصلّٰی نہیں ہے۔ اور وضو کرنے کے لئے لوٹا نہیں ہے۔ اور دل سے یا زبان سے اللہ تعالےٰ کے ذکر سے سب غافل ہیں۔ تو مَیں خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اس بنگلہ میں رہنے والوں کے دلوں میں چین نہیں ہوگا۔ ان کی مثال بعینہٖ ایسی ہوگی۔ کہ ایک شخص کے بدن کے کسی حصّہ میں ناسور ہے۔ اور وہ چوبیس گھنٹے دن رات کے رستا رہتا ہے۔ درد مسلسل رہتا ہے۔ اور زخم سے پیپ یا پانی بہتا ہی رہتا ہے۔ اگر ایسے شخص کو قیمتی لباس زیبِ تن کرا دیا جائے تو کیا اسے چین نصیب ہو جائیگا۔ دیکھنے والے تو یہی خیال کریں گے کہ یہ شخص بڑا ہی خوش ہے۔ مگر اس سے پوچھئے تو وہ یہی کہے گا۔ کہ مجھے دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں ایک منٹ بھی چین نصیب نہیں ہوتا۔

اگر میاں صاحب

آپ کے یار غار ہو جائیں اور بیگم صاحبہ آپ کی بیوی کی بے تکلف سہیلی بن جائے۔ پھر میاں صاحب اور بیگم صاحبہ کے جب اندرونی حالات آپ کو معلوم ہوں گے تو پتہ چلے گا۔ کہ غالباً چھلنی میں چھید کم ہوں گے۔ اور ان کے دلوں میں اس سے بھی زیادہ غموں کے چھید زیادہ ہوں گے۔ اس سے آگے مَیں ان غموں کا ذکر بطور مثال کے بھی کرنا نہیں چاہتا۔ تاکہ میرے بے دین مسلمان بھائیوں کی توہین اور تذلیل نہ ہو ان بنگلہ والوں سے **وہ مزدور اچھا** اور اس کی زندگی خوشگوار ہوگی جو دن بھر ٹوکری اُٹھاتا ہے۔ اور نماز باقاعدہ ادا کرتا ہے۔ رات ایک چھپر کے نیچے مع بال بچّوں کے بسر کرتا ہے۔ فرشِ زمین پر چٹائی ڈال کر سوتا ہے اور اُوپر دھجیاں لگا ہُوا لحاف اوڑھتا ہے۔ عشاء کی نماز ادا کرکے سویا۔ اور صبح کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کی۔ اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے۔ کہ اپنے نیک بندوں کی دُنیا کی زندگی بھی خوشگوار بسر کرائیگا۔ اور مرنے کے بعد کی زندگی بھی دُنیا میں کی ہُوئی نیکیوں کے سبب سے عمدہ بسر ہوگی۔

اعلان ملاحظہ ہو

(مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝)

سورہ النحل رکوع ۱۳ پارہ ۱۴

ترجمہ۔ جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دینگے۔ ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔ اس آیت پر

حاشیہ شیخ الاسلام ملاحظہ ہو

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "اُوپر کی آیت میں صابرین اور ایفائے عہد کرنے والوں کے اجر کا ذکر تھا۔ یہاں تمام اعمال صالحہ کے متعلق عام ضابطہ بیان فرماتے ہیں۔ حاصل یہ ہے۔ کہ جو کوئی مرد یا عورت نیک کاموں کی عادت رکھے بشرطیکہ وہ کام صرف صورۃً نہیں بلکہ حقیقۃً نیک ہوں۔ یعنی ایمان اور معرفت صحیحہ کی روح اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو ہم اُس کو ضرور پاک، سُتھری، اور مزیدار زندگی عنایت کریں گے۔ مثلاً دُنیا میں حلال روزی قناعت و غنائے قلبی، سکون و طمانیت، ذکر اللہ کی لذت، حُبّ الٰہی کا مزہ، ادائے فرض عبودیت کی خوشی، کامیاب مستقبل کا تصوّر، تعلق مع اللہ کی حلاوت، جس کا ذائقہ چکھ کر ایک عارف نے کہا تھا ؎

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد
در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم
زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب
من ملک نیم روز بیک جو نمی خورم

سچ ہے۔ اَھْلُ اللَّیْلِ فِیْ لَیْلِھِمْ مِنْ اَھْلِ اللَّھْوِ فِیْ لَھْوِھِمْ۔

اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا۔ کہ اگر سلاطین کو خبر ہو جائے کہ شب بیداروں کو رات کے اُٹھنے میں کیا لذّت و دولت حاصل ہوتی ہے تو اس کے چھیننے کے لئے اسی طرح لشکر کشی کریں جیسے ملک گیری کے لئے کرتے ہیں۔ بہرحال مومن قانت کی پاک اور مزیدار زندگی یہیں سے شروع ہو جاتی ہے۔ قبر میں پہنچ کر اس کا رنگ اور زیادہ نکھر جاتا ہے۔ آخر انتہا اس حیات طیبہ پر ہوتی ہے۔ جس کے متعلق کہا ہے۔ حیاۃٌ بلا موتٍ وغنیً بلا فقرٍ وصحۃٌ بلا سُقمٍ ومُلکٌ بلا ھُلکٍ وسعادۃٌ بلا شقاوۃٍ رزقنا اللہ تعالےٰ بفضلہٖ ومنہٖ ایاھا (تنبیہ)

اس آیت نے بتلا دیا کہ قرآن کی نظر میں عورت اور مرد کی نیکی اور کامیابی کا ایک ہی ضابطہ ہے۔ یعنی عورت اور مرد بلا امتیاز اپنے اپنے حسب حال نیکی کر کے پاک زندگی حاصل کر سکتے ہیں۔"

دوسرے حصے کی تفصیل

اس میں بھی تین درجے ہیں

(۱)

اپنے فطرتی جذبہ کے ماتحت اللہ تعالےٰ کو مان کر اس کے احکام کی تعمیل کرنا۔

اس کا ثبوت

(رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ؕ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ) سورہ آل عمران رکوع ۲۰ پارہ ۴

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہم نے ایک پکارنے والے سے سُنا۔ جو ایمان لانے کو پکارتا تھا۔ کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ سو ہم ایمان لے آئے۔ اے رب ہمارے اب ہمارے گناہ بخش دے۔ اور ہم سے ہماری بُرائیاں دُور کر دے۔ اور ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ موت دے۔ اے رب ہمارے اور ہمیں دے۔ جو تُو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے سے وعدہ کیا ہے۔ اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ پھر ان کے رب نے ان کی دعا قبول کی۔ کہ میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کا کام ضائع نہیں کرتا۔ خواہ مرد ہو یا عورت تم آپس میں ایک دوسرے کے جز ہو۔

(۲)

عمر کا کچھ حصّہ احکامِ الٰہی کی مخالفت کرنے کے بعد پھر اللہ تعالےٰ سے تعلق درست کر لینے والے

(اِنَّمَا التَّوْبَۃُ عَلَی اللّٰہِ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَھَالَۃٍ ثُمَّ یَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولٰٓئِکَ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۝

سورہ النساء رکوع ۳ پارہ ۴

ترجمہ۔ اللہ پر توبہ قبول کرنے کا حق انہیں لوگوں کے لئے ہے۔ جو جہالت کی وجہ سے بُرا کام کرتے ہیں۔ اس کے بعد جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کو اللہ معاف کر دیتا ہے۔ اور اللہ سب کچھ جاننے والا دانا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص گناہ کرے۔ اس کے بعد صدق دل سے توبہ کرے۔ تو اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل سے اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے۔ اور اسے اس گناہ کی سزا سے بری کر دیتا ہے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ اوّل تو گناہ کرنے ہی سے بچائے۔ اور اگر ہو جائے تو توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

(۳)

دوزخ میں جا کر اللہ تعالےٰ کے تعلق کو درست کرنے کا احساس کرنے والے۔

اس کا ثبوت

(وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُہٗ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَھُمْ فِیْ جَھَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْھَھُمُ النَّارُ وَھُمْ فِیْھَا کٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَکُنْ اٰیٰتِیْ تُتْلٰی عَلَیْکُمْ فَکُنْتُمْ بِھَا تُکَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ ۝ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْھَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَئُوْا فِیْھَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۝

فَاتَّخَذْتُمُوْھُمْ سِخْرِیًّا حَتّٰٓی اَنْسَوْکُمْ ذِکْرِیْ وَکُنْتُمْ مِّنْھُمْ تَضْحَکُوْنَ ۝ اِنِّیْ جَزَیْتُھُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّھُمْ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جن کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا ہمیشہ جہنّم میں رہنے والے ہونگے۔ ان مونہوں کو آگ جھلس دیگی۔ اور وہ اس بدشکل والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آیتیں نہیں سُنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔ کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی اور ہم لوگ گمراہ تھے۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہونگے۔ فرمائے گا اس پھٹکارے ہُوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔ میرے بندوں میں سے ایک گروہ تھا۔ جو کہتے تھے۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے۔ تو ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر۔ اور تو بہت رحم کرنے والا ہے۔ سو تم نے ان کی ہنسی اڑائی۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھی بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی ہی کرتے رہے۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا۔ کہ وہی کامیاب ہُوئے۔

حاصل

یہ نکلا کہ دُنیا میں ایسے بدنصیب بھی ہیں کہ مرتے دم تک انہیں اپنی بدنصیبی نہیں ہُوا۔ حتّٰی کہ جب دوزخ میں جا داخل ہُوئے تب احساس ہُوا۔ کہ ہمارا سعادت تھی۔ اور نہ لانا بدبختی تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ کے ہاں تو ایمان بالغیب یعنی اللہ تعالےٰ کے عذاب دیکھے بغیر ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ اور وہ چیز دُنیا ہی میں حاصل ہو سکتی تھی۔ اب دوزخ میں داخل ہونے اور اللہ تعالےٰ کا عذاب چکھنے کے بعد تو سابقہ غلطیوں کے دوبارہ نہ کرنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراطٍ مستقیم۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔" جلتے

ماتحتوں کی کتنی غلطیاں معاف کرنی چاہئیں؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اپنے خادم اور غلام کی غلطیاں کس حد تک ہمیں معاف کر دینا چاہئیں۔ آپ ﷺ نے سکوت فرمایا (اور کوئی جواب نہیں دیا) اس شخص نے دوبارہ آپ ﷺ کی خدمت میں یہی عرض کیا۔ آپ ﷺ پھر خاموش رہے، اور جواب میں کچھ نہیں فرمایا۔ پھر جب تیسری دفعہ اس نے عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ہر روز ستر دفعہ۔

سنن ابی داؤد

اپنی باندیوں کو سزائیں مت دو

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہدایت فرمائی کہ اپنی باندیوں کو برتن توڑ دینے پر سزا نہ دیا کرو، اس لئے کہ برتنوں کی بھی عمریں مقرر ہیں تمھاری عمروں کی طرح۔ مسند الفردوس للدیلمی

اپنے غلاموں کو سزائیں مت دو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی اپنے غلام کو ناحق مارے گا قیامت کے دن اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ شعب الایمان للبیہقی

کھانا تیار کرنے والے کو بھی کھانے میں سے حصہ دیا جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خادم اس کے لئے کھانا تیار کرے، پھر وہ اس کے پاس لے کر آئے اور اس نے اس کے پکانے اور بنانے میں گرمی اور دھوئیں کی تکلیف اٹھالی ہے۔ تو آقا کو چاہئے کہ کھانا تیار کرنے والے اس خادم کو بھی کھانے میں اپنے ساتھ بٹھالے اور وہ بھی کھالے۔ پس اگر (کبھی) وہ کھانا تھوڑا ہو (جو دونوں کے لئے کافی نہ ہو سکے) تو آقا کو چاہئے کہ اس کھانے میں سے دو ایک لقمے ہی اس خادم کو دے دے۔ صحیح مسلم

خطبہ جمعہ

(منقطع سے آگے)

سوج جائے گا۔ نیچے کا ہونٹ لٹک کر
تک اور اُوپر کا پھول کر کھوپڑی
پہنچ جائے گا۔ اور زبان باہر نکل کر
پر لٹکتی ہوگی۔ جیسے دوزخی پاؤں
روندینگے۔ اللّٰھم احفظنا و من سائر
ع العذاب۔ اس وقت ان سے یوں
ں گے۔ گویا جن باتوں کو دُنیا میں
لایا کرتے تھے۔ اب آنکھوں سے
لو۔ سچّی تھیں یا جھوٹی۔ اعتراف
ینگے کہ بیشک ہماری بدبختی نے دھکّا
۔ جو سیدھے راستہ سے بھٹک کر اس
ی ہلاکت کے گڑھے میں آ پڑے۔ اب
نے سب کچھ دیکھ لیا۔ از راہ کرم ایک
ہم کو یہاں سے نکال دیجئے۔ پھر
ی ایسا کریں۔ تو گنہگار ہوں گے۔ جو
ا چاہے۔ دیجئے گا۔ (کہا جائے گا)
پک مت کرو۔ جو کیا تھا۔ اب اس
سزا بھگتو۔ آثار سے معلوم ہوتا ہے
اس جواب کے بعد پھر فریاد منقطع
جائے گی۔ بجز زفیر و نہیق کے کچھ
م نہ کر سکیں۔ العیاذ باللہ۔ اللّٰھم
نجعلنا منھم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۲ ستمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ہر سچے اور اصلی مسلمان کے لئے یہ

ماننا جزو ایمان ہے

کہ پیغمبر خدا کی احادیث بھی قرآن مجید کی طرح محفوظ ہیں اور ان پر عمل کرنا بھی ضروریات دین میں سے ہے

ثبوتِ اوّل

سورۃ الجمعہ کے رکوع ۱ پارہ ۲۸ میں ہے۔ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ

ترجمہ۔ اور آپ ان لوگوں کو کتاب (یعنی قرآن مجید) پڑھاتے ہیں۔

تو معلوم ہوا۔ کہ قرآن مجید کا طالب اور اللہ تعالےٰ کی مراد سمجھنے کے لئے باشندگان عرب (جو قرآن مجید کے اوّلین مخاطب ہیں) کو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کی ضرورت تھی۔ وہ بھی اللہ تعالےٰ کی مراد کو تب ہی سمجھ سکتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی راہنمائی فرمائیں۔

تو کیا عجمیوں کے لئے

قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ یقیناً ہوگی

بلکہ قیامت تک پیدا ہونیوالی نسل انسانی

خواہ عرب ہوں یا عجم سب کو قرآن مجید سمجھنے کے لئے خاتم النبیین رحمۃ للعالمین کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی۔ ورنہ قرآن مجید پورے طور پر نہ تو سمجھ میں آئے گا اور نہ اس پر اللہ تعالےٰ کی منشاء کے مطابق عمل ہی ہو سکیگا

نتیجہ

مذکورالصدر سطور کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ جو شخص بھی سچا اور اصلی مسلمان بننا چاہے اسے قرآن مجید کو اپنا دستورالعمل بنانا ہی پڑے گا۔ اور اس چیز کو تسلیم کرنے کے بعد قیامت تک پیدا ہونے والی نسل انسانی میں سے جو لوگ اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا چاہیں گے ان کے لئے قرآن مجید کا اتباع لازمی ہوگا کیونکہ قرآن مجید ہی تو شاہنشاہِ حقیقی کا دُنیا میں نازل کردہ دستورالعمل اور قانون سلطنت ہے۔ اور اس کو دستورالعمل انسانیت تسلیم کرنے کے بعد پھر حضور انورؐ کے سامنے زانوئے ادب تہ کرنے پڑیں گے۔ تاکہ اس دستورالعمل میں جو اللہ تعالیٰ کا منشا اور مراد ہے۔ وہ سمجھیں۔ اس کے بعد اس پر عمل کریں۔ اور انسانوں کی یہ حاجت قیامت تک رہے گی کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ نے اس قرآن مجید کی حفاظت کا قیامت تک ذمہ لیا ہوا ہے۔

لہٰذا

نتیجہ یہ نکلیگا۔ کہ قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کو قرآن مجید کا مطلب سمجھانے کے لئے اللہ تعالےٰ احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو محفوظ رکھیگا۔ اور جن حضرات کو اللہ تعالےٰ علم حدیث کی حفاظت کا ذریعہ اور آلۂ کار بنائے گا۔ یہ ان کی **خوش قسمتی** ہوگی۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔

ثبوت دوم

وَيُزَكِّيهِمْ

سورہ الجمعہ رکوع ۱ پارہ ۲۸

ترجمہ — اور ان کو پاک کرتا ہے۔

ثبوت اوّل میں تعلیم کا ذکر تھا کہ آپ لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی کلام کا مطلب سمجھاتے ہیں۔ حضور انورؐ کی برکت سے دو قسم کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ پہلی آپ کی صحبت کی برکت سے انسانوں کے اندر امراض روحانی (مثلاً۔ حسد۔ کبر۔ ریاء) سے پاک ہو جاتے ہیں اور دوسری انسان کے اعمال کی پاکیزگی کی تعلیم ہوتی ہے۔ یعنی انسان کے تمام اعمال صالحہ کے متعلق ایسی ہدایات دیتے جن کی برکت سے انسان کے ہر عمل کے اندر وہ صلاحیت پیدا کر دیتے ہیں۔ جس کو ملحوظ رکھ کر کام کیا جائے۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید واثق ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے قبول فرما ہی لے گا۔

تزکیہ نمبر اول میں حضورؐ کی کامیابی پر قرآن مجید کی شہادت

(اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝) سورہ البینۃ پارہ ۳۰

ترجمہ — بیشک جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ یہی لوگ بہترین مخلوقات ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے کے بہشت ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہاں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔ اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

ان آیات کا مصداق نمبر اوّل

صحابہ کرام ہی تو ہیں

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں صحابہ کرام کا ظاہر اور باطن ایسا پاک ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا ہے۔ ورنہ اگر ان کے اندر حسد۔ کبر۔ ریا جیسی مہلک روحانی بیماریاں موجود ہوتیں تو ان کو رضی اللہ عنہم کا

تمغہ کیسے مل سکتا۔ ہرگز نہیں۔ اور وہ حضرات خیر البریہ کا لقب کیسے پاتے۔ اور بہشت کے وارث کیسے بنائے جا سکتے۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

تزکیہ اعمال

کے نقطۂ نگاہ سے آپ نے مختلف اعمال کے متعلق جو مختلف ہدایات فرمائی ہیں وہ ملاحظہ ہوں

۱

انسان کی نیت کا تزکیہ

ارشاد ہوتا ہے

انما الاعمال بالنیات فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ الی دنیا یصیبھا او الی امراۃ یتزوجھا فھجرتہ الی ماھاجر الیہ ؟ رواہ

ترجمہ۔ (اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں) اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ پس جس شخص کی (وطن و دیار سے) ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہو۔ تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہی ہے۔ اور جس شخص کی (وطن و دیار سے) ہجرت دنیا کی خاطر ہے۔ کہ دوسری جگہ جا کر دنیا حاصل کرے۔ یا عورت کی خاطر ہے کہ وہاں جانے سے اس سے نکاح کر لے گا۔ پس اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوگی جس کی طرف اس نے ہجرت کی ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ انسان کے تمام اعمال کے اچھے یا برے ہونے کا معیار خود انسان کی اپنی نیت ہے۔ اگر اس عمل میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی رضا مطلوب ہے۔ تو وہ کام اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی رضا طلبی کے لئے خیال کیا جائے گا۔ اور اگر اس میں اللہ تعالےٰ کی رضا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع مدنظر نہیں ہے۔ تو پھر وہ کام نہ نیکی میں شمار ہوگا۔ اور نہ اس کا کوئی اجر ہی ملیگا۔ بلکہ اگر وہ کام اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے خلاف ہے۔ تو سزا بھی ملے گی۔

لہٰذا

ہر کلمہ گو مسلمان کا فرض ہے کہ پہلے نیت کو درست کر کے کام شروع کرے۔

۲

اگر نیت پاک نہیں ہے تو بجائے اس کے کہ اس شخص کو ثواب ملے۔ الٹا مومن کی بجائے منافق کا لقب پائیگا۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ المنافق ثلث زاد مسلم وان صام وصلی وزعم انہ مسلم ثم اتفقا اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا ائتمن خان۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ منافق کی تین علامتیں ہیں (یہاں تک تو امام بخاری امام مسلم متفق ہیں) اس کے بعد مسلم نے یہ الفاظ اپنی روایت میں زیادہ تحریر فرمائے ہیں اور اگرچہ روزہ رکھے۔ اور نماز پڑھے اور یہ خیال کرے کہ وہ مسلمان ہے۔ پھر دونوں (بخاری اور مسلم) نے ان چیزوں پر اتفاق کیا ہے۔ جب[1] بات کہے تو جھوٹ بولے۔ اور جب[2] وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ اور جب[3] امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

نماز کے متعلق ہدایات تزکیہ

۱

عن ابی ذرٍ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال اللہ عزوجل مقبلاً علی العبد وھو فی صلوتہ مالم یلتفت فاذا التفت انصرف عنہ رواہ احمد وابوداؤد والنسائی والدارمی

ترجمہ۔ ابی ذرؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خداوند بزرگ و برتر برابر بندہ کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ جبکہ وہ نماز میں ہوتا ہے۔ جب تک کہ نماز پڑھنے والا ادھر اُدھر نہ دیکھے۔ پھر جب ادھر اُدھر دیکھا اللہ اس سے اپنی توجہ ہٹا لیتا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو نماز کو غیر کے خیال سے پاک رکھ کر بارگاہ الٰہی میں پیش کرنے کی ہدایت فرما رہے ہیں اور دھمکی دی ہے۔ کہ اے نمازی اگر تم نے اللہ تعالےٰ سے خیال ہٹا کر دوسری طرف توجہ کی تو اللہ تعالےٰ بھی اپنی توجہ ہٹا لے گا۔ یعنی وہ نماز قبول نہیں ہوگی۔

۲

عن ابی ھریرۃ ان رجلاً دخل المسجد ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس فی ناحیۃ المسجد فصلی ثم جاء فسلم علیہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیک السلام ارجع فصل فانک لم تصل فرجع فصلی ثم جاء فسلم فقال وعلیک السلام ارجع فصل فانک لم تصل فقال فی الثالثۃ او فی التی بعدھا علمنی یا رسول اللہ فقال اذا قمت الی الصلوٰۃ فاسبغ الوضوء ثم استقبل القبلۃ فکبر ثم اقرأ بما تیسر معک من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعاً ثم ارفع حتی تستوی قائماً ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً ثم ارفع حتی تطمئن جالساً ثم اسجد حتی تطمئن ساجداً ثم ارفع حتی تطمئن جالساً وفی روایۃ ثم ارفع حتی تستوی قائماً ثم افعل ذلک فی صلوتک کلھا متفق علیہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے ایک کونے میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور نماز پڑھی۔ پھر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام کیا۔ حضورؐ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ جا اور پھر نماز پڑھ۔ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ شخص واپس گیا اور پھر نماز پڑھی۔ اور اس کے بعد حضورؐ کی خدمت میں، حاضر ہو کر سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ جا اور پھر نماز پڑھ۔ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اسی طرح تین مرتبہ ہوا۔ تیسری مرتبہ یا اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھ کو بتلائیے میں کس طرح نماز پڑھوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب تو نماز کے لئے تیار ہو۔ تو اچھی طرح وضو کر۔ پھر قبلہ رُخ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہہ۔ پھر قرآن میں سے جس قدر یاد ہو پڑھ۔ پھر رکوع کر طمانیت کے ساتھ۔ پھر سر اُٹھا۔ یہاں تک کہ سیدھا ہو جائے۔ پھر سجدہ کر طمانیت کے ساتھ

پھر سر اٹھا اور اطمینان سے بیٹھ۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ پھر سر اٹھا اور سیدھا کھڑا ہو جا۔ اور اسی طرح نماز کو پورا کر (بخاری و مسلم)

حاصل

یہ ہے کہ قرآن مجید میں تو اتنا حکم آیا ہے۔ (اقیموا الصلوٰۃ) نماز قائم کرو۔ اب اس نماز کی جو تفصیل آپ سن چکے ہیں۔ اس کا اتباع بھی ہر مسلمان کے ذمہ فرض ہے۔ تو گویا کہ نماز کی روح کی ساری تفصیل حضور انورؐ نے واضح فرمائی۔ یہی نماز کے متعلق تزکیہ ہے۔ ورنہ نماز تو وہ شخص بھی پڑھ کر ہی آتا تھا۔

۳۷

عَنْ رُفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَصَلَّى فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعِدْ صَلٰوتَكَ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَقَالَ عَلِّمْنِي يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ أُصَلِّي قَالَ إِذَا تَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ وَمَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَقْرَأَ فَإِذَا رَكَعْتَ فَاجْعَلْ رَاحَتَيْكَ عَلَى رُكْبَتَيْكَ وَمَكِّنْ رُكُوْعَكَ وَامْدُدْ ظَهْرَكَ فَإِذَا رَفَعْتَ فَأَقِمْ صُلْبَكَ وَارْفَعْ رَأْسَكَ حَتّٰى تَرْجِعَ الْعِظَامُ إِلَى مَفَاصِلِهَا فَإِذَا سَجَدْتَ فَمَكِّنْ لِلسُّجُوْدِ فَإِذَا رَفَعْتَ فَاجْلِسْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى ثُمَّ اصْنَعْ ذٰلِكَ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَسَجْدَةٍ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَاهُ ابُوْدَاوٗدَ مَعَ تَغْيِيْرٍ كَثِيْرٍ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مَعْنَاهُ۔

ترجمہ۔ رفاعہ بن رافعؓ سے روایت ہے۔ کہا کہ ایک شخص مسجد میں آیا۔ اور نماز پڑھی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ تو اپنی نماز کو دوبارہ پڑھ۔ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ۔ مجھ کو بتائیے۔ کس طرح نماز پڑھوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب تم قبلہ کی طرف متوجہ ہو تو اللہ اکبر کہہ۔ پھر سورہ فاتحہؓ کے علاوہ قرآن میں سے کچھ اور پڑھ۔ پھر جب تو رکوع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے زانوؤں پر رکھ۔ اور رکوع میں قائم رہ۔ اور پیٹھ کو ہموار رکھ۔ پھر جس وقت تو سر اٹھائے۔ تو اپنی پشت کو سیدھا رکھ۔ اور سر کو اٹھا یعنی سیدھا کھڑا ہو جا۔ کہ کمر کی ہڈیاں اپنی جگہ پر آ جائیں۔ پھر جب سجدہ کرے تو پھر اطمینان سے سجدہ کر۔ پھر جب سجدہ سے سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ کر پھر اسی طرح ہر ایک رکوع اور سجدہ میں کر۔ یہاں تک کہ ہر ایک رکن کو اطمینان سے ادا کر۔ یہ الفاظ مصابیح کے ہیں۔ اور ابو داؤد نے کچھ فرق سے اس کو روایت کیا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی پاکیزہ طریقہ کی اسے نماز سکھائی کہ اگر وہ شخص (یا اور جو شخص بھی) ان شرائط کی پابندی کر کے نماز ادا کریگا۔ تو وہ بارگاہ الٰہی میں ضرور قبول ہو گی۔

۳۸

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الشَّيْطٰنَ قَدْ حَالَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ صَلٰوتِيْ وَبَيْنَ قِرَأَتِيْ يُلَبِّسُهَا عَلَيَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ شَيْطَانٌ يُقَالُ لَهٗ خِنْزَبٌ فَإِذَا أَحْسَسْتَهٗ فَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْهُ وَاتْفُلْ عَلٰى يَسَارِكَ ثَلٰثًا فَفَعَلْتُ ذٰلِكَ فَأَذْهَبَهُ اللّٰهُ عَنِّيْ رواہ مسلم

ترجمہ۔ عثمانؓ بن ابی العاص کہتے ہیں کہ میں نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ اور میں قرأت کرتا ہوں۔ تو مجھ کو شبہ میں ڈال دیتا ہے (یہ سن) کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ (وہ) شیطان ہے جس کو خنزب کہا جاتا ہے۔ پس جب تو اپنے دل میں اس کے وسوسے سے کوئی چیز محسوس کرے تو خدا سے پناہ طلب کر۔ اور تین بار بائیں جانب تھوک دے۔ عثمانؓ (راوی) کہتے ہیں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ اور اللہ نے اس قسم کو دور کر دیا۔

حاصل

یہ ہے کہ عثمانؓ بن ابی العاص کی نماز میں شیطان خلل ڈال دیتا تھا۔ آپؐ نے ایک ایسا نسخہ ارشاد فرمایا۔ کہ اس کی نماز شیطان کے اثر سے پاک ہو گئی۔ یعنی اس طریقہ سے ان کی نماز کا تزکیہ ہو گیا

روزہ داروں کے لئے روزے کے تزکیہ (پاک رکھنے) کی تعلیم

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ رواہ البخاری۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے جھوٹ بولنا نہیں چھوڑا۔ اور جھوٹے کام کرنے نہیں چھوڑے۔ پھر اللہ (تعالےٰ) کو اس بات کی پروا نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے۔

حاصل

یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار کو ایسے پاک روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی۔ جس کو اللہ تعالیٰ قبول فرما لے۔ اور یہ روزہ رضا الٰہی کا تمغہ دلا دے۔ اور بہشت میں داخل کرا دے اللّٰھم اجعلنا منھم۔

قول الزور

میں کون کون سی چیزیں داخل ہیں۔ یعنی جس شخص نے جھوٹی باتیں کہنی نہ چھوڑیں اور جھوٹی گواہی دینی اور کفر اور افتراء (اپنی طرف سے جھوٹ بنا کر کہنا) اور غیبت اور بہتان اور کسی پر تہمت لگانا۔ اور گالی دینا۔ اور کسی پر لعنت ڈالنا وغیرہ نہ چھوڑا۔ تو اللہ تعالےٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی پروا نہیں ہے یعنی اس کا روزہ قبول نہیں ہو گا۔ اور نہ وہ نتائج ہی پیدا ہوں گے۔ اللّٰھم لا تجعلنا منھم۔

طواف خانہ کعبہ کے متعلق ہدایات تزکیہ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَلَا يَتَكَلَّمُ اِلَّا بِسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مُحِيَتْ عَنْهُ عَشْرُ سَيِّئَاتٍ وَكُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَرُفِعَ لَهٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ وَمَنْ طَافَ فَتَكَلَّمَ وَهُوَ فِيْ تِلْكَ الْحَالِ خَاضَ فِي الرَّحْمَةِ بِرِجْلَيْهِ كَخَائِضِ الْمَاءِ بِرِجْلَيْهِ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے بیت اللہ الحرام (یعنی خانہ کعبہ) کا سات مرتبہ طواف کیا۔ اور سوائے سبحان اللہ۔ والحمد للہ۔ ولا الٰہ الا اللہ۔ واللہ اکبر۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کے اور کوئی بات منہ سے نہ نکالی۔

تو اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جائینگے اور اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں لکھی جائیں گی - اور اس کے دس درجے بلند ہو جائیں گے - اور جس شخص نے طواف کیا - اور طواف کی حالت میں بات (بھی کسی سے) کی تو وہ رحمت کے دریا میں[۳] اپنے پاؤں سے داخل ہوتے ہو۔

حاشیہ شیخ مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ دہلوی

اِنْ یَتَکَلَّمُ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ مَعَ ذٰلِکَ یَکُوْنُ لَہٗ ثَوَابُ لٰکِنَّہٗ یَکُوْنُ کَالْخَائِضِ فِی الرَّحْمَۃِ بِرِجْلَیْہِ وَاَسْفَلُ بَدَنِہٖ بِکَوْنِہٖ عَالِمًا وَّ عَابِدًا وَلَا یَبْلُغُ الرَّحْمَۃُ اِلٰی اَعْلَاہُ بِکَوْنِہٖ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ وَاِذَا لَمْ یَتَکَلَّمْ اِلَّا بِذِکْرِ اللّٰہِ یَسْتَغْرِقُ فِیْ بَحْرِ الرَّحْمَۃِ مِنْ قَدَمِہٖ اِلٰی رَاْسِہٖ وَمِنْ اَسْفَلِہٖ اِلٰی اَعْلَاہُ ھٰکَذَا یَحْتَلِجُ فِی الْقَلْبِ مَعْنَی الْحَدِیْثِ وَاللّٰہُ اَعْلَم۔

ترجمہ - مذکور الصدر حدیث شریف پر حضرت مولانا شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں - اگر طواف میں اللہ کے ذکر کے سوا کوئی کلام کرے گا - تو بھی اس کو طواف کا ثواب تو مل ہی جائے گا - لیکن وہ ایسا ہوگا - جس طرح کہ رحمت کے دریا میں اپنے دونوں پاؤں سے داخل ہونے والا اور اپنے نیچے کے دھڑ سے داخل ہونے والا کیونکہ وہ شخص جاننے والا اور عبادت کرنے والا (یعنی طواف کرنے والا) تو ہے ہی اور اس کے وجود کے اوپر والے حصّے کو رحمت نہیں پہنچی۔ بسبب ہونے اس کے طواف کے سوائے ذکر اللہ کے (یعنی چونکہ اللہ تعالےٰ کے ذکر کے سوا اور باتیں بھی کی ہیں) (فرماتے ہیں) اسی طرح دل میں یہ بات آتی ہے۔

یعنی

اگر طواف میں سوائے اللہ تعالےٰ کے ذکر کے اور کوئی بات نہ کرتا - تو گویا کہ اس کا سارا وجود رحمت کے دریا کے اندر ہوتا - اب ایسا ہے جس طرح رحمت کے دریا کے اندر فقط اس کے پاؤں ہیں - باقی وجود باہر ہے۔

حاصل

یہ نکلا - سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طواف کے متعلق طواف کرنے والے کے لئے تزکیہ فرمایا - کہ اگر اس طرح کروگے تو یہ ثواب ہوگا اور اگر اس کے خلاف کروگے تو یہ نقصان ہوگا۔

برادرانِ اسلام

آپ نے ملاحظہ فرمایا - کہ نماز - روزہ حج وغیرہ جو فرائض دین اسلام ہیں - ان کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی عجیب عجیب ہدایات فرمائی ہیں - کہ اگر انہیں اس طرح ادا کروگے تو فرض ادا ہو جائے گا - اور اللہ تعالےٰ بھی راضی ہو جائے گا - اور اس کے خلاف کیا - تو فرض بھی ذمہ سے ساقط نہیں ہوگا - اور اللہ تعالےٰ بھی راضی نہیں ہوگا۔

کیا کوئی شخص

حضور انورؐ کی ان ہدایات کو نظر انداز کرسکتا ہے اور اگر کرے گا - تو کیا اس کے اعمال بارگاہ الٰہی میں قبول ہونگے اور جنّت میں جا سکے گا۔

ہرگز نہیں

لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے جو احکام قرآن مجید میں نازل ہوں - ان کے متعلق مزید ہدایات جو سید المرسلین رحمۃ للعالمین کی طرف سے عائد ہوں ان کا ماننا بھی فرضِ عین ہے ورنہ بجائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ کو انسان راضی کرے - ناراض کر بیٹھے گا - اور بجائے بہشت میں داخل ہونے کے دوزخ میں داخل ہوگا - اسی ضرورت کے اشد ہونے کے باعث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلان

ملاحظہ ہو - (عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَۃَ قَالَ صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْھِہٖ فَوَعَظَنَا مَوْعِظَۃً بَلِیْغَۃً زَرَفَتْ مِنْھَا الْعُیُوْنُ وَ وَجِلَتْ مِنْھَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَاَنَّ ھٰذِہٖ مَوْعِظَۃُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا فَقَالَ اُوْصِیْکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَۃِ وَاِنْ کَانَ عَبْدًا حَبَشِیًّا فَاِنَّہٗ مَنْ یَعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ وَاِیَّاکُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ) رواہ احمد ابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ اِلَّا اَنَّھُمَا لَمْ یَذْکُرَا الصَّلٰوۃَ

ترجمہ - عرباض بن ساریہ سے روایت ہے - کہا - ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی - پھر آپؐ ہماری طرف منہ کرکے بیٹھ گئے - اور ہم کو نہایت مؤثر الفاظ میں نصیحت کی کہ ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے - اور دلوں میں خوف خدا پیدا ہوگیا - پس ہم میں سے ایک شخص نے عرض کی - یا رسول اللہ (شاید) یہ آخری وصیّت ہے پس آپؐ ہم کو کچھ اور نصیحت فرمائیے آپؐ نے فرمایا میں تم کو وصیّت کرتا ہوں - کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو - اور نصیحت کرتا ہوں تم کو سُننے اور اطاعت کرنے کی اگرچہ تم کو حبشی غلام کی اطاعت کرنی پڑے پس تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہا - پھر قریب ہے کہ وہ بہت سا اختلاف دیکھے گا - ایسی حالت میں تم پر لازم ہے کہ میرے اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کو مضبوط پکڑے رہو - اسی کو مضبوط پکڑو - اور اسی کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہو - اور تم دین میں نئی باتیں پیدا کرنے سے بچو - اس لئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے + اس حدیث میں حضورؐ انور نے اختلاف کے وقت

اپنی اور اپنے خلفاء راشدین کی سُنّت

کی تابعداری کا حکم فرمایا ہے - اس سے صاف ظاہر ہے - کہ قرآن شریف کے ساتھ ساتھ آپؐ کی سنّت اور آپ کے خلفاء راشدین کی سُنّت کا لحاظ رکھ کر ہمیں قرآن مجید پر عمل کرنا چاہیئے۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو[۴] اس صورت میں بجائے ہدایت یافتہ ہونے کے ہم گمراہ ہوں گے - لہٰذا ثابت ہوگیا - کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت

کا لحاظ رکھنا ہر مسلمان کا فرضِ عین ہے - اور یہ بھی ثابت ہوگیا - کہ ہر مسلمان کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی ویسے ہی ضرورت ہے - جس طرح کہ قرآن مجید کی ضرورت ہے - ان دونوں چیزوں کا چولی دامن والا ساتھ ہے۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

+ اس طرح داخل ہونا جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔

[۳] یہ سمجھنے سے جو قرآن مجید سے ہو۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۴ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹ ستمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

پہلا حصہ۔ انسان کو صحیح معنی میں انسان فقط خوفِ خدا بناتا ہے

دُوسرا حصہ۔ خوفِ خدا نہ ہو۔ تو پھر ساری دُنیا میں انسان جیسا برا آپ کو کوئی درندہ بھی نظر نہیں آئے گا

پہلے حصّے کے متعدد ثبوت

پہلا

(وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۭ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ۭ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۝

سورہ ہود رکوع ۹ پارہ ۱۲

ترجمہ۔ اور تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوتی ہے۔ جب وہ ظالم بستیوں کو پکڑتا ہے۔ اور اس کی پکڑ سخت تکلیف دہ ہے۔ اس بات میں نشانی ہے۔ اس کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ یہ ایک ایسا دن ہوگا۔ کہ جس میں سب لوگ جمع ہوں گے۔ اور یہی دن ہے جس میں سب حاضر کئے جائیں گے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے۔ اور اس قسم کے واقعات میں ان لوگوں کے لئے ایک عبرت ہوتی ہے۔ جو آخرت کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈرنے والے انسان اس قسم کے عذابوں سے عبرت حاصل کرتے ہیں۔ (اور پھر اس عبرت کے باعث اچھی اصلاح کرلیتے ہیں۔) اللھم اجعلنا منھم

دُوسرا

(وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا ۭ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝ سورہ ابراہیم رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور کافروں نے اپنے رسولوں سے کہا۔ ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دینگے۔ یا ہمارے دین میں لوٹ آؤ۔ تب اُنہیں اُن کے رب نے حکم بھیجا۔ کہ ہم اِن ظالموں کو ضرور ہلاک کر دینگے۔ اور ان کے بعد اس زمین میں تمہیں آباد کردینگے یہ اس کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرا۔ جس نے میرے عذاب سے خوف کھایا۔

حاصل

یہ ہے، چونکہ کافروں کے دلوں میں خوفِ خُدا نہیں ہے۔ اس لئے وہ دوست دشمن میں تمیز نہیں کرسکتے۔ وہ انبیاء علیہم السلام جو اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق انہیں دُنیا کی زندگی میں چلانا چاہتے ہیں۔ اس کو وہ لوگ اپنے مُلک سے دیس بدر کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انبیاء علیہم السلام کو اطمینان دلایا۔ کہ ہم ظالموں کو تباہ و برباد کرکے آپ کو اس سرزمین پر قبضہ دلائیں گے۔ اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈرنے والوں کی اسی طرح امداد کیا کرتے تھے۔ (چنانچہ اللہ جل شانہٗ کے اس اعلان کی شہادت ان سے گزشتہ قوموں کی تاریخ سے مل سکتی ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

تیسرا

(وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝

سورہ نزعٰت پارہ ۳۰

ترجمہ۔ اور لیکن جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔ اور اس نے اپنے نفس کو بُری خواہش سے روکا۔ سو بیشک اس کا ٹھکانا بہشت ہی ہے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ جس شخص کے دِل میں قیامت کے دن اپنے رب کے روبرو کھڑا ہوکر دُنیا کی زندگی کی سرگزشت کا حساب دینے کا ڈر پیدا ہوگیا۔ اور اس عقیدے کی بناء پر اس نے اللہ تعالےٰ کی رضا کے خلاف دُنیا میں کوئی کام نہیں کیا۔ تو اس کا ٹھکانا بہشت ہوگا۔ اللھم اجعلنا منھم

چوتھا

(فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝)

سورہ ق رکوع ۳ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ پھر آپ قرآن سے اس کو نصیحت کیجئے۔ جو میرے عذاب سے ڈرتا ہو

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید کی برکت سے اس شخص کی اصلاح ہوسکتی ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈرتا ہو۔ اور خدانخواستہ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا ڈر نہیں ہے اس کے حق میں اس بابرکت قرآن مجید کا دُنیا میں ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور اس کے احکام کی مخالفت کا ذائقہ اوّل تو دُنیا ہی میں چکھ لے گا۔ ورنہ قبر میں جاکر تو عین الیقین کے درجے پر اس کی مخالفت کے نتائج اس کے سامنے آہی جائیں گے۔ اور وہ یہ کہ اس کی قبر دوزخ کا گڑھا بنیگی۔ پھر یقین ہو جائے گا۔ کہ اگر میں خدا تعالےٰ سے ڈرتا اور قرآن مجید کو زندگی کا دستورالعمل بنا لیتا۔ تو آج یہ روز بد مجھے دیکھنا نصیب

نہ ہوتا۔ و ما علینا الا البلاغ۔

پانچواں

(وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ۝ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ ۖ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝)

سورہ المائدہ رکوع ۵ پارہ ۶

ترجمہ۔ تو اہل کتاب کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصّہ صحیح طور پر پڑھ کر سُنا دے۔ جب ان دونوں نے قربانی کی۔ ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہ ہوئی۔ اس نے کہا۔ مَیں تجھے مار ڈالونگا۔ اس نے جواب دیا۔ اللہ پرہیزگاروں ہی سے قبول کرتا ہے۔ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اُٹھائے گا تو مَیں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہ اُٹھاؤں گا۔ مَیں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ مَیں چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تُو ہی سمیٹ لے۔ اور دوزخی بن جائے۔ ظالموں کی یہی سزا ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جس شخص کے دل میں خوفِ خدا نہیں تھا۔ اس کو اپنے حقیقی بھائی کو قتل کرنے سے کوئی گناہ محسوس نہیں ہُوا۔ اسی بناء پر اس نے بھائی کو قتل کیا۔ اور خود دوزخ میں جا پہنچا۔

کیونکہ اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے

(وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۱۳ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان کر قتل کرے۔ اس کی سزا دوزخ ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے۔ اور اللہ نے اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے

حاصل

یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کا خوف دل میں نہ ہو۔ تو انسان ایسی حرکتیں بھی کر گزرتا ہے۔ جن سے پانچ سزاؤں کا مستحق ہو جائے۔ چنانچہ گزشتہ آیت میں غور کیجئے کہ مومن کے قاتل کو پانچ سزائیں دی گئی ہیں۔ دوزخ۔ اس میں ہمیشہ رہنا۔ اس پر اللہ تعالےٰ کا غضب۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت۔ اور اس کو بڑے عذاب کی اطلاع۔

کیا

ایسا شخص صحیح معنی میں انسان کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ جو ان پانچ سزاؤں کے معلوم ہونے کے باوجود پھر بھی ایسا کام کرے۔

اور کیا اپنے آپ کو

مسلمان کہلانے والے یہ گناہ نہیں کرتے؟ اور اگر کرتے ہیں۔ تو کیا پھر بھی ان کو مسلمان کہلانے بلکہ انسان کہلانے کا حق ہے۔ ہرگز نہیں۔ مسلمان تو بڑی چیز ہے انسان وہ ہے جو ہر کام سوچ کر کرے۔ کہ میرے اس کام کا انجام کیا ہوگا۔ اگر بُرا ہے تو اپنے آپ کو اس سے بچائے۔

چھٹا

(قُلْ أَغَيْرَ اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ۗ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَسْلَمَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝) سورہ الانعام رکوع ۲ پارہ ۷

ترجمہ۔ کہدو۔ جو اللہ آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔ کیا اس کے سوا کسی اور کو اپنا مددگار بناؤں۔ اور وہ سب کو کھلاتا ہے۔ اور اسے کوئی نہیں کھلاتا۔ کہدو۔ مجھے تو حکم دیا گیا ہے۔ کہ سب سے پہلے اس کا فرمانبردار ہو جاؤں۔ اور تو ہرگز مشرکوں میں شامل نہ ہو۔ کہدو۔ اگر مَیں اپنے رب کی نافرمانی کروں۔ تو ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

حاصل

یہ نکلا کہ (بفرض محال) اگر مَیں اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کروں تو مجھے بھی بڑے دن (یعنی قیامت) کے عذاب میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ اس سے یہ ثابت ہُوا کہ انسان کو قیامت کے دن عذاب سے بچانے والی چیز ایک اللہ تعالےٰ کا خوف ہی ہے۔ اور یہ متعدد ثبوت پے در پے اسی مفہوم کو واضح کرنے اور انسانوں کے ذہن نشین کرنے کے لئے پیش کر رہا ہوں۔ واللہ یہدی من یّشاء الی صراط مستقیم ۝)

ساتواں

(وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْ يُحْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۶ پارہ ۷

ترجمہ۔ اور اس قرآن کے ذریعے سے ان لوگوں کو ڈرا۔ جنہیں اس کا ڈر ہے۔ کہ وہ اپنے رب کے سامنے جمع کئے جائیں گے۔ اس طرح کہ اللہ کے سوا ان کا کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔

حاصل

یہ نکلا کہ قرآن مجید کی تعلیم سے وہ لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ جن کے دل میں یہ یقین ہے کہ انہیں قیامت کے دن دربارِ الٰہی میں پیش ہونا ہے۔ اور وہاں اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی دوست کام نہیں آئے گا۔ اور نہ ہی اللہ تعالےٰ کی اجازت کے سوا کوئی سفارش کے لئے لب کشائی کر سکے گا۔ اللھم اجعلنا منھم

آٹھواں

(الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ۝ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝)

سورہ رعد رکوع ۳ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ وہ لوگ جو اللہ کے عہد کو پُورا کرتے ہیں۔ اور اس عہد کو نہیں توڑتے۔ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں۔ جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اور بُرے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔ اور وہ جنہوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہمارے دِئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا۔ اور بُرائی کے مقابلہ میں بھلائی کرتے ہیں۔ انہیں کے لئے آخرت کا گھر ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام۔ حضرت مولانا

شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات پر حواشی تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی اللہ سے جو عہد ازل سے ہو چکا ہے (عہد الست) جس پر انسان کی فطرت خود گواہ ہے۔ اور جو انبیاء کی زبانی عہد لئے گئے۔ ان سب کو پورا کرتے ہیں۔ کسی کو توڑتے نہیں۔ نیز بذاتِ خود کسی معاملہ میں خدا سے یا بندوں سے جو عہد و پیمان باندھتے ہیں (بشرطیکہ معصیت نہ ہو۔) اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ صلہ رحمی (بھی) کرتے ہیں۔ یا ایمان کو عمل کے ساتھ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں۔ یا اسلامی اخوت کو قائم رکھتے ہیں۔ یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے۔ کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں۔ (اور) حق تعالےٰ کا تصوّر کرکے لرزاں اور ترساں رہتے ہیں۔ اور یہ اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کہ دیکھئے وہاں جب ذرّہ ذرّہ کا حساب ہوگا۔ کیا صورت پیش آئیگی (اور ان لوگوں نے) مصائب اور شدائد اور دُنیا کی مکروہات پر صبر کیا۔ کسی سختی سے گھبرا کر طاعت کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا۔ نہ معصیت کی طرف جھکے۔ اور یہ صبر و استقلال محض حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلایا۔ اس لئے نہیں۔ کہ دُنیا انہیں بہت صابر اور مستقل مزاج کہے۔ نہ اس لئے کہ بجز صبر کے چارۂ کار نہ تھا۔ مجبور ہو گئے۔ تو صبر کر کے بیٹھ گئے۔ (اور) پوشیدہ کو شاید اس لئے مقدم رکھا۔ کہ پوشیدہ خیرات کرنا افضل ہے۔ اِلّا یہ کہ کہیں مصلحت شرعی علانیہ دینے میں ہو (اور) بُرائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں۔ سختی کے مقابلہ میں نرمی برتتے ہیں۔ کوئی ظلم کرتا ہے۔ (تو) یہ معاف کر دیتے ہیں۔ (بشرطیکہ معافی سے بُرائی کے ترقی کرنے کا اندیشہ نہ ہو) بدی سے بچ کر نیکی اختیار کرتے ہیں۔ اگر کوئی بُرا کام ہو جاتا ہے تو اس کے مقابلہ میں بھلا کام (یعنی توبہ اور اس گناہ کی تلافی) کرتے ہیں۔"

نواں

(قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُجْرِمِينَ ۝ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ طِينٍ ۝ مُسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ۝ فَأَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَتَرَكْنَا فِيهَا

آيَةً لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝)

سورہ الذّٰریٰت رکوع ۲ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ (ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں سے) فرمایا۔ اے رسولو تمہارا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہم ایک مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر برسائیں۔ وہ آپ کے رب کی طرف سے حد سے بڑھنے والوں کے لئے مقرر ہو چکے ہیں۔ پھر ہم نے نکال لیا۔ جو بھی وہاں ایماندار تھا۔ پھر ہم نے وہاں سوائے مسلمانوں کے ایک گھر کے نہ پایا۔ اور ہم نے اس واقعہ میں ایسے لوگوں کے لئے ایک عبرت رہنے دی۔ جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں + یعنی اللہ تعالےٰ کے عذاب سے ڈرنے والوں کے لئے اس واقعہ میں نصیحت ہے۔ کہ وہ اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں گے۔ اور ان ہلاک ہونے والوں کی طرح کبھی پیغمبرِ خدا کی نافرمانی نہیں کریں گے۔ اور اللہ تعالےٰ کے باغی نہیں ہوں گے۔

دسواں

(إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝ يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۝ إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ فَوَقَاهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّاهُمْ نَضْرَةً وَسُرُورًا ۝)

سورہ الدھر رکوع ۱ پارہ ۲۹

ترجمہ۔ بیشک نیک ایسی شراب کے پیالے پئینگے جس میں چشمہ کافور کی آمیزش ہوگی وہ ایک چشمہ ہوگا۔ جس میں سے اللہ تعالیٰ کے بندے پئیں گے۔ اس کو آسانی سے بہا کر لے جائیں گے۔ وہ اپنی منّتیں پوری کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جس کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور وہ اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں تو خاص اللہ کے لئے۔ نہ ہمیں تم سے بدلہ لینا مقصود ہے اور نہ شکر گزاری۔ ہم تو اپنے رب سے ایک اداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں۔ پس اللہ اُس دن کی مصیبت سے انہیں بچائے گا۔ اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا۔

حاصل

کہ قیامت کے دن جو حساب و کتاب اللہ تعالےٰ انسانوں سے لیگا۔ اس میں ناکام ہونے کے خطرہ سے ڈر کر اللہ تعالےٰ سے رضا کا تمغہ حاصل کرنے کے لئے مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کی خدمت کرتے ہیں۔ اور اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم تم لوگوں سے کوئی معاوضہ نہیں لینا چاہتے۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ تمہارے ساتھ حُسنِ سلوک کرنے کے باعث قیامت کے دن کے شر سے ہمیں بچا لے۔ اور اس دن اللہ تعالےٰ ہم سے راضی ہو کہ ہمیں بہشت میں داخلے کا ٹکٹ اپنے فضل سے عطا فرما دے۔

برادرانِ اسلام

دیکھ لیجئے۔ اللہ تعالےٰ کا خوف جس انسان کے دل میں ہو۔ وہ حاجتمند اور مصیبت زدہ انسانوں کی ٹھنڈے دل سے معاوضہ لینے کی طمع دل سے نکال کر کس طرح خدمت کرتا ہے۔

گیارھواں

(إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝) سورہ السجدہ رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ پس ہماری آیتوں پر تو وہ ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں۔ اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ اپنے رب کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں۔ اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ بھی کرتے ہیں۔

گیارہ ثبوتوں کا حاصل

برادران اسلام۔ آج کے خطبۂ جمعہ کا پہلا حصّہ یہ تھا۔ کہ "انسان کو صحیح معنی میں انسان فقط خوفِ خدا بناتا ہے"۔ اس عاجز اور گنہگار نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے قرآن مجید میں سے گیارہ ثبوت اپنے دعوے کی تائید میں پیش کئے ہیں۔ اگر آپ ان گیارہ ثبوتوں کو غور سے پڑھیں گے تو انشاء اللہ تعالےٰ یقیناً ان

میں میرے دعوے کی تصدیق پائیں گے۔ کہ واقعی انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا ہو جائے۔ تو پھر اور تو اور کسی مسکین کسی محتاج۔ کسی کمزور کو بھی نہ ستاتا ہے نہ دُکھ دیتا ہے۔ بلکہ مسکینوں اور محتاجوں کا محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے خدمتگذار بن جاتا ہے۔

اگر ساری دُنیا

کے انسانوں میں خوفِ خدا کے باعث یہ رنگ پیدا ہو جائے۔ تو پھر بقول شخصے یہ دُنیا بھی بہشت کا ایک نمونہ بن جائیگی ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

اور یہ خوفِ خدا

فقط قرآنِ مجید کی تعلیم اور اس کے بعد قرآن مجید پر عمل کرنے والے بزرگانِ دین کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے کی برکت سے پیدا ہوتا ہے۔

خطبے کا دوسرا حصّہ

خوفِ خدا نہ ہو تو پھر ساری دُنیا میں انسان جیسا بُرا آپ کو کوئی درندہ بھی

نظر نہیں آئے گا۔ اب دیکھئے

اللہ تعالیٰ نے انسان کو کس چیز سے اور کتنے مرحلے طے کر کے بنایا

(یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَۃٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَۃٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَۃٍ مُّخَلَّقَۃٍ وَّغَیْرِ مُخَلَّقَۃٍ لِّنُبَیِّنَ لَکُمْ وَنُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ثُمَّ نُخْرِجُکُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّکُمْ ج وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰی وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِکَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْئًا ط) الآیہ

سورہ الحج رکوع ۱ پارہ ۱۷

ترجمہ اے لوگو۔ اگر تمہیں دوبارہ پیدا ہونے میں شک ہے۔ تو ہم نے تمہیں مٹی سے پھر قطرہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی اور بغیر نقشہ بنی ہوئی سے بنایا۔ تاکہ ہم تمہارے سامنے ظاہر کر دیں۔ اور ہم رحم میں جس کو چاہتے ہیں۔ ایک مدت معین تک ٹھہراتے ہیں۔ پھر ہم تمہیں بچہ بنا کر باہر لاتے ہیں۔ پھر تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو۔ اور کچھ تم میں سے مر جاتے ہیں اور کچھ تم میں سے نکمّی عمر تک پہنچائے جاتے ہیں۔ کہ سمجھ بوجھ کا درجہ پاکر پھر ناسمجھی کی حالت میں جا پڑتا ہے۔

اگر انسان ایسے خالق سے حکم عدولی کرے تو یہ درندوں سے بھی بدتر ہے

لاہور کے چڑیا گھر میں کبھی یہ تماشا جاکر دیکھو کہ حکومت کا وہ ملازم جو شیر کو خوراک دینے پر متعین ہے۔ اگر وہ خادم کٹہرے سے باہر آکر کھڑا ہو جائے اور شیر اپنے کمرے میں آرام سے لیٹا ہُوا ہو۔ جب وہ خادم اُسے بُلائے فوراً اُٹھ کر کٹہرے کے ساتھ آکر کھڑا ہو جاتا ہے۔ پھر وہ خادم شیر کی گردن پر اور پیٹھ پر ہاتھ پھیرتا ہے۔ شیر اس طرح آرام سے کھڑا رہتا ہے۔ جس طرح کہ بکری ہو۔ گویا کہ وہ اپنے محسن کا شکریہ ادا کر رہا ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ درندوں میں بھی اپنے محسن کے احسان کا احساس ہے۔ اور درندے بھی اپنے محسن کا حکم مانتے ہیں۔ اب

دو باغی انسانوں کے نمونے ملاحظہ ہوں

(۱)

(اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْ حَآجَّ اِبْرٰھٖمَ فِیْ رَبِّہٖٓ اَنْ اٰتٰہُ اللّٰہُ الْمُلْکَ اِذْ قَالَ اِبْرٰھٖمُ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ قَالَ اِبْرٰھٖمُ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ ط وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۳۵ پارہ ۳

ترجمہ۔ کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا۔ جس نے ابراہیمؑ سے اس کے رب کی بابت جھگڑا کیا۔ اس لئے کہ اللہ نے اس کو سلطنت دی تھی۔ جب ابراہیمؑ نے کہا کہ میرا رب وہ ہے۔ جو زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ اس نے کہا۔ میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ کہا۔ ابراہیم نے بیشک اللہ سُورج مشرق سے لاتا ہے۔ تو اسے مغرب سے لے آ۔ تب وہ کافر حیران رہ گیا۔ اور اللہ بے انصافوں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

یہ وُہی نمرود ہے

جسے اللہ تعالےٰ نے وہ تمام درجے ماں کے پیٹ میں طے کرا کر انسانی شکل دے کر باہر لایا تھا۔ اور پھر اُسے بادشاہی کے تخت پر بٹھایا تھا۔ یہ اس خدا تعالےٰ سے انکار کر کے اپنی خُدائی کا دعویدار بن رہا ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

ملاحظہ ہو " (اس آیت میں) نمرود بادشاہ کا ذکر ہے۔ وہ اپنے آپ کو سلطنت کے غرور سے سجدہ کراتا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے سامنے آئے تو سجدہ نہ کیا۔ نمرود نے دریافت کیا۔ تو فرمایا کہ مَیں اپنے رب کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔ اُس نے کہا۔ رب تو مَیں ہوں۔ اُنہوں نے جواب دیا۔ کہ مَیں حاکم کو رب نہیں کہتا۔ رب وہ ہے جو جلاتا ہے۔ اور مارتا ہے۔ نمرود نے دو قیدی منگا کر بے قصور کو مار ڈالا اور قصوروار کو چھوڑ دیا۔ اور کہا کہ دیکھا۔ مَیں جس کو چاہوں مارتا ہوں۔ جسے چاہوں نہیں مارتا۔ اس پر حضرت ابراہیمؑ نے آفتاب کی دلیل پیش فرما کر اس مغرور احمق کو لاجواب کیا۔ اور اس کو ہدایت نہ ہوئی تھی یعنی لاجواب ہو کر بھی ارشاد ابراہیم علیہ السلام پر ایمان نہ لایا۔

(۲)

(فَلَمَّا جَآءَھُمْ مُّوْسٰی بِاٰیٰتِنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا ھٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًی وَّمَا سَمِعْنَا بِھٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰی رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْھُدٰی مِنْ عِنْدِہٖ وَمَنْ تَکُوْنُ لَہٗ عَاقِبَۃُ الدَّارِ ط اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ یٰٓاَیُّھَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ ج فَاَوْقِدْ لِیْ یٰھَامٰنُ عَلَی الطِّیْنِ فَاجْعَلْ لِّیْ صَرْحًا لَّعَلِّیْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓی اِلٰہِ مُوْسٰی لا وَاِنِّیْ لَاَظُنُّہٗ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ ۝)

سورہ القصص رکوع ۴ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ پھر جب موسیٰ ان کے پاس ہماری کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے لگے۔ کہ یہ تو محض ایک بنایا ہُوا جادو ہے۔ ص اور موسیٰؑ نے کہا۔ کہ میرا رب خوب جانتا ہے۔ جو اس کی طرف سے ہدایت لے کر آیا ہے اور جس کے لئے آخرت کا گھر ہے۔ بیشک ظالم نجات نہیں پائینگے) اور فرعون نے کہا۔ اے سردارو مَیں نہیں جانتا کہ میرے سوا

ص۔ ہم نے اُسے اپنے باپ دادا سے سنا نہیں ہے

تمہارا کوئی اور معبود ہے - پس اے ہامان تو میرے لئے گارا پکوا - پھر میرے لئے ایک بلند محل بنوا کہ میں موسیٰ کے خدا کو جھانکوں - اور بیشک میں اسے جھوٹا سمجھتا ہوں -

آپ نے دیکھا

کہ وہ فرعون جس کو اللہ تعالیٰ نے اسی طریقہ سے پیدا کیا ہے - جس کی تفصیل پہلے عرض کر چکا ہوں - اب اس خدا تعالیٰ کا منکر ہے - اور اپنی خدائی کا دعویدار ہے - کیا یہ شخص اس درندے (شیر) سے بدتر نہیں ہے - جس کا ذکر پہلے کر چکا ہوں

فرعون کا دوسرا دعویٰ

یعنی اگر بالفرض کوئی اور بھی معبود ہوں پھر بھی میں سب سے اعلیٰ درجہ کا رب ہوں - کہتا ہے (اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی) سورہ النّٰزعٰت پارہ عمّ

ترجمہ - پھر کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں - " اپنے وزیر ہامان کو کہا - کہ اچھا اینٹوں کا ایک پزاوہ لگواؤ - تاکہ پکی اینٹوں کی خوب اونچی عمارت بنوا کر اور آسمان کے قریب ہو کر میں موسیٰ کے خدا کو جھانک آؤں کہ کہاں ہے - اور کیسا ہے - کیونکہ زمین میں تو مجھے کوئی خدا اپنے سوا نظر نہیں پڑتا - آسمان میں بھی خیال تو یہی ہے کہ کوئی نہ ہوگا - تاہم موسیٰ کی بات کا جواب تو ہو جائے گا -

آپ نے دیکھا

کہ اگر انسان کے دل میں خوف نہ ہو - تو یہ بد دماغی کے باعث کہاں تک پہنچتا ہے - کہ خود خدا بن بیٹھتا ہے - اللھم اعذنا من ہذا الشر برحمتک یا ارحم الراحمین

آمین یا الٰہ العالمین

غلام کو ناحق مارنے کا کفارہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جس کسی نے اپنے غلام کو کسی ایسے جرم پر سزا دی جو اس نے نہیں کیا تھا، یا اس کو طمانچہ مارا، تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔ صحیح مسلم

غلام کو ناحق مارنے کا کفارہ

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک غلام کو مار رہا تھا کہ میں نے پیچھے سے آواز سنی اے ابو مسعود! تجھے معلوم رہنا چاہئے کہ اللہ کو تجھ پر اس سے زیادہ قدرت اور قابو حاصل ہے جتنا تجھے اس بے چارے غلام پر ہے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ فرمانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اب یہ اللہ کے لئے آزاد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تمہیں جلا ڈالتی یا فرمایا جہنم کی آگ تمہیں لپیٹ میں لے لیتی۔

صحیح مسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۱ ربیع الاوّل ۱۳۷۸ھ ہجری مطابق ۲۶ ستمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

فضائل سیّد المرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم

کل مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی مبارک تقریب منانے والے ہیں - اس لئے میں بھی آج اسی تقریب سعید کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں - میں خطبۂ جمعہ بطور تبرک یا ثواب کی خاطر مت سُنا کیجئے - بلکہ بطور سبق سنا کیجئے اور اس میں سے عمل کا پہلو لیا کیجئے - بیشک جمعہ پڑھنے سے ثواب ملتا ہے لیکن ثواب اس وقت سمجھیں گے جس وقت اللہ تعالیٰ قبول فرما کر بہشت میں داخل فرما دیں گے - اگر اللہ تعالےٰ کا فضل شاملِ حال ہوگیا اور قبر بہشت کا باغ بن گئی تو سمجھیں گے کہ جمعے قبول ہوگئے اور یہ محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہی ہو سکتا ہے -

دُنیا میں ہم کام کرنے کے لئے آئے ہیں - اور اس کا حساب و کتاب قیامت کے دن ہوگا - میں کہا کرتا ہوں یہاں جو کچھ عرض کیا جائے اس کو دل کے کانوں سے سُنیں - اور لوحِ دل پر لکھ لے جائیں اور اسے عملی جامہ پہنائیں اور لحد قبر تک نبھائیں - اس کے بعد جب قبر میں جائیں اور اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے قبر کو بہشت کا باغ بنائیں - تب سمجھا جائیگا کہ جمعوں کے پڑھنے کا ثواب مل گیا -

ہمارے نسب نامہ کی دو حیثیتیں

۱- جسمانی - ۲- رُوحانی

جسمانی نسب سے مُراد ہے کہ کس باپ کے بیٹے ہیں اور کس دادا کے پوتے ہیں - اور رُوحانی نسب سے مُراد ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت ہیں -

ہر انسان کی شرافت کا تقاضا یہ ہے - کہ وہ اپنے باپ دادا کی عزّت کا دھیان رکھے - اگر باپ دادا نیک تھے اور یہ بھی نیک ہے تو لوگ بڑی تعریف کرتے ہیں - اگر پوتا بدچلن آوارہ ہوجائے کبھی حوالات میں نظر آئے اور کبھی پولیس ہتھکڑی لگا کر لے جائے تو لوگ اس کو ننگِ خاندان کہیں گے - کیونکہ اس نے باپ دادا کی عزّت کو کھو دیا -

اولاد کی تین قسمیں ہیں

۱- پُوت - ۲- سپوت - ۳- کپُوت

پُوت وہ ہیں جو باپ دادا کی عزّت کو نہ گھٹائیں اور نہ بڑھائیں بلکہ اس کو بحال رکھیں - جس طرح باپ شریف تھا اگر ملازم تھا تو معزز عہدہ دار تھا - اگر تاجر پیشہ تھا تو بھی باعزّت مقام کا مالک تھا - اسی طرح بیٹا بھی اگرچہ ترقی تو نہیں کر سکا لیکن باپ کے وقار کو کم بھی نہیں کیا -

سپوت وہ ہیں جو باپ دادا کی عزّت کو بڑھاتے ہیں - اور کپُوت وہ ہیں جو باپ دادا کی عزّت کو گھٹاتے ہیں - باپ دادا شریف تھے معزز تھے اور پوتا غنڈہ نکل آیا تو گویا اُس نے باپ دادا کی عزّت کو بٹہ لگا دیا - یہ کپوت ہے -

نسب نامہ رُوحانی

جسمانی نسب کی طرح روحانی نسب بھی ہوتا ہے - جو شخص کلمہ طیّبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے وُہ اپنا رُوحانی نسب نامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملاتا ہے - اب یہ حضور انورؐ کی اُمّت ہونے کے لحاظ سے یا تو آپؐ کے دین کی عزّت بڑھائے گا یا اپنی بد اعمالی کی وجہ سے دین کی عزّت کو گھٹائے گا - اسی میں سب کچھ آجاتا ہے - اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی عزّت بحال رکھی تو ہم رسول اللہؐ کے سچے اور صحیح متبع کہلائیں گے - اور اسلام کا وقار بھی بدستور قائم رہے گا - اگر خدا نخواستہ ہماری صورت سیرت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے - نہ خُدا سے ہمارا تعلق درست ہے - نہ قرآن سے تو ہم نے مسلمان کہلا کر دین کی توہین کی - اس صورت میں ہم مسلمان کہلا کر اسلام کی توہین کا باعث بن جائیں گے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں وہ مسلمان مقبول ہوگا جو آپؐ کی عزت کو قائم رکھے گا -

رُوحانی سپوت

صحابہ کرامؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی سپوت تھے - اُن کے مرتبہ سے تو اب کوئی نہیں بڑھ سکتا - اُس زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے - اور جبرائیل علیہ السلام پیغام لاتے تھے - عشرہ مبشرہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُنیا میں بہشت کی خوشخبری سُنا دی تھی - اب حضورؐ دُنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں - اور وحی کا دروازہ بند ہو چکا ہے - اگر ہم نے عبادات معاملات معاشرت سیاست اور گھریلو زندگی میں وہی پروگرام اپنایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا تھا تو گویا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزّت کو قائم رکھا - اور اگر ہم نے خلاف کیا تو گویا ہم نے حضور انورؐ کے محبوب اسلام کو نقصان پہنچایا -

اہل سُنّت والجماعۃ

کا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم جنّت الفردوس کے وارث ہیں - آپؐ کے صحابہ کرامؓ بھی جنّت الفردوس کے وارث ہیں - ہم اہل سنت والجماعۃ کہلاتے ہیں - اس کے یہ معنی ہیں کہ جو جماعت حضورؐ نے تیار کی تھی وہ ہمارے سلف تھے - اور ہم اُن کے خلف ہیں یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت اور صحابہ کرامؓ کے طریقہ کے پابند ہیں - لیکن عملاً اہل سُنّت والجماعۃ کہلانے والوں میں اکثر بے نماز ہیں اُن کے وجود سے اسلام کی توہین ہو رہی ہے -

ان کو دیکھ کر غیر مسلم یہی سمجھیں گے کہ شاید اسلام میں اللہ تعالےٰ کی عبادت کا کوئی یومیہ پروگرام نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل

بیان کرنا بھی ایک بہت بڑی نیکی اور سعادت ہے۔ لیکن اگر ہم نے حضورؐ کے فضائل تو بیان کئے اور حال وہ نہ ہُوا تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو نقصان پہنچایا۔ اس سے غیر مسلم یقیناً یہی سمجھیں گے کہ ان کا اسلام ایسا ہی ہوگا۔

جتنے فضائل

آپ بیان کریں گے اتنا بوجھ آپ پر پڑے گا۔ اُمّت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کملائیں اور حرکتیں وہ کریں کہ جن سے کافروں کو بھی شرم آئے۔ بعض مجرم باپ اور دادا کا نام نہیں بتلاتے ان میں اتنی شرافت ہوتی ہے کہ جب کوئی کمینہ حرکت سرزد ہو جائے تو اپنے باپ دادا کا نام نہیں بتلاتے۔ اسی طرح اگر اہل سنت والجماعۃ نام کملا کر بُرائیوں سے باز نہیں آتے تو اہل سُنّت والجماعۃ کے نام کو بیجا استعمال کرنا بھی چھوڑ دینا چاہیئے۔

میرے پنجاب میں

اکثر مسلمان اسلام کی دانستہ توہین کرتے ہیں۔ رات کو کرتے ہیں بلکہ چوبیس گھنٹے کرتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ انگریز کے وقت میں بھی لاہور میں پانچ ہزار اڈے پرائیویٹ زنا کے تھے؟ اب ہیں کہ نہیں۔ یہ اخباری رپورٹ ہے۔ اور بڑی محتاط رپورٹ، محتاط کے معنی بڑی احتیاط سے لکھی جاتی ہے۔ نہایت ہی کچی تلی رپورٹ ہے۔

پاکستان کا سفیر

غیر ممالک میں جاکر نماز ایک نہ پڑھے رمضان شریف میں روزہ ایک نہ رکھے، بلکہ شراب کی بوتلیں غیر محرم عورتوں سے ڈانس وغیرہ کی دعوتوں میں داد عیش دیتا پھرے تو وہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ شاید اسلام کی تعلیم بھی یہی ہوگی۔

دُعا کیجئے

اللہ تعالےٰ ہمیں اسلام کی توہین کرنے سے بچائے۔ اور اسلام کی عزّت کو بحال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

رات کا مشغلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء سے پہلے سونے کو ناپسند فرماتے تھے اور عشاء کے بعد بیکار باتیں کرنے کو بھی ناپسند فرماتے تھے۔

اب مسلمانوں میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جن کا رات کا مشغلہ سینما بینی اور دن کو حجام و حمام سے فارغ ہو کر سوٹ بُوٹ پہن کر دفتر جانا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ چہ جائیکہ سینما میں جاکر دوسروں کی عورتوں کو دیکھیں پرائی عورت کو آنکھ اُٹھا کر دیکھنا فسق ہے مرد غیر عورت کو دیکھے تو فاسق اور عورت یہ گناہ کرے اور غیر مرد کو جھانکے تو فاسقہ۔ فسق کا ترجمہ بدمعاشی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ

(وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ط) سورہ نور ع ۴ پ ۱۸

ترجمہ۔ ایمان والوں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی شرم گاہوں کو بھی محفوظ رکھیں اور

(وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ)

ترجمہ۔ اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔

حاصل یہ نکلا اگر نگاہ محفوظ نہیں رہے گی تو شرمگاہوں کا محفوظ رہنا بھی مشکل ہوگا۔

تیز الفاظ کا استعمال

اس لئے کہہ رہا ہوں کہ شاید کسی کو توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے گویا کہ جو عورتیں سینما میں جاتی ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے بغاوت کر رہی ہیں اور جو مرد سینما میں جاتے ہیں وہ بھی اللہ تعالےٰ کے باغی ہیں۔ کیونکہ وہ مذکور الصدر حکم الٰہی کے مخالف ہیں۔ خداوند کریم اپنی ہر قسم کی نافرمانی سے محفوظ رکھے۔ اور سینما کے فتنے اور شر سے مسلمانوں کو بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

فضائل سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَوَّلُ مَنْ يَّنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں آدمؑ کی اولاد کا سردار ہوں گا۔ اور سب سے پہلے قبر سے میں اُٹھونگا۔ اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا۔ اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَكْثَرُ الْاَنْبِيَاءِ تَبَعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ يَّقْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ رواہ مسلم

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے زیادہ تعداد میرے تابعداروں کی ہوگی۔ اور میں سب سے پہلا شخص ہونگا جو بہشت کا دروازہ کھلوائے گا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰتِیْ بَابَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَسْتَفْتِحُ فَيَقُوْلُ الْخَازِنُ مَنْ اَنْتَ فَاَقُوْلُ مُحَمَّدٌ فَيَقُوْلُ بِكَ اُمِرْتُ اَنْ لَّا اَفْتَحَ لِاَحَدٍ قَبْلَكَ رواہ مسلم

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میں بہشت کے دروازہ پر جاؤں گا۔ اور اُس کو کھلواؤں گا۔ بہشت کا دربان کہے گا۔ آپ کون ہیں۔ پھر میں کہونگا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ پھر کہیگا۔ مجھے آپ ہی کے متعلق حکم دیا گیا تھا۔ کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ شَفِيْعٍ فِی الْجَنَّةِ لَمْ يُصَدَّقْ نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ مَا صُدِّقْتُ وَاِنَّ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ نَبِيًّا مَا صَدَّقَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں سب سے پہلا شخص ہوں جو بہشت میں سفارش کروں گا یعنی اپنی اُمّت کو جنّت میں داخل کرنے کی سفارش کروں گا۔ اور انبیاء میں سے کسی نبی کی اتنی تصدیق نہیں کی گئی جتنی میری (یعنی میری نبوّت و رسالت کی تصدیق کرنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے) اور انبیاء میں سے ایک نبی ایسے ہیں جن کی تصدیق صرف

ایک مرد نے کی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْاَنْبِیَاءِ کَمَثَلِ قَصْرٍ اُحْسِنَ بُنْیَانُهٗ تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ فَطَافَ بِهِ النُّظَّارُ یَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ حُسْنِ بُنْیَانِهٖ اِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَکُنْتُ اَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِیَ الْبُنْیَانُ وَخُتِمَ بِیَ الرُّسُلُ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری اور دوسرے انبیاءؑ کی مثال اس قصر کی سی ہے۔ جس کی عمارت یا دیواریں نہایت عمدہ ہوں۔ لیکن دیوار میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو۔ پھر لوگوں نے اس کے گرد پھر کر عمارت کو دیکھا (اور اس کی خوبی سے خوش ہوئے) لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر تعجب و حیرت میں رہ گئے۔ اس اینٹ کی جگہ کو بھرنے والا ہوں۔ اور میں اس عمارت کو پورا کرنے والا ہوں۔ اور میں ہی انبیاء کا خاتم ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں۔ اور میں ہی نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں۔

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِیْتُ خَمْسًا لَمْ یُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِیْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِیْرَةَ شَهْرٍ وَجُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ سَجِدًا وَطَهُوْرًا فَاَیُّمَا رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْیُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِیْ وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ وَکَانَ النَّبِیُّ یُبْعَثُ اِلٰی قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ اِلَی النَّاسِ عَامَّةً متفق علیہ۔

جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے پانچ چیزیں دی گئی ہیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ ایک تو مجھ کو فتح دی گئی۔ ایک مہینہ کی راہ کی دوری پر رعب سے (یعنی ایک مہینہ کی مسافت کی دوری پر رہنے والے دشمن کے دل میں بھی میرا ڈر پایا جاتا ہے) دوسری ساری زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک قرار دیا گیا ہے۔ (یعنی میری امت میں سے جو شخص جہاں نماز کا وقت پائے۔ اگر پانی نہ ہو تو تیمم کرکے نماز پڑھ لے) تیسری میرے لئے مال غنیمت کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ جو مجھ سے پہلے کسی کو حلال نہ تھا۔ چوتھی مجھ کو شفاعت کا مرتبہ دیا گیا۔ (یعنی شفاعتِ کبریٰ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے) پانچویں۔ مجھ سے پہلے ہر نبی کو خاص طور پر اپنی قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا۔ اور مجھے ساری دنیا اور تمام قوموں کے لئے بھیجا گیا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اے رحمۃ للعالمین ہم آپ کو خدا تو نہیں مانتے۔ لیکن خدا کے بعد کسی کو آپ جیسا بھی نہیں سمجھتے۔ نہ آسمان پر کوئی فرشتہ اور نہ زمین پر کوئی پیغمبر آپ کے رتبہ کو پہنچ سکتا ہے۔

احادیث مبارکہ

میں آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ملاحظہ کر چکے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یہ شان ہے کہ وہ تمام محاسن میں سب سے بلند مرتبہ پر ہیں۔ اور آج ہمارا یہ حال ہے کہ صرف ایک شہر لاہور میں پانچ ہزار بدمعاشی کے اڈے ہیں۔

حکومت سے عرض کرتا ہوں

نظام حکومت میرے حوالے کر دو۔ تنخواہیں تم کھاؤ۔ الاؤنس تم لو۔ مجھے صرف اختیار دیدو۔ میں ایک پیسہ بھی حکومت کے خزانہ سے لینا حرام سمجھتا ہوں۔ پھر دیکھو کہ ایک دن میں لاہوریوں کا دماغ درست ہوتا ہے کہ نہیں۔ شادی شدہ زانی کی باولے کتے کی طرح جان لینگے۔ اور غیر شادی شدہ زانی کو سو دُرّے لگا کر اس کے باپ کے گھر بھیج دینگے۔ کہ وہاں بیٹھ کر زخموں کی مرہم پٹی کرائے۔

آپ اندازہ لگائیں

کہ جس شہر میں رات کو زنا کے پانچہزار اڈے ہوں تو کیا اُس شہر پر خدا کا غضب نازل نہ ہو رہا ہوگا۔ اگر لاہور کے مختلف پانچ ہزار مقامات پر آگ لگ جائے تو یہی کہا جائے گا کہ سارا لاہور جل رہا ہے۔ اگر حکومت شرعی حدود جاری کر دے تو پاکستان میں ایک بھی زنا کا اڈہ نہیں رہ سکتا۔

میں کسی کی

ذات کا مخالف نہیں ہوں۔ البتہ مخالفِ شریعت کے کردار کا مخالف ہوں۔ کھری باتیں اس لئے کہتا ہوں کہ قیامت کے دن تم یہ نہ کہہ سکو کہ اے اللہ ہم عالم نہیں تھے۔ اور تیرے کسی بندے نے ہمیں تیرا پیغام نہیں پہنچایا تھا۔ میں تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں۔ اللہ تعالےٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

کابل میں چور

کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ شریعت کا حکم ہے کہ ایک ہاتھ کاٹا جائے اور زانی کو ایک قلعہ سے باندھ کر اُوپر سے بہت بڑی دیوار گرا کر چُور چُور کر دیتے ہیں۔ کیونکہ پٹھان ذرا متشدد مزاج ہے اس کا اثر یہ ہے کہ وہاں نہ چوری ہوتی ہے اور نہ زنا و اغوا کے واقعات منظرِ عام پر آتے ہیں۔

دُعا

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا اُمتی بنا کر اس دُنیا سے اُٹھائے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۷۸ھ مطابق ۳ اکتوبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

دُنیا کے ہر کام میں اللہ تعالیٰ سے مدد لینے کی فقط ایک شرط

اور بارگاہ الٰہی سے امداد ملنے کے بطور نمونہ پانچ اعلان

ایک شرط

یہ ہے کہ تم (اے ایماندارو) اگر اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کروگے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ (ان تنصروا اللّٰہ) سورہ محمدؐ رکوع ۱ پارہ ۲۶ ترجمہ۔ اگر تم (اے ایمانداؤ) اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کروگے۔

مدد سے مراد یہ ہے

کہ ہر ایک معاملہ میں اس بات کا لحاظ رکھوگے۔ کہ دین الٰہی کی وہ تعلیم جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے۔ اور جس دین کا عملی نمونہ ہم مسلمان سیّد المرسلین خاتم النّبیّین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھتے ہیں۔ اس کی ہرگز مخالفت نہیں کریں گے۔ یعنی ہر کام کے کرنے میں وہ طریقہ اختیار کریں گے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کے فرمان اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی مخالفت نہ ہونے پائے۔ زندگی بھر میں اس طرزِ عمل کا عہد کرنے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہیں امداد ملنے کے پانچ اعلانات ملاحظہ ہوں۔

پہلا اعلان

(یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ)

سورہ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ (اللہ تعالیٰ) تمہیں مدد دیگا۔ اور تمہارے قدموں کو ثابت رکھے گا۔ یعنی خُدا تعالیٰ کے فضل سے تمہارے قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ بلکہ دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے باعث ایک طرح کی خوشی ہوگی۔ کہ الحمد للہ ہم نے اس معاملہ میں بے دین لوگوں کی پروا نہیں کی۔ اور اللہ تعالیٰ کو راضی رکھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام بھی ہوگیا۔

مثلاً

ایک دیندار مسلمان کے بیٹے کا ایک جگہ رشتہ ہُوا۔ لڑکی والوں نے لڑکے کے لئے رشتہ تو خوشی سے دیدیا۔ مگر دبی زبان سے یہ بھی کہہ دیا کہ ہمارے ہاں برات میں باجوں کی رسم ہے۔ لہٰذا برات میں باجے ضرور لائیں۔ لڑکے والے خاموش رہے۔ اور باجے لانے کا وعدہ کوئی نہ کیا۔ جس دن برات لائے۔ تو برات تو بڑی شان و شوکت سے سج دھج کر آئی۔ اور برادری کے تمام معزّزین ساتھ لائے۔ جب لڑکی والوں کے گھر پہنچے۔ لڑکی والوں نے کہا کہ ہم نے تو برات میں باجے لانے کا بھی ذکر کیا تھا۔ لڑکے والوں نے کہا کہ چونکہ شریعتِ محمدیہ میں باجے بجانے حرام ہیں اس لئے ہم باجے نہیں لائے۔ اگر خدانخواستہ آپ کے ہاں لڑکی کی شادی پر باجے لانا لازمی شرط ہے تو ہم برات لیکر واپس چلے جاتے ہیں۔ آپ پھر اپنی لڑکی کا رشتہ ان لوگوں کو دیں جو آپ کی شرط پوری کریں۔ ؎

پائے فقیر لنگ نیست ملکِ خدا تنگ نیست

ہمیں بھی اللہ تعالےٰ کوئی ایسا رشتہ دیدیگا جس لڑکی کے ماں باپ باجا لانے کی شرط نہ کریں۔

اب لڑکی والے

بیٹھ کر سوچیں گے۔ کہ اگر ہم لڑکی کا نکاح کرکے نہیں دیتے تو لوگوں میں یہ بات مشہور ہو جائے گی۔ کہ لڑکی والوں کو لڑکے کا رشتہ تو واقعی پسند تھا۔ اسی لئے منظور کیا تھا۔ مگر فقط باجہ نہ لانے کے باعث رشتہ فسخ کر دیا۔ خدا کے فضل سے ان کے دل میں خود بخود یہ خیال آئیگا کہ اس صورت میں تو ہماری بڑی بدنامی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالےٰ لڑکی والے جُھک جائینگے کہیں گے بہت اچھا۔ آئیے۔ تشریف لائیے۔ بیٹھئے۔ ابھی نکاح ہو جاتا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ نماز عصر کے بعد لڑکی کی رُخصتی کر دیں گے۔

آپ نے دیکھا

کہ دینِ الٰہی کی پابندی کرنے والوں کو اللہ تعالےٰ نے کیسی فتح عطا فرمائی۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز

دوسری مثال

مثلاً ایک لڑکے والوں کو لڑکی کا رشتہ بڑا ہی پسند ہے۔ لڑکی میں تمام خوبیاں موجود ہیں۔ صورت۔ سیرت۔ عقلمندی۔ دانشمندی۔ شرافت طبعی علاوہ ازیں لڑکی سے قریب کی رشتہ داری بھی ہو۔ مثلاً لڑکے کی خالہ کی لڑکی ہے یا پھوپھی کی لڑکی ہے۔ غرضیکہ لڑکی ماشاء اللہ ہر صفت موصوف ہے۔ علاوہ اس کے لڑکی کا باپ مالدار بھی ہے۔ یہ بھی امید ہے کہ لڑکی کو جہیز میں کم از کم چار پانچ ہزار کا مال (کپڑے۔ زیور۔ لحاف۔ توشک۔ پلنگ۔ کرسی وغیرہ کی صورت میں) ملیگا۔ اب لڑکی والے لڑکے کو رشتہ دینے سے اس لئے انکار کر رہے ہیں کہ

لڑکا داڑھی مُنڈا اور بے نماز

ہے۔ اور وہ اس بات پر ڈٹ جاتے ہیں۔ کہ اگر لڑکا مذہب اسلام کی حقانیت چھوڑ دے۔ اور اپنی شکل اصلی بچپنے اور کھرنے مسلمانوں کی سی بنالے۔ داڑھی رکھ لے۔ اور نماز پڑھنا شروع کردے تو ہم رشتہ دینے کے لئے تیار ہیں۔

لڑکی والے

لڑکے سے اسلامی شکل بنانے اور

اسلامی شعار کی پابندی کرانے پر ڈٹ جائیں تو انشاء اللہ تعالےٰ مجھے یقین کامل ہے کہ لڑکے والے اپنے لڑکے کو مجبور کرینگے کہ اسلام کی وہ دونوں شرطیں مان لے۔ تاکہ بخیر و خوبی شادی ہو جائے۔

اور انشاء اللہ تعالیٰ

وہ نوجوان بھی ساری عمر کے لئے برادری میں یہ توہین کبھی برداشت نہیں کریگا کہ اس نے لڑکی کا بہترین رشتہ اس لئے چھوڑ دیا تھا کہ لڑکی والے اس کی دینی اصلاح ہونے پر لڑکی کا رشتہ دینے پر مُصِرّ تھے۔

برادرانِ اسلام

آپ نے میری پیش کردہ دو مثالوں میں دیکھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے دین کی پابندی کرنے والے مسلمانوں کو کیسی فتح عطا فرمائی۔

علیٰ ہذا القیاس

اے میرے معزز مسلمان بھائیو۔ کہ اگر ہم مسلمان ہر معاملہ میں دینِ الٰہی کی تابعداری پر ڈٹ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری ہر موقعہ پر امداد فرمائیگا۔ اور اللہ تعالےٰ کی امداد کی برکت سے مخالف کو جھکنا پڑے گا۔

ایک پکّے دیندار کا عجیب واقعہ

سُنئے۔ جب اس گنہگار کو اللہ تعالےٰ دہلی سے لاہور لایا۔ اور خدا تعالیٰ کی قُدرت کہ مجھے شیرانوالہ سے باہر رہائش کے لئے ایک مکان کرایہ پر مِلا۔ چونکہ اس مکان کے قریب یہ لائن والی مسجد ہی تھی مَیں نے اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آنا شروع کر دیا۔ یہ مسجد در اصل پولیس لائن والوں کی تھی محلہ کی نہیں تھی۔ پولیس والے ہی اکثر اس میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ جس طرح کہ ہر تھانے کے پاس آپ دیکھیں گے کہ چھوٹی سی مسجد ضرور ہوتی ہے۔ جس میں پولیس کے آدمی جو نمازی ہوتے ہیں۔ وہ اس میں وقت پر نماز پڑھ لیا کرتے ہیں۔ تاکہ دُور بھی نہ جانا پڑے۔ اور نماز بھی با جماعت ہو جائے۔ میرے لاہور میں آنے کے وقت پولیس لائن تو یہاں سے اُٹھائی جا چکی تھی۔ اور چھوٹی سی یہ مسجد مسجد ہی رہی۔ اس میں نواں محلہ جو مسجد کے متصل ہے۔ اس محلہ کے رہنے والے ایک بزرگ بحیثیت خادم کے محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مسجد کی خدمت کرتے تھے اور ان کا ذریعہ معاش بزازی کی ایک چھوٹی سی دُکان اسی مسجد کے قریب ہی تھی۔ وہ بچارے کوئی بڑے سرمایہ دار تو نہیں تھے۔ اُنہوں نے مجھ سے ذکر کیا۔ کہ میں ہندوؤں سے کپڑا اُدھار لاتا ہوں۔ اور مَیں نے ہندو بزازوں سے کہہ رکھا ہے۔ کہ مَیں اُدھار لے جاؤنگا۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ وعدے کے مطابق تھانوں کی قیمت تو ادا کردونگا مگر سود نہیں دُونگا۔ مرحوم فرماتے تھے کہ ہندو مجھے کہتے تھے کہ

بہت اچھا میاں جی

آپ بیشک جتنی ضرورت ہو کپڑا لے جایا کیجئے۔ اور وقت پر قیمت ادا کر دیا کیجئے۔ ہم آپ سے سود نہیں لینگے۔ برادرانِ اسلام

آپ نے دیکھا

کہ اللہ تعالےٰ کے ایک بندے اور اس کی پاک نیت کی بناء پر کس طرح ہندوؤں کے دلوں کو نرم کر دیا تھا۔ یہ رعایت در اصل حاجی صاحب مرحوم کی للّٰہیت اور اخلاص کا نتیجہ تھی اللہ تعالےٰ کو معلوم تھا کہ میرا یہ بندہ اتنا سچّا اور پکّا مسلمان ہے۔ کہ بھوکا رہنا منظور کرے گا۔ مگر سود دے کر مجھے ناراض کرنا گوارا نہیں کریگا۔

اس لئے

اللہ تعالےٰ نے ہندوؤں کے دلوں کو نرم کر دیا تھا۔ اللہ تعالےٰ اپنے مخلص بندوں کی خاطر اپنے دشمنوں کے دلوں کو بھی پھیر دینے پر قادر ہے۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

دُوسرا اعلان

(اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ ۚ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ ۗ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ ہو سکے گا۔ اور اگر تمہاری مدد نہ کرے تو پھر ایسا کون ہے۔ جو تمہاری اس کے بعد مدد کر سکے اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غلبہ نہیں پا سکتا۔ اور اگر وہ مدد نہ کرے۔ تو اور کوئی زمین یا آسمان میں مدد کرنے والا ہے بھی نہیں۔ اور اس کی طرف سے مدد کرنے کی شرط پہلے بیان ہو چکی ہے۔ کہ اگر تم اللہ تعالےٰ کے دین کی پابندی کرو گے۔ تو پھر اللہ تعالےٰ تمہاری ضرور مدد کرے گا۔

تیسرا اعلان

(وَلَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ ۗ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیْزٌ ۝ سورہ الحج رکوع ۷ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اور اللہ ضرور اس کی مدد کریگا۔ جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا۔ بیشک اللہ زبردست غالب ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ ایسے شخص کی مدد کرنے کا اللہ تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے۔ جو اس کے دین کی مدد کرے۔ یعنی جو شخص دُنیا کا ہر کام کرتے ہیں اس بات کا پورا لحاظ رکھے۔ کہ قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے کسی ارشاد کی مخالفت ہرگز نہ ہونے پائے۔ اللہ تعالےٰ ایسے بندے کی ضرور امداد کرتا ہے۔ کیا جس شخص کی اللہ تعالےٰ امداد کرے۔ وہ کبھی دُنیا میں خائب خاسر ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں وما علینا الا البلاغ

چوتھا اعلان

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ رُسُلًا اِلٰی قَوْمِہِمْ فَجَآءُوْہُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا ۗ وَکَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

سورہ الروم رکوع ۵ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور ہم تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں۔ سو وہ ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے

پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ جو گنہگار تھے۔ اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی۔

حاصل

یہ نکلا کہ انبیاء علیہم السلام جو اپنی اپنی قوم کے پاس پیغامِ حق لائے تھے۔ ان قوموں نے انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی بجائے تکذیب کی۔ اور ان کی موافقت کی بجائے مخالفت کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وُہ قومیں یکے بعد دیگرے دُنیا سے نیست و نابود کر دی گئیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار و ما علینا الا البلاغ۔

پانچواں اعلان

(اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ۔ آیا وہ شخص جو اللہ کی رضا کا تابع ہے۔ اس کے برابر ہو سکتا ہے۔ جو غضبِ الٰہی کا مستحق ہُوا۔ اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور کیسی وہ بُری جگہ ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ قانونِ الٰہی (قرآن مجید) کی پابندی کر کے اللہ تعالےٰ کو راضی رکھنے والا اور جو شخص اللہ تعالےٰ کی رضا کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ کیا یہ دونوں درجے میں برابر ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس دوسرے شخص کا ٹھکانا دوزخ ہوگا اور وہ بہت ہی بری جگہ ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ مذکورۃ الصدر پانچ اعلانوں

سے یہ بات ثابت ہوگئی۔ کہ اپنے ہر کام میں امدادِ الٰہی لینے کے لئے اس کی رضا کے تابع ہو کر چلنا ضروری ہے ہر کام میں رضا الٰہی کے تابع ہونے کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

پہلی

دو آدمی تجارت پیشہ فرض کر لیجئے۔ ایک ان میں سے اللہ تعالےٰ کے قانون کے مطابق کاروبار کرتا ہے۔ مثلاً ہر گاہک کو مال کھرا اور خالص دیتا ہے اور گاہک سے جھُوٹ بھی نہیں بولتا۔ اس شخص سے اللہ تعالےٰ راضی ہوگا۔ کاروبار میں اس دیانتداری کے باعث جو روپیہ آئے گا۔ اس کو کھانے پینے پہننے میں صرف کرنے کے باعث انسان کا دل نیکی کی طرف مائل ہوگا۔ اللہ تعالےٰ کی یاد کرنے کا شوق پیدا ہوگا۔ اس بناء پر اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کی صحبت میں جائے گا۔ ان کی صحبت کی برکت سے یہ شخص نیک۔ شریف اور پرہیزگار ہو جائے گا۔ اس کی دُنیا بھی سنور جائیگی۔ جب مرے گا تو انشاء اللہ تعالےٰ اس کی قبر بہشت کا باغ بن جائے گی۔ اس کے مقابلہ میں دوسرا شخص خیال کیجئے جو مال کے کمانے میں حرام اور حلال کے ذریعہ میں تمیز نہیں کرتا۔ لوگوں کو اصلی کہکر نقلی مال دیتا ہے۔ کھرا کہکر کھوٹا دیتا ہے۔ اور دام کھرے کے لیتا ہے۔ یہ حرام کا مال جس کے پیٹ میں جائیگا اس کے دل میں حرام کے کاموں کے خیالات پیدا ہوں گے۔ حرام ہی کے کاموں میں اسے دلچسپی ہوگی۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ لوگوں کی نظروں میں بھی ذلیل اور خوار ہوگا۔ دُنیا میں ذلیل ہونے کے علاوہ اس کی قبر جہنّم کا گڑھا بنے گی۔

اب ہر انسان

خود سوچ لے کہ کونسا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ یہ دُنیا گنبد کی آواز ہے جیسی دوگے۔ ویسی سنوگے۔ نیکی کروگے تو اپنے متعلق نیکی کی آواز سُنوگے۔ اور بدی کروگے تو اپنے متعلق بدی کی آواز سُنوگے۔ اور اسی آواز کی بناء پر قبر میں تمہارے ساتھ سلوک ہوگا۔ اللھم اہدنا الصراط المستقیم۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

دوسری

سرکاری ملازمین دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ طبقہ جو ہماری گورنمنٹ کے خزانہ سے جو انہیں تنخواہ ملتی ہے۔ اسی پر گزر اوقات کرتے ہیں۔ اور مخلوقِ خدا کی جو خدمت حکومت کی طرف سے ان کے ذمہ ہے۔ وہ دیانتداری سے انجام دیتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ رشوت نہیں لیتے۔ اس لئے خیالات بھی پاک ہوں گے۔ جذبات بھی پاک ہونگے۔ نیکی کی طرف بھی میلانِ طبع ہوگا۔ اور مخلوقِ خدا کے دلوں سے بھی ان کے حق میں دُعائیں نکلیں گی۔ ایسے سرکاری عہدہ داروں سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوگا۔ اور مخلوقِ خدا کے دل سے دُعائیں نکلیں گی۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ مخلوقِ خُدا کی دلی دُعاؤں کے باعث اللہ تعالےٰ کی رحمت ان کے شاملِ حال ہوگی اور وہ لوگ عذابِ الٰہی سے بھی بچ جائیں گے۔ خواہ قبر کا ہو یا دوزخ کا۔ سرکاری ملازمین کا دوسرا وہ طبقہ بھی ہے جو باوجودیکہ گورنمنٹ کے خزانہ سے تنخواہ لیتے ہیں۔ اور پھر رعایا کی اسی خدمت کے انجام دینے میں رعایا سے الگ حق الخدمت لیتے ہیں۔ اسی کا نام رشوت ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ ہر شخص ایسے لوگوں سے ناراض ہوگا۔ ہر شخص کے دل میں یہ خیال آئیگا۔ کہ جب یہ لوگ گورنمنٹ کے خزانہ سے تنخواہ لیتے ہیں تو پھر انہیں اسی خدمت کا معاوضہ پبلک سے وصول کرنے کا کیا حق ہے۔ ہر شخص اپنی ضرورت کے پورا کرانے کے لئے انہیں رشوت دے گا۔ مگر دل میں ناراض ہوگا۔ اور جب ایسے لوگوں کا ذکر آئیگا تو ہر شخص انہیں بُرائی سے یاد کرے گا۔ ایسے شخص سے اللہ تعالےٰ خود بھی ناراض تھا اور مخلوقِ خُدا کے دلوں کی ناراضگی اس شخص کے حق میں اللہ تعالےٰ کے غضب کو اور زیادہ بھڑکا دیگی۔ نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ یہ رشوت خوار دُنیا کی زندگی میں لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوگا۔ اور جب قبر میں داخل ہوگا تو قبر بھی دوزخ کا گڑھا بنے گی۔ اور زندگی میں حرام مال استعمال کرنے کے باعث اس کے خیالات کا رجحان حرام کی طرف زیادہ ہوگا۔ مثلاً شراب پینا۔ ڈانس کھیلنا۔ مسجد میں آنے کو دل نہ چاہنا۔ سنیما دیکھنے کا بے حد شوق دل میں پیدا ہونا وغیرہ وغیرہ مخربِ اخلاق افعال اور مخربِ اخلاق صحبتوں میں جانا وغیرہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ حرام مال سے اپنے آپ کو بچائے۔ تاکہ دُنیا میں رہنے والوں کی نظروں میں ذلیل نہ ہو اور اس کی قبر دوزخ کا گڑھا نہ بنے۔ اور اس کے بعد میدان محشر سے دوزخ میں نہ پہنچنے پائے۔

تصویر کا دوسرا رُخ

جو خدا تعالےٰ اپنے مخلص بندوں کو ہر کام میں مدد دے کر کامیاب بنا سکتا ہے۔

وُہی

اپنے مخالفین کو اپنی بے پناہ طاقت

سے تباہی کے گھاٹ بھی اُتار سکتا ہے۔

اس کے شواہد

پہلا

(وَكَمْ مِنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝)

سورہ الاعراف رکوع ۱۷ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دی ہیں۔ جن پر ہمارا عذاب رات کو آیا یا ایسی حالت میں کہ وہ دوپہر کو سونے والے تھے۔ جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا۔ پھر ان کی یہی پکار تھی۔ کہتے تھے۔ بیشک ہم ہی ظالم تھے۔

آپ نے دیکھا

اللہ تعالےٰ نے اپنی جابرانہ طاقت سے باغیوں کی بستیوں کو آناً فاناً موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اور ہلاک ہونے والوں نے ہلاکت کے وقت اپنے مُنہ سے اقرار کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں سزا دینے میں حق بجانب ہے۔ ہم ہی ظالم تھے۔ اسی کو ہماری زبان میں اس محاورے سے ادا کرتے ہیں۔ "جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے"

دُوسرا

(اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَّكُمْ وَاَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَّجَعَلْنَا الْاَنْهٰرَ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَنْشَاْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۱۱ پارہ ۷

ترجمہ۔ کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی اُمتیں ہلاک کر دیں۔ ہم نے انہیں زمین میں وہ اقتدار بخشا تھا جو تمہیں نہیں بخشا۔ اور ہم نے ان پر آسمان سے خوب بارشیں برسائیں۔ اور ان کے نیچے نہریں بہا دیں۔ پھر ہم نے انہیں ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان کے بعد اور اُمتوں کو پیدا کیا۔

خُدا کرے

کہ میرے پاکستان کے ہر طبقہ کے احباب مذکور الصدر اعلانِ الٰہی کو غور سے پڑھیں۔ اور پھر اپنے گریبان میں مُنہ ڈال کر دیکھیں۔ ممکن ہے۔ کہ اس کے بعد کچھ انہیں اپنی اصلاح کا احساس پیدا ہو جائے۔

ایک مخلصانہ مشورہ

چاہئے تو یہی کہ ساری قوم کی اصلاح ہو جائے۔ لیکن اگر ساری قوم اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہو تو پھر انفرادی طور پر اپنے ہر بھائی اور ہر بہن کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ ہر شخص انفرادی طور پر اپنا معاملہ اللہ تعالےٰ سے درست کر لے کیونکہ ہر انسان نے اپنی اپنی قبر میں جانا ہے۔ اس لئے جو شخص بھی اپنا تعلق اللہ تعالےٰ سے درست کر لے گا۔ اس کی قبر تو بہشت کا باغ بن ہی جائیگی وما علینا الا البلاغ۔

تیسرا

(وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا ۝) سورہ الکہف رکوع ۸ پارہ ۱۵

ترجمہ۔ اور یہ بستیاں ہیں۔ جنہیں ہم نے ہلاک کیا ہے۔ جب انہوں نے ظلم کیا تھا۔ اور ہم نے ان کی ہلاکت کا بھی ایک وقت مقرر کیا تھا۔

حاصل

یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کئی بستیوں کے رہنے والوں کو ہلاک کر دیا۔ ان ہلاک ہونے والوں کا جرم یہی ظلم تھا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی بیشمار نعمتوں سے فائدہ اُٹھانا اور اسی کے احکام کی ڈٹ کر مخالفت کرنا۔ اور اگر ہادی برحق کوئی پیغمبر آئے تو اس کی نافرمانی کرنا۔ بلکہ اس کی بے عزتی کرنا۔ کسی کو جادوگر ہونے کا طعنہ دینا۔ کسی کو پاگل ہونے کا طعنہ دینا وغیرہ وغیرہ

سُنّۃُ اللہ

یہ ہے کہ اپنے باغیوں کو کچھ مُدّت تک مہلت دے کر پھر عذاب الٰہی میں مبتلا کیا کرتے تھے۔ اور ان کی تباہی اور بربادی کی کوئی میعاد تقدیر الٰہی میں مقدر ہُوا کرتی تھی۔ جب وہ وقت آتا تھا۔ پھر ان پر عذاب نازل ہوتا تھا۔

اے میرے ملک کے رہنے والو

مذکور الصدر حالات کے آئینے میں اپنا مُنہ دیکھو۔ کہ کہیں ہم بھی ان کی طرح باغیانہ لائن پر تو نہیں جا رہے۔ بعض آدمی نیک تو ان ہلاک ہونے والی قوموں میں بھی ہوتے ہیں۔ ان قوموں کی تباہی کے وقت اگر کوئی پیغمبر موجود ہوتا تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کو پہلے اطلاع دیدی جاتی تھی۔ کہ مخلصین کو بچالیں۔ پھر باغیوں پر عذاب الٰہی نازل ہُوا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ میرے اس بیان کے شاہد ہیں۔

چوتھا

(اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝)

سورہ الدخان رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور وہ لوگ جو ان سے پہلے ہوئے۔ ہم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ کیونکہ وہ مجرم تھے۔

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ

اس آیت پر حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "تبع بادشاہ تھا یمن کا۔ سب قوم اس کی بُت پرست۔ اس کو یقین آیا تورات پر (یعنی تورات پر ایمان لایا) اپنی قوم کے سامنے آزمایا۔ کہ سچا دین کونسا۔ بڑی آگ لگائی (یعنی جلائی) دو حبر یہود کے تورات بغل میں لے کر اس میں گھس گئے۔ نہ جلے۔ دو بُت پرست بُت کو بغل میں لے کر چلے۔ جلنے لگے۔ اُلٹے بھاگے۔ اس کی قوم اس کی دشمن ہُوئی۔ آخر خراب ہوئے"۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "تبع لقب تھا یمن کے بادشاہ کا جس کی حکومت سبا اور حضر موت وغیرہ سب پر تھی۔ "تبع" بہت گزرے ہیں۔ اللہ جانے یہاں کونسا مراد ہے۔ بہرحال اتنا ظاہر ہُوا۔ کہ اس کی قوم بہت قوّت و جبروت والی تھی۔ جو اپنی سرکشی کی بدولت تباہ کی گئی۔ ابن کثیر نے اس سے قوم سبا مراد لی ہے۔ جس کا ذکر سورہ سبا میں گزر چکا (من قبلہم سے مراد) عاد و ثمود وغیرہ ان سب کو اللہ نے ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر کے چھوڑا۔ کیا تم ان سے بہتر یا ان سے زیادہ طاقتور ہو کہ تم کو

ہلاک نہ کرے گا یا نہ کر سکیگا۔"

اے میرے پاکستان کے باشندو

مذکور الصدر سطروں کو غور سے پڑھو۔ اور ان تباہ ہونے والی قوموں کے حالات سے اپنے حالات کا مقابلہ کر کے دیکھو کیا تم بھی کہیں ہلاکت کے راستہ پر تو نہیں جا رہے۔

مَیں مانتا ہوں

کہ میرے مُلک میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندے بھی ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اکثریت کن لوگوں کی ہے۔ اور اسلام کا احترام کرنے والے زیادہ ہیں یا اسلام کی بے حرمتی کرنے والے زیادہ ہیں؟ وما علینا الّا البلاغ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو جوان کسی بوڑھے بزرگ کا اس کے بڑھاپے ہی کی وجہ سے ادب و احترام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس جوان کو بوڑھے ہونے کے وقت ایسے بندے مقرر کر دے گا جو اس وقت اس کا ادب و احترام کریں گے۔ جامع ترمذی

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق ایک مضبوط عمارت کا سا ہے، اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا (کہ مسلمانوں کو اس طرح باہم وابستہ اور پیوستہ ہونا چاہئے) صحیح مسلم

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب مسلمان ایک شخص واحد (کے مختلف اعضاء) کی طرح ہیں۔ اگر اس کی آنکھ دکھے تو اس کا سارا جسم درد محسوس کرتا ہے، اور اسی طرح اگر اس کے سر میں تکلیف ہو تو بھی سارا جسم تکلیف میں شریک ہوتا ہے۔ صحیح مسلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے (اس لئے) نہ تو خود اس پر ظلم و زیادتی کرے نہ دوسروں کا نشانہ ظلم بننے کے لئے اس کو بے مدد چھوڑے (یعنی دوسروں کے ظلم سے بچانے کے لئے اس کی مدد کرے) اور جو کوئی اپنے ضرورت مند بھائی کی حاجت پوری کرے گا اللہ تعالیٰ کی حاجت روائی کرے گا۔ اور جو کسی مسلمان کو کسی تکلیف اور مصیبت سے نجات دلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن کسی مصیبت اور پریشانی سے نجات عطا فرمائے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی پردہ داری کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ داری کرے گا۔ صحیح بخاری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۴ر اکتوبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

انسان کی کامیاب زندگی کا معیار

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

(وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ)

سورہ الذّٰریٰت رکوع ۳ پارہ ۲۷

ترجمہ - اور میں نے جن اور انسانوں کو پیدا کیا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔

قاعدہ یہ ہے کہ دُنیا میں جو چیز بھی ہم کو نظر آتی ہے اس پر "کامیاب" "ناکامیاب" ان دو لفظوں میں سے ایک لفظ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ کامیابی کا یہ ہے کہ جو چیز جس غرض کے لئے بنائی جائے وہ غرض اس سے پوری ہو جائے۔ تو سمجھا جائے گا کہ وہ چیز کارآمد ہے اگر وہ غرض جس کے لئے وہ چیز بنائی گئی ہے پوری نہ ہو تو کہا جائے گا کہ وہ کارآمد نہیں بلکہ بیکار ہے۔ پہلی چیز کے بنانے والے انسان کو کہا جائے گا کامیاب اور دوسری چیز کے بنانے والے کو ناکامیاب۔ گویا ہر چیز کے پرکھنے کے لئے کہ اچھی ہے یا بُری۔ صحیح ہے یا غلط۔ قاعدہ یہ ہے کہ کاریگر نے جس کام کے لئے جس چیز کو بنایا ہے اگر وہ کام اس چیز سے ہو جائے تو وہ چیز اچھی اور قابلِ قدر کہلاتی ہے۔ اگر وہ کام اس سے نہ ہو تو وہ چیز بیکار اور ردی سمجھی جاتی ہے۔ صورت کے لحاظ سے اگرچہ ایک چیز کتنی اچھی۔ خوبصورت اور بھلی معلوم ہو۔ لیکن جس کام کے لئے کاریگر نے اسے بنایا ہے اگر وہ کام اس سے نہ ہو سکے تو وہ ردّی اور بیکار سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً ایک کاریگر قلم بنانے کے لئے چاقو بناتا ہے۔ لیکن اگر لوہا ناقص ہے اور چاقو قلم نہیں گھڑتا بلکہ اُلٹا اس کا مُنہ مڑ جاتا ہے تو وہ چاقو بیکار ہے۔ اگرچہ اس کا دستہ نہایت خوبصورت ہو۔ اور اس کی وضع بھی اچھی ہو۔ لیکن لوہا ایسا کچا۔ ردی اور ناقص ہے کہ قلم گھڑنے کے ساتھ ہی اس کا مُنہ مڑ جاتا ہے۔ اس میں دندانے پڑ جاتے ہیں اور چاقو بیکار ہو جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس ہر چیز کی کامیابی اور ناکامیابی کا معیار یہ ہے کہ جس غرض کے لئے بنانے والے نے وہ چیز بنائی ہے۔ اگر وہ کام اس سے ہو جائے تو وہ چیز اچھی اور قابل قدر ہے۔ اگر وہ کام نہ ہو تو وہ قابلِ قدر نہیں بلکہ بالکل بیکار ہے۔ مثلاً ایک شخص بال بچّوں کے دودھ پینے کے لئے ایک بھینس خرید لاتا ہے بھینس اگر شکل کے لحاظ سے عمدہ اور سوہنی ہے اور ہر شخص کو اس کی شکل پسند ہے۔ لیکن دودھ بہت کم دیتی ہے مثلاً شہر لاہور میں دو روپیہ کا چارہ کھائے اور اٹھائی سیر دودھ دے جو بمشکل سوا روپیہ کا ہے۔ تو وہ سراسر بیکار ہے۔ اس سے مالک کو خسارہ اور نقصان کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اس کے مقابلہ میں ایک بھینس شکل و صورت کے لحاظ سے۔ تو بدصورت ہے۔ لیکن مالک کو پانچ سیر دودھ اس وقت اور پانچ سیر اس وقت یعنی یومیہ دس سیر دیدیتی ہے۔ شکل کے لحاظ سے اگرچہ وہ قابل قدر نہیں لیکن جس غرض کے لئے وہ لائی گئی ہے کہ بچے دودھ پئیں دہی کھائیں۔ مکھن اور گھی کھائیں۔ اپنا خالص اور گھر کا ہمیں دودھ مل جائے۔ اگر یہ کام اس سے ہو جائیں تو وہ قابلِ قدر ہے۔

جیسی یہ مثالیں میں نے عرض کی ہیں اسی طرح انسان بھی جس غرض کے لئے اس کے بنانے والے نے اس کو بنایا ہے۔ اگر انسان اس غرض کو پورا کر رہا ہے۔ تو یہ کامیاب ہے۔ ورنہ ناکامیاب انسان کو بنانے والا اللہ جل شانہٗ ہے اللہ تعالےٰ ہی انسان کو پیدا کرتا ہے وہ چاہے تو پیدا کرتا ہے اگر وہ نہ چاہے تو نہیں پیدا کرتا مثلاً کئی گھر آپ ایسے دیکھیں گے کہ بیس بیس سال شادی کو ہو گئے ہیں لیکن نہ بیٹا پیدا ہُوا اور نہ بیٹی۔ ماں باپ اولاد کو ترستے ہیں۔ لیکن اولاد نہیں ہوتی۔ کئی گھر آپ ایسے دیکھیں گے کہ جن میں اللہ تعالےٰ نے بیٹیاں ہی بیٹیاں دے رکھی ہیں۔ مائیں بیٹوں کو ترستی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے چھ بیٹیاں یا سات بیٹیاں یا آٹھ بیٹیاں دے رکھی ہیں۔ بعض گھر آپ ایسے بھی دیکھیں گے جن میں اللہ تعالےٰ نے بیٹے ہی بیٹے دے رکھے ہیں۔ سات بیٹے یا آٹھ بیٹے تو ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے دولت بہت دے رکھی ہے۔ مائیں چاہتی ہیں کہ بیٹی ہو تاکہ اس کو سونے کی بالیاں۔ سونے کی چوڑیاں۔ سونے کا ہار ریشمی لباس پہنائیں اور اس کو نہایت خوبصورت گڑیا بنا کر رکھیں۔ بیٹے تو سفید کپڑے ہی پہنتے ہیں۔ نہ بالیاں پہن سکتے ہیں۔ نہ چوڑیاں اور ہار پہن سکتے ہیں۔ اس لئے مائیں ترستی ہیں کہ اللہ تعالےٰ کوئی بیٹی عطا فرمائے تاکہ یہ دولت اس کے کام آئے۔

اگر ماں باپ کے اختیار میں اولاد ہوتی تو کوئی بے اولاد نہ ہوتا۔ اگر ماں باپ کے اختیار میں اولاد ہوتی تو وہ توازن صحیح رکھتے۔ کسی کے ہاں دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہوتیں۔ کوئی تین بیٹے اور تین بیٹیاں پسند کرتا۔ غرضیکہ ہر ایک دونوں جنسیں پسند کرتا۔ لیکن جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں اولاد اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ میں نے جو کچھ اُوپر عرض کیا ہے وہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کی روشنی میں عرض کیا ہے

لِلّٰہِ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ ۙ اَوۡ یُزَوِّجُهُمۡ ذُکۡرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَیَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ

سورہ الشوریٰ رکوع ۵ پارہ ۲۵

ترجمہ - آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا ہے یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بیشک وہ خبردار قدرت والا ہے۔

غرضیکہ اللہ تعالےٰ ہی انسان کی مشیت

بناتا ہے تو اسی سے پوچھا جاتا ہے کہ آپ نے یہ مشینری کس غرض کے لئے بنائی ہے۔ مَیں ثابت کر چکا ہوں۔ کہ انسان کا بنانا اللہ تعالےٰ ہی کی مرضی پر موقوف ہے۔ لہٰذا اللہ جل شانہٗ سے ہی پوچھنا چاہئے کہ آپ نے یہ انسان کی مشین کیوں بنائی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو اعلانات کا مجموعہ ہے اس کا نام قرآن مجید ہے جو منزل من اللہ ہے ہمارا ایمان ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیغام لے کر سید المرسلین خاتم النّبیّین علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچا دیا کرتے تھے۔ اور اس میں اپنی طرف سے کوئی کمی بیشی نہیں کیا کرتے تھے۔ دُنیا کے ستّر کروڑ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ قرآن اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے لہٰذا اللہ تعالےٰ ہی سے پوچھا جائے کہ اے اللہ! آپ نے انسان کو کیوں بنایا ہے۔ اس کا جواب اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں دیتے ہیں۔ وَمَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ لہٰذا انسان کی خلقت کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کو یاد کرے۔ اب انسان کے اچھے اور بُرے یا کامیاب اور ناکامیاب ہونے کا معیار اس کی تخلیق کے مقصد یعنی اللہ تعالےٰ کی یاد پر مبنی ہوگا۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کو یاد کرتا ہے۔ اس کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ اس کی ہدایات کے مطابق زندگی کے چوبیس گھنٹے صرف کرتا ہے۔ جن کاموں کے کرنے کا وہ حکم دیتا ہے ان کو کرتا ہے۔ اور جن کاموں کے کرنے سے منع کرتا ہے ان سے رُک جاتا ہے۔ جس شخص کی زندگی کا طرزِ عمل یہ ہوگا اس کے متعلق کہا جائیگا کہ یہ کامیاب انسان ہے۔ جو شخص اللہ جل شانہٗ کے فرامین کی پروا نہیں کرتا۔ جن کاموں کے کرنے کا حکم دے وہ کرتا نہیں، اور جن کاموں سے منع کرے۔ ان سے باز نہ آئے تو اس شخص کی زندگی ناکام زندگی ہے۔ اور فیل زندگی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں یہ شخص مقبول نہیں بلکہ مردود ہوگا۔ اور اگر اس کو کہا جائے کہ تم خود ہی اپنی عقل کی روشنی میں بتلاؤ کہ خالق نے تجھے جس غرض کے لئے بنایا ہے وہ غرض جب پوری نہیں ہو رہی تو تم ناکامیاب ہو یا نہیں۔ تم دُنیا میں بامراد نہیں بلکہ نامراد ہو یا نہیں؟ پھر تم یہ بھی بتلاؤ کہ جن لوگوں کو اللہ تعالےٰ کامیاب بنائے گا وہ دُنیا کی زندگی میں بھی کامیاب ہونگے۔ ان کا ٹھکانا اور تیرا ٹھکانا ایک ہو سکتا ہے۔ اور دونوں کو ایک درجہ اعزازی مل سکتا ہے۔ دُنیا میں تمتحن حسب امتحان لیتا ہے تو کیا پاس ہونیوالوں اور فیل ہونیوالوں! ایک ہی ڈگری دکھاتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ عزّت کی ڈگری اعزازی طور پر پاس ہونیوالوں کو دی جاتی ہے۔ اور فیل ہونے والوں کو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ اس کو اس طرح نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ گویا وہ امتحان میں شامل ہی نہیں تھا۔ اس کو ناکام اور فیل کہا جاتا ہے۔ وُہ نہ صرف اپنی جماعت کے طلباء کی نظروں میں بلکہ ماں باپ۔ رشتہ داروں۔ برادری اور محلہ والوں سب کی نظروں میں ذلیل ہوتا ہے کہ نالائق ہے۔ سارا سال گنوایا اور کامیاب نہ ہونے پایا۔ جو کامیاب ہوتا ہے اس کی عزّت ہر شخص کے دل میں ہوتی ہے۔ اس کی اپنے کلاس فیلو (ہم جماعت) ماں باپ۔ برادری اور محلہ والوں سب کی نظروں میں عزّت ہوتی ہے۔ کہ لڑکا لائق ہے۔ کامیاب ہو کر آیا ہے۔ علی ہذا القیاس جو انسان کامیاب ہیں اور جو ناکامیاب ہیں دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

(اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ)

سورہ الجاثیہ رکوع ۲ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ کیا گناہ کرنے والوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم ان کو ایمانداروں نیک کام کرنے والوں کے برابر کر دیں گے۔ ان کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ وُہ بہت ہی بُرا فیصلہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد سے ثابت ہُوا کہ اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتے۔ جو فرمانبردار ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں عزّت پائیں گے۔ اور جو نافرمان اور باغی ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں ذلیل کئے جائیں گے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد یہ ہے۔ کہ یادِ الٰہی اور اتباعِ اوامرِ الٰہی یعنی اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل کرے جو کرتا ہے وہ کامیاب ہے جو نہیں کرتا وہ ناکام ہے۔ جیسا کہ مَیں ثابت کر چکا ہوں۔ کامیاب اور ناکام دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔ جن لوگوں نے عبدیت کے پروگرام میں کامیابی حاصل کی۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی بندگی کا حق ادا کیا۔ اللہ جل شانہٗ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا وہ کئے اور جن سے روکا ان سے رُک گئے اور جو لوگ اللہ تعالےٰ کے احکام سے بے بہرہ رہے۔ آزاد رہے جن کو کچھ پروا نہیں کہ کس قسم کے کام ہمیں کرنے چاہئیں اور کن کاموں سے ہمیں بچنا چاہئے۔ ان دونوں قسم کے لوگوں کی زندگی اور موت برابر نہیں ہو سکتی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا اعلان متعدد مقامات پر موجود ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نیک۔ وفادار اور مومن بندے جو اس کے تابعدار ہونگے اور انبیاء علیہم السلام کے متبع ہونگے۔ ان کا ٹھکانا جنت ہوگا۔ اللّٰھم اجعلنا منھم۔ جو اللہ تعالےٰ کے باغی ہونگے اس کی تعلیم سے روگردانی کرنے والے ہوں گے۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

مَیں یہ عرض کر رہا تھا کہ انسان کی کامیاب زندگی اور ناکام زندگی میں مابالامتیاز کیا ہے۔ مَیں ثابت کر چکا ہوں کہ کامیاب زندگی اس انسان کی ہے جو اپنی تخلیق کی غرض کو پُورا کر رہا ہے۔ جس نے اللہ تعالےٰ کی رضا کو اپنی زندگی کا نصب العین بنا رکھا ہے۔ وُہ کامیاب ہے۔ اور جو انسان اللہ تعالےٰ کے تجویز کردہ پروگرام حیات کی جس کا مجموعہ ہے قرآن مخالفت کرتا ہے۔ تو یہ شخص ناکامیاب ہے۔ کامیاب زندگی بسر کرنے والوں کی چوبیس گھنٹوں کی زندگی کا پروگرام قرآن مجید میں موجود ہے۔ مثلاً سویرے اُٹھے اور ہاتھ مُنہ دھو کر وضو کر کے اللہ تعالےٰ کو یاد کیا اس کے بعد کاروبار میں لگ گئے۔ دوپہر کو کھانا کھانے کے بعد کام کرنے والے آدمی تھوڑا سا آرام کرتے ہیں۔ جس طرح جسم کو غذا کی ضرورت ہے اسی طرح روح کو بھی غذا کی ضرورت ہے۔ رُوح کی غذا ذکرِ الٰہی ہے۔ صبح جس طرح اُٹھ کر رُوح کو غذا دی۔ نماز پڑھی۔ پھر ناشتہ کیا۔ جسم کو غذا دی۔ اسی طرح دوپہر کو کھانا کھانے اور آرام کرنے کے بعد رُوح کو بھی غذا دے دی جائے۔ یہ ہے ظہر کی نماز۔ پھر عصر کے وقت لوگوں کی عادت ہے کہ وہ کچھ کھاتے ہیں۔ عموماً شہری اس وقت چاء اور اس قسم

کی پُر تکلف چیزیں کھاتے ہیں - دیہاتی اس وقت دانے بھنوا کر چبانے کے عادی ہوتے ہیں - غرضیکہ عصر کے وقت جیسے جسم کو غذا دی جاتی ہے - اسی طرح روح کو بھی غذا دی جاتی ہے - یہ ہے عصر کی نماز - علیٰ ہذاالقیاس رات کو بھی جس طرح جسم کو غذا دی جائے اسی طرح رُوح کو بھی غذا دی جائے - یہ مغرب اور عشاء کی نمازیں ہیں - غرضیکہ کامیاب زندگی اس کی ہے - جو جسم کی ضروریات کے ساتھ ساتھ رُوح کی ضروریات کا بھی لحاظ رکھے - اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو پروگرام ملا ہے اس کے مطابق اپنے آپ کو چلائے - اور جو لوگ کامیاب ہونے والے ہیں ان کا ٹھکانا جنّت ہے - اللّٰھم اجعلنا منھم -

اور جو لوگ اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی پروا نہیں کرتے اُن کا ٹھکانا جہنم ہے - اللّٰھم لاتجعلنا منھم - اللہ تعالےٰ کے نافرمانوں کے نافرمانوں کے متعلق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پیش نظر رکھنا چاہیئے -

اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ -

ترجمہ - قبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے - یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک آگ کا گڑھا ہے -

معلوم ہُوا کہ انسانوں کی دو قسمیں ہوئیں

۱ - وفادار - یہ جس غرض کے لئے اللہ تعالےٰ نے ان کو پیدا کیا ہے اس کو پورا کرتے ہیں - حتّی الامکان اللہ تعالےٰ کی بندگی کا حق ادا کرتے ہیں - ان کو اللہ تعالےٰ کی رضا کا تمغہ ملتا ہے - رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ الآیہ - سورہ البینۃ پارہ ۳۰

ترجمہ - اللہ تعالےٰ ان سے راضی ہُوا اور وہ اس سے راضی ہوئے -

ان کا ٹھکانا جنّت ہوگا - جو اللہ تعالےٰ نے اپنے مقبولین کے لئے بنایا ہے -

۲ - نافرمان - یہ وہ ہیں جو اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل نہیں کرتے - نہ ان کو اپناتے ہیں - نہ اپنا دستور العمل حیات بناتے ہیں - ان کی زندگی ناکامیاب ہے اگرچہ دُنیوی نقطہ نگاہ سے جو سب سے بڑا اعزاز ہے - یعنی بادشاہی وہ ان کو حاصل ہو اور ان کے سر پہ تاج ہو یا زمیندار ہیں تو زیادہ سے زیادہ رقبہ زمین پہ ان کا قبضہ ہو - اگر تجارت پیشہ ہیں تو بہت بڑے سیٹھ اور کروڑ پتی ہو جائیں اگر سرکاری ملازم ہیں تو بڑے سے بڑے عہدہ پر فائز ہوں - اگر مقصد حیات انسانی جو میں عرض کر چکا ہوں اور وہ مقصد ہے یادِ الٰہی - اس کو پورے نہیں کرتے تو یہ اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں ناکام ہیں - اللہ تعالےٰ کے ہاں انسان کے لئے کوئی چیز موجبِ عزّت نہیں سوائے اس کے بندگی کے پروگرام کو نبھایا جائے - بندگی کا پروگرام ہے قرآن - اگر کوئی غریب اس کو اپنا دستور العمل بنائے گا تو اللہ تعالےٰ اس سے راضی ہوگا - اگر بہت بڑا امیر یا بہت بڑا وزیر یا دنیا میں سب سے بڑا بادشاہ اس کو نہ اپنائیگا تو اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کی کوئی قیمت اور عزّت نہیں ہوگی - اس کی مثال چور کی سی ہے - کہ جب تک پکڑا نہیں جاتا بڑے مزے کی زندگی بسر کرتا ہے - چوری کا مال دُوسروں کے ہاں سے چوری کرکے لاتا ہے اور بڑے مزے سے دن گزارتا ہے - یہ عزّت، شان و شوکت اور راحت کی زندگی اس وقت تک ہے جب تک کہ وہ پکڑا نہیں جاتا - جہاں وہ پکڑا گیا بس وہیں ہتھکڑی لگ جائے گی - اور ساری زندگی کرکری ہو جائے گی - اسی طرح یہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل نہیں کرتے - مقصد حیاتِ انسانی، جو یادِ الٰہی ہے اسے پُورا نہیں کرتے - اللہ تعالےٰ کے ہاں ان سے بڑھ کر کوئی ذلیل نہیں ہے - اگرچہ اس کے علاوہ ان کو ہزار حیثیتیں حاصل ہوں - جیسا میں عرض کر چکا ہوں - ان کی خوشگوار زندگی کی مثال چور کی زندگی کی ہے - وہ جب تک گرفتار نہیں ہوتا ہتھکڑی نہیں لگتی - جیل نہیں جاتا اس کی زندگی عیش و عشرت کی ہے - جس دن گرفتار ہُوا وہ ذلّت ہوگی کہ خدا کی پناہ - اسی طرح ایسے انسان کی زندگی جو مقصد حیات کو پُورا نہیں کرتا - لیکن دُنیوی لحاظ سے اس کی زندگی بڑی شاد ہو - اس وقت تک عیش و عشرت کی زندگی ہے - جب تک پیغامِ موت نہیں آتا - مرنے کے بعد قبر جہنّم کا گڑھا بن جائیگی -

اللہ تعالےٰ نے انسان کی کمزوریوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے عبدیت کے پروگرام کو نبھانے کے لئے ایک شرط لگا دی ہے

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ الآیہ

سورہ البقرہ رکوع ۳۵ پارہ ۳

ترجمہ - اللہ تعالےٰ کسی کو اس کی طاقت کے سوا تکلیف نہیں دیتا + اللہ تعالےٰ کے احکام (اوامر و نواہی) کی تعمیل انسان کے لئے ضروری ہے - اس میں جب اللہ تعالےٰ نے حسبِ استعداد کی شرط لگا دی ہے تو پھر انسان کے لئے کوئی عذر باقی ہی نہیں رہتا - مثلاً نماز فرض ہے اور کھڑے ہو کر پڑھنا فرض ہے لیکن اگر ایک شخص کی کمر میں درد ہے - وہ مجبور ہے کھڑا ہو ہی نہیں سکتا تو وہ بیٹھ کر پڑھ لے - اگر بیٹھنے سے بھی معذور ہے - سر چکراتا ہے تو وہ لیٹ کر پڑھ لے - کسی شخص کو جب اللہ تعالےٰ اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا - تو اس سے زیادہ آسانی کیا ہو سکتی ہے - پھر بھی اگر انسان حسب توفیق احکام الٰہی کی تعمیل نہ کرے - تو یہ اپنی ضمیر سے پوچھے - اپنی فطرۃ سلیمہ سے پوچھے کہ مجرم ہے یا نہیں ؟ یہ اللہ تعالےٰ کا باغی ہے یا نہیں ؟ اس کے علاوہ یہ اپنی ضمیر سے یہ بھی پوچھے کہ باغی اور مجرم کو ویسی عزّت مل سکتی ہے جیسی کہ وفادار کو ملتی ہے - لہٰذا ہر مرد و زن کا فرض ہے بالخصوص وہ لوگ جو کلمہ طیبہ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر دائرۂ اسلام میں آ چکے ہیں - ان کا فرض ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے تجویز کردہ پروگرام زندگی جس کا نام ہے قرآن مجید اور اس کی شرح سُنّت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پابندی حسب توفیق کرے تاکہ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے - انشاء اللہ تعالےٰ اپنے ایسے بندوں کا خاتمہ ایمان پر فرمائیگا - ان کو قبر کے عذاب سے بھی بچائے گا - اور قیامت کے دن ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی نصیب ہوگی - اللّٰھم اجعلنا منھم - اور جو شخص دانستہ بغاوت کرے جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں تو وہ اپنے ضمیر سے پوچھے کہ اس کے ساتھ کیا سلوک ہونا چاہیئے - مثلاً روزانہ پانچ وقت نماز پڑھنے کی توفیق بھی ہے - تندرستی بھی ہے اور اذان کی آواز بھی کان میں پہنچتی ہے مگر کوئی دوکان پر بیٹھا ہے اور کوئی دفتر میں کرسی پر بیٹھا ہے - اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں -

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ

باقی صفحہ ۱۴ پر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے (لہٰذا) نہ خود اس پر ظلم و زیادتی کرے، نہ دوسروں کا مظلوم بننے کے لئے اس کو بے یار و مددگار چھوڑے، نہ اس کی تحقیر کرے (حدیث کے راوی حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ مبارک کی طرف تین دفعہ اشارہ فرمایا) تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ کسی آدمی کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، اور اس کی تحقیر کرے۔ مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کے لئے حرام ہے (یعنی اس پر دست دارزی حرام ہے) س کا خون بھی اس کا مال بھی اور اس کی آبرو بھی۔ صحیح مسلم

کیا حشر ہونا چاہئے۔ لیکن میں دُنیا میں ان سے کہوں گا۔ اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝ ایک شخص مسلمان ہونے کا دعوےٰ کرے اور کہے کہ قرآن اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے۔ پھر قرآن مجید میں جو احکام ہیں ان کو توفیق ہونے کے باوجود بجا نہ لائے تو ایسے شخص سے مَیں کہوں گا۔ اقرا کتابک کفیٰ بنفسک الیوم علیک حسیبا۔ مَیں اپنے بھائیوں اور بہنوں سے کہتا ہوں۔ تم اپنا نامۂ اعمال پڑھ کر دیکھو۔ مسلمان کہلانے۔ کلمہ گو ہونے اور توفیق ہونے کے باوجود پھر بھی اگر تم اللہ تعالےٰ کے احکام کی پیروی نہ کرو۔ جو دل چاہے کرو۔ نہ اس کے اوامر کی پروا کرو اور نہ نواہی کی۔ نہ ان کاموں کو کرو جن کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور نہ ان سے باز آئیں جن کے کرنے سے روکتا ہے تو تم خود ہی فیصلہ کرو کہ تمہارے ساتھ اللہ تعالےٰ کا کیا سلوک ہونا چاہئے۔

اللہ تعالےٰ ہم کو مقصد حیات انسانی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور مقصد حیات میں کامیابی کے لئے جو پروگرام اللہ تعالےٰ نے آسمان سے نازل فرمایا ہے۔ اس کو دل سے مانیں جس کا نام ہے ایمان اور اس کو عمل میں لائیں۔ جس کا نام ہے اسلام، اللہ تعالےٰ مجھے اور میرے سب مسلمان بھائیوں کو دل میں ایمان نصیب فرمائے اور عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائیں۔ تاکہ مومن بھی بنیں اور مسلم بھی۔ جب ہم مومن بھی سچے ہوں گے اور مسلم بھی سچّے ہونگے تو انشاء اللہ تعالےٰ اس کے فضل سے ہر مرد و زن کے لئے بہشت کا دروازہ کھل جائیگا۔

علینا الا البلاغ۔

واپس آگئے + (بقیہ خطبہ صفحہ ۷ سے آگے)

ترجمہ۔ اپنا نامۂ اعمال پڑھ لے آج اپنا حساب لینے کے لئے تو ہی کافی ہے۔

اللہ تعالےٰ تو قیامت کے دن مجرموں سے فرمائیں گے کہ تم ہی اپنا نامۂ اعمال پڑھ کر دیکھو۔ تمہیں فیصلہ کرو کہ تمہارا

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۸ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ لاہور

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر بہت سی چیزیں پوشیدہ رکھی ہیں

جن میں سے ایک چیز حرص ہے

حرص کی دو قسمیں ہیں

۱ حرص محمود ——— ۲ حرص مذموم

برادران اسلام! اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر کئی چیزیں پوشیدہ رکھی ہوئی ہیں جو بظاہر تو نظر میں نہیں آتیں۔ البتہ جب ان کے اثرات انسان کے اعمال میں پائے جاتے ہیں تب یقین کرنا پڑتا ہے کہ اس کے دل میں فلاں چیز ہے۔ جس کا یہ اثر ہے۔ ایسی چیزوں کی مثالیں ملاحظہ ہوں

حب اور بغض یعنی دوستی یا دشمنی
سخاوت " بخل " سخی " بخیل ہونا
شرافت " رذالت " شریف " کمینہ ہونا

تفصیل

اگر ایک شخص آپ سے خندہ پیشانی سے ملتا ہے اور ہنس کر آپ کے سلام کا جواب دیتا ہے اور آپ کے بال بچوں کی خیر و عافیت دریافت کرتا ہے تو آپ کے دل میں لازمی طور پر یہ خیال آئے گا کہ یہ ہمارا دوست اور خیر خواہ ہے اور اگر کسی شخص کو آپ نے سلام کیا۔ سلام سنتے ہی اس کے چہرے پر شکن پڑ گئے اور نہایت ہی دھیمی اور پست آواز سے جواب دے کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ نہ آپ کی خیر و عافیت معلوم کی اور نہ آپ کے بال بچوں کی۔ اس شخص کے اس طرز عمل سے آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس کے دل میں آپکی کوئی عزت نہیں ہے اور نہ محبت ہے۔ بلکہ وہ آپ سے ناراض ہے

علیٰ ھذا القیاس

انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک چیز پوشیدہ رکھی ہوئی ہے۔ جس کا نام حرص ہے اس چیز کے انسان کے اندر موجود ہونے کا اندازہ بھی انسان کے اعمال ہی سے لگ سکتا ہے

حرص کا مطلب

یہ ہے کہ انسان ایک کام کرنا شروع کرے اور اسی کام کو بیسیوں بلکہ سینکڑوں مرتبہ کرنے سے بھی طبیعت سیر نہ ہونے پائے اور بار بار اسی کام کے کرنے کی ایسی ہوس طبیعت میں پیدا ہو جائے کہ پہلے کبھی کیا ہی نہیں۔ اس حرص کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی محمود

قرآن مجید میں سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرص محمود کے شواہد

پہلا

وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ سورۃ الانعام ع۔ پ ۷

ترجمہ:۔ اور اگر تجھ پر ان کا منہ پھیرنا گراں ہے تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ زمین میں کوئی سرنگ ڈھونڈ نکالے یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر ان کے پاس ایک معجزہ لاوے (تاکہ یہ کافر وہ معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئیں تو کر کے دیکھ لو) اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا۔ سو نادانوں میں مت ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ تمنا اور حرص ہے کہ کسی نہ کسی صورت سے ہو سکے تو سارے کافر ایماندار ہو ہی جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ چیز آپ کے بس کی نہیں ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ چاہے تو سب کے سب ایمان لے آتے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ کسی کو جبراً دائرہ اسلام میں لایا جائے اور اپنے شوق سے کفار کا نا نہیں چاہتے۔ لہذا آپ کے دل میں یہ حرص تو ہے۔ مگر اس کے پورا ہونیکی بظاہر کوئی صورت نہیں ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت پر مندرجہ ذیل حاشیہ تحریر فرمایا ہے "کفار کا مطالبہ یہ تھا کہ یہ نبی ہیں تو ان کے ساتھ ہمیشہ ایسا نشان رہنا چاہیئے۔ جسے ہر کوئی دیکھ کر یقین کرنے اور ایمان لانے پر مجبور ہو جایا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام دنیا کی ہدایت پر حریص تھے۔ شائد آپ کے دل نے چاہا ہوگا کہ ان کا یہ مطالبہ پورا کر دیا جائے۔ اس لیئے حق تعالیٰ نے یہ تربیت فرمائی کہ تکوینیات میں مشیت الٰہی کے تابع رہو۔ تکوینی مصالح اس کو مقتضی نہیں۔ کہ ساری دنیا کو ایمان لانے پر مجبور کر دیا جائے ورنہ خدا تو اس پر بھی قادر تھا کہ بدوں توسط پیغمبروں اور نشانوں کے شروع ہی سے سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا۔ جب خدا کی حکمت ایسے مجبور کن معجزات اور فرمائشی نشانات دکھلانے کو مقتضی نہیں تو مشیت الٰہی کے خلاف کسی کو یہ طاقت کہاں ہے کہ وہ زمین یا آسمان میں سے سرنگ یا سیڑھی لگا کر ایسا فرمائشی اور مجبور کن معجزہ نکال کر دکھلادے خدا کے قوانین حکمت و تدبیر کے خلاف کسی چیز کے وقوع کی امید رکھنا نادانوں کا کام ہے

دوسرا

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ سورۃ التوبہ رکوع ۱۶ پ ۱۱

ترجمہ:۔ البتہ تحقیق تمہارے پاس تم میں سے رسول آیا ہے۔ اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے بھاری ہے۔ تمہاری بھلائی پر حریص ہے۔ ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر یہ تحریر فرماتے ہیں (تمہارے پاس وہ نبی آیا) جس کے حسب و نسب اخلاق اطوار اور دیانت و امانت سے تم خوب واقف ہو جس چیز سے تم کو تکلیف یا سختی پہنچے۔ وہ

ان پر بہت بھاری ہے۔ ہر ممکن طریقہ سے آپ یہی چاہتے ہیں کہ اُمت پر آسانی ہو (آپ کے دل میں یہی حرص ہے) اور دنیوی و اُخروی عذاب سے محفوظ رہے۔ اسی لئے جو دین آپ لائے وہ بھی سہل اور نرم ہے اور عمّال کو آپ یہ ہی نصیحت فرماتے تھے یسروا ولا تعسروا۔ آسانی کرو سختی مت کرو۔ تمہاری خیرخواہی اور نفع رسانی کی خاص تڑپ ان کے دل میں ہے۔ لوگ دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں تو آپ ان کی کمریں پکڑ پکڑ کر ادھر سے ہٹاتے ہیں آپ کی بڑی کوشش اور آرزو یہ ہے کہ خدا کے بندے اصلی بھلائی اور حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوں۔

مومنین میں حرص محمود کے نمونے

حرص محمود

یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کا یہ نصب العین بنائے کہ ہر ممکن طریقہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا کا تمغہ حاصل ہو جائے۔ اس تمغہ کے حاصل کرنے کے لئے انسان ہر چیز قربان کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے۔ خواہ اس راستہ جان بھی دینی پڑے۔ اس حرص کا نام حرص محمود ہے۔ یعنی بہت ہی عمدہ حرص۔ اس حرص محمود والوں کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

پہلا

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ سورہ آل عمران رکوع ۱۸ پ ۴۔ ترجمہ:۔ اور بہت نبی گزرے ہیں۔ جن کے ساتھ ہو کر بہت اللہ والے لڑے ہیں۔ پھر انہوں نے نہ تو ہمت ہاری۔ ان مصیبتوں کے سبب سے جو ان پر اللہ کی راہ میں آئیں۔ اور نہ ان کا زور گھٹا اور نہ وہ دبے اور اللہ کو ایسے صبر کرنے والوں سے محبت ہے۔ اور ان کی زبان سے بھی۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انہوں نے عرض کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانے کو بخش دیجئے اور ہم کو ثابت قدم رکھئے اور ہم کو کافروں پر مدد دیجئے۔ سو ان کو اللہ نے دنیا کا بھی بدلہ دیا۔ (یعنی فتح یابی) اور آخرت کا عمدہ بدلہ دیا۔ اور اللہ کو ایسے نیکوکاروں سے محبت ہے۔

کارگزاری کا نتیجہ

مذکورہ بالا آیات میں جن حضرات کا ذکر خیر تھا۔ ان کی کارگزاری جو آپ سن چکے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ جل شانہٗ نے انکی دنیا اور آخرۃ کی دونوں زندگیاں سنوار دیں۔ اور اپنی محبت کا تمغہ انہیں عطا فرمایا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں۔

کن خوبیوں کے باعث ان کو یہ شرف نصیب ہوا

(پہلی) نبی کی معیت میں میدان جنگ میں لڑ رہے ہیں (دوسری) میدان جنگ میں جو تکلیف بھی انہیں پہنچتی ہے برداشت کرتے ہیں۔ مگر ہمت نہیں ہارتے (تیسری) کسی مصیبت آنے پر بھی ان کا زور نہیں ٹوٹتا (چوتھی) خواہ کوئی مصیبت بھی میدان جنگ میں آئے مگر وہ دبتے نہیں۔ (پانچویں) اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر مصیبت کو صبر سے برداشت کرتے ہیں۔ (چھٹی) میدان جنگ کی ہر تکلیف کو کسی اپنے فروگزاشت کے باعث سمجھتے ہیں۔

یہی حرص محمود ہے

ان حضرات کے دل میں یہی حرص ہے کہ دنیا میں جو مصیبت بھی آئے۔ اسے اس خیال سے بڑی خوشی سے برداشت کر لیا جائے۔ حتیٰ کہ جان بھی دینی پڑے تو دیدی جائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

دوسرا نمونہ

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝ سورۃ التوبہ رکوع ۱۲ پ ۱۰ ترجمہ:۔ اور نہ ان لوگوں پر (کوئی گناہ اور الزام ہے) کہ جس وقت وہ آپ کے پاس اسواسطے آتے ہیں کہ آپ ان کو کوئی سواری دے دیں اور آپ (ان سے) کہدیتے ہیں کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔ جس پر میں تم کو سوار کر دوں۔ تو وہ (ناکام) اس حالت میں واپس چلے جاتے ہیں کہ انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اس غم میں کہ (افسوس) کہ ان کے پاس (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں۔

دیکھئے حرص محمود کا نمونہ

حضور انور کے صحابہ کرامؓ میں ایک ایسا غریب اور نادار طبقہ ہے۔ جن کی طبیعت میں یہ حرص اور خواہش ہے کہ ہم بھی میدان جنگ میں جائیں۔ اگرچہ وہاں شہید ہو جانے کا احتمال ہے۔ مگر ان کے دل میں یہ خواہش ہے کہ راہ خدا میں جان دینے سے بھی اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے تو یہ سودا مہنگا نہیں۔

تیسرا نمونہ

لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ الصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ۝ سورۃ آل عمران رکوع ۱۵ پارہ ۳۔ ترجمہ۔ ایسے لوگوں کے لئے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ایسے ایسے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے اور (ان کے لئے) ایسی بیویاں ہیں جو صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور اُن کے لئے اللہ کی طرف سے خوشنودی ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ (یہ) ایسے لوگ (ہیں) جو کہتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے تو آپ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیجئے۔ اور وہ لوگ صبر کرنیوالے ہیں اور سچ بولنے والے ہیں اور (اللہ کے سامنے) عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور (اللہ کی راہ میں) مال خرچ کرنیوالے ہیں۔ اور سحر کے وقت (اُٹھ کر) گناہوں کی معافی مانگنے والے ہیں۔

ان حرص محمود والوں کی خوبیاں ملاحظہ ہوں

(پہلی) اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ان کا شیوہ ہے۔ (دوسری) بارگاہ الٰہی میں اپنے ایمان کا اظہار فرما رہے ہیں۔ (تیسری) راہ حق میں جو مصیبت آئے اُسے برداشت کرنے والے ہیں۔ (چوتھی) راست گوئی اُن کا شیوہ ہے (پانچویں) بارگاہ الٰہی میں عاجزی کرنا (مثلاً نماز میں) ان کا شعار ہے (چھٹی) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا اُنکی عادت ہے۔ (ساتویں) ان تمام خوبیوں کے باوجود پھر بھی اللہ تعالیٰ سے اس قدر ڈرتے ہیں کہ سحر کا وقت جو بالکل آرام کا وقت ہے اس وقت بارگاہ الٰہی میں پیش ہو کر اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔

کیا ان حضرات

کے صفات مذکورہ میں کہیں عیش و عشرت دنیاوی

مومنوں کی شان یہ نہیں کہ (دنیا میں) میدان جنگ کی ہر تکلیف کو

کی تمنا یا جاہ[2] طلبی یا زر[3] طلبی یا سر[4] سبھاک کوٹھیوں اور بنگلوں کی تعمیر کے شوق کا ذکر بھی آیا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

دوسری حرص مذموم

یہ ہے کہ اس دنیا کی فانی زندگی کے عیش و آرام کے اسباب جمع کرنے کو زندگی کا نصب العین بنائے اور جس قدر بھی اسباب جمع ہو جائیں انہیں کالعدم خیال کرکے اور اسباب جمع کرنیکی فکر میں رات اور دن کے چوبیس گھنٹے دل اور دماغ بلکہ بدن کے تمام اعضاء کو اسی دھن میں لگائے رکھے اور مرنے کے بعد جو دوسری زندگی شروع ہونے والی ہے۔ اس زندگی میں راحت اور فرحت دلانے والے اسباب کی طرف مطلق توجہ نہ کرے۔

اس طرز عمل کا نتیجہ

یہ نکلے گا کہ اس حریص کی دنیا کی زندگی بےچینی میں گذریگی۔ کیونکہ نہ اس کی حرص ختم ہوگی اور نہ اسے چین نصیب ہوگا۔ اور جب مریگا۔ تو چونکہ وہاں کی زندگی میں چین کے جن اسباب کی ضرورت تھی اور ان اسباب کو دنیا ہی سے مہیا کرکے لے جانا چاہیئے تھا۔ وہ مہیا کرکے نہیں لے گیا۔ اس لئے اس ہمیشہ رہنے والی زندگی میں بھی ہمیشہ ہی بے چین رہے گا۔ اللھم لا تجعلنا منھم

قرآن مجید میں حرص مذموم کے شواہد

پہلا

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۭ

سورۃ التکاثر پ ۳۰۔ ترجمہ (از شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) غفلت میں رکھا تم کو بہتایت کی حرص نے جب تک جا دیکھیں قبریں۔

یعنے

قبروں میں داخل ہونے تک تمہیں دنیا کے اسباب کے جمع کرنے کی حرص لگی رہی۔

دنیا کے اسباب کے مختلف ہونیکے باعث حرصوں کی بھی کئی قسمیں اور وہ سب مذموم

ہیں۔ مثلاً ایک زمیندار کے دل میں یہ حرص ہوتی ہے کہ زمین کے زیادہ سے زیادہ رقبہ پر قبضہ جماؤں تاکہ زیادہ سے زیادہ آرام حاصل ہو۔ اس ہوس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جتنی زمین بھی قبضہ میں آ جائے اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دنیا میں بھی چین نصیب نہ ہوگا۔ اور آخرت کے لئے تو کچھ بھی نہیں تھا۔ تاکہ قبر میں جا کر ان نیکیوں کے باعث آرام پائے۔

اس بیوقوف زمیندار کو

یہ کرنا چاہیئے تھا کہ جب اتنی زمین پر قبضہ ہو گیا تھا کہ اپنی اور اپنے بال بچوں کی ضروریات انسانوں کے متوسط طبقہ کے مناسب حال پوری ہو سکتی تھیں تو اس سے زائد زمین پر قبضہ جمانے اور بڑا زمیندار بننے کی ہوس دل سے نکال دیتا حلال کا رزق کھا کر بقیہ وقت یاد الٰہی میں صرف کرتا۔ تاکہ اس کی دنیا کی زندگی بھی عمدہ بسر ہو جاتی اور آخرت کے عذاب سے بھی بچ جاتا

یا مثلاً

ایک تاجر لیجئے۔ اگر اس کے دل میں یہ ہوس پیدا ہو جائے کہ بڑے سے بڑا تاجر بن جائے اور اسی دھن میں دن رات لگ جائے بڑا تاجر تو روپیہ کے زیادہ ہونے سے بنے گا۔ اس لئے اکثر دکانداروں کو دیکھے گا۔ کہ صبح کو دکان کا دروازہ آ کر کھولتے ہیں اور نماز عشاء کے بعد بھی دکان کھلی ہوتی اور دکاندار بیٹھے ہوئے نظر آئیں گے۔ اکثریت دکانداروں کی ایسی ہے کہ نماز کے وقت جب مؤذن کی وساطت سے اللہ تعالیٰ بھی انہیں اپنے دربار (مسجد) میں حاضری کے لئے بلائے اللہ تعالیٰ کے حکم کی حکم عدولی کریں گے (یعنی نماز پڑھنے کے لئے نہیں جائیں گے) اور دکان پر بیٹھے رہیں گے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ کوئی گاہک آ کر واپس چلا جائے۔ اور دو چار آنے جو ہم نے اس سے نفع حاصل کرنا تھا۔ وہ ضائع ہو جائے۔ تجارت پیشہ لوگوں میں اکثر یہ حرص مذموم پائی جاتی ہے۔

اس کا نتیجہ

یہ نکلتا ہے کہ مرتے دم تک اس شخص کا دولت سے پیٹ نہیں بھرتا۔ اور جب مریگا تو آخرت کے لئے جس پروگرام پر دنیا میں رہتے ہوئے عمل کرنیکی ضرورت تھی۔ اس پر عمل کیا نہیں تھا۔ اس لئے اس حریص کی دنیا کی زندگی بے لطفی میں گذری اور مرنیکے بعد قبر کے عذاب میں مبتلا ہو جائے گا۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

یا مثلاً

بعض لوگوں کو روپیہ جمع کرنیکی حرص ہوتی ہے اور یہ حرص ایسی غالب ہوتی ہے۔ کہ اس حرص کے باعث اس قدر اندھے ہو جاتے ہیں کہ ان کی زندگی کا نصب العین فقط روپیہ کمانا ہوتا ہے۔ اس روپیہ کے پورا کرنے کے لئے خواہ بد دیانتی کرنی پڑے یا بے ایمانی کرنا پڑے روپیہ حاصل کرنے کے لالچ میں وہ ہر چھوٹا بڑا گناہ کرنے کے لئے خوشی سے تیار ہو جاتے ہیں۔ حرص مذموم کی یہ بھی ایک قسم ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم

دوسرا شاہد

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

(سورہ آل عمران رکوع ۱۔ پارہ ۳) ترجمہ (اکثر) لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت خوشنما معلوم ہوتی ہے (مثلاً) عورتیں ہوئیں۔ بیٹے ہوئے۔ سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے ڈھیر ہوئے اور نشان لگے ہوئے گھوڑے ہوئے (یا دوسرے) مویشی ہوئے اور زراعت ہوئی۔ یہ سب چیزیں دنیوی زندگی کے استعمال کی ہیں اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ عام طور پر انسانوں کو دنیا میں عیش و آرام پہنچانے والی چیزیں ہی مرغوب طبع اور پسندیدہ ہیں۔ حالانکہ یہ چیزیں فانی اور بے بقاء ہیں۔ اس لئے جن انسانوں نے انہیں فانی چیزوں کے حصول کو زندگی کا نصب العین بنایا۔ ان کو نہ دنیا میں اصلی چین نصیب ہوا اور آخرت کی زندگی کے لئے نہ کچھ کیا اور نہ وہاں جا کر کوئی صلہ پائیں گے۔ یہ در اصل ان کی مذموم حرص کا نتیجہ ہے۔ ہاں مرنے کے بعد ان لوگوں کو چین اور آرام نصیب ہوگا۔ جنہوں نے دنیا کی زندگی کے ہر کام میں

اللہ تعالیٰ کا خوف

پیش نظر رکھا۔ جس کام میں اللہ تعالیٰ راضی ہوا۔ وہ کیا اور جس میں ناراض ہونے کا خطرہ تھا۔ اس سے بچتے رہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق

اعلان الٰہی ملاحظہ ہو

لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝

(سورہ آل عمران رکوع ۲۔ پارہ ۳) ترجمہ۔ ایسے لوگوں کے لئے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ ان کے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان میں

ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور (ان کے لئے) ایسی بیویاں ہیں جو پاک کی ہوئی ہیں اور ان کے لئے اللہ (تعالیٰ) کی طرف سے خوشنودی ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے

تیسرا شاہد

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸) ترجمہ اور ہم نے بہت سی بستیاں تباہ کر دیں اور ہمارا عذاب ان پر رات کے وقت پہنچا یا ایسی حالت میں کہ وہ دوپہر کے وقت آرام میں تھے۔ سو جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا۔ اس وقت ان کے منہ سے اس کے سوا اور کوئی بات نہ نکلتی تھی۔ کہ واقعی ہم ظالم تھے۔

ظلم یہی تو تھا

کہ دنیا میں پیدا تو اس لئے کئے گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق دنیا کی زندگی بسر کریں۔ بخلاف اس کے انہوں نے دنیا کے سازوسامان کی مذموم حرص کو اپنایا اور دنیا کے ساز و سامان بہم پہنچانے کو زندگی کا نصب العین بنایا۔ اس مذموم حرص نے ان کو اللہ تعالےٰ کے عذاب میں مبتلا کر دیا میرے

ہم زمان بھائی

مذکورۃ الصدر سطروں کو اچھی طرح غور سے پڑھیں کہ کہیں ہم بھی اس موذی اور مہلک مرض (حرص مذموم) کے مریض تو نہیں ہیں۔

چوتھا شاہد

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝ (سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵) ترجمہ:۔ جو شخص دنیا کو مقصود بنائے گا۔ ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے (اور) جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال ہی دیدیں گے پھر ہم اس کے لئے دوزخ تجویز کریں گے۔ وہ اس میں بدحال راندۂ (درگاہ) ہو کر داخل ہوگا۔

آپ نے دیکھا

دنیا ہی کے سازو سامان کی حرص کو مقصود بالذات بنانے والوں کا انجام کیا ہوا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں دونوں حرصوں کا ذکر

پہلی حرص محمود

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ لِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَشْعَثَ رَاْسُهٗ مُغَبَّرَةٌ قَدَمَاهُ اِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَاِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ اِنِ اسْتَاْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَاِنْ شَفَّعَ لَمْ يُشَفَّعْ (مختصراً) رواہ البخاری۔ ترجمہ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور خوشخبری ہے اس بندہ کو جو خدا کی راہ میں لڑنے کیلئے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا ہے اس کے سر کے بال پریشان ہیں اور قدم غبار آلود ہیں اگر اس کو لشکر کی نگہبانی پر مقرر کیا جاتا ہے تو پوری نگہبانی کرتا ہے اور اگر لشکر کے پیچھے رکھا جاتا ہے تو پوری اطاعت سے لشکر کے پیچھے رہتا ہے۔ وہ اگر لوگوں کی محفلوں میں شرکت کی اجازت چاہتا ہے تو اس کو اجازت نہیں دیجاتی۔ (اس لئے کہ وہ دنیاوی شان و شوکت نہیں رکھتا) اور اگر کسی کی سفارش کرتا ہے تو اس کی سفارش قبول نہیں کی جاتی (اس لئے کہ وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ہے)

حاصل یہ ہے کہ اس اللہ تعالیٰ کے بندے کے دل میں یہی حرص ہے کہ عمر بھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے اور کوئی دنیاوی عزت یا جاہ یا شان و شوکت کا خیال نہیں ہے اللھم اجعلنا منھم

حرص مذموم

پہلی حدیث

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ رواہ الترمذی۔ کتاب الرقاق۔ ترجمہ:۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ دینار اور درہم کے بندے پر لعنت کی گئی ہے۔

یعنے

جس کی زندگی کا مقصد رضائے الٰہی نہیں ہے بلکہ فقط روپیہ جمع کرنا ہی اس کا مقصد ہے۔ خواہ کسی طریقہ سے حاصل ہو ایمانداری سے ہو یا بے ایمانی سے۔ حلال کے ذریعہ سے ہو یا حرام سے۔ دیانتداری سے ہو یا بد دیانتی سے وہ شخص ملعون ہے۔

تو کیا

اللہ تعالیٰ نے بہشت ملعونوں کے لئے تیار کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ لہذا جس شخص کا ایمان ہے کہ آخرت میں بہشت اور دوزخ سامنے آئینگے اور کوئی بہشت میں داخل کیا جائیگا اور کوئی دوزخ میں۔ اب جو شخص بہشت میں جانا چاہتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ دنیا میں رضائے الٰہی حاصل کرنے کو مقصود بالذات بنائے اور رزق حاصل کرنیکا ذریعہ حلال طیب اختیار کرلے۔ وما علینا الا البلاغ

دوسری

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِاَيْنَهٗ۔ رواہ الترمذی والدارمی۔ ترجمہ۔ کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بھوکے بھیڑیئے جو کسی ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں۔ وہ اس ریوڑ کو (چیر پھاڑ کر کھانیسے) اتنا نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ جتنا کہ آدمی کی وہ حرص جو اسے مال اور اپنے کو بڑا بنانے کے خیال سے اسکے دین کو برباد کرنیوالی ہوگی۔

یعنی

زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے اور لوگوں کی نظروں میں اپنے آپکو بڑا بن کر دکھانے کو جب کوئی شخص زندگی کا نصب العین بنالے تو پھر نہ اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر رہیگی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری مدِ نظر رہیگی۔ نہ دین کی پابندی کا خیال رہیگا۔ وہ دو چیزیں حاصل ہوں یا نہوں مگر انکی دھن میں دین یقیناً برباد ہو جائے گا۔

صحابہ کرام کو حرص مذموم کے خطرہ کی اطلاع

تیسری

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ (متفق علیہ) ترجمہ عمرو ابن عوفؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پس خدا کی قسم ہے۔ مجھے تمہاری تنگدستی سے خطرہ محسوس نہیں ہوتا اور لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خطرہ ہے کہ تمپر دنیا کشادہ کر دی جائیگی۔ جس طرح کہ تمسے پہلوں پر کشادہ کی گئی تھی۔ پھر تم اس میں رغبت کرو گے۔ جس طرح پہلی امتوں نے رغبت کی (یعنی دن رات اسی کے کاروبار میں لگ جاؤ گے اور یاد الٰہی بھول جائیگی) اور تمہیں وہ دنیا ہلاک کر دیگی۔ جس طرح پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔

حاصل یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے متعلق اس خطرہ کا اظہار فرما رہے ہیں کہ کہیں دنیا کی فراوانی کی حرص میں دین نہ برباد کر دینا۔ جب صحابہ کرام کے متعلق حرص مذموم کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ تو قیامت تک آنے والے باقی مسلمانوں کے متعلق تو بطریق اولیٰ یہ خطرہ خطرناک صورت میں سامنے آسکتا ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۷ نومبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

آج کی معروضات کا خلاصہ

گزشتہ انبیاء علیہم السلام نے اپنی اُمتوں کو فقط اللہ تعالےٰ کا دروازہ دکھایا تھا کہ ہر قسم کا نفع اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے حاصل کرو۔ اور ہر ضرر سے بچنے کے لئے اسی کی پناہ لو۔ باینہمہ ان کی اُمتوں میں سے بعض لوگوں نے دروازۂ الٰہی کو چھوڑ کر غیر اللہ کے دروازوں پر جا ڈیرے ڈالے تھے۔ اور انہیں کو حاجت روا اور مشکلکشا بنا لیا تھا حالانکہ حضرات انبیاء علیہم السلام نے خود اپنا نمونہ دکھا دیا تھا کہ ہم خود بھی اسی کے دروازہ کے محتاج ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو ان خطرات سے کھلم کھلا آگاہ فرما دیا تھا۔ اسی آگاہی کی تائید مزید کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے ہی دروازہ پر رکھے۔ اس کا دروازہ چھوڑ کر اور کسی طرف رُخ نہ کرنے پائیں۔

مذکورۃ الصدر سطور کی شہادت حضرات انبیاء علیہم السلام کے واقعات سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کا عاجز آنا۔ اور دُشمنوں کے شر سے بچنے کے لئے اللہ تعالےٰ سے امداد طلب کرنا۔ امدادِ الٰہی کے باعث نوح علیہ السلام کا بچ جانا اور ان کے دشمنوں کا غرق ہونا۔

حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحِ ۨ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

سورۃ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹ ترجمہ: نوح کی قوم پیغمبروں کو جھٹلایا جب انکے بھائی نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔ میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو۔ اور میرا کہا مانو اور میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔ سو اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

نوح علیہ السلام کی دعوت کے بعد قوم کا جواب

(قَالُوا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوحُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمَرْجُومِينَ ۝

سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ (لوگ) کہنے لگے اے نوح اگر تُو باز نہ آیا۔ تو ضرور سنگسار کیا جائیگا

نوح علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کرنا امدادِ الٰہی کا آنا۔ اور قوم کا غرق ہونا

(قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ۝ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ۝ سورہ الشعراء رکوع ۶ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اے میرے رب میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے۔ بس تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ ہی کر دے۔ اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان والے ہیں نجات دے۔ پھر ہم نے اسے اور جو اس کے ساتھ بھری کشتی میں تھے۔ بچا لیا۔ پھر ہم نے اس کے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "نوح علیہ السلام پہلے اولوالعزم اور مشہور رسول ہیں۔ جو زمین والوں کی طرف مشرکین کے مقابلہ میں بھیجے گئے۔ گو باعتبار اپنی خاص شریعت کے ان کی بعثت خاص اپنی قوم کی طرف مانی جائے۔ تاہم ان اساسی اصول کے اعتبار سے جو تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم میں مشترک ہیں۔ کہا جا سکتا ہے۔ کہ تمام انسان ہر نبی کے مخاطب ہوتے ہیں۔ مثلاً توحید اور اقرار معاد کی تعلیم پر سارے پیغمبر متفق اللسان ہیں تو ایسی چیزوں کی تکذیب کرنا فی الحقیقت تمام انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کرنا ہے۔

بہر حال نوح علیہ السلام نے توحید وغیرہ کی عام دعوت دی۔ کہتے ہیں کہ آدمؑ کے بعد دس قرن ایسے گزرے کہ ساری اولادِ آدم کلمۂ توحید پر قائم تھی۔ بت پرستی کی ابتدا ابن عباس کے بیان کے موافق یوں ہوئی کہ بعض صالحین کا انتقال ہو گیا۔ جن کے نام ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر تھے۔ جو سورہ نوح میں مذکور ہیں۔ لوگوں نے ان کی تصویریں بنا لیں۔ تاکہ ان کے احوال و عبادات کی یاد تازہ رہے۔ کچھ مدت کے بعد ان صورتوں کے موافق مجسمے تیار کر لئے۔ حتیٰ کہ کچھ دنوں کے بعد ان کی عبادت ہونے لگی۔ اور یہ بُت انہیں بزرگوں کے نام سے موسوم کئے گئے۔ جب بُت پرستی کی وبا پھیل گئی تو حق تعالےٰ نے حضرت نوح کو بھیجا اُنہوں نے طوفان سے پہلے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو برس تک توحید و تقوی کی طرف بُلایا اور دُنیا و آخرت کے عذاب سے ڈرایا۔ مگر لوگوں نے ان کی تضلیل و تجہیل کی۔ اور کوئی بات نہ سُنی۔ آخر طوفان کے عذاب نے سب کو گھیر لیا۔ اور جیسا کہ نوحؑ نے دُعا کی تھی رب لا تذر علی الارض من الکفرین دیّارا۔ روئے زمین پر کوئی کافر عذابِ الٰہی سے نہ بچا۔ بستانی نے "دائرۃ المعارف" میں یورپین محققین کے اقوال طوفان اور عموم طوفان کے متعلق نقل کئے ہیں۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کھانے پینے۔ بیماری سے شفا حاصل کرنے اپنی فروگزاشتوں سے بارگاہ الٰہی سے معافی حاصل کرے۔ اپنے لئے کمال علم حاصل کرنے اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی فہرست میں داخل ہونے۔ آئندہ آنے والی نسلوں میں اپنا ذکرِ خیر باقی رکھنے۔ بہشت کا وارث بننے۔ قیامت کے دن میں بے عزتی سے بچنے۔ ان سب حاجتوں میں بارگاہِ الٰہی سے امداد کی درخواست کرنا۔

قرآن مجید سے ان چیزوں کا ثبوت

(قَالَ أَفَرَءَيْتُم مَّا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ۝ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ۝ فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ يَهْدِينِ ۝ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۝ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ۝ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۝ وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي

خَطِيْٓئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۝ رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝

سورہ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ کہا کیا تمہیں خبر ہے جنہیں تم پوجتے ہو۔ تم اور تمہارے پہلے باپ دادا جنہیں پوجتے تھے۔ سو وہ سوائے رب العالمین کے میرے دشمن ہیں جس نے مجھے پیدا کیا۔ پھر وہی مجھے راہ دکھاتا ہے۔ اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ جو مجھے مارے گا۔ پھر زندہ کرے گا۔ اور وہ جو مجھے امید ہے کہ میرے گناہ قیامت کے دن مجھے بخش دے گا اے میرے رب مجھے کمال علم عطا فرما۔ اور مجھے نیکوں کے ساتھ شامل کر۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر باقی رکھ اور مجھے نعمت کے باغ کے وارثوں میں کر دے۔

برادرانِ اسلام گوشِ ہوش سے سُنئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالےٰ کی طرف سے پیغمبر ہیں۔ یہی اعزاز بھی قربِ الٰہی میں بہت بلند ہے۔ باوجود اس کے پھر وہ خلیل الرحمٰن بھی ہیں۔ خلت کا وہ مقام ہے جس سے بلند تر قربِ الٰہی کا اور کوئی مقام نہیں ہے۔ اور باوجود اس اعزاز کے وہ دُنیا اور آخرت کی ہر حالت میں اللہ تعالےٰ سے التجا فرما رہے ہیں کہ میری دُنیا اور آخرت کی سب حاجتیں تیرے ہی رحم و کرم سے پوری ہو سکتی ہیں۔ اور بارگاہ الٰہی میں ان کی اس پیشکش کا اعلان قرآن مجید میں کیا جا رہا ہے۔ جس کے یقینی ہونے میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں ہو سکتی۔

خلیل الرحمٰن کے اس اعلان کا نتیجہ

یہ ہے کہ ہر انسان کو اپنی تمام حاجات (دینی ہوں یا دنیاوی) میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے فقط دروازۂ الٰہی کو کھٹکھٹانا چاہیئے۔ فقط اللہ تعالےٰ ہی تمام معاملات کو دُنیا کی زندگی سے متعلق ہوں یا آخرت کی زندگی سے پورا کرنے والا ہے۔ لہٰذا جب کبھی بھی انسان کو کوئی ضرورت پیش آئے تو فقط دروازۂ الٰہی ہی پر جا کر ہاتھ پھیلائے اور جب تک منظوری نہ آئے۔ یعنی کام ہو نہ جائے۔ تب تک دروازہ الٰہی سے ہٹنے نہ پائے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام کی یہی سُنّت ہے۔ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا بھی یہی مسلک ہے۔

میرے دل میں حضرات اولیاء کرام کا ادب اور عقیدت ملاحظہ ہو

الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ گنہگار اور عاجز (احمد علی) اپنے دوستوں کی مجالس میں علی الاعلان یہ عرض کیا کرتا ہے۔ کہ حضرات اولیاء کرام کے متعلق میرا یہ عقیدہ ہے۔ اور ان کے متعلق دل میں اتنا ادب ہے۔ میرے یہ الفاظ ہوتے ہیں۔ کہ اولیاء کرام کے جوتوں کی خاک میں سے وہ موتی ملتے ہیں۔ جو دُنیا کے بادشاہوں کے تاجوں میں بھی نہیں ہوتے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جن کو یہ موتی نصیب ہوتے ہیں وہ ان موتیوں کو قبر میں بھی ساتھ لے جائیں گے۔ اور ان کی برکت سے اللہ تعالےٰ اس شخص کی قبر کو بہشت کے باغوں میں سے ایک باغ بنا دے گا اور وہ خوش نصیب ان موتیوں کو لے کر قبر سے اُٹھ کر میدان محشر میں حاضر ہوگا۔ انہیں کی برکت سے فرشتے اس شخص کو سید المرسلین خاتم النبیّین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں جانے سے ہرگز نہیں روکیں گے۔ (جیسا کہ اور کئی آدمیوں کو روکیں گے) اور یہ شخص حضورِ انور میں پہنچ کر حوضِ کوثر سے پانی پیئے گا۔ اور سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت اس شخص کو نصیب ہوگی۔ اور یہ شخص بفضلِ الٰہی یقیناً دوزخ سے بچ جائے گا۔ اور اسے جنّت کا داخلہ نصیب ہوگا۔ بزرگانِ دین کا یہ ادب ہے۔ جو عرض کر چکا ہوں یہ ادب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دروازہ چھوڑ کر مقربینِ الٰہی کے آستانوں پر جائے۔

میرے اس اعلان کی تائید قرآن مجید میں ملاحظہ ہو

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ اَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ اَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۗ اَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۗ اَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۗ اَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

سورہ النمل رکوع ۵ پارہ ۲۰

ترجمہ۔ بھلا کس نے آسمان اور زمین بنائے۔ اور تمہارے لئے آسمان سے پانی اُتارا۔ پھر ہم نے اس سے رونق والے باغ اُگائے۔ تمہارا کام نہ تھا کہ ان کے درخت اُگاتے۔ کیا اللہ تعالےٰ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے۔ بلکہ یہ لوگ کجروی کر رہے ہیں۔ بھلا زمین کو ٹھیرنے کی جگہ کس نے بنایا۔ اور اس میں ندیاں جاری کیں۔ اور زمین کے لنگر بنائے۔ اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے۔ بلکہ اکثر ان میں بے سمجھ ہیں۔ بھلا کون ہے جو بیقرار کی دُعا قبول کرتا ہے۔ اور بُرائی کو دُور کرتا ہے۔ اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے۔ تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔ بھلا کون ہے جو تمہیں جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ بتاتا ہے۔ اور اپنی رحمت سے پہلے کون خوشخبری کی ہوائیں چلاتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے۔ اللہ ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔ بھلا کون ہے جو از سرِ نو خلقت کو پیدا کرتا ہے۔ پھر اسے دوبارہ بنائے گا۔ اور کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے۔ کہدے اپنی دلیل لاؤ۔ اگر تم سچّے ہو۔

کیا اس اعلانِ شاہنشاہی سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ انسان کی تمام ضروریات (خواہ دُنیاوی ہوں یا دینی) پورا کرنے والا فقط ایک اللہ جل شانہٗ ہی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلان کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے بیٹے عطا فرمائے ہیں

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْكِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ ۝)

سورہ ابراہیم رکوع ۶ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے بڑی عمر میں اسماعیل اور اسحٰق بخشے۔ بیشک میرا رب دعاؤں کا سننے والا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام بھی اولاد لینے میں اللہ تعالیٰ کے در والے کے محتاج ہوتے تھے اور جب دعا کرنے کے بعد اولاد عطا ہوتی تھی تو اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرتے تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اعلان کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے عقل و دانش دی ہے اور عہدۂ نبوت عطا فرمایا ہے

(قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّلَبِثْتَ فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ۙ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝)

سورہ الشعراء رکوع ۲ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کے بعد فرعون نے) کہا۔ کیا ہم نے تمہیں بچپن میں پرورش نہیں کی۔ اور تو نے ہم میں اپنی عمر کے کئی سال گزارے اور تو اپنی وہ کرتوت کر گیا۔ جو کر گیا۔ اور تُو ناشکروں میں سے ہے۔ کہا۔ جب مَیں نے وہ کام کیا تھا۔ تو مَیں بے خبر تھا۔ پھر مَیں تم سے تمہارے ڈر کے مارے بھاگ گیا۔ تب مجھے میرے رب نے دانائی عطا کی۔ اور مجھے رسول بنایا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حواشی میں تحریر فرماتے ہیں۔ "تو وہی نہیں۔ جس کو ہم نے اپنے گھر میں بڑے ناز و نعم سے پالا پوسا۔ اور پرورش کر کے اتنا بڑا کیا۔ اب تیرا یہ دماغ ہو گیا۔ کہ ہم ہی سے مطالبات کرتا اور اپنی بزرگی منواتا ہے۔ اتنے برسوں تک کبھی یہ دعوے نہ کئے۔ اب یہاں سے نکلتے ہی رسول بن گئے (تو) جو کرتوت کر کے بھاگا تھا (قبطی کا خون) اسے ہم بھولے نہیں (تو) ہمارے سب احسانات بھلا کر لگا پیغمبری کے دعوے کرنے۔ اس وقت تو بھی (العیاذ باللہ) ان ہی میں کا ایک تھا۔ جن کو آج کافر بتلاتا ہے۔ (موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) قبطی کا خون مَیں نے دانستہ نہیں کیا تھا۔ غلطی سے ایسا ہو گیا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ ایک مکّا مارنے میں جو تادیب کے لئے تھا۔ اس کا دم نکل جائے گا۔ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ (سورہ قصص رکوع ۲) بیشک مَیں خوف کھا کر۔ یہاں سے بھاگا لیکن اللہ تعالےٰ کو منظور ہُوا کہ مجھے نبوت و حکمت عطا فرمائے۔ اس نے اپنے فضل سے مجھے سرفراز کیا۔ اور رسول بنا کر تمہاری طرف بھیجا یہ بجائے خود میری صداقت کی دلیل ہے کہ جو شخص تم سے خوف کھا کر بھاگا ہو پھر اس طرح بے خوف و خطر تنہا تمہارے سامنے آ کر ڈٹ جائے۔"

ایک خاص چیز

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس بیان میں بہت سی چیزیں ہیں۔ جو قابلِ عبرت ہیں۔ ایک خاص چیز بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو رسالت کا عہدہ جلیلہ عطا فرمایا ہے۔ اور اس سے یہ چیز واضح ہو گئی کہ حضرات انبیاء علیہم السلام بھی قرب الی اللہ کے عہدہ جات حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ ہی کے محتاج ہوتے ہیں۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

بارگاہِ الٰہی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے بھائی کو نبوّت عطا ہونے کے لئے درخواست (وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِی ۝ اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ ۝ وَاَشْرِكْهُ فِیْۤ اَمْرِیْ ۝ كَیْ نُسَبِّحَكَ كَثِیْرًا ۝ وَّنَذْكُرَكَ كَثِیْرًا ؕ اِنَّكَ كُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ۝)

سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور میرے لئے میرے کنبہ میں سے ایک معاون بنا دے۔ ہارون کو جو میرا بھائی ہے۔ اس سے میری کمر مضبوط کر دے۔ اور اسے میرے کام میں شریک کر دے تاکہ ہم تیری پاک ذات کی بہت تسبیح کریں اور تجھے بہت یاد کریں۔

درخواست کی قبولیت کا اعلان

(قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰی ۝)

سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ فرمایا۔ اے موسیٰ۔ تیری درخواست منظور ہے (یعنی ہارون علیہ السلام کو جو تیرے بڑے بھائی ہیں۔ انہیں نبوت کا عہدہ دے کر تیرا معاون بنا دیا گیا ہے)

ہارون علیہ السلام کے نبی ہونے کا اعلان

(اِذْهَبَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی ۝ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَكَّرُ اَوْ یَخْشٰی ۝ قَالَا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیْنَاۤ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی ۝ قَالَ لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیْ مَعَكُمَاۤ اَسْمَعُ وَاَرٰی ۝ فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ) الآیہ سورہ طٰہٰ رکوع ۲ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ فرعون کے پاس جاؤ۔ بیشک وہ سرکش ہو گیا ہے۔ سو اس سے نرمی سے بات کرو۔ شاید وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔ کہا۔ اے ہمارے رب ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہم پر زیادتی کرے۔ یا یہ کہ زیادہ سرکشی کرنے۔ فرمایا۔ ڈرو مت۔ مَیں تمہارے ساتھ سُنتا اور دیکھتا ہوں۔ سو تم دونوں اس کے پاس جاؤ۔ اور کہو۔ کہ بیشک ہم تیرے رب کی طرف سے پیغام لے کر آتے ہیں۔

ان آیات میں

حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسےٰ علیہ السلام دونوں کو نبوت کے عہدہ میں مساوی قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا معلوم ہُوا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی درخواست کے مطابق ان کے خاندان میں سے ان کے بھائی کو نبوت کا عہدہ دیدیا گیا ہے۔

اس واقعہ سے یہ نتیجہ

نکلتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت کا عہدہ جلیلہ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل اور اس کی مہربانی سے عطا ہوتا ہے۔

حضرت ایوّب علیہ السلام کا ذکر

(وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ

ضُرٌّ وَّاٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ ۝)

سورہ انبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ - اور جبکہ ایوب نے اپنے رب کو پکارا - کہ مجھے روگ لگ گیا ہے - حالانکہ تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے - پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی - اور جو اسے تکلیف تھی ہم نے دور کر دی - اور اسے اس کے گھر والے دیئے - اور اتنا ہی ان کے ساتھ اپنی رحمت سے اور بھی دیا - اور عبادت کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ مذکورۃ الصدر آیات پر تحریر فرماتے ہیں - "حضرت ایوبؑ کو حق تعالےٰ نے دنیا میں سب طرح آسودہ رکھا تھا - کھیت - مواشی - لونڈی غلام، اولاد صالح، اور عورت مرضی کے موافق عطا کی تھی - حضرت ایوبؑ بڑے شکر گزار بندے تھے - لیکن اللہ تعالےٰ نے ان کو آزمائش میں ڈالا - کھیت جل گئے - مواشی مر گئے - اور اولاد اکٹھی دب مری - دوست آشنا الگ ہو گئے - بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے ایک بیوی رفیق رہی - آخر میں وہ بچاری بھی اکتانے لگی - مگر حضرت ایوبؑ جیسے نعمت میں شاکر تھے - ویسے ہی بلا میں صابر رہے - جب تکلیف و اذیت اور دشمنوں کی شماتت حد سے گزر گئی - بلکہ دوست بھی کہنے لگے کہ یقیناً ایوب نے کوئی ایسا سخت گناہ کیا ہے - جس کی سزا ایسی ہی سخت ہو سکتی تھی - تب دعا کی "رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝" رب کو پکارنا تھا کہ دریائے رحمت امنڈ پڑا - اللہ تعالےٰ نے مری ہوئی اولاد سے دگنی اولاد دی - زمین سے چشمہ نکالا - اسی سے پانی پی کر اور نہا کر تندرست ہوئے - بدن کا سارا روگ جاتا رہا - اور جیسا کہ حدیث میں ہے - سونے کی ٹڈیاں برسائیں - غرض سب طرح درست کر دیا - ایوبؑ پر یہ مہربانی ہوئی - اور تمام بندگی کرنے والوں کے لئے ایک نصیحت اور یادگار قائم ہو گئی کہ جب کبھی کسی نیک بندے پر دنیا میں برا وقت آئے تو ایوبؑ کی طرح صبر و استقلال دکھلانا - اور صرف اپنے پروردگار سے فریاد کرنا چاہیئے - حق تعالےٰ اس پر نظر عنایت فرمائے گا - اور محض ایسے ابتلا کو دیکھ کر کسی شخص کی نسبت یہ گمان نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ اللہ کے ہاں مبغوض ہے -

حضرت زکریا علیہ السلام کا ذکر

(وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَاَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ۭ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝) سورہ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ - اور زکریاؑ کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا - اے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ - اور تو سب سے بہتر وارث ہے - پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی - اور اسے یحییٰؑ عطا کیا - اور اس کے لئے اس کی بیوی کو درست کر دیا - بیشک یہ لوگ نیک کاموں میں دوڑ پڑتے تھے - اور ہمیں امید اور ڈر سے پکارا کرتے تھے - اور ہمارے سامنے عاجزی کرنے والے تھے -

حاصل

یہ ہے - کہ حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے ہو گئے تھے - اور بیٹا کوئی نہیں تھا - پھر اللہ تعالےٰ سے بیٹے کے عطا ہونے کی دعا کی - اللہ تعالےٰ نے قبول فرما لی - اور یحییٰ علیہ السلام عطا ہوئے - اس سے معلوم ہوا کہ اولاد کا دینا فقط اللہ تعالےٰ ہی کے اختیار میں ہے - اور انبیاء علیہم السلام بھی اولاد لینے کے لئے اللہ تعالےٰ کے محتاج ہوتے ہیں - لہٰذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر اولاد کی ضرورت ہو تو فقط اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دعا کرے - اور سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کے دروازہ پر نہ جائے -

حضرت یونس علیہ السلام کا ظلمات میں نجات حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ کو پکارنا - اللہ تعالیٰ کا ان کی دعا کو قبول فرما کر نجات عطا فرمانا

(وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝)

سورہ الانبیاء رکوع ۶ پارہ ۱۷

ترجمہ - اور مچھلی والے (یعنی یونس علیہ السلام) کو جب غصّہ ہو کر چلا گیا - پھر خیال کیا کہ ہم اسے نہیں پکڑیں گے - پھر اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو بے عیب ہے - بیشک میں بے انصافوں میں سے تھا - پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی - اور اسے غم سے نجات دی - اور ہم ایمانداروں کو یوں ہی نجات دیا کرتے ہیں -

حاشیہ شیخ الاسلام

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان آیات پر تحریر فرماتے ہیں - "مچھلی والا" فرمایا - حضرت یونسؑ کو - ان کا مختصر قصّہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو شہر نینوا کی طرف (جو موصل کے مضافات میں سے ہے) مبعوث فرمایا تھا - یونس علیہ السلام نے ان کو بت پرستی سے روکا - اور حق کی طرف بلایا - وہ ماننے والے کہاں تھے - روز بروز ان کا عناد و تمرد ترقی کرتا رہا - آخر بد دعا کی - اور قوم کی حرکات سے خفا ہو کر غصّہ میں بھرے ہوئے شہر سے نکل گئے - حکم الٰہی کا انتظار نہ کیا - اور وعدہ کر گئے - کہ تین دن کے بعد تم پر عذاب آئے گا - ان کے نکل جانے کے بعد قوم کو یقین ہوا کہ نبی کی بد دعا خالی نہیں جائے گی - کچھ آثار بھی عذاب کے دیکھے ہونگے گھبرا کر سب لوگ بچّوں اور جانوروں سمیت باہر جنگل میں چلے گئے - اور ماؤں کو بچّوں سے جدا کر دیا - میدان میں پہنچ کر سب نے رونا چلّانا شروع کیا - بچّے اور مائیں آدمی اور جانور سب شور مچا رہے تھے - کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی - تمام بستی والوں نے سچّے دل سے توبہ کی - بت توڑ ڈالے - خدا تعالےٰ کی اطاعت کا عہد باندھا - اور حضرت یونسؑ کو تلاش کرنے لگے - کہ ملیں تو ان کے ارشاد پر کاربند ہوں - حق تعالےٰ نے آنے والا عذاب ان پر سے اٹھا لیا - (فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۝)

سورہ یونس رکوع ۱۰ پارہ ۱۱

ادھر یونس علیہ السلام بستی سے نکل کر ایک

جماعت کے ساتھ کشتی پر سوار ہوئے۔ وہ کشتی غرق ہونے لگی۔ کشتی والوں نے بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ارادہ کیا کہ ایک آدمی کو نیچے پھینک دیا جائے۔ (یا اپنے مفروضات کے موافق یہ سمجھے کہ کشتی میں کوئی غلام مولا سے بھاگا ہُوا ہے۔) بہرحال اس آدمی کی تعیین کے لئے قرعہ ڈالا۔ وہ یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا۔ دو تین مرتبہ قرعہ اندازی کی۔ ہر دفعہ یونس علیہ السلام کے نام پر نکلتا رہا۔ یہ دیکھ کر یونسؑ دریا میں کود پڑے۔ فوراً ایک مچھلی آکر نگل گئی۔ اللہ تعالےٰ نے مچھلی کو حکم دیا۔ کہ یونس کو اپنے پیٹ میں رکھ۔ اس کا ایک بال بیکا نہ ہو۔ یہ تیری روزی نہیں۔ بلکہ تیرا پیٹ ہم نے اس کا قید خانہ بنایا ہے اس کو اپنے اندر حفاظت سے رکھنا۔ اس وقت یونس علیہ السلام نے اللہ کو پکارا۔ "لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین"۔ اپنی خطا کا اعتراف کیا۔ کہ بے شک مَیں نے جلدی کی کہ تیرے حکم کا انتظار کئے بدوں بستی والوں کو چھوڑ کر نکل کھڑا ہُوا۔ گو یونس علیہ السلام کی یہ غلطی اجتہادی تھی۔ جو اُمّت کے حق میں معاف ہے۔ مگر انبیاء کی تربیت و تہذیب دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتی ہے۔ جس معاملہ میں وحی آنے کی اُمید ہو۔ بدوں انتظار کئے قوم کو چھوڑ کر چلا جانا ایک نبی کی شان کے لائق نہ تھا۔ اسی نامناسب بات پر داروگیر شروع ہوگئی۔ آخر توبہ کے بعد نجات ملی۔ مچھلی نے کنارہ پر آکر اُگل دیا۔ اور اسی بستی کی طرف صحیح سالم واپس کئے گئے۔"

سیّد المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی ہر معاملہ میں اللہ تعالےٰ ہی کے تابع فرمان ہیں

(قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۭ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝) سورہ الاعراف رکوع ۱۳ پارہ ۹

ترجمہ۔ کہہ دو مَیں اپنی ذات کے نفع و نقصان کا بھی مالک نہیں۔ مگر جو اللہ چاہے۔ اور اگر غیب کی بات جان سکتا۔ تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی۔ مَیں تو محض ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان دار ہیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں۔ "اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ کوئی بندہ خواہ کتنا ہی بڑا ہو۔ نہ اپنے اندر "اختیار مستقل" رکھتا ہے۔ نہ "علم محیط" (سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلّم) جو علومِ اوّلین و آخرین کے حامل اور خزائن ارض کی کنجیوں کے امین بنائے گئے تھے۔ ان کو یہ اعلان کرنے کا حکم ہے۔ کہ مَیں دوسروں کو کیا خود اپنی جان کو بھی کوئی نفع نہیں پہنچا سکتا نہ کسی نقصان سے بچا سکتا ہوں۔ مگر جس قدر اللہ چاہے۔ اتنے ہی پر میرا قابو ہے۔ اور اگر مَیں غیب کی ہر بات جان لیا کرتا تو بہت سی وہ بھلائیاں اور کامیابیاں بھی حاصل کر لیتا جو علمِ غیب نہ ہونے کی وجہ سے کسی وقت فوت ہو جاتی ہیں۔ نیز کبھی کوئی ناخوشگوار حالت مجھ کو پیش نہ آیا کرتی۔ مثلاً "افک" کے واقعہ میں کتنے دنوں تک حضورؐ کو وحی نہ آنے کی وجہ سے اضطراب و قلق رہا۔ حجۃ الوداع میں تو صاف ہی فرما دیا۔ "لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمَا سُقْتُ الْهَدْيَ" اگر مَیں پہلے سے اس چیز کو جانتا۔ جو بعد میں پیش آئی۔ تو ہرگز ہدی کا جانور اپنے ساتھ نہ لاتا۔ اسی قسم کے بیسیوں واقعات ہیں۔ جن کی روک تھام "علم محیط" رکھنے کی صورت میں نہایت آسانی سے ممکن تھی۔" بہرحال اس آیت میں کھولکر بتلا دیا گیا۔ کہ "اختیار مستقل" یا "علم محیط" نبوت کے لوازم میں سے نہیں۔ ہاں شرعیات کا علم جو انبیاء علیہم السلام کے منصب سے متعلق ہے کامل ہونا چاہئے۔ اور تکوینیات کا علم خدا تعالےٰ جس کو جس قدر مناسب جانے عطا فرماتا ہے۔ اس نوع میں ہمارے حضورؐ تمام اوّلین و آخرین سے فائق ہیں۔ آپ کو اتنے بیشمار علوم و معارف حق تعالےٰ نے مرحمت فرماتے ہیں۔ جن کا احصا کسی مخلوق کی طاقت میں نہیں۔" انتہیٰ ملخصا

ملائکہ عظام بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں

(وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ۝) سورہ مریم رکوع ۴ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور ہم تیرے رب کے حکم کے سوا نہیں اُترتے۔ اسی کا ہے جو کچھ ہمارے سامنے ہے۔ اور جو ہمارے پیچھے ہے۔ اور جو اس کے درمیان ہے۔ اور تیرا رب بھولنے والا نہیں

حاصل

یہ نکلا کہ ملائکہ عظام بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں۔ اس کی اجازت کے سوا کوئی نقل و حرکت نہیں کر سکتے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "ایک مرتبہ جبرائیلؑ کئی روز تک نہ آئے۔ آپ منقبض تھے کفّار نے کہنا شروع کیا کہ محمدؐ کو اس کے رب نے خفا ہو کر چھوڑ دیا ہے اس طعن سے آپؐ اور زیادہ دلگیر ہوئے۔ آخر جبرئیلؑ تشریف لائے۔ آپؐ نے اتنے روز تک نہ آنے کا سبب پوچھا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ "ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا" جتنا تم آتے ہو اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو سکھلایا۔ کہ جواب میں یوں کہو۔ "وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ" یہ کلام ہُوا اللہ کا جبرئیل کی طرف سے۔ جیسا "اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝" میں ہم کو سکھلایا ہے حاصل جواب یہ ہے کہ ہم خالص عبد مامور ہیں۔ بدوں حکم الٰہی ایک پر نہیں ہلا سکتے۔ ہمارا چڑھنا اُترنا سب اس کے حکم و اذن کے تابع ہے۔ وہ جس وقت اپنی حکمت کاملہ سے مناسب جانے۔ ہم کو نیچے اُترنے کا حکم دے۔ کیونکہ ہر زمانہ (ماضی۔ مستقبل۔ حال) اور ہر مکان (آسمان۔ زمین اور ان کے درمیان کا علم اسی کو ہے۔ اور وہ ہی ہر چیز کا مالک و قابض ہے۔ وہ ہی جانتا ہے کہ فرشتہ کو پیغمبر کے پاس کس وقت

بھیجنا چاہیئے۔ مقرب ترین فرشتہ اور معظم ترین پیغمبر کو بھی یہ اختیار نہیں کہ جب چاہے کہیں چلا جائے۔ یا کسی کو اپنے پاس بُلائے خدا کا ہر کام بر محل اور بر وقت ہے بھول چوک یا نسیان و غفلت کی اس کی بارگاہ میں رسائی نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جبرئیلؑ کا جلد یا بدیر آنا بھی اس کی حکمت و مصلحت کے تابع ہے۔" انتہیٰ

حاصل

یہ نکلا کہ ملائکہ عظام (خواہ کتنے بھی بڑے رتبے والے ہوں) بھی خود مختار نہیں ہیں۔ بلکہ بامرِ الٰہی جو کام یا جس وقت ان کے سپرد کیا جائے۔ اسی کو انجام دیتے ہیں۔ لہٰذا انسان کو اپنی حاجت روائی کے لئے فقط اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر ہی التجا کے ہاتھ پھیلانے چاہئیں۔ جب بارگاہ الٰہی سے ہماری کامیابی اور فتحمندی کا فیصلہ ہو جائے گا اس کے مطابق تمام ذرائع حرکت میں آ جائیں گے۔ ان ذرائع کا تعلق خواہ انسانوں سے ہو یا جنوں سے ہو یا ملائکہ عظام سے۔ وما علینا الا البلاغ۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے تمام پیش کردہ واقعات

سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ حضرات بھی اپنے معاملات میں اللہ تعالےٰ کی دستگیری اور اس کی راہ نمائی کے محتاج ہوتے ہیں۔

اس نتیجہ کی بنا پر دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے

کہ تمام بنی نوع انسان کو اپنے معاملات (خواہ وہ دُنیا کی زندگی سے متعلق ہوں یا آخرت سے) کی درستی اور کامیابی کے لئے فقط اللہ تعالےٰ ہی کے دروازہ پر ہاتھ پھیلانا چاہیئے۔ اور ہر معاملہ میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اسی کے دروازہ کو کھٹکھٹانا چاہیئے۔ اور ہر نیکی کی توفیق حاصل کرنے کے لئے فقط اسی کی بارگاہ میں التجا کرنی چاہیئے۔ اور دُنیا کے ہر ضرر اور ہر تکلیف سے بچنے کے لئے فقط اسی کے دربار میں پیش کش کرنی چاہیئے۔

کیونکہ

فقط ایک اللہ جل شانہٗ ہی کے ہاتھ میں نظام عالم (خواہ زمین کا ہو یا آسمان کا) کی باگ ہے۔ اور عالم سفلی اور علوی کے سیاہ اور سفید کا فقط وہی مالک ہے۔

لا الہ الا ہو عالم الغیب والشہادہ ہو الرحمن الرحیم۔ وما علینا الا البلاغ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جس کو مسلمانوں کے مسائل و معاملات کی فکر نہ ہو وہ ان میں سے نہیں ہے اور جس کا یہ حال ہو کہ وہ ہر دن اور ہر صبح و شام اللہ اور اس کے رسول اور اس کی کتاب پاک قرآنِ مجید اور اس کے امام (یعنی خلیفہ وقت) کا اور عام مسلمانوں کا مخلص و خیر خواہ اور وفادار ہو (یعنی جو کسی وقت بھی اس اخلاص اور وفاداری سے خالی ہو) وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔ معجم اوسط

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے پر اور ہر مسلمان کے ساتھ مخلصانہ خیر خواہی پر۔ صحیح بخاری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲ جمادی الاوّل ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۴ر نومبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

۱۔ ایک نہایت ہی خطرناک دن سے متعلقہ حالات

۲۔ جس کی آمد کے تمام آسمانی مذاہب قائل ہیں

اور وہ قیامت کا دن ہے

آج کے خطبہ میں اس مضمون کی قسط اوّل پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور دوسری قسط دوسرے خطبہ میں آئے گی۔

قیامت کے دن کی خطرناکی ملاحظہ ہو

(یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ۝ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ۝) سورہ الحج رکوع ۱ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اے لوگو۔ اپنے رب سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے جس دن اسے دیکھو گے۔ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی۔ اور تجھے لوگ مدہوش نظر آئیں گے۔ حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہونگے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔

قیامت کے دن کی ہیبت

ان آیات میں قیامت کے دن کی ہیبت بیان کی گئی ہے۔ اس دن زلزلہ ایسا آئے گا جس سے ایسی گھبراہٹ پیدا ہوگی کہ اگر اُس وقت دودھ پلانے والی عورت بھی موجود ہوتی۔ تو اس گھبراہٹ میں اپنے شیرخوار بچّے کو بھی بھول جاتی حالانکہ شیرخوار بچّہ ماں کو بڑا ہی پیارا ہوتا ہے۔ اور اگر اس وقت حاملہ عورتیں ہوتیں۔ تو مارے دہشت کے ان کے حمل ساقط ہو جاتے۔ اور اس دن لوگ ایسے مدہوش ہونگے۔ کہ دیکھنے والا یہ خیال کرے کہ یہ لوگ شراب کے نشے میں مخمور اور مدہوش ہیں۔

قیامت کے دن قبروں میں سے نکل کر میدان محشر میں دوڑتے ہوئے چلے آرہے ہوں گے

(وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّهِمْ یَنْسِلُوْنَ ۝ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝)

سورہ یٰس رکوع ۳ پارہ ۲۳

ترجمہ۔ اور صور میں پھونکا جائے گا۔ تو فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑے چلے آئیں گے کہینگے ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اُٹھایا۔ یہی ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب زندہ ہو کر اپنی قبروں سے اُٹھ کھڑے ہونگے۔ اور فرشتے ان کو جلد جلد دھکیل کر میدان محشر میں لے جائیں گے۔ شاید نفخۂ اولیٰ اور نفخۂ ثانیہ کے درمیان ان پر نیند کی حالت طاری کر دی جائے۔ یا قیامت کا ہولناک منظر دیکھ کر عذاب قبر کو ہلکا سمجھیں گے اور نیند سے تشبیہ دینگے۔ انتہیٰ ملخصاً

قیامت کے دن کوئی رشتہ داری کام نہیں آئیگی

(فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ۝) سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ پھر جب صور پھونکا جائیگا۔ تو اس دن ان میں نہ رشتہ داریاں رہیں گی اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

البتہ دُنیا میں جن لوگوں کی دوستی محض رضا الٰہی پر مبنی تھی وُہ آپس میں دوست ہی رہینگے اس کا ثبوت

(اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَىٕذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ۝) سورہ الزخرف رکوع ۶ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ اس دن دوست بھی آپس میں دشمن ہو جائیں گے۔ مگر آپس میں پرہیزگار لوگ

حاشیہ شیخ الاسلام

اس دن دوست سے دوست بھاگے گا۔

قیامت کے دن سب انسانوں کو

ایک میدان میں اکٹھا کیا جائیگا اس دن دوزخ کو کافروں پر پیش کیا جائے گا۔ (وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ یَوْمَىٕذٍ لِّلْكٰفِرِیْنَ عَرْضًا ۝ الَّذِیْنَ كَانَتْ اَعْیُنُهُمْ فِیْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِیْ وَكَانُوْا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَمْعًا ۝) سورہ الکہف رکوع ۱۱ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور صور میں پھونکا جائیگا۔ پھر ہم ان سب کو جمع کریں گے اور ہم دوزخ کو اس دن کافروں کے سامنے پیش کریںگے۔ جن کی آنکھوں پر ہماری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا۔ اور وہ سُن بھی نہ سکتے تھے۔

کافروں پر دوزخ پیش کرنے کی تخصیص کا باعث

دوزخ کافروں کی آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ شاید کافروں کی تخصیص اس لئے کی کہ اصل میں دوزخ انہیں کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر دُنیا میں پردہ پڑا ہُوا تھا۔ اب وُہ پردہ اُٹھ گیا ہے۔ کافروں کی اپنی عقل کی آنکھ دُنیا میں ٹھیک نہیں تھی۔ کہ قدرت کے نشان دیکھ کر یقین لے آتے۔ اور خدا کو یاد کرتے۔ اور اپنی ہٹ دھرمی سے کسی عقلمند کی بات نہ سُنی۔ تاکہ دوسرے کے سمجھانے ہی سے سمجھ جاتے۔

کہ اس کے سبب سے کہیں مَیں نہ پکڑا جاؤں - دُنیا کی سب دوستیاں اور محبتیں منقطع ہو جائیں گی - آدمی پچتائیگا کہ فلاں شریر آدمی سے دوستی کیوں کی تھی - جو اس کے اُکسانے سے آج کیوں گرفتار مصیبت ہونا پڑا - اس وقت بڑا گرمجوش محب محبوب کی صورت دیکھنے سے بیزار ہوگا - البتہ جن کی محبت اور دوستی اللہ کے واسطے تھی - اور اللہ کے خوف پر مبنی تھی وہ کام آئے گی -

آپس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دوستی رکھنے والوں کے چین اور آرام کا ثبوت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ رواہ مسلم

ترجمہ - ابی ہریرہ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - بیشک اللہ قیامت کے دن فرمائے گا - وہ لوگ کہاں ہیں جو میری تعظیم کی خاطر ایک دوسرے سے دوستی رکھنے والے تھے - آج مَیں انہیں اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دُونگا - جس دن سوائے میرے سایہ کے اور کوئی سایہ نہیں ہوگا -

حاصل

مذکور الصدر اعلان کا حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن محض رضا الٰہی کی خاطر دوستی رکھنے والوں کو اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دیگا - لہٰذا ان حضرات کو قیامت کے دن کی تکالیف کا احساس بھی نہیں ہوگا - اور رحمتِ الٰہی کے سایہ میں بیٹھنے سے جو ان کو خوشی ہوگی - اس کا اندازہ ہم لوگ دُنیا میں رہتے ہوئے لگا ہی نہیں سکتے - اللھم اجعلنا منھم

قیامت کے دن کی تکالیف کا ایک نمونہ

عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تُدْنَی الشَّمْسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰی تَکُوْنَ مِنْهُمْ کَمِقْدَارِ مِیْلٍ فَیَکُوْنُ النَّاسُ عَلٰی قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِی الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ یَّکُوْنُ اِلٰی کَعْبَیْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّکُوْنُ اِلٰی رُکْبَتَیْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّکُوْنُ اِلٰی حَقْوَیْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ یُّلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَّاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِیَدِهٖ اِلٰی فِیْهِ رواہ مسلم

ترجمہ - مقدادؓ سے روایت ہے - کہا - مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا - آپؐ نے فرمایا - قیامت کے دن سُورج کو مخلوقات کے قریب لایا جائیگا - یہاں تک ان سے ایک میل کے فاصلہ پر ہو جائیگا - پھر لوگ پسینہ میں اپنے عملوں کے لحاظ سے ہونگے - بعض کو پسینہ ایڑیوں تک ہوگا - اور بعض کو گھٹنوں تک ہوگا - اور بعض کو کمر تک ہوگا - اور بعض کو پسینہ مُنہ میں لگام کی طرح آ جائیگا - اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنے مُنہ (مبارک) کی طرف اشارہ کر کے دکھایا -

قیامت کے دن فقط اللہ تعالےٰ کی بادشاہی ہوگی

(وَلَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ)

سورہ الانعام رکوع ۹ پارہ ۷

ترجمہ - جس دن صور میں پھونکا جائیگا - تو (فقط) اسی کی بادشاہی ہوگی (وہ) چھپی اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے - اور وہی حکمت والا خبردار ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ قیامت کے دن سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کسی کی بادشاہی نہیں ہوگی - جس طرح کہ دُنیا میں اُس نے عارضی بادشاہ بنائے ہوئے تھے - اس لئے تمام فیصلہ جات اسی کے اختیار میں ہونگے - اور وہ چونکہ ہر چیز کے متعلقہ حالات کا جاننے والا ہے - اس سے کسی انسان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اس بناء پر وہ ہر شخص کی نقل و حرکات جو اس نے دُنیا میں کی تھیں یا جو اعمال دُنیا میں کئے تھے - وہ سب کچھ جانتا ہے - اور وہ یہ بھی جانتا ہے - کہ ہر شخص کے اعمال میں کس قدر رضا الٰہی مطلوب تھی - اور کس قدر دوسری چیزیں پیش نظر تھیں مثلاً ریا وغیرہ - ہر شخص کے تعلق اپنے اس علم محیط کے باعث جو فیصلہ کرے گا (مثلاً سیدھا جنّت میں جائے گا یا سیدھا دوزخ میں جائے گا یا دوزخ میں جانے کے بعد یہ شخص پھر بہشت میں آئے گا) لہٰذا اس کا ہر فیصلہ صحیح اور واقع پر مبنی ہوگا - اور اس کا ہر فیصلہ حکمت اور دانشمندی پر مبنی ہوگا - کیونکہ وہ ہر ایک معاملہ کے ظاہر اور باطن سے آگاہ ہے -

قیامت کے دن قبروں سے نکل کر اپنی اپنی جماعتوں کے ساتھ مل کر میدان محشر میں آئیں گے

(یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا ۙ لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ ۚ)

سورہ الزلزال پارہ ۳۰

ترجمہ - اس دن لوگ مختلف حالتوں میں لوٹیں گے - تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں -

حاشیہ شیخ الاسلام

"یعنی اس روز آدمی اپنی قبروں سے میدان حشر میں طرح طرح کی جماعتیں بن کر حاضر ہوں گے - ایک گروہ شرابیوں کا ہوگا ایک زانیوں کا - ایک ظالموں کا - ایک چوروں کا و علیٰ ہذا القیاس یا یہ مطلب ہے کہ لوگ حساب سے فارغ ہو کر جو لوٹیں گے تو کچھ جماعتیں جنّتی اور کچھ دوزخی ہو کر جنّت اور دوزخ کی طرف چلی جائیں گی -

چند احادیث متعلقہ حشر (یعنی قیامت)

پہلی

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِیْعًا یَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ فَقَالَ یَا عَائِشَةُ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ یَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ - متفق علیہ

ترجمہ - عائشہؓ سے روایت ہے - فرمایا مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے - آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن لوگ اکٹھے کئے جائیں گے - اپنے حال میں کہ پاؤں سے ننگے ہونگے اور بدن سے ننگے ہوں گے ختنہ شدہ نہیں ہونگے - مَیں نے (حضرت عائشہ نے) عرض کی - یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم مرد اور عورتیں سب (جب ننگے ہونگے) تو ان میں سے بعض بعض کی طرف دیکھیں گے - تب آپؐ نے فرمایا - اے عائشہ معاملہ اس سے زیادہ سخت ہے - کہ بعض آدمی بعض کی طرف دیکھ سکیں گے -

یعنی

اس دن جلال الٰہی کی دہشت کا اتنا زور ہوگا کہ کوئی کسی دوسرے کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی دیکھ نہیں سکے گا -

دوسری

عَنْ اَنَسٍ رضؓ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ کَیْفَ

یُحْشَرُ الْکَافِرُ عَلٰی وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ اَلَیْسَ الَّذِیْ اَمْشَاهُ عَلٰی رِجْلَیْنِ فِی الدُّنْیَا قَادِرٌ عَلٰی اَنْ یُّمْشِیَهٗ عَلٰی وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ متفق علیہ

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ بیشک ایک شخص نے عرض کی۔ اے اللہ کے نبیؐ۔ قیامت کے دن کافر کو کس طرح منہ کے بل میدانِ محشر میں لایا جائیگا آپؐ نے فرمایا۔ کیا وہ (اللہ) جس نے اس کو دُنیا میں دو پاؤں پر چلایا تھا۔ اس بات پر قادر نہیں ہے۔ کہ اُس کافر کو قیامت کے دن مُنہ کے بل چلائے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن کافروں کو یہ سزا دیگا کہ وہ مُنہ کے بل چلیں تاکہ میدانِ محشر میں سب لوگوں کے روبرو ذلیل ہوں۔ اور اصلی سزا دوزخ کی تو میدانِ محشر کے ختم ہونے کے بعد انہیں ملے گی۔

قیامت کے دن زمین کا انسانوں کے اعمال پر گواہی دینا

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُهَا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَهَا اَنْ تَشْهَدَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ وَّ اَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰی ظَهْرِهَا اَنْ تَقُوْلَ عَمِلَ عَلَیَّ کَذَا وَکَذَا یَوْمَ کَذَا وَکَذَا قَالَ فَهٰذِهِ اَخْبَارُهَا رواہ احمد والترمذی

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے) قیامت کے دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ زمین کی خبر دینے کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے عرض کی۔ اللہ اور اس کا رسولؐ خُوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ زمین کی خبر دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرد اور عورت پر گواہی دے گی۔ جو کچھ اُس نے اُس کی پیٹھ پر کیا ہوگا۔ یہ کہے گی۔ کہ اس نے فلاں فلاں کام مجھ پر بیٹھ کر فلاں فلاں دن کیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا۔ پس یہی اس (زمین) کا خبر دینا ہے۔

تنبیہ

ہر انسان کو ہر کام کرتے وقت یہ سوچ لینا چاہیئے۔ کہ میرا کام قیامت کے دن لوگوں کے سامنے آنے والا ہے لہٰذا ہر اُس کام سے پرہیز کرنی چاہیئے جس کے ظاہر ہونے سے انسان کو شرمندہ ہونا پڑے۔ اللّٰھم اجعلنا منھم

قیامت کے دن انسان کے اعضا اس پر شہادت دینگے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِکَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا اَضْحَکُ قَالَ قُلْنَا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ یَقُوْلُ یَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِیْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ یَقُوْلُ بَلٰی قَالَ فَیَقُوْلُ فَاِنِّیْ لَا اُجِیْزُ عَلٰی نَفْسِیْ اِلَّا شَاهِدًا مِّنِّیْ قَالَ فَیَقُوْلُ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ عَلَیْکَ شَهِیْدًا وَّ بِالْکِرَامِ الْکَاتِبِیْنَ شُهُوْدًا قَالَ فَیُخْتَمُ عَلٰی فِیْهِ فَیُقَالُ لِاَرْکَانِهٖ اِنْطِقِیْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِاَعْمَالِهٖ ثُمَّ یُخَلّٰی بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْکَلَامِ قَالَ فَیَقُوْلُ بُعْدًا لَّکُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْکُنَّ کُنْتُ اُنَاضِلُ

رواہ مسلم

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تھے۔ پھر آپ ہنسے پھر فرمایا۔ آیا تم جانتے ہو کہ میں کس چیز سے ہنسا ہوں۔ انسؓ نے کہا ہے۔ ہم نے عرض کی اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتا ہے آپؐ نے فرمایا۔ بندے کے اپنے رب سے خطاب کے باعث (ہنسا ہوں) بندہ کہیگا۔ اے میرے رب۔ کیا آپ نے مجھ کو ظلم سے پناہ نہیں دی۔ (جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے۔ وَلَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔) آپؐ نے فرمایا۔ اللہ فرمائے گا۔ ہاں آپؐ نے فرمایا۔ پھر بندہ کہیگا۔ میں اپنے نفس پر اپنے ہی میں سے گواہ چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ فرمائے گا آج تیرا نفس ہی تجھ پر گواہ کافی ہے۔ اور وہ فرشتے جو تیرا اعمالنامہ لکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا پھر اُسکے مُنہ پر مہر لگا دی جائیگی اور اس کے جسم کے اعضاء کو کہا جائیگا بولو۔ آپ نے فرمایا۔ چنانچہ اس کے جسم کے اعضاء اس کے اعمال بیان کریں گے۔ پھر اس مہر کو جو مُنہ پر لگائی گئی تھی۔ توڑ دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ پھر وہ بندہ اپنے اعضاء سے کہے گا۔ دُور ہو۔ بدبختو اور ہلاک ہو۔ مَیں تمہارے ہی لئے خُدا سے لڑ جھگڑ رہا تھا۔

دُنیا میں جس شخص کی حق تلفی ہوئی تھی اُس کو حق دلایا جائے گا

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَدَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ لِیْ مَمْلُوْکِیْنَ یَکْذِبُوْنَنِیْ وَیَخُوْنُوْنَنِیْ وَیَعْصُوْنَنِیْ وَاَشْتِمُهُمْ وَاَضْرِبُهُمْ فَکَیْفَ اَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ یُحْسَبُ مَا خَانُوْکَ وَعَصَوْکَ وَکَذَبُوْکَ وَعِقَابُکَ اِیَّاهُمْ فَاِنْ کَانَ عِقَابُکَ اِیَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ کَانَ کَفَافًا لَا لَکَ وَلَا عَلَیْکَ وَاِنْ کَانَ عِقَابُکَ اِیَّاهُمْ دُوْنَ ذُنُوْبِهِمْ کَانَ فَضْلًا لَّکَ وَاِنْ کَانَ عِقَابُکَ اِیَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِهِمْ اُقْتُصَّ لَهُمْ مِنْکَ الْفَضْلُ فَتَنَحَّی الرَّجُلُ وَجَعَلَ یَهْتِفُ وَیَبْکِیْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَا تَقْرَاُ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا وَاِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَیْنَا بِهَا وَکَفٰی بِنَا حَاسِبِیْنَ فَقَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَجِدُ لِیْ وَلِهٰؤُلَاءِ شَیْئًا خَیْرًا مِّنْ مُفَارَقَتِهِمْ اُشْهِدُکَ اِنَّهُمْ کُلَّهُمْ اَحْرَارٌ

رواہ الترمذی۔

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا ایک شخص آیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر عرض کی بیشک میرے غلام ہیں وہ مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور میری خیانت کرتے ہیں۔ اور میری نافرمانی کرتے ہیں۔ اور مَیں انہیں گالیاں دیتا ہوں۔ اور انہیں مارتا ہوں۔ پھر میرا ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا جو انہوں نے تیری خیانت کی ہے اور جو تیری نافرمانی کی ہے۔ اور جو تم سے جھوٹ بولا ہے اس کا حساب کیا جائے گا۔ اور تم نے جو ان کو سزا دی ہے۔ پس اگر ان کو تیری سزا ان کے گناہوں

کے برابر ہوگی تو معاملہ برابر ہو جائیگا۔ نہ تجھ پر کوئی گناہ اور نہ ان کے ذمہ کوئی چیز باقی - اور اگر ان کو تیری سزا ان کے گناہ سے کم تھی۔ تو باقی حق تمہیں مل جائیگا اور اگر تیری سزا ان کو ان کے گناہ سے زیادہ تھی تو تم سے ان کے لئے اس زائد سزا کا بدلہ لیا جائے گا۔ پھر وہ وہاں سے ہٹ گیا۔ (جہاں پہلے بیٹھا ہوا تھا۔) اور چیخنے اور رونے لگا۔ پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم نے اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا۔ (جو آیت شریفہ سورہ انبیاء رکوع ۷ پارہ ۱۷ کی حدیث شریف میں ہے اس کا ترجمہ) اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کریں گے۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا اور رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم لے آئینگے اور ہم ہی حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔ پھر اس شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ مَیں اپنے اور ان کے لئے ان کو جُدا کر دینے سے بہتر اور کوئی چیز نہیں پاتا۔ مَیں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ تحقیق وہ سب کے سب آزاد ہیں۔

اپنے پاس نوکر رکھنے والوں کے لئے

عبرت

عام طور پر نوکر رکھنے والے لوگ (مرد ہوں یا عورتیں) اپنے خدمتگزار نوکروں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ اور معمولی سی خطا پر انہیں ناراض ہوکر بُرا بھلا کہنے لگ جاتے ہیں۔ حتّٰی کہ بعض بد دماغ اور ناعاقبت اندیش لوگ نوکروں کو حرامزادہ اور حرامزادی کہنے سے بھی نہیں جھجکتے۔ انہیں سوچ لینا چاہیئے کہ در اصل اس لفظ کے استعمال کرنے سے نوکر کی ماں پر زنا کی تہمت لگا رہے ہیں۔ عمر میں جتنی مرتبہ اور جتنے یکے بعد دیگرے آنے والے نوکروں اور نوکرانیوں کے حق میں یہ لفظ استعمال کیا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس چار عینی گواہ تھے۔ جنہوں نے اس کی ماں کو بدکاری کرتے دیکھا تھا۔ جب اس کی ماں بدکاری کر رہی تھی۔ جس سے تمہارا یہ نوکر پیدا ہُوا تھا۔ اگر اس قسم کا یقینی ثبوت نہیں تھا۔ تو تم نے اس کی ماں پر یہ تہمت کیوں لگائی۔ لہٰذا تمہاری سزا دُنیا حد قذف والی تھی۔ جو تمہیں دُنیا میں نہیں دیگئی

کسی عورت پر زنا کی تہمت لگانے اور پھر چار گواہ شاہد عینی پیش نہ کرنے کی سزا

(وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ) سورہ النور رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر اسّی دُرّے مارو۔ اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ اور وُہی لوگ نافرمان ہیں

حاصل

یہ نکلا کہ کسی عورت پر زنا کی تہمت لگانے اور پھر چار گواہ ایسے جنہوں اس عورت کو بدکاری کرنے کی حالت میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ نہ لائیں۔ تو اس تہمت لگانے والے کو اسّی دُرّے لگائے جائیں۔

تواب

حرامزادہ یا حرامزادی کہنے والے مرد اور عورتیں سوچ لیں کہ قیامت کے دن ان نوکروں کے سبب سے ان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔

اس مصیبت کا علاج

جن مردوں اور عورتوں کو نوکروں کے معمولی سے جرم پر سخت بُرا بھلا کہنے کی عادت ہے وہ آئندہ صدق دل سے بارگاہ الٰہی میں توبہ کریں کہ اے اللہ پچھلے گناہ معاف فرمادے۔ آئندہ ملازمین سے اتنی سختی نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صدق دل سے توبہ کرنے سے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور آئندہ اپنی اصلاح کرلیں۔ اور نوکروں سے شریفانہ سلوک کریں اور حرامزادہ کہنے سے بھی صدق دل سے توبہ کرلیں۔ اور آئندہ اس قسم کا لفظ مُنہ سے نہ نکالیں تو اللہ تعالےٰ گزشتہ گناہ معاف فرمادے گا۔

مظلوموں کی دادرسی

ان دل آزاری کرنے والوں کو توبہ کی برکت سے معافی مل گئی۔ البتہ ان مظلوم نوکروں کی دلجوئی قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اس طرح فرمائے گا۔ بشرطیکہ ان میں ایمان کامل ہو اور سچے مسلمان ہوں۔ تو ان دل آزاریوں کا بدلہ انہیں عطا فرمائے گا جن کے بدلے کی نظیر دُنیا میں نہیں مل سکتی

قیامت کے دن انسان کے اعمال تولے جائیں گے

ثبوت

(فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۭ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۭ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۭ نَارٌ حَامِيَةٌ ۢ) سورہ القارعہ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ تو جس کے اعمال (نیک) تول میں زیادہ ہونگے تو وہ خاطر خواہ عیش میں ہوگا۔ اور جس کے اعمال (نیک) تول میں کم ہوں گے تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ کیا چیز ہے۔ وہ دھکتی ہُوئی آگ ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ قیامت کے دن اعمال بھی تُلیں گے۔ جس کی نیکیوں کا پلّہ بھاری ہوگا۔ وہ خاطر خواہ عیش میں ہوگا۔ یعنی بہشت کے داخلہ کا مستحق سمجھا جائے گا۔ اور جس کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو وہ دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

کس لحاظ سے اعمال بھاری یا ہلکے ہونگے

اعمال کا وزن اخلاص اور ایمان کے لحاظ سے ہوگا۔ جس شخص کے دل میں اپنے عمل میں فقط اللہ تعالےٰ کی رضا مطلوب اور مقصود ہو۔ وہ عمل وزنی ہوگا۔ خواہ چھوٹا سا ہو۔ مثلاً کسی مسکین کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایک روپیہ خیرات دے دیا۔ اس کے بالمقابل کسی شخص نے اپنے نام و نمود کے لئے ایک مسجد تعمیر کرائی ہے۔ جس پر ایک لاکھ روپیہ صرف ہُوا ہے۔ ایک روپیہ خرچ کرنے والے کو اللہ تعالےٰ جزاء خیر عطا فرمائے گا۔ اور یہ روپیہ قیامت کے دن نیکیوں کے پلّہ میں ڈالا جائے گا۔ اور جس نے مسجد پر ایک لاکھ روپیہ صرف کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کے ایک لاکھ کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اس سے ناراض ہوگا۔ اور اس ریاکاری کو شرک قرار دیکر اس شخص کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

کیونکہ ریا شرک ہے۔ اور مشرک کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ اللّٰھم لاتجعلنا منھم

ریا کا شرک ہونا

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَلّٰی یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ صَامَ یُرَائِیْ فَقَدْ اَشْرَکَ وَمَنْ تَصَدَّقَ یُرَائِیْ فقد اَشْرَکَ رواہ احمد۔

ترجمہ۔ شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہا۔ مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے دکھلاوے کے لئے نماز پڑھی۔ پس تحقیق اس نے شرک کیا۔ اور جس شخص نے دکھلاوے کیلئے روزہ رکھا۔ پس تحقیق شرک کیا۔ اور جس شخص نے دکھلاوے کے لئے صدقہ کیا۔ پس تحقیق شرک کیا۔

دکھلاوے کا مطلب

یہ ہے کہ میرا یہ کام دیکھ کر لوگ مجھے اچھا کہیں گے۔ اور میرے اچھا ہونے کا خیال ان کے دل میں پیدا ہو جائے گا

حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا

کہ مَیں تو اس نیکی کے کام کو محض اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے کر رہا ہوں۔ لوگ مجھے اچھا کہیں یا نہ کہیں یہ علیحدہ چیز ہے کہ لوگ اچھا کام کرنے والے کو اچھا ہی کہیں گے۔ مگر اچھّا کہلانا کام کرنے والے کی نیت میں نہیں ہونا چاہیئے۔

ریاکار مجاہد۔ عالم۔ سخی کا دوزخ میں جانا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ یُقْضٰی عَلَیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَجُلٌ اسْتُشْھِدَ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعَمَہٗ فَعَرَفَھَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْھَا قَالَ قَاتَلْتُ فِیْکَ حَتّٰی اسْتُشْھِدْتُّ قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ قَاتَلْتَ لِاَنْ یُّقَالَ جَرِیٌّ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْھِہٖ حَتّٰی اُلْقِیَ فِی النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَہٗ وَقَرَأَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعَمَہٗ فَعَرَفَھَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْھَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُہٗ وَقَرَأْتُ الْقُرْاٰنَ فِیْکَ قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِیُقَالَ اِنَّکَ عَالِمٌ وَقَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ لِیُقَالَ ھُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْھِہٖ حَتّٰی اُلْقِیَ

فِی النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَعْطَاہُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ کُلِّہٖ فَاُتِیَ بِہٖ فَعَرَّفَہٗ نِعَمَہٗ فَعَرَفَھَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِیْھَا قَالَ مَا تَرَکْتُ مِنْ سَبِیْلٍ تُحِبُّ اَنْ یُّنْفَقَ فِیْھَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِیْھَا لَکَ قَالَ کَذَبْتَ وَلٰکِنَّکَ فَعَلْتَ لِیُقَالَ ھُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِیْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِہٖ فَسُحِبَ عَلٰی وَجْھِہٖ ثُمَّ اُلْقِیَ فِی النَّارِ رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ اَبی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک سب سے پہلا جس کے متعلق قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا۔ ایک شخص ہوگا جو (دُنیا میں) شہید کیا گیا تھا۔ اسے (دربار الٰہی میں) لایا جائیگا۔ پھر (اللہ تعالےٰ) اپنی نعمت کی اسے پہچان کرائے گا (کہ مَیں نے تم پر فلاں فلاں احسان کئے تھے) پھر وہ شخص ان کا اقرار کریگا (کہ واقعی آپ کے یہ احسانات مجھ پر تھے) پھر (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ پھر تم نے ان نعمتوں کے باعث کون سی نیکی کی۔ کہیگا۔ مَیں نے تیری راہ میں جنگ کی تھی۔ یہاں تک کہ مَیں شہید ہوگیا۔ (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ تم نے جھوٹ بولا ہے۔ بلکہ تم نے اس لئے جنگ کی تھی کہ تمہیں بہادر کہا جائے پس وہ تمہیں کہہ دیا گیا تھا۔ پھر اس کے متعلق حکم کیا جائے گا۔ پھر اسے مُنہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ یہانتک کہ دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور ایک شخص نے علم (دین) ہی پڑھا تھا۔ اور لوگوں کو پڑھایا تھا اور قرآن پڑھا تھا۔ پھر اسے (دربار الٰہی میں) لایا جائے گا۔ پھر (اللہ تعالےٰ اسے) اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا۔

پھر وہ شخص ان نعمتوں کا اقرار کریگا۔ (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ پھر تم نے ان نعمتوں کے متعلق کیا کیا (یعنی ان کا کیا حق ادا کیا) وہ کہے گا۔ مَیں نے علم (دین ہی) پڑھا تھا اور وہی پڑھایا تھا۔ اور مَیں نے تیرے لئے قرآن پڑھا تھا۔ (اللہ تعالےٰ) فرمائیگا۔ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ بلکہ تم نے علم اس لئے پڑھا تھا تاکہ تمہیں عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تھا تاکہ تمہیں قاری کہا جائے۔ سو وہ کہہ دیا گیا پھر اس کے متعلق حکم دیا جائیگا۔ پھر اسے مُنہ کے بل گھسیٹا جائیگا یہاں تک کہ دوزخ میں ڈال دیا جائیگا

اور ایک ایسا آدمی جس پر اللہ نے کشائش کی تھی۔ اور اسے ہر قسم کا مال دیا تھا۔ پھر اُسے (دربارِ الٰہی میں) لایا جائے گا۔ پھر اللہ تعالےٰ اسے) اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا۔ پھر وہ ان سب نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائیگا پھر تم نے ان نعمتوں کے متعلق کیا کیا تھا۔ عرض کریگا۔ مَیں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی تھی جس میں تو خرچ کرنا پسند کرتا تھا۔ مگر مَیں نے اس میں تیرے لئے خرچ کیا تھا۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا۔ تم نے جھوٹ بولا۔ بلکہ تم نے اس لئے (خرچ) کیا تھا۔ کہ تمہیں یہ کہا جائے کہ یہ شخص سخی ہے۔ پس وہ کہا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا جائے گا۔ پھر اسے مُنہ کے بل گھسیٹا جائیگا پھر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

مذکورالصدر حدیث شریف میں

بہت بڑی عبرت ہے

برادران اسلام۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں، میدانِ جنگ میں جان دینے۔ یا رضا الٰہی حاصل کرنے کے لئے کتاب و سُنّت کی اشاعت کرنے یا اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے بڑھ کر اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور کونسا بہتر ذریعہ ہوسکتا ہے۔ مگر اس حدیث شریف نے ایک بہت بڑی راہ نمائی کر دی ہے۔ کہ اگر ان کاموں کے کرنے میں فقط رضاء الٰہی مطلوب ہے تو پھر ان کاموں کی قیمت میں ساری دُنیا کے خزانے اور دفینے بھی مل جائیں۔ تو بھی قیمت ادا نہیں ہوسکتی اس کی جزا فقط بہشت کا داخلہ ہی ہو سکتا ہے۔ اور اگر رضاء الٰہی مطلوب نہیں ہے۔ تو اُلٹا یہی کام دوزخ میں جانے کے باعث بنیں گے۔

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۹ جمادی الاوّل ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

نقشہ قیامت کی قسط دوم

برادرانِ اسلام - آپ اس خطبہ سے پہلے خطبہ میں قیامت کے دن کے بہت سے حالات سُن چکے ہیں - آج حالات قیامت قسط دوم پیش کرنا چاہتا ہوں -

قیامت کے دن سجدہ کا حکم ہونے کے بعد فقط مومن سجدہ کریں گے منافق اور کافر سجدہ کر ہی نہیں سکیں گے

(یَوْمَ یُکْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّیُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ فَلَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ۝ خَاشِعَۃً اَبْصَارُھُمْ تَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ ؕ وَقَدْ کَانُوْا یُدْعَوْنَ اِلَی السُّجُوْدِ وَھُمْ سَالِمُوْنَ ۝) سورہ القلم پارہ ۲۹ رکوع ۲

ترجمہ - جس دن پنڈلی کھولی جائے گی اور وہ سجدہ کرنے کو بُلائے جائینگے تو وہ نہ کر سکیں گے - ان کی آنکھیں جُھکی ہوں گی - ان پر ذلّت چھا رہی ہوگی اور وہ پہلے (دُنیا میں) سجدہ کے لئے بُلائے جاتے تھے - حالانکہ وہ صحیح سالم ہوتے تھے - (مگر وہ سجدہ نہیں کرتے تھے)

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"حشر کے دن ہر امت جس کو پوجتی تھی اس کے ساتھ جائے گی - مسلمان کھڑے رہ جائیں گے - پروردگار آئے گا - جس صورت میں نہ پہچانیں گے - فرمائے گا مَیں تمہارا رب ہوں میرے ساتھ آؤ - کہینگے نعوذ باللہ - ہمارا رب آئے گا تو ہم پہچان لینگے - فرمائے گا - کچھ اس کا نشان جانتے ہو - کہیں گے جانتے ہیں - پھر ظاہر ہوگا ان کی پہچان موافق اور پنڈلی کھولے گا تو سجدے میں گرینگے - جو سچی نیّت سے سجدہ نہ کرتا تھا - اس کی پیٹھ نہ مڑیگی - اُلٹا گرے گا - یہ اُن کا اعتقاد آزمانے کو کہ صورت پوجنے سے ایسے بیزار ہیں ..

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں - "اس کا قصہ حدیث شیخین میں مرفوعاً اس طرح آیا ہے کہ حق تعالےٰ میدانِ قیامت میں اپنی ساق ظاہر فرمائے گا - (ساق پنڈلی کو کہتے ہیں) اور یہ کوئی خاص صفت یا حقیقت ہے صفات و حقائقِ الٰہیہ میں سے جس کو کسی خاص مناسبت سے "ساق" فرمایا ہے - جیسے قرآن میں ید "ہاتھ" اور وجہ (چہرہ) کا لفظ آیا ہے - یہ مفہومات متشابہات میں سے کہلاتے ہیں - ان پر اسی طرح بلاکیف ایمان رکھنا چاہیئے - جیسے اللہ کی ذات ' وجود ' حیات اور سمع و بصر وغیرہ صفات پر ایمان رکھتے ہیں - اسی حدیث میں ہے - کہ اس تجلّی کو دیکھ کر مومنین و مومنات سجدہ میں گر پڑیں گے - مگر جو شخص ریا سے سجدہ کرتا تھا - اس کی کمر نہیں مڑے گی - تختہ سی ہوکر رہ جائے گی - اور جب اہل ریا و نفاق سجدہ پر قادر نہ ہوں گے تو کفار پر قادر نہ ہونا بطریقِ اولیٰ معلوم ہوگیا یہ سب کچھ محشر میں اس لئے کیا جائے گا - کہ مومن ' کافر اور مخلص و منافق صاف طور پر کھُل جائیں - اور ہر ایک کی اندرونی حالت حسّی طور پر مشاہدہ ہو جائے (اور ان لوگوں کی) ندامت اور شرمندگی کے مارے آنکھ اُوپر نہ اُٹھ سکے گی - (انہیں) دُنیا میں سجدہ کا حکم دیا گیا تھا - جس وقت اچھے خاصے تندرست تھے - اور باختیار خود سجدہ کر سکتے تھے - وہاں کبھی اخلاص سے سجدہ نہ کیا - اس کا اثر یہ ہوا - کہ استعداد ہی باطل ہوگئی - اب چاہیں بھی تو سجدہ نہیں کر سکتے -"

بارگاہ الٰہی میں قیامت کے دن کافر کے حق میں شفاعت منظور نہیں ہوگی خواہ اولوالعزم پیغمبر ہی شفاعت کیوں نہ کرے

(عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَلْقٰی اِبْرَاھِیْمُ اَبَاہُ اٰزَرَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَعَلٰی وَجْہِ اٰزَرَ قَتَرَۃٌ وَغَبَرَۃٌ فَیَقُوْلُ لَہٗ اِبْرَاھِیْمُ اَلَمْ اَقُلْ لَّکَ لَا تَعْصِنِیْ فَیَقُوْلُ اَبُوْہُ فَالْیَوْمَ لَا اَعْصِیْکَ فَیَقُوْلُ اِبْرَاھِیْمُ یَا رَبِّ اِنَّکَ وَعَدْتَّنِیْ اَلَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَاَیُّ خِزْیٍ اَخْزٰی مِنْ اَبِیْ الْاَبْعَدِ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّۃَ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ ثُمَّ یُقَالُ یَا اِبْرَاھِیْمُ مَا تَحْتَ رِجْلَیْکَ فَیَنْظُرُ فَاِذَا ھُوَ بِذِیْخٍ مُتَلَطِّخٍ فَیُؤْخَذُ بِقَوَائِمِہٖ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ -

ترجمہ - ابوہریرہؓ سے روایت ہے - وہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں - آپ نے فرمایا - ابراہیم (علیہ السلام) اپنے باپ آزر سے قیامت کے دن ملیں گے - اس حال میں کہ آزر کا چہرہ رنج و غم سے سیاہ ہوگا - پھر اسے ابراہیم (علیہ السلام) کہینگے - کیا مَیں تم سے یہ نہیں کہا کرتا تھا - کہ میری نافرمانی نہ کرو - آذر ابراہیم (علیہ السلام) سے کہے گا - آج مَیں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا - پھر ابراہیم (علیہ السلام) کہیں گے - اے میرے رب بیشک تُو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ تُو مجھ کو اُس روز ذلیل و خوار نہ کرے گا - جس دن کہ لوگوں کو اُٹھایا جائے گا - پس اس سے زیادہ اور کون سی رسوائی ہے - کہ میرا باپ خُدا کی رحمت سے دُور رہے - پھر اللہ فرمائے گا - بیشک مَیں نے بہشت کو کافروں پر حرام کیا ہُوا ہے - پھر ابراہیم (علیہ السلام) سے کہا جائے گا - (دیکھ) تیرے پاؤں کے نیچے کیا ہے پس ناگہاں وہ بجّو (جو قبریں کھود کر مردے کھاتا ہے) کی شکل میں اپنے خون میں یا مٹی میں لت پت ہوگا - (ابراہیم علیہ السلام کے سامنے) اسے چاروں ٹانگوں سے پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا -

حاصل

وُہی نکلا جو عنوان میں عرض کیا گیا تھا۔ کہ بارگاہِ الٰہی میں قیامت کے دن کافر کے حق میں شفاعت منظور نہیں ہوگی۔ خواہ اولوالعزم پیغمبر ہی شفاعت کیوں نہ کرے۔

قیامت کے دن بلا حساب بہشت میں جانے والے

عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ فَيَقُوْلُ اَيْنَ الَّذِيْنَ كَانَتْ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَيَقُوْمُوْنَ وَهُمْ قَلِيْلٌ فَيَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ اِلَى الْحِسَابِ ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۔

ترجمہ۔ اسماء بنت یزید سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہے (کہ) آپ نے فرمایا لوگوں کو قیامت کے دن ایک میدان میں جمع کیا جائے گا۔ پھر ایک پکارنے والا پکارے گا۔ پھر کہیگا۔ کہاں ہیں۔ وہ لوگ جن کے پہلو بستروں سے جُدا ہو جاتے تھے (یعنی نماز تہجد پڑھنے کے لئے بستروں سے اُٹھ کھڑے ہوتے تھے) پھر لوگ کھڑے ہونگے۔ حالانکہ وہ تھوڑے سے ہونگے۔ (جو تہجد کے لئے اُٹھتے تھے) پھر وہ لوگ بہشت میں بلا حساب داخل ہونگے۔ پھر باقی لوگوں کو حساب کے لئے حکم دیا جائے گا۔ (کہ حساب کے لئے حاضر ہو جاؤ)

قیامت کے دن بعض لوگوں کو حوضِ کوثر پر جانے سے روک دیا جائیگا

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ مَنْ مَّرَّ عَلَيَّ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ اَبَدًا لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ اَقْوَامٌ اَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنَنِيْ ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَاَقُوْلُ اِنَّهُمْ مِّنِّيْ فَيُقَالُ اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِّمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ متفق علیہ

ترجمہ۔ سہلؓ بن سعد سے روایت ہے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں حوضِ کوثر پر تمہارا میر سامان ہوں گا۔ (جو شخص قافلہ کے پہنچنے سے پہلے جاکر ان کی ضروریات کا سامان مہیا کرتا ہے) جو شخص میرے پاس سے گزریگا۔ پانی پیئے گا۔ اور جو پیئے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ البتہ میرے پاس بہت سی قومیں آئیں گی۔ میں ان کو پہچان لونگا۔ اور وہ مجھ کو پہچان لیں گے۔ پھر میرے اور ان کے درمیان کوئی چیز حائل کر دی جائیگی میں کہونگا۔ یہ لوگ تو میرے ہیں۔ یا میرے طریقے پر ہیں۔ اس کے جواب میں بتایا جائے گا۔ کہ تم کو معلوم نہیں۔ اُنہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی باتیں پیدا کی ہوئی ہیں (یہ سُن کر) میں کہوں گا۔ وہ لوگ دُور ہوں مجھ سے دُور۔ خُدا کی رحمت سے دُور۔ جنہوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی ہے۔

قیامت کا دن مومن پر چار رکعت فرض کی دیر میں گزر جائے گا۔

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ مَا طُوْلُ هٰذَا الْيَوْمِ فَقَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ يُصَلِّيْهَا فِي الدُّنْيَا رواہ البیہقی فی کتاب البعث والنشور

ترجمہ۔ ابی سعید خدری سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے متعلق سوال کیا گیا جس کا اندازہ پچاس ہزار سال کا ہوگا۔ (تعجب سے کہا گیا) اس دن کی لمبائی کتنی بڑی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اس (اللہ) کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ بیشک وہ دن مومن پر ہلکا کر دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ نماز فرض جو دنیا میں پڑھا کرتا تھا اس کی دیر سے بھی ہلکا ہو جائے گا۔

قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو لباس پہنایا جائیگا

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِيْلَ لَهٗ مَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ قَالَ ذٰلِكَ يَوْمٌ يُنْزِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى كُرْسِيِّهٖ فَيَاطُّ كَمَا يَاطُّ الرَّحْلُ الْجَدِيْدُ مِنْ تَضَايُقِهٖ وَيُحَاءُ هُوَ كَسَنَةٍ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَيُجَاءُ بِكُمْ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا فَيَكُوْنُ اَوَّلُ مَنْ يُّكْسٰى اِبْرَاهِيْمُ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اُكْسُوْا خَلِيْلِيْ فَيُؤْتٰى بِرِيْطَتَيْنِ بَيْضَاوَيْنِ مِنْ رِّيَاطِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اُكْسٰى عَلٰى اَثَرِهٖ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ اللّٰهِ مَقَامًا يَغْبِطُنِيْ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ رواہ الدارمیؒ ۔

ترجمہ۔ ابن مسعود سے روایت ہے۔ وُہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ابن مسعودؓ نے کہا۔ آپؐ سے عرض کی گئی۔ مقام محمود کیا چیز ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ وہ دن ہے۔ جس طرح نئے چمڑے کی تنگ زین بولتی ہے۔ اور اس کرسی کی کشادگی اتنی ہے۔ جتنی کہ آسمان اور زمین کی درمیانی فضا ہے۔ پھر تمہیں ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بے ختنہ لایا جائے گا۔ اور جن لوگوں کو اُس دن لباس پہنایا جائے گا اُن میں سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ (فرشتوں کو حکم دے گا) کہ میرے دوست کو لباس پہناؤ۔ بہشت کی چادروں میں سے دو سفید چادریں لائی جائیں گی (اور حضرت ابراہیمؑ کو اوڑھائی جائینگی) اس کے بعد مجھے لباس پہنایا جائیگا۔ پھر میں اللہ تعالےٰ کی دائیں طرف کھڑا ہو جاؤں گا۔ اور اگلے اور پچھلے تمام لوگ مجھ پر رشک کرینگے۔

قیامت کے دن شفاعت کی متعدد صورتیں

نمبر ۱

اللہ تعالےٰ کے کسی نیک بندے کو پانی پلانے یا وضو کے لئے پانی دینے سے دوزخ سے نجات حاصل ہونا

برادرانِ اسلام۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ اس کی رحمت جوش میں آجائے تو یہ منظر بھی آنکھوں کے سامنے آسکتا ہے۔ چنانچہ اس کی تائید میں ایک ارشاد نبوی ملاحظہ ہو۔

عَنْ اَنَسٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ص دن اللہ تعالیٰ اپنی کرسی پر نزول فرمائیگا۔ اور اس کرسی سے اس دن آواز آئیگی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَفُّ اَهْلُ النَّارِ فَيُمَرُّ بِهِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِيْ اَنَا الَّذِيْ سَقَيْتُكَ شَرْبَةً وَّقَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِيْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءً فَيَشْفَعُ لَهُ فَيُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخیوں کو صف میں کھڑا کیا جائے گا۔ پھر ان کے پاس سے ایک شخص بہشتیوں میں سے گزریگا۔ پھر ان دوزخیوں میں سے ایک شخص کہے گا۔ اے فلاں۔ کیا تو مجھ کو پہچانتا نہیں۔ میں وہی ہوں۔ جو میں نے تمہیں پانی پلایا تھا۔ اور بعض ان میں سے کہیں گے۔ میں نے تجھے وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ پھر وہ بہشتی اس دوزخی کے لئے شفاعت (سفارش) کرے گا۔ پھر (اللہ تعالیٰ) اس دوزخی کو بہشت میں داخل کر دے گا۔

۲

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اُمَّتِيْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْقَبِيْلَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰى يَدْخُلُوا الْجَنَّةَ رواہ الترمذی

ترجمہ۔ ابی سعید سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک میری امت میں ایسے لوگ بھی ہوں گے جو انسانوں کی ایک جماعت کی شفاعت کریں گے۔ اور بعض اس (امت) میں سے ایسے بھی ہوں گے۔ جو ایک قبیلے کی شفاعت کریں گے۔ اور بعض ان میں سے ایسے بھی ہوں گے۔ جو ایک صلبی خاندان کی شفاعت کرینگے۔ اور بعض ان میں سے ایسے ہونگے۔ ایک شخص کی شفاعت کریں گے۔ یہاں تک کہ یہ لوگ جنت میں جا داخل ہوں گے۔

آپ کی امت میں ایسا شخص بھی ہوگا جس کی شفاعت سے بے شمار آدمی بہشت میں داخل ہوں گے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي الْجَدْعَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَكْثَرُ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ رواہ الترمذی والدارمی وابن ماجۃ۔

ترجمہ۔ ابی الجدعاء سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میری امت میں سے ایک شخص کی شفاعت سے بنی تمیم (قبیلہ کی تعداد) سے بھی زیادہ بہشت میں داخل ہوں گے۔

۳

قیامت کے دن شفاعت کرنیوالے حضرات

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْفَعُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَلٰثَةٌ اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الشُّهَدَاءُ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ۔ عثمانؓ بن عفان سے روایت ہے آپ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قیامت کے دن تین قسم (کے حضرات) شفاعت کرینگے۔ انبیاء (علیہم السلام) پھر علماء (کرام) پھر شہداء حضرات۔

پل صراط سے گزرنے کا منظر

۱

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُوْنَ مِنْهَا بِاَعْمَالِهِمْ فَاَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِيْ رَحْلِهٖ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهٖ رواہ الترمذی والدارمی۔

ترجمہ۔ ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگ دوزخ کی آگ پر حاضر ہونگے (یعنی پل صراط سے گزرتے ہوئے) پھر اپنے اعمال صالح کے مطابق اس سے نجات پائینگے ان میں جو لوگ سب سے بہتر ہونگے وہ بجلی چمکنے کے مانند پل صراط سے گزر جائیں گے۔ پھر ہوا کے مانند۔ پھر دوڑتے گھوڑوں کی مانند۔ پھر اونٹ کی مانند پھر آدمی کے دوڑنے کے مانند پھر پیدل چلنے کے مانند۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہمیں پہلے نمبر کے گزرنے میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

۲

عَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ فَيَقُوْلُ وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى اِبْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِّنْ وَّرَاءِ وَرَاءٍ اِعْمِدُوْا اِلٰى مُوْسٰى الَّذِيْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ فَيَقُوْلُ عِيْسٰى لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهُ وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَيَقُوْمَانِ جَنْبَتَيِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ قَالَ قُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اَيُّ شَيْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ قَالَ اَلَمْ تَرَوْا اِلَى الْبَرْقِ كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِيْ طَرْفَةِ عَيْنٍ ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِيْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ يَقُوْلُ يَا رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ حَتّٰى تَعْجَزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ حَتّٰى يَجِيْءَ الرَّجُلُ فَلَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا وَقَالَ فِيْ حَافَتَيِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَاْمُوْرَةٌ تَاْخُذُ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ وَّمَكْدُوْسٌ فِي النَّارِ وَالَّذِيْ نَفْسُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعُوْنَ خَرِيْفًا رواہ مسلم

ترجمہ۔ حذیفہؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ دونوں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تبارک تعالےٰ لوگوں کو جمع کریگا۔ پھر مومن ایک مقام پر کھڑے ہونگے۔ اور بہشت ان کے قریب کی جائے گی۔ پھر لوگ آدمؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے اے ہمارے باپ ہمارے لئے بہشت کھول دو۔ آدمؑ کہیں گے۔ تمہیں بہشت سے تمہارے باپ ہی کے گناہ نے نکالا ہے۔ یہ کام میری قوت سے باہر ہے۔ تم میرے بیٹے ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ لوگ (حضرت) ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے۔ وہ کہیں گے یہ کام میرے بس کا نہیں۔ میں خدا تعالیٰ کا دوست آج سے پہلے ہی پہلے تھا۔ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ جن سے خدا تعالےٰ نے کلام کیا ہے۔ چنانچہ وہ موسیٰ علیہ السلام

کے پاس جائیں گے ۔ حضرت موسےٰ کہیں گے ۔ میں اس کا اہل نہیں۔ تم عیسےٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو خُدا کا کلمہ اور خدا تعالیٰ کی رُوح ہیں ۔ چنانچہ وہ عیسےٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے ۔ وہ کہیں گے۔ یہ کام میری قدرت سے باہر ہے۔ آخر لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں گے ۔ اور آپؐ عرشِ الٰہی کی دائیں جانب کھڑے ہو کر شفاعت کی اجازت طلب کرینگے ۔ اور آپؐ کو اجازت دی جائے گی ۔ پھر امانت اور رحم (یعنی ناتے) کو بھیجا جائیگا اور وہ پلصراط کے دائیں بائیں کھڑے ہو جائیں گے ۔ اور پل صراط سے لوگوں کا گزرنا شروع ہو گا ۔ اور سب سے پہلی جماعت بجلی کی مانند گزر جائے گی ۔ ابوہریرہؓ کا بیان ہے ۔ کہ مَیں نے پوچھا ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں بجلی کی مانند کیونکر گزر جائیں گے ۔ آپ نے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ بجلی چمک کر کس طرح گزر جاتی ہے ۔ اور آنکھ جھپکنے واپس آجاتی ہے ۔ پھر آپ نے فرمایا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کے بعد لوگ ہوا کی مانند گزریں گے پھر پرندوں کی مانند گزریں گے ۔ پھر مردوں کے دوڑنے کی مانند گزریں گے ۔ پھر پیدل چلنے والوں کی مانند گزرینگے ۔ اور اس رفتار کو ان کے اعمال جاری کریں گے ۔ (یعنی ان لوگوں کے اعمال کی طاقت کے لحاظ سے ان کی رفتار میں بھی کئی مراتب ہونگے) اور تمہارے نبی پل صراط پر کھڑے یہ کہتے ہونگے ۔ ربِّ سلّم سلّم یعنی اے پروردگار سلامت رکھ ۔ سلامت رکھ ۔ یہاں تک کہ بندوں کے اعمال عاجز ہوں گے ۔ (یعنی ایسے لوگ رہ جائیں گے جن کے اعمال کی قوّت کی رفتار سُست ہو گی ۔ اور وہ پل صراط سے گزر نہیں سکیں گے) چنانچہ ایک شخص گھسٹتا ہُوا آئے گا ۔ (یعنی اس میں چلنے کی قوّت نہیں ہوگی) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ پُل صراط کے دونوں طرف انکڑے ہونگے ۔ جن کو حکم دیا گیا ہوگا ۔ کہ وہ اس شخص کو پکڑ لیں ۔ جن کو پکڑ لئے جانے کا حکم دیا گیا ہو چنانچہ ان انکڑوں سے زخمی ہو کر بعض لوگ نجات پا جائینگے ۔ اور بعض کو ہاتھ پاؤں باندھ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا ۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں ابوہریرہؓ کی جان ہے ۔ دوزخ کا گہراؤ ستّر برس کی مسافت کی راہ کے برابر ہے ۔

قابلِ غور

یہ چیز ہے کہ پل صراط سے گزرتے وقت گزرنے والوں کی جو قسمیں آپ سُن چکے ہیں ۔ یہ سب پیغمبروں پر ایمان لانے والوں کی ہیں ۔ یہ یاد رہے کہ کوئی کافر یا نفاق اعتقادی کا منافق (جو شخص بظاہر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ۔ اور مسلمانوں ہی کی جماعت کا ایک فرد سمجھا جاتا ہے اس کے رشتے ناطے سب مسلمانوں کے ساتھ ہیں ۔ بایں ہمہ دل میں بعض احکام الٰہیہ کو صحیح نہیں سمجھتا ۔ مثلاً اس کے دل میں یہ خیال ہے کہ قرآن مجید میں جو مندرجہ ذیل چیزیں ہیں ۔ وہ انصاف یا مصلحت کے خلاف ہیں ۔ اس لئے قرآن مجید میں یہ نہیں ہونی چاہئیں تھیں ۔ بالفاظِ دیگر وہ دل میں خُدائی فیصلہ کو غلط سمجھتا ہے ۔ یا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرتا ہے ۔ کہ آپ کو فلاں کام نہیں کرنا چاہئے تھا ۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو چور کے ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے ۔ یا زانی شادی شدہ کو جو رجم کی سزا دی جاتی ہے یہ وحشیانہ سزا ہے ۔ یا کہتا ہے کہ قرآن مجید میں جو سود لینا دینا حرام کیا گیا ہے یہ حکم مصلحت یا قومی ترقی کے راستہ میں سدِّ راہ ہے ۔ اس لئے سود کو حرام کرنا غلط ہے ۔

قاعدہ یہ ہے

کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ایک حکم کے انکار کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے ۔ بایں ہمہ اگر اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ۔ تو اسلامی اصطلاح میں اسے منافق کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے ۔ یہ یاد رہے کہ کافر اور منافق کو دوزخ کے دروازہ سے داخل کیا جائے گا ۔

ہاں جن لوگوں میں ایمان باقی ہے اور عملی کمزوریاں ان میں پائی جاتی تھیں مثلاً مانتے تھے کہ اسلام میں پنج وقتہ نماز فرض ہے ۔ مگر اُنہوں نے نمازیں پڑھی نہیں اور جانتے تھے ۔ کہ ہر مسلمان پر رمضان مبارک کے روزے فرض ہیں ۔ مگر رکھتے نہیں تھے ۔ یا مثلاً مانتے تھے کہ زکوٰۃ ادا کرنا اسلام میں فرض ہے مگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے ۔ یا مانتے تھے کہ ہر صاحب استطاعت پر حج فرض ہے ۔ مگر عمر بھر کیا نہیں یا مانتے تھے کہ اسلام میں ماں باپ کی ہر ممکن خدمت اور ان کی دلجوئی فرض ہے مگر بدقسمتی سے ماں باپ کو ستاتے اور دُکھ ہی دیتے رہے ۔ علی ہذالقیاس اور بھی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں ۔

اگر اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل

سے ان لوگوں کو معافی نہ دی تو یہ لوگ کچھ وقت کے لئے دوزخ میں داخل کئے جائیں گے ۔ پھر شفاعت کی برکت سے نکال لئے جائیں گے ۔

شفاعت بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی

پر موقوف ہے ۔ شفاعت کرنے والے مقربینِ الٰہی کو بھی اللہ تعالےٰ سے اجازت لینی پڑے گی ۔ کہ شفاعت کریں ۔ اور جن کے لئے شفاعت کرنا چاہتے ہیں ۔ ان کے حق میں بھی اللہ تعالےٰ کی منظوری لینی پڑے گی ۔

قیامت کے دن مومنوں کو اللہ تعالےٰ کی زیارت کا نصیب ہونا اور مومنوں کا اپنے بھائیوں کے لئے شفاعت کرنا اور پھر اللہ تعالےٰ کا کئی ایسے بندوں کا دوزخ سے نکالنا جن کے متعلق کسی نے شفاعت نہیں کی ہوگی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اِنَّ نَاسًا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ تَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَمْ ھَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الشَّمْسِ بِالظَّھِیْرَۃِ صَحْوًا لَیْسَ مَعَھَا سَحَابٌ وَھَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ صَحْوًا لَیْسَ فِیْھَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا کَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَۃِ اَحَدِھِمَا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ لِیَتْبَعْ کُلُّ اُمَّۃٍ مَا کَانَتْ

تَعْبُدُ فَلَا يَبْقَى اَحَدٌ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ
الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ
حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ
بَرٍّ وَّ فَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ فَمَاذَا
تَنْظُرُوْنَ يَتْبَعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا
يَا رَبَّنَا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا اَفْقَرَ مَا كُنَّا
اِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا اَمَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا
جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ
فَيَقُوْلُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ اٰيَةٌ تَعْرِفُوْنَهُ
فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَيُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ فَلَا يَبْقٰى
مَنْ كَانَ يَسْجُدُ لِلّٰهِ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ اِلَّا
اَذِنَ اللّٰهُ لَهٗ بِالسُّجُوْدِ وَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ
اِتِّقَاءً وَّ رِيَاءً اِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ ظَهْرَهٗ طَبَقَةً
وَاحِدَةً كُلَّمَا اَرَادَ اَنْ يَّسْجُدَ خَرَّ عَلٰى قَفَاهُ
ثُمَّ يُضْرَبُ الْجِسْرُ عَلٰى جَهَنَّمَ وَتَحِلُّ الشَّفَاعَةُ
وَيَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ فَيَمُرُّ الْمُؤْمِنُوْنَ
كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَ
كَاَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ فَنَاجٍ مُّسَلَّمٌ وَ
مَخْدُوْشٌ مُّرْسَلٌ وَمَكْدُوْسٌ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ
حَتّٰى اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ
مَا مِنْ اَحَدٍ مِنْكُمْ بِاَشَدَّ مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ
قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا كَانُوْا
يَصُوْمُوْنَ مَعَنَا وَيُصَلُّوْنَ وَيَحُجُّوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ
اَخْرِجُوْا مَنْ عَرَفْتُمْ فَتُحَرَّمُ صُوَرُهُمْ عَلَى النَّارِ
فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا مَا بَقِيَ
فِيْهَا اَحَدٌ مِّمَّنْ اَمَرْتَنَا بِهٖ فَيَقُوْلُ اِرْجِعُوْا
فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ نِصْفِ دِيْنَارٍ
مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا ثُمَّ
يَقُوْلُ اِرْجِعُوْا فَمَنْ وَّجَدْتُمْ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرِجُوْنَ خَلْقًا كَثِيْرًا
ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا لَمْ نَذَرْ فِيْهَا خَيْرًا فَيَقُوْلُ اللّٰهُ
شَفَعَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ وَشَفَعَ النَّبِيُّوْنَ وَ شَفَعَ
الْمُؤْمِنُوْنَ وَلَمْ يَبْقَ اِلَّا اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ
فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِّنَ النَّارِ فَيُخْرِجُ مِنْهَا قَوْمًا
لَمْ يَعْمَلُوْا خَيْرًا قَطُّ قَدْ عَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقِيْهِمْ
فِيْ نَهَرٍ فِيْ اَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهٗ نَهَرُ الْحَيٰوةِ
فَيَخْرُجُوْنَ كَمَا تَخْرُجُ الْجَنَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ
فَيَخْرُجُوْنَ كَاللُّؤْلُؤِ فِيْ رِقَابِهِمُ الْخَوَاتِمُ فَيَقُوْلُ
اَهْلُ الْجَنَّةِ هٰٓؤُلَآءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمٰنِ اَدْخَلَهُمُ
الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوْهُ وَلَا خَيْرٍ قَدَّمُوْهُ
فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَاَيْتُمْ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

ترجمہ ۔ ابی سعید خدریؓ سے روایت ہے
بعض لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ
کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن
دیکھیں گے ۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ۔ ہاں ۔ کیا تم
دوپہر کے وقت جبکہ آسمان صاف
ہو ۔ آفتاب کو دیکھنے میں کوئی
تکلیف محسوس کرتے ہو ۔ اور کیا
چودھویں رات کے چاند کو تم رات
میں جبکہ آسمان صاف ہو ۔ دیکھنے
میں کوئی تکلیف محسوس کرتے ہو؟
صحابہؓ نے عرض کی ۔ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ۔ آپ
نے فرمایا ۔ اللہ (تعالےٰ) کو دیکھنے
میں بھی تم کو اتنی ہی تکلیف
محسوس ہوگی ۔ جتنی کہ سورج
اور چاند کو دیکھنے میں ہوتی ہے ۔
(یعنی جس طرح سورج اور چاند کو
دیکھنے میں ہوتی ہے ۔ (یعنی جس
طرح سورج اور چاند کو دیکھنے
میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی ۔ اسی
طرح اللہ (تعالےٰ) کو دیکھنے میں
بھی کوئی اذیت و تکلیف نہ ہوگی
اس کے بعد آپؐ نے فرمایا ۔ جب
قیامت ہوگی تو ایک شخص پکار کر
کہیگا ۔ جو اُمت جس چیز کی عبادت
کرتی تھی وہ اسی کے پیچھے پیچھے
آئے ۔ پس جو لوگ خدا کے سوا دوسری
چیزوں یعنی بتوں اور پتھروں کی
پرستش کرتے تھے ۔ اُن میں سے
ایک بھی باقی نہیں رہے گا ۔ اور
سب کے سب دوزخ میں جا گرینگے
یہاں تک کہ جب ان لوگوں کے
سوا کوئی باقی نہیں رہے گا جو خدا
کی عبادت کرتے تھے ۔ وہ خواہ نیک
ہوں یا بد تو اللہ (تعالےٰ) ان
کے پاس آئے گا اور فرمائے گا ۔ تم
کس کے انتظار میں ہو ؟ ہر جماعت
اپنے معبود کے پیچھے جا رہی ہے
(تم بھی جاؤ) وہ کہیں گے ۔ اے
ہمارے پروردگار ہم نے دُنیا میں ان
لوگوں سے (یعنی بتوں اور پتھروں
کے پوجنے والوں سے) علیحدگی اختیار
کر لی تھی ۔ حالانکہ ہم ان کے محتاج
تھے ۔ اور کبھی ہم ان کے پاس نہیں
بیٹھے ۔ اور ابی ہریرہؓ کی روایت
میں یہ الفاظ ہیں ۔ کہ وہ لوگ
اپنے پروردگار سے یوں کہیں گے
کہ ہماری جگہ یہ ہے ۔ ہم اس
وقت تک یہاں سے نہ جائیں گے
جب تک ہمارا پروردگار ہمارے پاس
نہ آئے ۔ اور جب ہمارا پروردگار
آئے گا ۔ ہم اُس کو پہچان لیں گے
اور ابو سعیدؓ کی روایت میں یہ الفاظ
ہیں ۔ کہ اللہ تعالےٰ ان سے پوچھیگا
کیا تمہارے اور تمہارے پروردگار
کے درمیان کوئی ایسی نشانی ہے ۔
جس سے تم اس کو پہچان لو ۔ وُہ
کہیں گے ۔ ہاں ۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ
کی پنڈلی کھولی جائے گی ۔ اور جو
شخص خُدا کو اخلاص و عقیدت سے
سجدہ کرتا تھا ۔ اُس کو سجدہ کرنے
کا حکم دیا جائے گا ۔ اور جو شخص
کسی کے خوف سے یا لوگوں کو دکھلانے
کے لئے سجدہ کرتا تھا ۔ خدا اس کی
کمر کو تختہ بنا دے گا ۔ جب وہ سجدہ
کے لئے جُھکے گا ۔ چت گر پڑے گا ۔
پھر دوزخ کے اُوپر پُلصراط رکھا
جائے گا ۔ اور شفاعت کی اجازت
دی جائے گی ۔ اور انبیاء اپنی اُمت
کے لئے یہ دُعا کریں گے ۔ اے
اللہ ۔ ان کو سلامتی سے گزار ۔ اے
اللہ ان کو سلامتی سے گزار ۔ پھر
مومن پلصراط سے (اس طرح)
گزریں گے کہ بعض تو پلک جھپکتے
گزر جائیں گے ۔ بعض بجلی کی مانند
تڑپ کر گزر جائیں گے ۔ بعض ہوا
کے مانند ۔ بعض پرندوں کے مانند ۔
بعض تیز رو اور خوش رفتار گھوڑوں
کی مانند اور بعض اُونٹوں کی مانند
ان میں سے بعض بے ضرر گُذر
جائیں گے ۔ اور بعض کچھ زخم کھا کر
نکل جائیں گے ۔ اور بعض دوزخ
میں دھکیل دیئے جائیں گے
یہاں تک کہ جب مومن آگ سے
نجات پا جائیں گے ۔ پھر اُس اللہ کی قسم
جس کے قبضہ میں میری جان ہے ۔
اپنے ان بھائیوں کی خلاصی کے لئے
جو دوزخ میں ہوں گے ۔ قیامت کے
دن تم سے زیادہ اللہ (تعالےٰ)
سے جھگڑا کرنے والا کوئی نہ ہوگا
مومن کہیں گے ۔ اے رب ہمارے
وہ لوگ ہمارے ساتھ روزے رکھتے
تھے ۔ اور نمازیں پڑھتے تھے ۔ اور
حج کرتے تھے ۔ پھر ان (مومنوں) سے
کہا جائے گا ۔ جس کو تم پہچانتے ہو ۔
دوزخ سے نکال لو ۔ پھر ان (دوزخیوں)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلم کو دوسرے مسلم پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، بیمار کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینک آنے پر یرحمک اللہ کہہ کے اس کے لئے دعائے رحمت کرنا۔ صحیح بخاری

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جو (بے توفیق) مسلمان کسی دوسرے مسلمان بندے کو کسی ایسے موقع پر بے مدد چھوڑے گا جس میں اس کی عزت پر حملہ ہو، اور اس کی آبرو اتاری جاتی ہو، تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ایسی جگہ اپنی مدد سے محروم رکھے گا جہاں وہ اللہ کی مدد کا خواہش مند (اور طلبگار) ہو گا۔ اور جو (باتوفیق مسلمان) کسی مسلمان بندے کی ایسے موقع پر مدد اور حمایت کرے گا جہاں اس کی عزت و آبرو پر حملہ ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے موقع پر اس کی مدد فرمائے گا جہاں وہ اس کی نصرت کا خواہشمند (اور طلب گار) ہو گا۔ سنن ابی داؤد

کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائینگی چنانچہ مومن بہت سے لوگوں کو دوزخ سے نکال لیں گے۔ پھر کہیں گے۔ اے رب ہمارے۔ جن کے (نکالنے) کے متعلق آپ نے حکم دیا تھا۔ ان میں سے ایک بھی دوزخ میں نہیں رہا۔ پھر (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ لوٹ کر جاؤ۔ پس جس شخص کے دل میں دینار کی مقدار جتنی بھی نیکی پاؤ۔ پس اس کو بھی نکال لاؤ۔ پھر وہ بہت ساری مخلوقات کو نکال کر لائینگے۔ پھر فرمائے گا۔ لوٹ کر جاؤ۔ جس شخص کے دل میں آدھے دینار جتنی بھی نیکی پاؤ۔ اس کو بھی نکال لاؤ۔ پھر بہت ساری مخلوقات کو نکال کر لائینگے۔ پھر فرمائیگا لوٹ کر جاؤ۔ جس شخص کے دل میں ذرہ جتنی بھی نیکی پاؤ اس کو بھی نکال کر لے آؤ۔ پھر بہت ساری مخلوقات کو نکال کر لے آئینگے۔ پھر کہینگے۔ اے رب ہمارے ہم نے دوزخ میں نیکی (والوں) کو نہیں چھوڑا پھر اللہ فرمائیگا۔ فرشتوں نے شفاعت کی۔ انبیاء (علیہم السلام) نے شفاعت کی اب کوئی چیز ارحم الراحمین کے رحم کے سوا باقی نہیں رہی۔ یہ کہہ کر (اللہ تعالیٰ) دوزخ سے ایک مٹھی بھر کر نکال لیگا۔ جنہوں نے کبھی بھلائی نہیں کی۔ یہ لوگ جل کر کوئلہ ہو گئے ہونگے۔ ان کو اس نہر میں ڈال دیا جائیگا۔ جو جنّت کے دروازوں پر ہوگی۔ اور جس کا نام نہر حیوٰۃ ہے۔ یہ لوگ نہر میں سے ایسے تر و تازہ نکلینگے۔ جیسا دانہ پانی کے بہاؤ کے کوڑے کرکٹ میں اُگتا ہے اور موتی کی مانند چمکدار ہونگے۔ ان کی گردنوں میں نشانیاں اور مہریں ہونگی ان کو دیکھ کر بہشتی یہ کہیں گے یہ لوگ رحمٰن کے (دوزخ سے) آزاد کئے ہوئے ہیں۔ ان کو رحمٰن نے بغیر کسی عمل کے بہشت میں داخل کیا ہے۔ (یعنی نہ تو دُنیا میں کوئی بھلائی کی تھی۔ اور نہ کوئی نیکی آگے بھیجی تھی) پھر ان لوگوں سے کہا جائے گا۔ کہ بہشت میں جو چیزیں تمہیں ملی ہیں۔ اتنی تمہیں اور بھی دی گئی ہیں۔ وما علینا الا البلاغ المبین واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۱۶ جمادی الاوّل ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

قیامت کے دن سے متعلقہ حالات

برادرانِ اسلام - جن حالات کی آج قسطِ سوم پیش کی جا رہی ہے - آئندہ یہ حالات ہر شخص کے سامنے آنے والے ہیں - اس وقت کوئی نجات پائے گا کوئی سرنگوں ہوگا - کسی کو عزّت ملے گی کوئی ذلیل کیا جائیگا - لہٰذا ہر شخص کو سوچ کر زندگی بسر کرنی چاہیئے کہ وہ کس جماعت میں شامل ہونے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر رہا ہے -

(عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّاسَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ تَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَذَکَرَ مَعْنٰی حَدِیْثِ اَبِیْ سَعِیْدٍ غَیْرَ کَشْفِ السَّاقِ وَقَالَ یُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَیْنَ ظَهْرَانَیْ جَهَنَّمَ فَاَکُوْنُ اَوَّلَ مَنْ یَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ وَلَا یَتَکَلَّمُ یَوْمَئِذٍ اِلَّا الرُّسُلُ وَکَلَامُ الرُّسُلِ یَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِیْ جَهَنَّمَ کَلَالِیْبُ مِثْلُ شَوْکِ السَّعْدَانِ لَا یَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا اِلَّا اللّٰهُ یَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ مَّنْ یُّوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ یُّخَرْدَلُ ثُمَّ یَنْجُوْ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَیْنَ عِبَادِهٖ وَاَرَادَ اَنْ یُّخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّخْرِجَ مِمَّنْ کَانَ یَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَمَرَ الْمَلٰٓئِکَةَ اَنْ یُّخْرِجُوْا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰهَ فَیُخْرِجُوْنَهُمْ وَیَعْرِفُوْنَهُمْ بِاٰثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَی النَّارِ اَنْ تَاْکُلَ اَثَرَ السُّجُوْدِ فَکُلُّ ابْنِ اٰدَمَ تَاْکُلُهُ النَّارُ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ فَیُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ قَدِ امْتُحِشُوْا فَیُصَبُّ عَلَیْهِمْ مَاءُ الْحَیٰوةِ فَیَنْبُتُوْنَ کَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِیْ حَمِیْلِ السَّیْلِ وَیَبْقٰی رَجُلٌ بَیْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ اٰخِرُ اَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهٖ قِبَلَ النَّارِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِیْ عَنِ النَّارِ وَقَدْ قَشَبَنِیْ رِیْحُهَا وَاَحْرَقَنِیْ ذُکَاؤُهَا فَیَقُوْلُ هَلْ عَسَیْتَ اِنْ اَفْعَلَ ذٰلِکَ اَنْ تَسْئَلَ غَیْرَ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِکَ فَیُعْطِی اللّٰهَ مَا شَاءَ اللّٰهُ مِنْ عَهْدٍ وَّمِیْثَاقٍ فَیَصْرِفُ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَاِذَا اَقْبَلَ بِهٖ عَلَی الْجَنَّةِ وَرَاٰی بَهْجَتَهَا سَکَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّسْکُتَ ثُمَّ قَالَ یَا رَبِّ قَدِّمْنِیْ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَلَیْسَ قَدْ اَعْطَیْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِیْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْئَلَ غَیْرَ الَّذِیْ کُنْتَ سَئَلْتَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ لَا اَکُوْنُ اَشْقٰی خَلْقِکَ فَیَقُوْلُ فَمَا عَسَیْتَ اِنْ اُعْطِیْتَ ذٰلِکَ اَنْ تَسْئَلَ غَیْرَهٗ فَیَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِکَ لَا اَسْئَلُکَ غَیْرَ ذٰلِکَ فَیُعْطِیْ رَبَّهٗ مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَّمِیْثَاقٍ فَیُقَدِّمُهٗ اِلٰی بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاٰی زَهْرَتَهَا وَمَا فِیْهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُوْرِ فَسَکَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّسْکُتَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَدْخِلْنِی الْجَنَّةَ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَیْحَکَ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَا اَغْدَرَکَ اَلَیْسَ قَدْ اَعْطَیْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِیْثَاقَ اَنْ لَّا تَسْئَلَ غَیْرَ الَّذِیْ اُعْطِیْتَ فَیَقُوْلُ رَبِّ لَا یَجْعَلْنِیْ اَشْقٰی خَلْقِکَ فَلَا یَزَالُ یَدْعُوْ حَتّٰی یَضْحَکَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاِذَا ضَحِکَ اَذِنَ لَهٗ فِیْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَیَقُوْلُ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی حَتّٰی اِذَا انْقَطَعَ اُمْنِیَّتُهٗ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی تَمَنَّ مِنْ کَذَا وَکَذَا اَقْبَلَ یُذَکِّرُهٗ رَبُّهٗ حَتّٰی اِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْاَمَانِیُّ قَالَ اللّٰهُ لَکَ ذٰلِکَ وَمِثْلُهٗ مَعَهٗ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ اللّٰهُ لَکَ ذٰلِکَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ متفق علیہ

ترجمہ - ابی ہریرہ سے روایت ہے - بیشک آدمیوں نے عرض کی - یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے - اس کے بعد ابوہریرہ نے ابو سعید کے ہم معنی حدیث بیان کی - اور پھر کہا - پلصراط کو دوزخ کے اُوپر کھڑا کیا جائے گا - اور مَیں سب سے پہلا رسول ہوں گا - جو پُل صراط کے اُوپر سے اپنی اُمّت کے ساتھ گزرونگا - اس دن رسولوں کے سوا کسی کو کلام کرنے کی قدرت نہیں ہوگی - اور رسول بھی صرف اتنا کہینگے اے اللہ ہم کو سالم رکھ - اے اللہ ہم کو سالم رکھ - اور دوزخ کے اندر ایسے کانٹے ہونگے جیسے سوران کے کانٹے (سوران ایک خاردار درخت کا نام ہے) ان کانٹوں کی لمبائی خدا کے سوا کسی کو معلوم نہیں - یہ کنڈے ان لوگوں کو ان کی بداعمالی کے موافق اُچک لیں گے - یعنی بعض کو ان کی بداعمالی پہ ہلاک کر دیں گے اور بعض کے بدن چھیلے جائیں گے ؟ پھر نجات پا جائیں گے - پھر جب اللہ (تعالےٰ) بندوں کے فیصلے سے فارغ ہو جائے گا - اور یہ ارادہ کریگا کہ جن لوگوں نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہے ان میں سے جن کو وہ چاہے دوزخ سے نکال لے - تو وہ فرشتوں کو حکم دیگا - کہ جو شخص خدا کی عبادت کرتا تھا - وہ اس کو دوزخ سے نکال لیں - چنانچہ وہ پیشانیوں پر سجدوں کے نشانات سے ان لوگوں کو شناخت کریں گے - اور دوزخ سے نکال لیں گے اور اللہ تعالےٰ نے دوزخ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ سجدوں کے نشانات کو جلائے - آگ انسان کے سارے جسم کو جلا ڈالیگی - مگر سجدوں کے نشان کو نہ جلائیگی - یہ لوگ دوزخ سے اس حال میں نکالے جائیں گے - کہ آگ نے ان کو جلا کر سیاہ کر دیا ہوگا - ان پر آبِ حیات چھڑکا جائے گا - اور وہ اس پانی سے اس طرح اُگ آئیں گے - جیسے دریا کے کنارے کوڑے کرکٹ میں دانہ اُگ آتا ہے اور ایک آدمی بہشت اور دوزخ کے درمیان باقی رہ جائیگا - جو دوزخیوں میں سے بہشت میں داخل ہونے والا آخری شخص ہوگا - اس شخص کا مُنہ دوزخ کی طرف ہوگا - اور وہ عرض کرے گا - اے میرے رب میرا مُنہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے دوزخ کی بو نے مجھے سخت تکلیف دی ہے - اور شعلوں کی تیزی اور گرمی نے مجھے جلا ڈالا ہے - پھر (اللہ تعالےٰ فرمائے گا) اگر مَیں ایسا کردوں (یعنی تیرا مُنہ دوزخ کی طرف سے پھیر دوں) تو مجھے اندیشہ ہے - تو اور کچھ مانگے گا - وہ کہیگا - اے میرے رب - تیری عزّت کی قسم مَیں پھر کچھ اور نہ مانگوں گا - اس کے بعد اللہ (تعالیٰ) جو عہد و پیمان اس سے لینا چاہے گا - لے لیگا - اور اس کا مُنہ دوزخ کی

طرف سے پھیر دیگا۔ جب وہ بہشت کی طرف دیکھے گا اور اُس کی تروتازگی پر نظر ڈالے گا۔ جب تک اللہ (تعالےٰ) چاہے گا چُپ رہے گا۔ پھر کہے گا۔ اے میرے رب تُو مجھے بہشت کے قریب پہنچا دے۔ پھر اللہ (تعالےٰ) فرمائے گا کیا تم نے اس کا عہد و پیمان نہیں کیا تھا۔ کہ تُو پھر کوئی سوال نہیں کریگا۔ وہ کہیگا۔ اے میرے رب۔ تو مجھے اپنی مخلوق میں سب سے بدنصیب نہ بنا۔ پھر اللہ (تعالےٰ) فرمائے گا۔ امید ہے کہ اگر تیری اس خواہش کو پُورا کر دیا جائے تو پھر تو اور کوئی سوال نہیں کریگا۔ وہ کہیگا۔ تیری عزت کی قسم میں پھر اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اس کے بعد اللہ (تعالےٰ) کو وہ عہد و پیمان دے گا۔ جو (اللہ تعالےٰ) چاہے گا۔ پھر اس کو بہشت کے دروازہ کے قریب پہنچا دے گا۔ دروازہ کے قریب پہنچ کر وہ بہشت کی تروتازگی اور سامان کو دیکھے گا۔ اور اُس وقت تک جب تک اللہ (تعالےٰ) چاہے گا کہ چپ رہے۔ چپ رہے گا۔ پھر عرض کریگا۔ اے میرے رب مجھے بہشت میں داخل کر دے۔ پھر اللہ (تعالےٰ) فرمائے گا اے آدم کے بیٹے۔ تجھ پر افسوس ہے۔ تو کس قدر عہد شکن اور بیوفا ہے۔ کیا تُو نے اس قسم کے عہد و پیمان نہیں کئے تھے۔ کہ اب تُو اور کوئی سوال نہیں کریگا۔ اور جو کچھ مَیں نے تیری خواہش کے مطابق دیا ہے۔ اس پر قناعت کرے گا۔ وہ کہے گا۔ اے میرے رب۔ تو مجھ کو اپنی مخلوق میں بدترین شخص نہ بنا۔ غرض وہ ہمیشہ اللہ (تعالےٰ) سے مانگتا رہے گا۔ یہاں تک کہ اللہ (تعالےٰ) کو راضی کرلے گا۔ اور جب اللہ (تعالےٰ) راضی ہو جائے گا تو اس کو بہشت میں داخل ہونے کی اجازت دیدیگا۔ اور پھر اللہ (تعالےٰ) بزرگ و برتر اس سے فرمائے گا۔ تیرے دل میں اور جو آرزو اور خواہش ہو۔ اس کو ظاہر کر۔ وہ اپنی آرزوئیں ظاہر کرے گا۔ یہاں تک کہ جب اس کی آرزوئیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ (تعالیٰ) فرمائیگا فلاں فلاں چیز کی خواہش ظاہر کر۔ (یعنی اللہ (تعالیٰ)ؐ فرمائیگا۔ یہ سب چیزیں اور ان کے ساتھ اتنی ہی اور تجھ کو عطا کی جاتی ہیں۔ اور ابو سعید کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ کہ تیری یہ سب آرزوئیں پوری کی جاتی ہیں۔ اور ان کے ساتھ دس گنا اور دیا جاتا ہے۔

قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کا بارگاہ الٰہی میں شفاعت کے لئے جانے سے انکار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لے جانا

عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یَھُمُّوْا بِذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا فَیُرِیْحُنَا مِنْ مَّکَانِنَا فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو النَّاسِ خَلَقَکَ اللّٰہُ بِیَدِہٖ وَ اَسْکَنَکَ جَنَّتَہٗ وَ اَسْجَدَ لَکَ مَلٰٓئِکَتَہٗ وَ عَلَّمَکَ اَسْمَآءَ کُلِّ شَیْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّکَ حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَّکَانِنَا ھٰذَا فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ اَکْلَہٗ مِنَ الشَّجَرَۃِ وَقَدْ نُھِیَ عَنْھَا وَلٰکِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ اِلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ سُؤَالَہٗ رَبَّہٗ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّ لٰکِنِ ائْتُوْا اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاھِیْمَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ ثَلٰثَ کَذِبَاتٍ کَذَبَھُنَّ وَلٰکِنِ ائْتُوْا مُوْسٰی عَبْدًا اٰتَاہُ اللّٰہُ التَّوْرَاۃَ وَکَلَّمَہٗ وَ قَرَّبَہٗ نَجِیًّا قَالَ فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ قَتْلَہُ النَّفْسَ وَلٰکِنِ ائْتُوْا عِیْسٰی عَبْدَ اللّٰہِ وَرَسُوْلَہٗ وَکَلِمَتَہٗ قَالَ فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَلٰکِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ فَیَاْتُوْنِیْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْہِ فَاِذَا رَاَیْتُہٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّدَعَنِیْ فَیَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَہٗ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَآءٍ وَّتَحْمِیْدٍ یُّعَلِّمُنِیْہِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُھُمْ مِّنَ النَّارِ وَاُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّانِیَۃَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْہِ فَاِذَا رَاَیْتُہٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَہٗ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَآءٍ وَّتَحْمِیْدٍ یُّعَلِّمُنِیْہِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُھُمْ مِّنَ النَّارِ وَاُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ ثُمَّ اَعُوْدُ الثَّالِثَۃَ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْہِ فَاِذَا رَاَیْتُہٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِیْ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَّدَعَنِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ اِرْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَہٗ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِیْ فَاُثْنِیْ عَلٰی رَبِّیْ بِثَنَآءٍ وَّتَحْمِیْدٍ یُّعَلِّمُنِیْہِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُھُمْ مِّنَ النَّارِ وَاُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ حَتّٰی مَا یَبْقٰی فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ قَدْ حَبَسَہُ الْقُرْاٰنُ اَیْ وَجَبَ عَلَیْہِ الْخُلُوْدُ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا قَالَ وَھٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ وَعَدَہٗ نَبِیُّکُمْ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن مسلمانوں کو روک دیا جائیگا۔ (یعنی ایک جگہ ٹھہرا دیا جائے گا) یہاں تک کہ وہ فکر و تردد میں پڑ جائیں گے۔ وہ آپس میں کہینگے۔ کہ ہم کسی کو سفارش کے لئے تیار کرتے تاکہ وہ ہمارے پروردگار سے ہماری شفاعت کرتا۔ اور ہمیں اس تکلیف سے نجات دلاتا۔ چنانچہ وہ (اس خیال سے) آدم (علیہ السلام) کے پاس جائیں گے۔ اور کہیں گے۔ آپ آدم (علیہ السلام) سب انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ (تعالےٰ) نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور آپ کو اپنے بہشت میں ٹھہرایا تھا۔ اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا تھا۔ اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے تھے۔ ہمارے لئے اپنے رب کے ہاں شفاعت کیجئے۔ کہ وہ اس جگہ سے نکال کر ہمیں راحت اور اطمینان بخشے۔ آدم (علیہ السلام) فرمائیں گے مَیں اس درجہ کا نہیں ہوں پھر آدم (علیہ السلام) اپنے اس گناہ کو یاد کریں گے جو اُنہوں نے اللہ (تعالےٰ) کے حکم کی نافرمانی کرکے وہ درخت کھا لیا تھا۔ حالانکہ انہیں اس کے کھانے سے منع کیا گیا تھا۔ لیکن نوح کے پاس جاؤ۔ وہ دُنیا میں سب سے پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ (تعالےٰ) نے زمین والوں کی طرف بھیجا تھا۔ پھر (سب لوگ) نوح (علیہ السلام) کے پاس آئینگے۔ پھر

ؐ اسے یاد دلاتا جائیگا۔ یہاں تک کہ ان کا بھی خاتمہ ہو جائے گا تو اللہ (تعالیٰ)

وہ کہیں گے مَیں اس درجہ کا نہیں ہوں - اور اپنا وہ گناہ یاد کریں گے جو لاعلمی میں اپنے رب سے سوال کرنے کا کیا تھا - اور بلکہ ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ - (وُہ) رحمٰن کے خلیل ہیں - آپ نے فرمایا پھر ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے - پھر وہ فرمائیں گے مَیں اس درجہ کا نہیں ہوں - اور دُنیا میں اپنے جھوٹ بولنے کا ذکر کریں گے - (حالانکہ وہ توریہ تھے - اور توریہ جھوٹ نہیں ہوتا - توریہ توریہ والی کلام کا مطلب مخاطب اپنے طور پر کچھ اور لیتا ہے - اور متکلّم کچھ اور مراد لیتا ہے - اور چونکہ اس کلام میں احتمال دونوں طرح کا ہوتا ہے - اس لئے کسی کو بھی غلط نہیں کہہ سکتے) - (پھر فرمائیں گے) تم موسےٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ - جو اللہ (تعالیٰ) کے ایسے بندے ہیں - جن کو اللہ (تعالےٰ) نے تورات عطا فرمائی ہے اور جن سے اللہ (تعالیٰ) نے کلام کی ہے - اور اپنے امر کا محرم راز بنایا ہے - پھر وہ کہیں گے - مَیں اس درجہ کا نہیں ہوں - اور اپنا گناہ یاد کرینگے - جو اُنہوں نے ایک آدمی کے مار ڈالنے کا کیا تھا - بلکہ عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ - وہ اللہ (تعالےٰ) کے بندے اور اس کے رسول ہیں - اور اللہ (تعالےٰ) کا کلمہ ہیں - آپ نے فرمایا - پھر عیسےٰ (علیہ السلام) کے پاس جائینگے (اور شفاعت کی خواہش کرینگے) عیسےٰ (علیہ السلام) فرمائینگے - مَیں اس کا اہل نہیں ہوں - تم محمدؐ کے پاس جاؤ - جو خُدا کے ایسے بندے جن کو اگلے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے ہیں - آپ نے فرمایا - پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور مَیں اپنے رب سے اس کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا - پھر مجھے اجازت دیدی جائے گی - پھر جب مجھے اللہ (تعالےٰ) کا دیدار ہوگا تو سجدہ میں گر پڑوں گا - پھر جب تک اللہ (تعالےٰ) چاہیگا مجھے سجدہ میں پڑا رہنے دیگا - پھر فرمائیگا (اے) محمدؐ سر اُٹھا - اور کہو تیری

بات سُنی جائے گی - اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول کی جائیگی - اور تو سوال کر تیرا سوال منظور کرلیا جائے گا - آپؐ نے فرمایا - پھر مَیں سر اُٹھاؤں گا - اور اپنے رب کی وہ ثنا اور حمد بیان کروں گا - جو (اللہ تعالےٰ) مجھے اس موقع پر سکھائے گا - پھر مَیں شفاعت کرونگا - پھر میرے لئے ایک حد بندی کردی جائے گی - (کہ اس قسم کے لوگوں کو دوزخ سے نکال کر لے آئیے) پھر مَیں اس جگہ سے باہر آجاؤنگا - پھر مَیں ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لوں گا اور ان کو بہشت میں داخل کر دوں گا - پھر میں دوسری مرتبہ لوٹ کر (دربار الٰہی میں) جاؤنگا - پھر اپنے رب کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کروں گا - پھر مجھے (اللہ تعالےٰ کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت دے دی جائے گی - پھر جب مجھے اس (اللہ تعالےٰ) کا دیدار ہوگا - سجدہ میں گر پڑوں گا - پھر مجھے اللہ (تعالےٰ) سجدہ میں پڑا رہنے دے گا - جب تک وُہ چاہے گا - کہ پڑا رہوں - پھر فرمائے گا - اے محمدؐ سر اٹھا - اور تو کہہ تیری بات سُنی جائے گی - اور شفاعت کر - تیری شفاعت قبول کی جائیگی اور سوال کر - تیرا سوال مان لیا جائیگا آپ نے فرمایا پھر مَیں سر اُٹھاؤنگا پھر مَیں اپنے رب کے لئے وہ ثناء اور حمد بیان کروں گا - جو مجھے (اللہ تعالےٰ) اس وقت سکھائے گا - پھر مَیں شفاعت کر[illegible] پھر میرے لئے ایک حد مقرر کردیجائے گی - پھر مَیں اُس جگہ سے نکل کر باہر آجاؤنگا پھر مَیں ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لوں گا - اور ان کو بہشت میں داخل کر دونگا - پھر مَیں تیسری مرتبہ لوٹ کر جاؤں گا - پھر مَیں اپنے رب کے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کرونگا - پھر مجھے حضور میں حاضر ہونے کی اجازت دی جائے گی - پھر جب مَیں اس کو دیکھوں گا - تو سجدے میں گر جاؤں گا - پھر مجھے (اللہ تعالےٰ) سجدہ میں پڑا رہنے دیگا جب تک وہ چاہے گا - کہ پڑا رہوں - پھر فرمائے گا - اے محمدؐ سر اُٹھا - اور کہو تیری بات سُنی جائے گی - اور شفاعت کر - تیری شفاعت قبول کی جائے گی - اور سوال کر - تیرا سوال منظور کرلیا جائے گا - آپؐ نے فرمایا - پھر مَیں سر اُٹھاؤں گا پھر مَیں اپنے رب کی ثناء اور حمد وہ بیان کرونگا - جو اس وقت (اللہ تعالےٰ) مجھے سکھائے گا - پھر مَیں شفاعت کروں گا - پھر میرے لئے ایک حد تجویز کر دی جائے گی - (کہ اس قسم کے لوگوں کو دوزخ سے نکال کر لے) پھر مَیں وہاں سے باہر آؤں گا - پھر مَیں ان کو دوزخ سے نکال کر لے آؤنگا - اور ان کو بہشت میں داخل کردونگا - یہاں تک کہ دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہے گا - سوائے ان لوگوں کے جن کو قرآن (مجید) نے (دوزخ میں) قید کر رکھا ہو - یعنی ان لوگوں کے دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا فیصلہ کر دیا گیا ہو - پھر آپؐ نے یہ آیت پڑھی - (عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا)

آپؐ نے فرمایا یہی وہ مقام محمود ہے جس کا (اللہ تعالیٰ نے) تمہارے نبی سے وعدہ کیا تھا -

بہشتیوں کے بہشت میں داخل ہونے کے بعد کیا ہوگا

قرآن مجید کے اعلانات

پہلا

(وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ ۚ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدٰىنَا لِهٰذَا ۫ وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَآ اَنْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۭ وَنُوْدُوْٓا اَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝) سورہ الاعراف رکوع ۵ پارہ ۸

ترجمہ - اور جو ایمان لائے - اور نیکیاں کیں ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے - مگر اس کی طاقت کے موافق - وہی بہشتی ہیں - وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں - اور جو کچھ ان کے دلوں میں خفگی تھی ہم اسے دُور کر دینگے - ان کے نیچے نہریں بہتی ہونگی - اور وہ کہیں گے کہ

اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں یہاں تک پہنچایا۔ اور ہم راہ پر نہ آتے۔ اگر اللہ ہماری راہنمائی نہ فرماتا۔ بیشک ہمارے رب کے رسول سچی بات لائے تھے۔ اور آواز آئے گی کہ یہ جنّت ہے۔ تم اپنے اعمال کے بدلے میں اس کے وارث ہو گئے ہو۔

دوسرا

(وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ۝)

سورۃ الشعراء رکوع ۵ پارہ ۱۹

ترجمہ۔ اور پرہیزگاروں کے لئے جنّت قریب لائی جائے گی۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی محشر میں جنّت مع اپنی انتہائی آرائش و زیبائش کے متقین کو قریب نظر آئے گی۔ جسے دیکھ کر داخل ہونے سے پہلے ہی مسرور و محظوظ ہوں گے۔

تیسرا

(وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝)

سورہ الزمر رکوع ۸ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے۔ جنّت کی طرف گروہ گروہ لے جائے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس پہنچ جائیں گے۔ اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہونگے۔ اور ان سے اس کے داروغہ کہینگے۔ تم پر سلام ہو۔ تم اچھے لوگ ہو۔ پس اس میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔ اور وہ کہینگے۔ اللہ کا شکر ہے۔ جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچّا کیا۔ اور ہمیں اس زمین کا وارث کر دیا۔ کہ ہم جنّت میں جہاں چاہیں رہیں۔ پھر کیا خوب بدلہ ہے۔ عمل کرنے والوں کا۔

بہشت میں داخل ہونے کے بعد احادیث کے اعلانات

پہلا

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يَاْكُلُوْنَ فِيْهَا وَلَا يَبُوْلُوْنَ وَلَا يَتْفُلُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلٰكِنْ طَعَامُهُمْ ذٰلِكَ جُشَاءٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ وَالتَّحْمِيْدَ كَمَا تُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ بہشتی بہشت میں کھائیں گے۔ اور پئیں گے۔ لیکن نہ تو تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے۔ نہ پائخانہ پھریگے اور نہ رینٹھ سنکیں گے۔ لوگوں نے عرض کی کھانے کا فضلہ کیا ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ڈکار ہو جائے گا۔ اور پسینہ مشک کی خوشبو کی مانند پسینہ اور سبحان اللہ والحمد للہ کہنا جنّتیوں کے دل میں ڈال دیا جائیگا۔ اور وہ اس طرح ان کی زبان پر رواں ہو گا جیسے سانس جاری ہے۔

دوسرا

(عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ وَلَا يَبْاَسُ وَلَا يَبْلٰى ثِيَابُهٗ وَلَا يَفْنٰى شَبَابُهٗ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جو شخص بہشت میں داخل ہو گا۔ چین سے اور خوش رہے گا۔ فکر و غم اس کے پاس نہ آئے گا۔ اور نہ تو اس کے کپڑے پرانے ہوں گے۔ اور نہ اس کی جوانی فنا ہو گی۔

تیسرا

(عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍؓ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُنَادِيْ مُنَادٍ اِنَّ لَكُمْ اَنْ تَصِحُّوْا فَلَا تَسْقَمُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوْتُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَشِبُّوْا فَلَا تَهْرَمُوْا اَبَدًا وَّاِنَّ لَكُمْ اَنْ تَنْعَمُوْا فَلَا تَبْاَسُوْا اَبَدًا رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابیؓ سعید اور ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہشت میں اعلان کیا جائیگا کہ تم تندرست رہو گے۔ اور کبھی بیمار نہ ہو گے اور تم ہمیشہ زندہ رہو گے۔ کبھی نہ مرو گے اور تم جوان رہو گے۔ کبھی بوڑھے نہ ہو گے۔ اور تم خوشی اور آرام سے رہو گے۔ فکر و غم تمہارے پاس نہیں آئے گا۔

چوتھا

(عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَضِيْتُمْ فَيَقُوْلُوْنَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضٰى يَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ فَيَقُوْلُ اَلَا اُعْطِيْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا رَبِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ بہشتیوں سے فرمائیگا۔ اے بہشتیو! وہ کہیں گے۔ اے ہمارے پروردگار ہم حاضر ہیں۔ تیری خدمت میں موجود ہیں۔ اور بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ پھر (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ کیا تم راضی اور خوش ہو۔ وہ کہینگے ہم کیونکر راضی اور خوش نہ ہوں۔ تو نے ہمیں اس قدر دیا ہے کہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا۔ پھر فرمائے گا کیا میں ان سب چیزوں سے بہتر ایک اور چیز تم کو عطا کروں؟ وہ کہینگے۔ اے پروردگار ان چیزوں سے بہتر اور کونسی چیز ہو گی۔ پھر فرمائے گا۔ میں تمہیں اپنی خوشنودی عطا کرونگا۔ اور اس کے بعد پھر تم سے کبھی ناراض نہیں ہونگا۔

دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونیکے بعد کیا ہو گا

قرآن مجید کا اعلان

(وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَاۤ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ قِيْلَ ادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝)

سورہ الزمر رکوع ۸ پارہ ۲۴

ترجمہ۔ اور جو کافر ہیں دوزخ کی طرف

گروہ گروہ ہانکے جائیں گے۔ یہانتک کہ جب اس کے پاس آئینگے تو اس کے دروازے کھول دیئے جائینگے اور ان سے اس کے داروغہ کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تم ہی میں سے رسول نہیں آئے تھے جو تمہیں رب کی آیتیں پڑھ کر سُناتے تھے۔ اور آج کے دن کے پیش آنے سے تمہیں ڈراتے تھے۔ کہیں گے ہاں لیکن عذاب کا حکم (علم ازلی میں) منکروں پر ہوچکا تھا

قرآن مجید کا درس معلوم ہونے کے بعد

جو لوگ سُننے کے لئے نہ آئیں۔ میں خدانخواستہ حاشا و کلّا ان مسلمانوں کو کافر ہرگز ہرگز نہیں کہتا۔ بلکہ میرے نزدیک وہ مسلمان ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت ہیں۔

البتّہ

ان مسلمانوں سے ایک بات کہتا ہوں۔ انہیں چاہیئے کہ غور سے سُنیں کہ جب قرآن مجید نہیں سُنیں گے۔ اور قرآن مجید کے احکام سے بے خبری کے باعث مخالفت کریں گے تو قیامت کے دن ان کا بارگاہِ الٰہی میں یہ عذر نہیں سُنا جائے گا۔ کہ ہمیں علم نہیں تھا اس لئے مخالفت کی۔ اللہ تعالیٰ یہ فرمائینگے کہ میں نے تو اپنا بندہ تمہیں قرآن مجید پڑھانے اور سُنانے کے لئے تمہارے ہاں بھیجدیا تھا۔ اس لئے اس بندۂ خدا کے ہاں نہ جانا اور فائدہ نہ اُٹھانا یہ سراسر تمہارا قصور ہے۔ لہٰذا تم مجرم ہو۔ اور قرآن مجید کے احکام کی مخالفت کے باعث اسی سزا کے مستحق ہو۔ ہاں مجوزہ سزا بھگتنے کے بعد انہیں کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی برکت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کرکے دوزخ سے نکال کرلے آئیں گے۔ وما علینا الا البلاغ

چنانچہ شفاعت کی حدیث

جو اُوپر گزر چکی ہے۔ اس میں یہی تو ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کئی مرتبہ شفاعت کر کے اپنی اُمّت کے افراد کو دوزخ سے نکال لائیں گے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: جس نے کسی بددین منافق کے شر سے بندہ مومن کی حمایت کی (مثلاً کسی شریر بددین نے کسی مومن بندے پر کوئی الزام لگایا، اور کسی باتوفیق مسلمان نے اس کی مدافعت کی) تو اللہ تعالیٰ قیامت میں ایک فرشتہ مقرر فرمائے گا جو اس کے گوشت (یعنی جسم) کو آتش دوزخ سے بچائے گا۔ اور جس کسی نے کسی مسلمان بندے کو بدنام کرنے اور گرانے کے لئے اس پر کوئی الزام لگایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کے پل پر قید کردے گا، اس وقت تک کے لئے کہ وہ اپنے الزام کی گندگی سے پاک صاف نہ ہوجائے۔

سنن ابی داؤد

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ: قسم اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کوئی بندہ سچا مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے وہی نہ چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہو۔ صحیح بخاری

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲۳ جمادی الاوّل ۱۳۷۸ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

تین حصے

پہلا۔ شاہنشاہ حقیقی کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے ہر وقت دروازہ کھلوا لینے کا طریقہ

دوسرا۔ روحانی وائرلیس کے ذریعہ سرکار مدینہؐ سے ہر وقت تعلق قائم کر لینے کا طریقہ

تیسرا۔ آخرت میں عذابِ الٰہی سے نجات پانے کے لئے دنیا ہی میں ٹکٹ حاصل کر لینے کا طریقہ

برادرانِ اسلام! مذکور الصدر تینوں عنوان ہر مسلمان کے لئے مفید اور خوش کن ہیں۔ ان عنوانات کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے پیش کرنا چاہتا ہوں۔

حدیثِ نبویؐ کا اسلام میں مقام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جنہیں احادیث الرسولؐ کہا جاتا ہے۔ پہلے اسلام میں ان کا مقام اور مرتبہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اس مقام کے واضح ہونے کے بعد ارشاداتِ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہر مسلمان کو ایسا یقین حاصل ہو جائے۔ جس طرح کہ قرآن مجید کے فرامین پر یقین ہو جاتا ہے۔

اسلام میں لفظِ حدیث

ایک اصطلاحی لفظ ہو گیا ہے۔ ورنہ اصل میں لفظ حدیث کا اردو میں ترجمہ "بات" ہے۔ مگر اسلام میں جب کوئی شخص حدیث کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ تو اس سے مسلمان فوراً یہ خیال کرتا ہے کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی فرمان ذکر کر رہا ہے۔ یا کرنا چاہتا ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا حدیث شریف کے متعلق عقیدہ

ہمارے لئے پاک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ان دو قسموں کو وحی جلی اور وحی خفی سے تعبیر کیا جائے۔ یا "وحی متلو" اور "وحی غیر متلو" سے تعبیر کیا جائے۔

حاصل

دونوں صورتوں میں ایک ہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض اوقات تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا فرمان خود تشریف لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا یعنی سنا جاتے تھے۔ اور بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنا عندیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک پر (جبرائیل علیہ السلام کے واسطہ کے سوا) القا فرما دیتے تھے۔ اس آخری صورت میں معانی کا القا تو آپ کے دل مبارک پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تھا۔ اور اس کا بیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لفظوں میں فرماتے تھے۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے اسلاف اور اخلاف سب اس امر پر متفق ہیں۔ کہ دونوں قسم کی وحی منزل من اللہ ہے۔

اس عقیدہ کا قرآن مجید سے ثبوت

اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اعلان فرمایا ہوا ہے۔

(وَمَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡہَوٰی ۝ اِنۡ ہُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی)

سورہ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷

ترجمہ۔ اور (حضور انورؐ) اپنے نفس کی خواہش سے کچھ نہیں فرماتے۔ سوائے اس کے نہیں۔ کہ وہ (جو کچھ بھی آپ فرماتے ہیں) وحی ہوتی ہے۔ جو آپؐ کی طرف بھیجی گئی ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی کوئی کام تو کیا۔ ایک حرف بھی آپؐ کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا۔ جو خواہشِ نفس پر مبنی ہو۔ بلکہ آپؐ جو کچھ دین کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے اس میں وحی متلو کو قرآن اور "غیر متلو" کو حدیث کہا جاتا ہے۔" بہر حال حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے اس بات کی تصدیق ہو گئی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فرمان وحی الٰہی ہوتا ہے۔

منکرِ حدیث منکرِ قرآن ہو گا

جب قرآن شریف سے یہ چیز ثابت ہو گئی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد وحیِ الٰہی ہوتا ہے۔ لہٰذا جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے تسلیم کرنے سے انکار کرے گا اس کے انکار سے لازمی طور پر یہ کہنا پڑے گا کہ وہ شخص قرآن مجید کے فیصلے کا منکر ہے۔

اگر منکرِ حدیث

کو ثبوتِ احادیث میں شک ہو تو اس کو رفع کرنے کے لئے علم حدیث کے ماہر محدثین حضرات کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے شکوک کو رفع کرنا چاہیئے۔

اصول حدیث کی ایک چار ورق

کی چھوٹی سی کتاب "نخبۃ الفکر" پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے حدیث شریف کی روایت کرنے والے راویوں پر کس قدر شدید پابندیاں لگائی ہیں۔ اور جو شخص بھی ان پابندیوں پر پورا نہ اترے اس کی روایت کس طرح رد کر دیتے ہیں۔

شاہنشاہ حقیقی کے دربار میں ہر وقت حاضر ہو سکنے کا طریقہ

برادرانِ اسلام - دُنیا میں معمولی سرکاری عہدہ داروں کے ہاں حاضر ہونے کے لئے ان سے اجازت لینی پڑتی ہے - پھر کہیں ملاقات ہوتی ہے - اور دُنیا کے بادشاہوں کے ہاں تو شرفِ ملاقات کے لئے خدا جانے کتنے درمیانی واسطوں سے گزرنا پڑتا ہے - بخلاف اس کے احکم الحاکمین کے حضور میں دن اور رات کے چوبیس گھنٹوں میں جس وقت بھی جانا چاہیں جا سکتے ہیں - اور اس کے حضور میں جو چاہیں عرض کر سکتے ہیں - اور جتنا وقت چاہیں دربارِ الٰہی میں حاضر رہ سکتے ہیں - میری اس عرضداشت کی تائید میں چند احادیث ملاحظہ ہوں -

پہلی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَ غَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَ ذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ - رواہ مسلم

ترجمہ - اَبِیْ هُرَیْرَہ اور ابی سعید سے روایت ہے - دونوں نے کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - نہیں بیٹھتی کوئی قوم ذکر الٰہی کے لئے - مگر یہ کہ اس کو فرشتے گھیرا ڈال لیتے ہیں - اور اس پر رحمت چھا جاتی ہے - اور اس پر سکینت نازل ہوتی ہے (یعنی سکون اور اطمینانِ قلب) اور اللہ تعالےٰ اُن لوگوں کا ان شخصوں میں ذکر کرتا ہے - جو اس کے قریب ہیں - (یعنی مقرب فرشتے)

حاصل

یہ نکلا کہ جب اللہ تعالےٰ کے بندوں کی کوئی جماعت ذکر الٰہی کرنے بیٹھتی ہے - تو اللہ تعالےٰ کے فرشتے انہیں گھیرا ڈال لیتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کی نظر رحمت خود وہاں موجود ہوتی ہے - تب ہی تو خود اللہ تعالےٰ ان لوگوں کا ذکر ان فرشتوں میں فرماتا ہے - جو اس کے حضور میں حاضر رہتے ہیں - تو معلوم ہُوا کہ جب اللہ تعالیٰ کے ذاکر بندے بیٹھتے ہیں - تو ذاتِ باری تعالےٰ کا نور خود وہاں جلوہ افروز ہو جاتا ہے -

دوسری

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ - یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَ اَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ فَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَکَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ - متفق علیہ -

ترجمہ - ابی ہریرہ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - میرا بندہ میری نسبت جو خیال و گمان کرتا ہے - مَیں اس کے لئے ایسا ہی ہوں - (یعنی اس سے اس کے گمان کے موافق معاملہ کرتا ہوں) پس اگر بندہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے - مَیں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہُوں - اور اگر مجھے کسی جماعت میں یاد کرتا ہے - تو مَیں اس کو اس جماعت میں یاد کرتا ہوں - جو ان سے بہتر ہوتی ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ جب کبھی انسان اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے کے لئے بیٹھے - اکیلا ہو یا جماعت میں ہو - اللہ تعالےٰ کی تجلی خود بخود وہاں آموجود ہوتی ہے - دُنیا کے اُمرا اور بادشاہوں کے ہاں تو حاضر ہونے میں اجازت لینے دینے کا انتظار کرنا پڑتا ہے - اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی تجلّی خود بخود وہاں آموجود ہوتی ہے -

تیسری

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَ اَزِیْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَجَزَآءُ سَیِّئَةٍ مِّثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَّمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً وَّمَنْ لَقِیَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِیْئَةً لَّا یُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا لَقِیْتُهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ - ابی ذر سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - جو شخص ایک نیکی کرے گا - تو اسے اس کا دس گنا اجر ملے گا - بلکہ اس سے بھی زیادہ - اور جو شخص بُرائی کرتا ہے پس بُرائی کا بدلہ اس کے مثل ہی ہوگا - (یعنی ایک بُرائی کے عوض میں ایک بُرائی سے زیادہ شمار نہیں کی جائے گی - جس طرح کہ ایک نیکی کرنے سے دس نیکیوں کا ثواب ملا تھا) یا (وہ بُرائی) بخش ہی دوں گا - (یعنی اس بُرائی کی اسے کوئی سزا نہیں دونگا) اور جو شخص میری طرف ایک بالشت قریب ہوگا - مَیں اس کی طرف ایک ہاتھ بھر قریب ہونگا - اور جو شخص میری طرف ایک ہاتھ قریب ہوگا مَیں اس کی طرف دونوں بازوؤں کے پھیلاؤ جتنا قریب ہونگا - اور جو شخص میری طرف چلتا ہُوا آئیگا مَیں اس کی طرف دوڑ کر آؤں گا - اور جو شخص مجھ سے زمین کی مقدار جتنے گناہ لے کر ملے گا - مجھ سے کسی کو شریک نہ کیا ہو - مَیں اس سے اتنی ہی مغفرت لے کر ملوں گا -

حاصل

پہلی اور دوسری حدیث کا جو حاصل عرض کر چکا ہوں اُس کا حاصل در اصل وُہی ہے کہ جو اللہ تعالےٰ کے دروازہ پر آئے - اس کی رحمت کا دروازہ ہر وقت کھُلا ہُوا پائے گا + اس کے علاوہ ایک حاشیہ ملاحظہ ہو -

اس حدیث پر طیبی شرح مشکوٰۃ شریف کا حاشیہ

"قَلَّمَا یُوْجَدُ فِی الْاَحَادِیْثِ حَدِیْثٌ اَرْجٰی مِنْ هٰذَا فَاِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَتَّبَ قَوْلَهٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً عَلٰی عَدَمِ الْاِشْرَاكِ بِاللّٰهِ فَقَطْ وَلَمْ یَذْکُرِ الْاَعْمَالَ الصَّالِحَةَ وَ لَا یَجُوْزُ لِاَحَدٍ اَنْ یَّعْبُرَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ وَ یَقُوْلُ اِذَا کَانَ کَذَالِكَ فَاُکْثِرُ الْخَطِیْئَةَ حَتّٰی یُکْثِرَ اللّٰهُ لِیْ مَغْفِرَتِیْ وَاِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ لِئَلَّا یَیْئَسَ الْمُذْنِبُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَلَا شَكَّ اَنَّ لِلّٰهِ مَغْفِرَةً وَّعُقُوْبَةً وَّمَغْفِرَتُهٗ اَکْثَرُ وَلٰکِنْ لَّا یَعْلَمُ اَحَدٌ اَنَّهٗ مِنَ الْمَغْفُوْرِیْنَ اَوْ مِنَ الْمُعَاقَبِیْنَ فَاِذَنْ یَنْبَغِیْ لِلْمَرْءِ اَنْ یَّکُوْنَ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ"

ترجمہ - حدیثوں میں اس حدیث جیسی بہت زیادہ امید دلانے والی حدیث بہت ہی کم

کوئی آتی ہے - پس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہوں کی زمین بھر کر آنے والے کے لئے اتنی ہی مغفرت کا انحصار فقط اس امر پہ کیا ہے کہ اس شخص نے اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو- اور اس کے اعمال صالحہ کے متعلق کچھ نہیں فرمایا - (کہ اس کے پاس اعمال صالحہ بھی تھے - یا نہ - اور کسی شخص کو یہ جائز نہیں ہے کہ اس حدیث کے باعث غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے - اور کہے کہ جب یہ حال ہے (کہ جتنے گناہ زیادہ ہونگے اتنی ہی زیادہ مغفرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے زیادہ نصیب ہوگی - لہٰذا میں گناہ زیادہ کرونگا - تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنی زیادہ مغفرت کا مستحق ہو جاؤں - (کہ) سوائے اس کے نہیں کہ حضور انورؐ نے یہ ارشاد اس واسطے فرمایا تھا تاکہ گناہگار اللہ تعالےٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جائیں (کہ اتنے گناہوں کے ہوتے ہوئے ہماری بخشش کب ہوسکے گی) اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں مغفرت اور عذاب دونوں ہی ہیں البتہ اس کی مغفرت (عذاب کے مقابلہ میں) بہت زیادہ ہے - البتہ یہ کوئی نہیں جانتا - کہ وہ بخشے ہوؤں میں سے ہے - یا عذاب کئے جانے والوں میں سے - لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ وہ خوف اور امید کے درمیان میں رہے

چوتھی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً یَّطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِكُمْ قَالَ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ قَالَ یَقُوْلُوْنَ یُسَبِّحُوْنَكَ وَیُكَبِّرُوْنَكَ وَیَحْمَدُوْنَكَ وَیُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ فَیَقُوْلُ كَیْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَكَ تَمْجِیْدًا وَّاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِیْحًا قَالَ فَیَقُوْلُ فَمَا یَسْاَلُوْنَ قَالَ یَسْاَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ فَیَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُ فَكَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَیْهَا حِرْصًا وَّاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّاَعْظَمَ فِیْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ یَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ یَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُ فَكَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَیَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اَنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ یَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ فِیْهِمْ فُلَانٌ لَیْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَآءُ لَا یَشْقٰی بِهِمْ جَلِیْسُهُمْ رواہ البخاری

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے - جو راستوں میں ان لوگوں کو تلاش کرتی رہتی ہے - جو ذکر الٰہی کرتے ہیں، پس جب وہ کسی جگہ ذکرِ الٰہی کرنے والے لوگوں کو پا لیتے ہیں تو اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہتے ہیں - آؤ اپنے مقصد کی طرف آؤ - (یعنی ذکرِ الٰہی کو سننے اور ذکر اللہ کرنے والوں سے ملنے کے لئے اس کے بعد) آپؐ نے فرمایا - پس وہ (فرشتے آ جاتے ہیں - اور) اپنے پروں سے ذکر الٰہی کرنے والوں کو ڈھانک لیتے ہیں - اور آسمان دُنیا تک جا پہنچتے ہیں - آپ نے فرمایا - ان کا رب ان سے پوچھتا ہے - حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہوتا ہے - کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے - آپؐ نے فرمایا - فرشتے کہتے ہیں - تیری پاکی بیان کر رہے تھے - تیری عظمت و بزرگی کا ذکر کر رہے تھے - تیری تعریف کر رہے تھے - اور تیری عظمت کے ساتھ تجھے یاد کر رہے تھے - آپؐ نے فرمایا - پھر (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - کیا اُنہوں نے مجھے دیکھا ہے - آپ نے فرمایا - پھر وہ (فرشتے) کہتے ہیں - نہیں - اللہ کی قسم - انہوں نے آپ کو دیکھا نہیں ہے - آپ نے فرمایا - پھر (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو اُن کا کیا حال ہوتا - آپ نے فرمایا - پھر وہ (فرشتے) کہتے ہیں - اگر وہ آپ کو دیکھ لیں، تو آپ کی بہت زیادہ عبادت کرتے - اور بہت زیادہ آپ کی بزرگی بیان کرتے . . . . . اور بہت زیادہ بیان کرتے - آپ نے فرمایا - پھر (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - پھر وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں (آپ نے فرمایا) فرشتے کہتے ہیں - آپ سے بہشت مانگتے ہیں - آپ نے فرمایا (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - اور کیا انہوں نے بہشت کو دیکھا ہے - پھر وہ (فرشتے) کہتے ہیں - نہیں - خدا کی قسم - اے (ہمارے) رب اُنہوں نے بہشت کو دیکھا نہیں ہے - آپ نے فرمایا - (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - اگر یہ لوگ اسے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو - آپ نے فرمایا - (فرشتے) کہتے ہیں - اگر وہ بہشت کو دیکھ لیں تو بہشت کی خواہش ان میں بہت زیادہ بڑھ جاتی - اور . . . . بہشت کی طلب ان میں سخت ہو جاتی - اور بہشت کی طرف ان کی رغبت بہت بڑھ جاتی - آپ نے فرمایا - پھر وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں - آپ نے فرمایا - (فرشتے) عرض کرتے ہیں - آگ سے - آپ نے فرمایا - (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - پس کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے - آپ نے فرمایا (فرشتے) کہتے ہیں - نہیں - اللہ کی قسم - اے (ہمارے) رب انہوں نے دوزخ کو دیکھا نہیں ہے - آپ نے فرمایا - پھر (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہو - آپ نے فرمایا - پھر (فرشتے) کہتے ہیں - اگر وہ دوزخ کو دیکھ لیں - تو وہ اس سے بہت زیادہ بھاگیں - اور اس سے بہت زیادہ خوفزدہ ہوں - آپ نے فرمایا - پھر (اللہ تعالےٰ) فرماتا ہے - پھر میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا - آپ نے فرمایا - فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے - ان لوگوں میں فلاں شخص ہے جو ان میں شامل نہیں ہے - (مثلاً کسی کام کے لئے ان کے پاس آ کر بیٹھ گیا تھا) اللہ تعالےٰ فرمائیگا - یہ لوگ ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا محروم نہیں رکھا جاتا - (لہٰذا وہ بھی بخشا گیا)

بذریعہ رُوحانی وائرلیس سرکار مدینہ سے
ہر وقت تعلق قائم کر لینے کا طریقہ

اس عنوان کی شہادت میں چند احادیث ملاحظہ ہوں

پہلی

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰہِ مَلٰئِکَۃً سَیَّاحِیْنَ فِی الْاَرْضِ یُبَلِّغُوْنِیْ مِنْ اُمَّتِیْ السَّلَامَ - رواہ النسائی والدارمی -

ترجمہ - ابنِ مسعودؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ (اللہ تعالیٰ) کے بہت سے فرشتے زمین پر سیر کرنے والے ہیں - جو میری اُمّت کا سلام میرے پاس پہنچاتے ہیں -

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں جب کبھی کوئی شخص آپ پر سلام عرض کرتا ہے تو فرشتے فوراً حضورؐ کی خدمتِ اقدس میں پہنچا دیتے ہیں - لہٰذا ثابت ہُوا کہ حضور انورؐ کا اُمّتی جب چاہے فرشتوں کی وائرلیس کے ذریعہ حضورؐ سے اپنا تعلق قائم کر سکتا ہے - اگر اور مزید باتیں نہ بھی عرض کر سکے - تو یہ تھوڑی نعمت ہے کہ سید المرسلینؐ سے ایک ادنےٰ سے ادنےٰ آپکا اُمّتی بھی سلام کا سلسلہ جاری کر سکتا ہے -

دوسری

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یُّسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰہُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْہِ السَّلَامَ

رواہ ابوداؤد والبیہقی فی الدعوات الکبیر

ترجمہ - ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو مجھ پر سلام بھیجے - مگر یہ کہ اللہ (تعالیٰ) میری رُوح کو مجھ پر لوٹا دیتا ہے - یہاں تک کہ مَیں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں -

اس حدیث پر لمعات شرح مشکوٰۃ کا حاشیہ ملاحظہ ہو

" رد اللہ علی روحی ولیس المراد بعود الروح عودھا بعد المفارقۃ عن البدن وانما المراد انہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فی البرزخ مشغول حول الملکوت مستغرق فی مشاھدۃ رب العزۃ عزوجل کما کان فی الدُّنیا فی حالۃ الوحی وفی الاحوال الاٰخر فعبر عن افاقتہ من تلک المشاھدۃ وذٰلک الاستغراق برد الروح " لمعات (احناف کرام کے علماء کے ہاں لمعات واجب الاحترام شروح میں سے ہے)

ترجمہ - حضور انورؐ کے ارشاد (رد اللہ علی روحی) ترجمہ اللہ (تعالیٰ) مجھ پر میرے رُوح کو لوٹا دیتا ہے - رُوح کے لوٹ کر آنے سے مراد بدن سے جُدا ہونے کے بعد لوٹ کر آنا مراد نہیں ہے - اور سوائے اس کے نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (عالم) برزخ میں (عالم) ملکوت کے ماحول میں مشغول ہیں - رب العزّت عزوجل (یعنی اللہ تعالیٰ) کے مشاہدہ میں مستغرق ہیں - جس طرح کہ دُنیا میں وحی کی حالت میں اور (ازیں قسم) دوسرے حالات میں مستغرق ہوتے تھے - پھر اس مشاہدہ کی حالت کے استغراق سے افاقہ پاکر سلام کا جواب دینے میں متوجہ ہونے کو رد روح سے تعبیر کیا گیا ہے - (ورنہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ روح کا تعلق وجود مبارک سے منقطع ہو چکا تھا - پھر دوبارہ وجود مبارک سے رُوح کا تعلق قائم کیا جاتا ہے)

تیسری

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُہٗ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُہٗ

رواہ البیہقی فی شعب الایمان -

ترجمہ - ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجتا ہے - مَیں اسے سُن لیتا ہوں - اور جو شخص دُور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے - تو وہ درود مجھے پہنچا دیا جاتا ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مزار اقدس کے پاس درود شریف پڑھیں تو حضورؐ خود بخود سُن لیتے ہیں - اور دُور پڑھا جائے تو فرشتے پہنچا دیتے ہیں - بہر حال سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُمّتی جب چاہے آپؐ سے سلسلہ تعلق جوڑ سکتا ہے - اور حضورؐ کی طرف پیش کردہ سلام کا جواب لے سکتا ہے -

اے مسلمان

تیرے لئے تعلق باللہ کے بعد اس سے بڑھ کر اور کوئی بڑی نعمت ہو سکتی ہے - کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم میں سلام پیش کرے - اور سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام براہ راست تمہیں جواب دیں -

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے کا ثواب

پہلی حدیث

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوٰتٍ وَّحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ - رواہ النسائی -

ترجمہ - انسؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے - اُس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس مرتبہ رحمت نازل ہوتی ہے - اور اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور اس کے دس درجے (بارگاہ الٰہی میں) بلند ہو جاتے ہیں -

حضور انورؐ کی یہ عجیب برکت ہے

کہ ایک مرتبہ آپ پر درود شریف زبان سے پڑھنے کی برکت سے یہ فائدہ ہُوا کہ اللہ تعالیٰ نے خوش ہو کر اس شخص پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرمائی - اور دس گناہ معاف فرما دیئے - اگر یہ معاف نہ ہوتے تو کوئی بعید نہیں تھا کہ انہیں گناہوں کے باعث انسان دوزخ میں جاتا - اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کا یہ فضل نصیب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے قرب میں دس درجے کی بلندی حاصل ہوئی -

دُوسری

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْلَی النَّاسِ بِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَکْثَرُھُمْ عَلَیَّ صَلٰوۃً - رواہ الترمذی

ترجمہ - ابن مسعودؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا - جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا تھا -

اگر زبان

سے فقط چند الفاظ پڑھنے سے (جن کے پڑھنے سے نہ کوئی بدنی تکلیف اُٹھانی پڑی اور نہ ہی مال و دولت خرچ کرنے پڑے) اگر سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب حاصل ہو جائے تو یہ کتنی بڑی عجیب نعمت ہے اور جس کو میدانِ قیامت میں یہ قرب نصیب ہو گیا اس کے بعد وہ یقیناً جنّت ہی میں جائے گا۔ یہ تو عقلاً ناممکن ہے۔ کہ میدانِ قیامت میں تو وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تر مقام پائے۔ اور پھر دوزخ میں جائے۔ اور اس منصب کے حاصل کرنے کے لئے مرد اور عورت میں کوئی تمیز نہیں ہے۔ عورتیں بھی گھروں میں پردہ کے اندر بیٹھ کر (اگر فرائض عینیہ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد) اس فضیلت کو حاصل کرنا چاہیں تو وہ بھی حاصل کر سکتی ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

تیسری

عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالْبُشْرُ فِیْ وَجْہِہٖ فَقَالَ اِنَّہٗ جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْکَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا یُصَلِّیْ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِّنْ اُمَّتِکَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا رواہ النسائی والدارمی۔

ترجمہ۔ ابیؓ طلحہ سے روایت ہے۔ بے شک ایک دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ اور آپؐ کے چہرہ (مبارک) پر خوشی کے آثار تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ بیشک میرے پاس جبرئیل آئے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا۔ بیشک تیرا رب فرماتا ہے۔ کیا اے محمدؐ تو اس بات سے راضی نہیں ہوگا۔ کہ تیری اُمّت میں سے جو تجھ پر درود بھیجے۔ تو مَیں اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل کروں۔ اور تیری اُمّت میں سے جو تم پر سلام بھیجے۔ تو مَیں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں۔

نتیجہ

جس شخص پر اللہ تعالےٰ کی رحمت نازل ہو۔ اور اللہ تعالےٰ کی طرف سے سلام آئے (سلام کا مطلب سلامتی ہے) تو کیا وہ شخص کبھی دوزخ میں جا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بشرطیکہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے مرتے دم تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس تعلق کو پہلے قائم کرنے اور پھر نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

چوتھی

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ کُنْتُ اُصَلِّیْ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَکْرٍ وَّعُمَرُ مَعَہٗ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَدَأْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی ثُمَّ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَلْ تُعْطَہْ سَلْ تُعْطَہْ رواہ الترمذی

ترجمہ۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ مَیں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور نبی صلّی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ اور عمرؓ آپؐ کے پاس تھے۔ جب مَیں نماز پڑھ کر بیٹھا تو مَیں نے اللہ تعالےٰ کی تعریف کی۔ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر درود پڑھا۔ پھر مَیں نے اپنے لئے دُعا کی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوال کر (اللہ تعالیٰ سے) تیرا سوال قبول کیا جائیگا۔ سوال کر (اللہ تعالیٰ سے) تیرا سوال قبول کیا جائے گا۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کے بعد درود شریف پڑھ کر دُعا کی جائے تو وہ دُعا قبول ہو جاتی ہے۔

پانچویں

عَنْ رُوَیْفِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّقَالَ اللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ رواہ احمد

ترجمہ۔ رویفعؓ سے روایت ہے۔ بیشک رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کہ جو شخص محمدؐ پر درود بھیجے۔ اور پھر کہے۔ اللّٰھُمَّ انزلہ المقعد المقرب عندک یوم القیٰمۃ۔ ترجمہ اے اللہ۔ اس کو قیامت کے دن اس جگہ ٹھہرا۔ جو تیرے نزدیک مقرب ہے تو اس کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ اس دُعا کے پڑھنے کا نتیجہ یہ نکلیگا۔ کہ قیامت کے دن اس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ضرور ہی ہوگی۔

آخرت میں عذابِ الٰہی سے نجات پانے کیلئے دُنیا ہی میں ٹکٹ حاصل کر لینے کا طریقہ

پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ فِیْ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ حُطَّتْ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابیؓ ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ جس شخص نے سبحان اللہ وبحمدہٖ روزانہ ایک سو مرتبہ پڑھا۔ اس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

مطلب یہ ہے

اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے۔ کہ فرائض عینیہ (مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ) کے ادا کرنے کے بعد اگر کوئی شخص روزانہ وظیفہ کرتا رہے تو اس کے گناہ قیامت کے دن سب بخشے جائیں گے۔ اور یہ مطلب نہیں ہے کہ فرائض عینیہ تو ادا نہ کرے اور فقط یہ وظیفہ روزانہ پڑھتا رہے تو بھی سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

دوسری

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّکْسِبَ کُلَّ یَوْمٍ اَلْفَ حَسَنَۃٍ فَسَاَلَہٗ سَائِلٌ مِنْ جُلَسَائِہٖ کَیْفَ یَکْسِبُ اَحَدُنَا اَلْفَ حَسَنَۃٍ قَالَ یُسَبِّحُ مِائَۃَ تَسْبِیْحَۃٍ فَیُکْتَبُ لَہٗ اَلْفُ حَسَنَۃٍ وَیُحَطُّ عَنْہُ اَلْفُ خَطِیْئَۃٍ۔ رواہ مسلم

ترجمہ۔ سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں تھے۔ کہ آپؐ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی شخص اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ روزانہ ایک ہزار نیکیاں حاصل کرے۔ جو لوگ اس مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی نے پوچھا۔ کیونکر ہم میں سے کوئی شخص ہزار نیکیاں روزانہ حاصل کرے۔ آپؐ نے فرمایا سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھے۔ اس کے حساب میں ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور اس کے ہزار گناہ معاف کر دیئے جائینگے۔

وما علینا الا البلاغ واللہ یہدی من یّشاءُ الیٰ صراط مستقیم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۳۰ جمادی الاوّل ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۲ر دسمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

قرآن مجید کی متعدد صفات جو قرآن مجید ہی میں مذکور ہیں

اور

ان کی مختصر فہرست

پہلی

(ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ ۛۚ فِيۡهِ ۛۚ)

سورہ البقرہ رکوع ۱

ترجمہ۔ اس کتاب (قرآن مجید) (کے خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل ہونے) میں کوئی شک نہیں۔

مسلمانوں کے ذمہ اس دعوی کا ثابت

کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ مسلمان تو اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد پر بے سوچے سمجھے بھی دل سے مہر تصدیق لگائے گا۔ مگر جبکہ مسلمانوں کا دعوےٰ ہے۔ کہ یہ قرآن مجید تمام اقوام عالم کے لئے پیغام ہدایت ہے۔ اس لئے غیر مسلم اقوام کے لئے اس کا (من جانب اللہ) دلائل سے ثابت کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔

پہلی دلیل

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔

(وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ ۖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ ۝)

سورہ البقرہ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ اور اگر تمہیں اس چیز میں شک ہو، جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو ایک سورت اس جیسی لے آؤ۔ اور اللہ کے سوا جس قدر تمہارے حمایتی ہوں بُلا لو۔ اگر تم سچے ہو + (اس بہتان میں کہ یہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ نہیں ہے۔ بلکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ساختہ ہے)

یہ چیلنج تمام باشندگانِ عرب کو دیا گیا تھا

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلّم کے دور میں باشندگانِ عرب کو اپنی فصاحت و بلاغت سے آراستہ قادر کلامی پر بڑا ہی ناز تھا سبعہ معلقہ جو کلام عرب کے ادبی شاہکاروں کا ایک حیرت انگیز شاہکار سمجھا جاتا تھا ان سات قصیدوں کا مجموعہ (بلحاظ ایک روایت کے) خانہ کعبہ کے دروازہ پر آویزاں کئے گئے تھے۔ کہ اس قسم کے فصیح و بلیغ قصیدے کوئی کہکر دکھائے۔

اِس لئے

اللہ جلّ شانہٗ نے اپنی کتاب مقدس کی شان ظاہر کرنے کے لئے تمام فصحاء و بلغاء عرب کو چیلنج دیا۔ کہ قرآن مجید جیسی فصیح و بلیغ کلام ایک سورۃ کے برابر ہی مرتب کرکے لاؤ۔

چیلنج کی وسعت

ملاحظہ ہو۔ کہ اپنی حمایت میں زمین اور آسمان سے اپنے حمایتیوں کو جمع کر لو۔ سوائے اللہ جل شانہٗ کی ذات کے۔ کیونکہ ذاتِ خداوندی کا یہ فرمان تو ہمارا پیغمبر پیش کر ہی رہا ہے۔

باوجود اس کے

کسی کو ہمّت اور جرأت نہ ہوئی کہ سب اکٹھے ہوکر بھی قرآن مجید کے مقابلہ میں ایک چھوٹی سے چھوٹی سورت ہی مرتب کرکے پیش کر دیتے۔

کیونکہ

وہ جانتے تھے۔ کہ اگر ہم نے کوئی سورت بنا کر پیش بھی کر دی۔ تو مسلمان اس کے پرخچے اُڑائیں گے۔ بعد کی اس ذلت اور رسوائی سے بہتر یہی ہے۔ کہ خاموشی اختیار کریں۔

ان کی اس خاموشی

نے ان پر اتمام حجت کر دی۔ کہ جب تم دل میں جان چکے تھے کہ یہ معجزنما اللہ تعالےٰ ہی کی کلام پاک ہے۔ جس طرح وہ خود بے نظیر ہے۔ اسی طرح اس کی صفات بھی بے نظیر ہیں۔ تو پھر خاموشی کی مہر توڑ کر کیوں علی الاعلان زبان سے اقرار نہیں کیا تھا۔ علاوہ اس کے اس مقدس کتاب کو اپنا دستورالعمل کیوں نہیں بنایا تھا۔

اس وقت اس کے سوا

ان کو اور کوئی جواب نہیں بن پڑے گا۔ (قَالُوۡا رَبَّنَا غَلَبَتۡ عَلَيۡنَا شِقۡوَتُنَا وَكُنَّا قَوۡمًا ضَآلِّيۡنَ ۝) سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ کہینگے۔ اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آگئی تھی۔ اور ہم لوگ گمراہ تھے۔

دوزخ سے نکلنے کی درخواست اور اس کی نامنظوری

(رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡهَا فَاِنۡ عُدۡنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوۡنَ ۝ قَالَ اخۡسَـُٔوۡا فِيۡهَا وَلَا تُكَلِّمُوۡنِ ۝)

سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اے رب ہمارے ہمیں اس سے نکال دے۔ اگر پھر کریں تو بیشک ظالم ہونگے۔ فرمائے گا۔ اس میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو۔ اور مجھ سے نہ بولو۔

اِس چیلنج کے بعد

نزول قرآن مجید کے دور کے باشندگان عرب پر یہ چیز واضح ہوگئی کہ یہ قرآن مجید واقعی اللہ تعالےٰ ہی کی کلام ہے۔ اگر انسانی کلام ہوتی۔ تو ہم اس کا مقابلہ کرنے کی جرأت کرسکتے تھے۔

تمام عقلائے دُنیا کے سامنے قرآنِ مجید کے کلامِ الٰہی ہونے کا ثبوت

زبان کی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے قرآن مجید کا بے نظیر ہونا تو باشندگانِ عرب ہی سمجھ سکتے تھے۔ کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ

زبان کے لطائف و خصائص کو سمجھنا اسی زبان کے بولنے والوں پر منحصر ہے۔ مثلاً اگر کوئی شاعر پشتو میں اشعار پڑھے۔ تو اس سے جو لطف ایک افغان کو حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ کسی ہندوستانی کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اُردو زبان میں کوئی ہندوستانی شاعر راحت رساں اور فرحت بخش اشعار پڑھے۔ تو جو لطف ایک ہندوستانی کو حاصل ہو سکتا ہے۔ وہ کسی افغان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض اوقات شاعر کی نظم میں ایسے شعر آجاتے ہیں کہ حاضرین اس کے بار بار پڑھنے کی ان الفاظ سے درخواست کرتے ہیں۔ قند مکرر۔ قند مکرر۔ اور ایسے شعروں کی لطافت کی داد دیتے ہوئے اس شعر پر اس انجمن یا جماعت کو (جس کا جلسہ ہو) کافی چندہ بھی ہو جاتا ہے۔ ہاں اس دلیل کے

علاوہ بھی قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا

ثابت کیا جا سکتا ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ قرآن مجید میں۔ دُنیوی زندگی اور مرنے کے بعد کی زندگی اور اخلاقی۔ معاشرتی۔ اقتصادی۔ سیاسی غرضکہ ہر شعبۂ حیات کے لئے مکمل دستور العمل موجود ہے۔ اس کے علاوہ تجرد کی زندگی اور متاہلانہ زندگی کے بہترین قواعد و ضوابط پائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ فیصلہ جات کے لئے عدالتوں کی راہنمائی بھی موجود ہے۔

بفضلہ تعالیٰ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں

کہ مذکورۃ الصدر عنوانات پر بولنے والی کوئی کتاب دُنیا کی سطح پر موجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہم خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ دعویٰ بھی کر سکتے ہیں۔ کہ ہر ایک عنوان پر جو قرآن مجید نے راہ نمائی فرمائی ہے۔ اس کے اندر جو فوائد مضمر ہیں۔ ان کی نظیر بھی دُنیا کی سطح پر پائی نہیں جاتی۔

قرآن مجید کے فیصلہ جات انتہائی صداقت اور انصاف پر مبنی ہیں

(وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝)

سورہ الانعام رکوع ۱۴ پارہ ۸

ترجمہ۔ اور تیرے رب کی باتیں سچائی اور انصاف کی انتہائی حد تک پہنچی ہوئی ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدل نہیں سکتا۔ اور وہ سُننے والا جاننے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ کے سوا اور کون یہ دعوےٰ کر سکتا ہے

کہ قرآن مجید کے ارشادات حق و صداقت اور عدل و انصاف کی انتہائی حد تک پہنچے ہوئے ہیں۔ اور ان ارشادات میں کسی قسم کی تبدیلی کی قیامت تک گنجائش نہیں ہے یہ دعوےٰ سوائے اللہ جل شانہٗ کے اور کون کر سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے (فَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ ۝)

سورہ یوسف رکوع ۹ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ اور ہر ایک دانا سے بڑھ کر دوسرا دانا ہے + اس ارشاد کا یہ نتیجہ ہے کہ کوئی خواہ کتنا ہی بلند پایہ عالم یا مفکر یا سیاستدان ہو۔ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا۔ کہ میری رائے یا میرا فیصلہ یا میری تحقیق اس معاملہ میں آخری فیصلہ کن ہے۔ کیونکہ مذکور الصدر اعلان شاہنشاہی کی بناء پر کوئی عقلمند بھی اپنے متعلق یہ فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں اس سے بڑھ کر کوئی انسان موجود ہو۔ جو اس سے زیادہ عقیل، فہیم اور دُور رس نگاہ رکھنے والا ہو

لہٰذا

تحریر سابق سے یہ ثابت ہُوا کہ قرآن مجید بیشک اللہ تعالےٰ ہی کا فرمان واجب الاذعان ہے۔

اے مسلمان

آج سطح دُنیا پر یہ تیری ہی خوش قسمتی ہے۔ کہ تیرے مذہبی خزانے میں ایسے ایسے قیمتی جواہرات موجود ہیں۔ جو دُنیا کی کسی قوم کے مذہبی خزانے میں۔ پائے نہیں جاتے

بدنصیب ہے وہ شاہزادہ

جس کے خزانے میں اس قدر قیمتی ہیرے اور جواہرات موجود ہوں۔ جو ساری دُنیا کو خریدنا چاہے تو خرید کر سکتا ہو۔ اور اگر ایک ہیرا بھی ان میں سے فروخت کر کے قیمت وصول کر لے۔ تو اس کی ساری زندگی کی گزر اوقات نہایت ہی عمدہ طریقہ سے بسر ہو سکتی ہو۔ مگر وہ شاہزادہ آبائی خزانے کو دیکھنے ہی نہ پائے اور در در سے بھیک مانگ کر ٹکڑا کھائے۔ اس شاہزادے سے بڑھ کر دُنیا میں اور کون ذلیل ہو سکتا ہے۔ فقط یہ خود ہی ذلیل نہیں ہوگا۔ بلکہ اپنے اسلاف کو بھی ان کی طرف اپنی نسبت کر کے ذلیل کریگا۔

اے موجودہ دور کے مسلمان

تیرا حال بلا مبالغہ اس بدنصیب شاہزادے کا سا ہے۔ اے مسلمان تیرا دعوےٰ تو یہ ہے۔ کہ خالق الخلق، مالک الملک۔ خدا تعالےٰ میرا دین اور دُنیا میں راہ نما ہے۔ اور اے مسلمان تُو اس مالک حقیقی کے ہدایت نامہ (قرآن مجید) کو چھوڑ کر دوسری قوموں کے دروازہ سے تعلیم اور نظام سلطنت چلانے اور قوم اور ملک کو انتہائی ترقی کے معیار پر لے جانے کے لئے ہدایات اور راہنمائی کی بھیک مانگتا پھرتا ہے۔

اے مسلمان

تو اپنے اسلاف (صحابہ کرامؓ) کو دیکھ۔ کہ آیا یُورپ نے ان سے مملکت کے چلانے کے اصول و ضوابط سیکھتے تھے۔ یا صحابہ کرامؓ نے یُورپ سے جا کر سیکھے تھے۔ اے مسلمان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں ایران اور روم کی سلطنتیں منظم اور ترقی یافتہ نہیں تھیں۔ پھر کیا عرب کے بدو نے جب کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سچّے دل سے پڑھا۔ اور قرآن مجید کے پیش کردہ سانچہ میں اپنے کو ڈھالا۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جینا اور اللہ تعالےٰ کے دین کی حفاظت کے لئے دشمنانِ اسلام سے ٹکرانے کو نصب العین بنانے کے باعث جس میدان میں جاتے تھے۔ فتح کا سہرا اپنے سر بندھوا کر نہیں آتے تھے۔

اگر آج بھی

حفظ و بقائے اسلام کو مسلمانان پاکستان اپنی زندگی کا نصب العین بنائیں۔ اور ذاتی مفاد کو خیرباد کہکر میدان میں آئیں۔ پھر دیکھئے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کس طرح اپنے دین حق کی حمایت کرنے والے مجاہدین کے لئے غیبی قوتیں نازل فرماتا ہے۔ اور کس طرح مجاہدینِ اسلام دشمنانِ اسلام کی فوجوں کو روندتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔

پاکستان کے قیامت تک زندہ تابندہ۔ پائندہ رہنے کے اصول قرآن مجید میں موجود ہیں۔ اگر **جنرل محمد ایوب خاں صاحب صدر مملکت پاکستان و چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر**

اسی تدبّر اور جُرأت خداداد سے کام لیں جس سے انہوں نے پاکستان میں ایک عجیب انقلاب کرنے میں لیا ہے۔ تو پاکستان یقیناً نا قابلِ تسخیر پاکستان بن سکتا ہے۔ اور اگر ہماری نسلیں بھی ان اصول کی پابند رہینگی تو انشاء اللہ تعالےٰ ہمارا پاکستان قیامت تک زندہ رہیگا۔ اس کی تائید میں اللہ تعالےٰ کا ایک اعلان ملاحظہ ہو۔

(اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ط) سورہ رعد رکوع ۲ پارہ ۱۳

ترجمہ۔ بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔ اس اعلان کا حاصل یہ نکلا۔ کہ اگر کوئی قوم اپنی حالت کو خود نہ بگاڑے تو اللہ تعالےٰ ان سے وہ نعمتیں نہیں چھینتا۔ جو اس نے اپنے فضل سے اس قوم کو دے رکھی ہیں۔ اسی لئے عرض کیا گیا ہے۔ کہ اگر باشندگانِ پاکستان اللہ تعالےٰ کے بتلائے ہوئے اصول (جو قرآن پاک میں مذکور ہیں) کو نہیں چھوڑیں گے تو اللہ تعالےٰ بھی ان سے مملکت پاکستان کی نعمت کو نہیں چھینینگے۔

صدر مملکت پاکستان کی خدمت میں پیشکش

اگر آپ پاکستانی فوج کے مندرجہ ذیل عہدہ داروں (جرنل۔ کرنل۔ لفٹیننٹ۔ جنرل۔ میجر جنرل) کو قرآن مجید کے ان اصول سے واقف کرنا چاہیں۔ تو میں اپنی خدمت بشرائط ذیل پیش کرتا ہوں۔

میری ذات کے متعلق شرائط

(۱) اس خدمت کا حکومت سے معاوضہ نہیں لونگا۔

(۲) چونکہ مجھے بائیں طرف بدن کے فالج کا اثر ہے۔ اس لئے لاہور یا کراچی میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوسکتا ہوں۔ جس مقام پر زیادہ سردی ہو وہاں جانے سے معذور ہوں۔

(۳) بستر ا میرا اپنا ہوگا۔

(۴) کھانا اپنی گرہ سے کھاؤں گا۔ اگر کسی فوجی مرکز میں قیام ہوگا تو فوجی لنگر سے قیمتاً کھانا کھاؤں گا۔

(۵) چونکہ میں ۷۴ سال کا بوڑھا ہوں۔ اس لئے میرے ساتھ ایک خادم بھی رہیگا جس کے اخراجات بھی میرے ذمہ ہونگے۔

(۶) فقط میری اور میرے خادم کی سواری کا انتظام حکومت کے ذمہ ہونگا۔

(۷) ان اصول کے متعلق زبانی لکچر نہیں ہوں گے۔ بلکہ قرآن مجید اور احادیث کا لفظی ترجمہ قرآن مجید اور حدیث شریف کی کتاب کے اندر سے پڑھاؤنگا۔ جس طرح طالب العلم اُستاد سے پڑھتا ہے۔

استفادہ کرنیوالے احباب کے متعلق شرائط

(۱) جن احباب کو قرآن مجید اور کتب حدیث سے ان مضامین کو پڑھنے کا دلی شوق ہو۔

(۲) پڑھانے کے بعد میں امتحان لیا کرونگا۔ تاکہ ان میں یہ استعداد پیدا ہو جائے کہ آئندہ ان مضامین کو دوسرے کے سامنے تقلیداً نہیں۔ بلکہ اپنی ذمہ داری سے قرآن مجید اور حدیث شریف سے نکال کر پیش کر سکیں۔

ممنون ہونگا

اگر صدر مملکت پاکستان میری اس پیشکش کو منظور فرمالیں۔ تو میں ان کا تہ دل سے ممنون ہونگا۔

اس چیز کا متعدّی اثر

یہ ہوگا کہ ان ذمہ دار افسروں کے ذریعہ سے مملکت پاکستان کے تمام فوجیوں کے دل نورِ قرآن سے منوّر ہو جائیں گے۔ اور پاکستان کی خدمت پاکستان میں اسلام کے زندہ۔ تابندہ اور پائندہ رہنے کے لئے کریں گے۔ جب یہ نیّت فوج کے دلوں میں پیدا ہو جائے گی تو پھر پاکستانی فوج کسی میدان میں ہرگز ہرگز شکست نہیں کھائے گی۔

کیونکہ

اللہ تعالےٰ کا اعلان ہے۔

(یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ۝)

سورۂ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کروگے۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور تمہارے قدم جمائے رکھیگا۔

بالکل تازہ شہادت

محاذ کشمیر پر جو جنگ ۱۹۴۸ء میں ہوئی ہے۔ اس کا ایک واقعہ میرے ایک دوست نے مجھے سُنایا تھا۔ جو خود اس جنگ میں شریک تھے۔ اُنہوں نے بیان کیا۔ کہ ہماری پاکستانی فوج کا ایک دستہ دشمن (بھارت کی فوج) کے مقابلہ میں پہاڑوں کی ایک ایسی جگہ پہنچا۔ جہاں کسی صورت سے بھی راشن نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہ مجاہد درختوں کے پتّے اور بوٹیاں کھا کر دشمن کے مقابلہ میں ڈٹے رہے۔ بالآخر دشمن کی فوج شکست کھا کر چوکی سے بھاگ نکلی۔ اور اس چوکی پر مجاہدین کا قبضہ ہوگیا۔ اس دشمن کی فوج نے کہیں اپنے مرکز میں اطلاع کی ہوئی تھی۔ کہ ہمارے پاس راشن نہیں رہا۔ اور سردی سے بچنے کے لئے کمبل کافی نہیں ہیں۔

خُدا کی مدد کا عجیب طریقہ

تھوڑی دیر گزری۔ کہ دشمن کے ہوائی جہاز آئے۔ اور اُوپر سے اس چوکی پر بسکٹوں کے ڈبے پھینکنے شروع کر دیئے۔ دشمن کی فوج تو بھاگ چکی تھی۔ مجاہدین نے بسکٹوں سے اپنی جھولیاں بھرلیں۔ پھر ان ہوائی جہازوں نے گرم کمبل پھینکنے شروع کئے۔ ہر مجاہد کو دو دو کمبل حصّے میں آئے۔ اے پاکستانی مجاہد۔ جب تو پاکستان یعنی اسلام کی حفاظت کے جذبے کے ماتحت میدان میں جائیگا تو اللہ تعالےٰ تیری اسی طرح پر غیبی امداد بھی فرمائے گا۔ اور تو فاتح ہوکر آئے گا۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

پاکستان میں ۱۹۵۸ء کا انقلاب

جس کے باعث پاکستان کے دشمن عناصر تو نالاں ہیں۔ کہ ان کی 'بٹ کھسوٹ اور حرام خوری کا دروازہ بند ہوگیا ہے۔ مگر پاکستان کے خیرخواہ حضرات صدر مملکت کے اس انقلابی اقدام کو مملکت پاکستان کے لئے ایک بہترین نیک فال خیال کرتے اور ان کی ہمتِ مردانہ اور جرأت خداداد پر مبارکباد دیتے ہیں۔ اور ان کے حق میں دل سے دُعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ انہیں تا دیر سلامت رکھے اور ان کے رفقاء کار کو اخلاص سے ان کا ساتھ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ان حضرات کی متفقہ جد و جہد سے پاکستانیوں کا وہ وعدہ پُورا ہو جائے جو پاکستان

کے حصول وقت بطور نعرہ ظاہر کیا تھا۔ کہ پاکستان کا مقصد ہے۔ "لا الہ الا اللہ" جس کا حاصل یہ تھا۔ کہ پاکستان میں اللہ تعالےٰ کی حکومت ہوگی۔ جب حکومت اللہ تعالےٰ کی ہوگی تو اس کا قانون بھی اللہ تعالےٰ ہی کا ہوگا۔ کیونکہ دُنیا میں یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ ہر بادشاہ کے مُلک میں قانون بھی وہی ہوتا ہے۔ جو بادشاہ کا اپنا منظور کردہ ہو۔ لہٰذا پاکستان کا قانون در اصل قرآن مجید ہی ہونا چاہیئے۔

دُعا

اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ذمہ داران مملکت پاکستان کو اس فرض کے انجام دینے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ بارگاہِ الٰہی میں سرخرو ہو سکیں جائیں آمین یا الٰہ العالمین۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جس بندے نے اپنے کسی مسلمان بھائی کے خلاف کی جانے والی غیبت اور بدگوئی کی اس کی عدم موجودگی میں مدافعت اور جواب دہی کی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے کہ آتشِ دوزخ سے اس کو آزادی بخش دے۔ شعب الایمان

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ جب کوئی مسلمان اپنے کسی مسلم بھائی کی آبرو پر ہونے والے حملہ کا جواب دے (اور اس کی طرف سے مدافعت کرے) تو اللہ تعالیٰ کا یہ ذمہ ہوگا کہ وہ قیامت کے دن آتشِ جہنم کو اس سے دفع کرے۔ پھر (بطور سند کے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ (اور ہمارے ذمہ ہے ایمان والوں کی مدد کرنا)۔ شرح السنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۹ دسمبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

ایک قاعدہ کلیہ

جس سے اپنی عزت کرانا چاہتے ہو پہلے خود اس کی عزت کرو

برادران اسلام - ہر وہ مسلمان جو اسلام کی حقیقت کو سمجھتا ہے اور مذہب اسلام کے لوازمات اور اس مذہب کے موافق اور مخالف انسانوں کے دنیوی اور اخروی نتائج اعمال پر اس کی نظر ہے - اس کے دل میں

یقیناً یہ تمنا

اور آرزو ہوتی ہے کہ دربارِ الٰہی میں میری عزت ہو - اور دربارِ رسالت میں بھی مجھ پر نظر عنایت اور شفقت ہی ہو - اور میرے ہم مذہب بھائیوں (مسلمانوں) کی نظر میں بھی باوقار اور قابلِ اعتماد بن کر رہوں - اور برادرانِ اسلام کی نظر میں میرا یہ احترام اور اعزاز دنیاوی زندگی کے آخر لمحہ تک قائم رہے -

دربارِ الٰہی میں عزت حاصل کرنے کے لئے مسلمان کو کس قسم کے طریقے اختیار کرنے چاہئیں

پہلا

(وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝)

سورہ الروم رکوع ۵ پارہ ۲۱

ترجمہ - اور ہم تم سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں - سو ان کے پاس نشانیاں لے کر آئے - پھر ہم نے اُن سے بدلہ لیا - جو گنہگار تھے - اور مومنوں کی مدد ہم پر لازم تھی -

اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنے کے لئے ایمان شرط ہے

ایمان کی تعریف

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے -

اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ -" مشکوٰۃ شریف عن عمرؓ بن الخطاب فصل اول

ترجمہ - (ایمان یہ ہے) کہ تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور رسولوں پر قیامت کے دن پر اور تقدیر کی بھلائی اور برائی پر (یقین) و ایمان رکھ -

دوسرا

اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے سے امدادِ الٰہی حاصل ہوتی ہے

(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝) سورہ محمد رکوع ۱ پارہ ۲۶

ترجمہ - اے ایمان والو اگر تم اللہ کی مدد کرو گے - وہ تمہاری مدد کریگا - اور تمہارے قدم جمائے رکھے گا -

ہر مسلمان اللہ تعالیٰ کے دین کی حسبِ حیثیت امداد کر سکتا ہے

اس کی مثالیں

پہلی

دینی تعلیم دینے والا اُستاد بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کر رہا ہے (خواہ قرآن شریف ناظرہ پڑھائے یا حفظ کرائے یا مسلمان بچوں یا بڑوں کو نماز یاد کرائے - یا عالم دین قرآن مجید اور احادیثِ رسول کا درس دے - یا قرآن مجید اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالب سمجھنے کے لئے طلبۂ علوم دینیہ کو صرف - نحو - ادب وغیرہ علوم کی کتابیں پڑھائے - تاکہ ان کو قرآن مجید اور حدیث شریف کی عبارت اور اس کا مطلب سمجھنے کی استعداد پیدا ہو جائے -

ایک سقہ (ماشکی) بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کر سکتا ہے

مثلاً مسجد میں پانی کی دو مشکیں نمازیوں کے لئے ڈال جائے - تاکہ نماز کے وقت وضو کر سکیں - یا مدرسہ عربیہ دینیہ میں طلبہ کے پانی پینے کے جو مٹکے ہیں اُن میں پانی ڈال جائے - تاکہ طالب علم پئیں

ایک موچی بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کر سکتا ہے

مثلاً موچی، اللہ تعالیٰ کا دین پڑھانے والے علماء کرام یا طلبہ علوم دینیہ کی جوتیاں مفت گانٹھ دیتا ہے - یعنی یہ خدمت محض اللہ تعالیٰ کے دین کی نسبت کے خیال سے کرتا ہے - اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے والوں میں شمار کیا جائیگا -

ایک حجام بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کر سکتا ہے

مثلاً وہ عالم دین یا علم دین کے کسی طالب العلم سے یہ کہتا ہے کہ چونکہ آپ دین کی خدمت کر رہے ہیں اس لئے آپ مجھ سے مفت حجامت کرا لیا کریں - تاکہ آپ کی دین کی خدمت میں میرا حصہ بھی ہو جائے -

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مذکور الصدر تمام خدمت کرنے والوں کو جزاء خیر دینے کا وعدہ

(اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝)

سورہ التوبہ رکوع ۱۵ پارہ ۱۱

ترجمہ - بیشک اللہ نیکی کرنے والوں کا اجر

ضائع نہیں کرتا۔

مذکور الصدر احباب میں سے ہر ایک نے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے وبندا روں کی حسب توفیق مفت خدمت کی ہے۔ اس لئے سب کو بارگاہ الٰہی سے اجر ملے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی نظر سے آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں ہے

اس کا ثبوت ملاحظہ ہو

(لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَا اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرُ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝) سورہ السبا رکوع ۱ پارہ ۲۲

ترجمہ۔ جس (اللہ تعالےٰ) سے آسمانوں اور زمین کی کوئی چیز ذرّہ کے برابر بھی غائب نہیں۔ اور نہ ذرّہ سے چھوٹی اور نہ بڑی کوئی بھی ایسی چیز نہیں۔ جو لوح محفوظ میں نہ ہو۔

تیسرا

اللہ تعالیٰ کی ہر دم راہنمائی اور معیت الٰہی کا شرف حاصل کرنے کا طریقہ

(وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝) سورہ العنکبوت رکوع ۷ پارہ ۲۱

ترجمہ۔ اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی۔ ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سجھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکو کاروں کے ساتھ ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی جو لوگ اللہ کے واسطے محنت اٹھاتے اور سختیاں جھیلتے ہیں اور طرح طرح کے مجاہدات میں سرگرم رہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو ایک خاص نور بصیرت عطا فرماتا اور اپنے قرب و رضا یا جنّت کی راہیں سجھاتا ہے۔ جوں جوں وہ ریاضات و مجاہدات میں ترقی کرتے ہیں۔ اسی قدر اُن کی معرفت و انکشاف کا درجہ بلند ہوتا جاتا ہے۔ اور وہ باتیں سوجھنے لگتی ہیں کہ دوسروں کو ان کا احساس تک نہیں ہوتا۔"

ضروری نوٹ

حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے اس حاشیہ کے الفاظ کو حقیقی اور اصلی طور پر فقط وہی شخص سمجھ سکتا ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ نے نور بصیرت عطا فرمایا ہُوا ہو۔ اور اس نور بصیرت کے حامل ہمیشہ دُنیا میں رہتے ہیں۔ تاکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کو اس چیز کا قائل کرسکیں۔ بقول شخصے۔ آنچہ از دل می خیزد۔ بر دل می ریزد۔ اگرچہ مسلمان تو ان حضرات سے عقیدتمندی کے باعث شرح صدر سے مان لیں گے۔ کہ ان کا فرمانا ان کے عاشقوں کے لئے حجت قطعی ہو جاتا ہے اور جو لوگ ان حضرات سے عقیدتمندی کی نعمت سے محروم ہوں۔ ان کو یہ بابصیرت حضرات چیلنج دے سکتے ہیں کہ

بیٹھا آؤ

بقول شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ ریاضات و مجاہدات کے لئے کمربستہ ہوکر آؤ۔ اس دشوار گزار راستہ پہ چلو۔ اگر تم میں اخلاص ہوگا۔ اور ریاضات و مجاہدات کی منزلیں تم طے کرتے گئے۔ تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے امید واثق ہے۔ کہ تمہارے قلب کو اس نور بصیرت سے منوّر فرما دے گا۔

البتہ

اس نعمت عظمیٰ کے حاصل ہونے کی میعاد اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ کتنی ہوگی۔ ممکن ہے کہ دس سال ہو۔ یا بیس سال یا اس سے بھی زائد ہو۔ کیا سید المرسلین خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عہدہ جلیلہ چالیس سال زندگی بسر کرنے کے بعد نہیں ملا۔ عطیات الٰہی اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہوتی ہیں۔ جب اس کی رحمت جوش میں آئے۔ تو عطا فرما دیتا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے۔ کہ جو کچھ وہ کرتا ہے۔ وہ بالکل ٹھیک ہوتا ہے۔ اور بالکل عین اس کی تقدیر کے مطابق ہوتا ہے۔

چوتھا طریقہ

دربار الٰہی میں عزّت حاصل کرنے کا چوتھا طریقہ مندرجہ ذیل آیات میں ملاحظہ ہو۔

(وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝)

سورہ آل عمران رکوع ۱۷ پارہ ۴

ترجمہ۔ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں اُنہیں مُردے نہ سمجھو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں دیا ہے۔ خوش ہونے والے ہیں۔ اور ان کی طرف سے بھی خوش ہوتے ہیں جو ابھی تک ان کے پیچھے سے ان کے پاس نہیں پہنچے۔ اس لئے کہ نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غم کھائیں گے۔ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں۔ اور اس بات سے کہ اللہ ایمانداروں کی مزدوری کو ضائع نہیں کرتا۔

دربارِ رسالت سے عزت حاصل کرنیکے طریقے

پہلا

(فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۹ پارہ ۵

ترجمہ۔ سو تیرے رب کی قسم ہے۔ یہ کبھی مومن نہیں ہونگے۔ جب تک کہ اپنے اختلافات میں تجھے منصف نہ مان لیں۔ پھر تیرے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں۔ اور خوشی سے قبول کریں۔

حاصل

یہ نکلا کہ ہر مسلمان کا فرض عین ہے کہ ہر معاملہ (خواہ دین کا ہو یا دُنیا کا۔ انفرادی حیثیت رکھتا ہو یا اجتماعی) میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو دل و جان سے تسلیم کرے۔ اور اس فیصلے کے تسلیم کرنے میں ذرہ جتنی دل میں ہچکچاہٹ بھی محسوس نہ ہو۔

دُوسرا

(وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝) سورہ النساء رکوع ۹ پارہ ۵

ترجمہ۔ اور جب انہیں کہا جاتا ہے۔ جو چیز اللہ نے نازل کی ہے اس کی طرف آؤ۔ اور رسولؐ کی طرف آؤ۔ تو تُو منافقوں کو دیکھیگا۔ کہ تجھ سے پہلوتہی کرتے ہیں۔

حاصل

یہ نکلا - کہ جو شخص کلام الٰہی (قرآن مجید) اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو تسلیم نہ کرے وہ منافق ہے + آپ کو معلوم ہے کہ منافق کی قانونِ الٰہی میں کیا سزا ہے -

منافق کی سزا

(اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝) سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ- بیشک منافق دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہونگے- اور تو ان کے واسطے کوئی مددگار ہرگز نہ پائیگا-

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں - "یعنی مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے دوستی کرنا دلیل ہے - نفاق کی - جیسا کہ منافقین کرتے ہیں - سو تم اے مسلمانو! ایسا ہرگز مت کرنا - ورنہ خداوند تعالےٰ کا صریح الزام اور پوری حجّت تم پر قائم ہو جائے گی - کہ تم بھی منافق ہو- اور منافقوں کے لئے دوزخ کا سب سے نیچا طبقہ مقرر ہے - اور کوئی ان کا مددگار نہیں ہوسکتا - کہ اس طبقہ سے ان کو نکالے - یا عذاب سے کچھ تخفیف کرادے- مسلمانوں کو ایسی باتوں سے دُور رہنا چاہئے-

البتہ نفاق سے توبہ کرنیوالوں کی توبہ دُنیا میں قبول ہوسکتی ہے

(اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝)

سورہ النساء رکوع ۲۱ پارہ ۵

ترجمہ -(مگر جنہوں نے توبہ کی - اور اپنی اصلاح کی - اور مضبوط پکڑا اللہ کو - اور اپنے دین کو خالص اللہ ہی کے لئے کیا- تو وہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں - اور اللہ جلدی ایمان والوں کو بہت بڑا ثواب دیگا -) لہٰذا دربار رسالت سے عزّت پانے کے لئے نفاق سے تائب ہونا ضروری ہے-

دربارِ رسالت سے عزّت حاصل کرنے کا طریقہ اس کا متعدد احادیث سے ثبوت

پہلی

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

رواہ مسلم- ترجمہ - جابرؓ سے روایت ہے کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے - اور بہترین سیرۃ محمدؐ کی سیرۃ ہے اور بُرے کاموں میں سے (دین میں) اپنی طرف سے بنائی ہُوئی چیزیں ہیں - اور ہر چیز جو (اپنی طرف سے دین میں) بنائی جائے - وہ گمراہی ہے -

حاصل

یہ نکلا کہ چونکہ بہترین کلام اللہ تعالےٰ کی ہے - یعنی قرآن مجید - لہٰذا اسی کو اپنا دستور العمل بنانا چاہئے - اور قرآن مجید پر عمل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ سامنے رکھنا چاہئے - کہ آپ نے کس طرح پر عمل کیا تھا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے دربار میں عزّت تب ہی نصیب ہوسکتی ہے - کہ آپ کی سیرۃ کا عملی اتباع کیا جائے - اس کے علاوہ اپنی طرف سے کوئی چیز ایجاد کرکے اس کو جزو دینِ محمدی نہ بنایا جائے - جزو دین محمدی بنانے کی علامت یہ ہے- کہ جو شخص اس چیز کو جزو دین نہ بنائے اس پر طعن کیا جائے - یہ یاد رہے کہ کسی مسلمان پر طعن یا اعتراض فقط دین کے اسی حصّہ پر کیا جاسکتا ہے- جو قرآن مجید میں آئے - یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت میں پایا جائے - ان دو چیزوں سے جو چیزیں زائد ہوں - ان پر عمل کرنے کے لئے کسی مسلمان کو مجبور نہیں کیا جاسکتا وما علینا الا البلاغ -

دوسری

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قِيْلَ وَمَنْ اَبٰى قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى - رواہ البخاری

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا- رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - میرا ہر اُمّتی بہشت میں داخل ہوگا - مگر جس نے انکار کیا - آپ سے عرض کی گئی اور کس نے انکار کیا - آپؐ نے فرمایا - جس نے میری فرمانبرداری کی - بہشت میں داخل ہوگا - اور جس نے میری نافرمانی کی - پس تحقیق اُس نے (گویا کہ) انکار کیا-

آنکھیں کھول کر دیکھیں

موجودہ دور کے مسلمانوں سے عرض کرتا ہوں کہ حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے اس ارشاد میں (احکام نبویہ کو) عمل میں نہ لانے والوں کو انکار کرنے والے فرمایا ہے - اور پھر فرمایا کہ انکار کرنے والے بہشت میں نہیں جائیں گے (اس کا صاف یہ مطلب ہے کہ عمل نہ کرنے والے دوزخ میں جائیں گے)-

کیا ہر مسلمان

پر خواہ مرد ہو یا عورت - پنج وقتہ روزانہ نماز فرض نہیں ہے - اور کتنے پڑھتے ہیں- نہ پڑھنے والے خواہ امیر ہوں یا غریب سب کے لئے ایک ہی قانون ہے یعنی دوزخ میں جانا -

اور کیا ہر مسلمان

پر خواہ مرد ہو یا عورت - ہر سال رمضان شریف کے روزے فرض نہیں ہیں - پھر جو لوگ روزے نہیں رکھتے - کیا وہ نافرمانوں کی فہرست میں شامل نہیں ہونگے اور بہشت کی بجائے دوزخ کا ایندھن نہیں بنیں گے - اور کیا اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں امیر اور غریب کا امتیاز ہے - ہرگز نہیں - اور موجودہ دَور میں یہ بھی اندازہ لگائیے- کہ روزے رکھنے والے زیادہ ہیں یا نہ رکھنے والے -

اور کیا ہر مسلمان

جس کے پاس اتنا مال ہے - جس پر شرعاً زکوٰۃ لازم آتی ہے - خواہ مرد ہو یا عورت آج کل کے دَور میں کتنے مرد اور عورتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر باقاعدہ سال کے ختم ہونے پر زکوٰۃ ادا کرتے ہیں - غور کیجئے جن پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے - ان میں سے زکوٰۃ ادا کرنے والے زیادہ ہیں - یا نہ دینے والے اور کیا زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں اور زکوٰۃ نہ ادا کرنے والیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصطلاح میں انکار کرنے والوں کی فہرست میں شامل نہیں کیا جائے گا - اور کیا پھر ایسی حالت میں ان

کا ٹھکانا بہشت ہو گا ؟

اور کیا ہر وہ مسلمان

جو مرد ہو یا عورت جس کے پاس اتنا روپیہ ہو کہ خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جا سکتے ہوں - البتہ عورت کے لئے سفر حج کے لئے ایک شرط زائد ہے - جو مرد کے لئے نہیں - کہ عورت کا خاوند یا اس کا محرم (جس کے ساتھ عورت کا نکاح حرام ہو- مثلاً باپ یا بیٹا یا بھائی یا تایا یا چچا یا ماموں وغیرہ) کیا حج کے لئے جانے کی توفیق رکھنے والوں میں کتنے حج کرنے کے لئے جاتے ہیں - اگر آپ اندازہ لگائیں گے تو اس فرض کے ادا کرنے والے بھی کم ہی پائیں گے -

تبصرہ

ابھی چند سطور میں میں نے جو تبصرہ کیا ہے - وہ فقط ارکان اسلام کے متعلق کیا ہے - حالانکہ ان کے علاوہ اسلام کے احکام اور بھی بے شمار ہیں - جن پر عمل کرنے ہی سے مسلمان (الا من ابی ترجمہ - مگر جس نے انکار کیا) کے کھاتے سے نکل کر مسلمانوں کی فہرست میں شامل ہو سکتا ہے -

تیسری

عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَالْبِشْرُ فِیْ وَجْھِہٖ مَقَالَ اِنَّہٗ جَاءَنِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ اَمَا یُرْضِیْکَ یَا مُحَمَّدُ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِکَ اِلَّا صَلَّیْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا وَلَا یُسَلِّمُ عَلَیْکَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِکَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَیْہِ عَشْرًا رواہ النسائی والدارمی

ترجمہ - ابی طلحہؓ سے روایت ہے - تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور آپؐ کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے - پھر آپ نے فرمایا - تحقیق میرے پاس جبرائیلؑ آئے تھے - پھر فرمایا - بیشک آپ کا رب فرماتا ہے - کہ اے محمدؐ - کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے کہ تیری اُمّت میں سے کوئی شخص تم پر درود بھیجے - اور مَیں دس مرتبہ اُس پر رحمت نازل کروں - اور تیری اُمّت میں سے کوئی تجھ پر سلام بھیجے اور مَیں اس پر دس مرتبہ سلام بھیجوں -

اس اعلان سے ثابت ہُوا - کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عقیدت اور محبّت رکھنے والوں کو دربارِ الٰہی سے یہ اجر ملے گا - کہ آپؐ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجنے سے اللہ تعالےٰ کی طرف سے دس رحمتیں نصیب ہوں گی - اور ایک مرتبہ سلام بھیجنے سے دس مرتبہ سلام کا پیغام آئے گا -

قیامت کے دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شفاعت کو اپنے لئے ریزرو کرانے کا طریقہ

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیْ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ فَاِنَّھَا مَنْزِلَۃٌ فِی الْجَنَّۃِ لَا تَنْبَغِیْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰہِ وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا ھُوَ فَمَنْ سَاَلَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ رواہ مسلم

ترجمہ - عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے - کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جب تم موذن کو سُنو - پھر تم بھی کہو - جس طرح وہ کہتا ہے - پھر مجھ پر درود بھیجو - پس تحقیق واقعہ یہ ہے - جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا - اللہ (تعالےٰ) اس پر دس مرتبہ رحمت نازل فرمائے گا - پھر اللہ (تعالےٰ) سے میرے لئے وسیلے کی دُعا مانگو - پس تحقیق وہ وسیلہ بہشت میں ایک مرتبہ ہے - اللہ کے بندوں میں سے سوائے ایک بندے کے اور کسی کے لئے نہیں ہو گا - اور مَیں اُمید کرتا ہوں کہ وہ بندہ مَیں ہی ہوں - پھر جس شخص نے میرے لئے وسیلے کی دُعا کی - اس شخص کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے گی -

حاصل

یہ نکلا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے لئے وسیلے کی دُعا کرے گا اس کے صلہ میں حضورِ انورؐ اس کی شفاعت فرمائیں گے - تو گویا کہ اُس شخص نے دُنیا ہی میں اپنے لئے شفاعت حاصل ہونے کا حق ریزرو کرا لیا -

دُعا

دربارِ رسالت سے عزّت پانے کے لئے جو اسباب کتاب و سُنّۃ سے پیش کئے گئے ہیں - اللہ تعالےٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے اپنے حق ہیں ان کے مہیّا کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الٰہ العالمین -

اِنسانوں کی نظر میں عزّت حاصل کرنے کا طریقہ

چونکہ ہر انسان کے مختلف انسانوں سے مختلف قسم کے تعلقات ہیں - اس لئے تمام انسانوں کی نظر میں عزّت اور احترام حاصل کرنے کے طریقے بھی مختلف ہوں گے - مثلاً

ماں باپ کے ساتھ

جو تعلق ہے اسے ایسے طریقہ سے نباہا جائے - کہ ان کے دلوں سے دُعا نکلے - اور اللہ تعالےٰ بھی راضی ہو جائے -

اس کے متعلق قرآن مجید کی ہدایات

(وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ؕ)

سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ ۱۵

ترجمہ - اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے - کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو - اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو - اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں - تو اُنہیں اُف بھی نہ کہو - اور نہ انہیں جھڑکو - اور ان سے ادب سے بات کرو - اور ان کے سامنے شفقت سے عاجزی کے ساتھ جھکے رہو - اور کہو - اے میرے رب - جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے - اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما -

اگر ان ہدایات کی خلاف ورزی کی گئی

تو ماں باپ کے دل سے جو بددعائیں نکلیں گی وہ براہ راست انسان کو دوزخ میں لے جانے کے لئے کافی ہوں گی - اس کے علاوہ اللہ تعالےٰ کے نازل کردہ احکام کی مخالفت کے باعث بھی اس شخص پر فرد جرم لگے گا - اس لحاظ سے بھی بجائے رحمت کے اس شخص پر لعنت برسے گی - اور بجائے بہشت کے داخلہ کے جہنّم رسید ہو گا - اللّٰھم لا تجعلنا منھم -

دربار رسالت سے والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تاکید

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ متفق علیہ۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یا رسول اللہ۔ میری اچھی صحبت کے لئے کون شخص زیادہ حقدار ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ پھر اُس نے عرض کی۔ پھر کون۔ آپؐ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ عرض کی۔ پھر کون۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ تیری ماں۔ پھر کون۔ آپ نے فرمایا تیرا باپ۔ پھر تیرا قریبی رشتہ دار۔ پھر تیرا قریبی رشتہ دار۔ اور ایک روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیری ماں پھر تیرا

حاصل

یہ ہے کہ ماں باپ کا حق دوسرے سب رشتہ داروں سے مقدم ہے۔ بھائی اور بہنیں تو بجائے خود رہے۔ بیوی بچوں سے بھی مقدم ماں باپ کا حق ہے۔ انسان کا فرض ہے کہ جو کما کر لائے سب سے پہلے ماں باپ کی ضرورت پوری کرے۔ اس کے بعد بیوی بچوں کو دے۔

اس مضمون پر دربار رسالت سے ایک عجیب شہادت

(عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ یَتَمَاشُوْنَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰی غَارٍ فِی الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰی فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَیْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ یُفَرِّجُهَا فَقَالَ اَحَدُهُمُ اللّٰهُمَّ اِنَّهُ كَانَ لِیْ وَالِدَانِ شَیْخَانِ كَبِیْرَانِ وَلِیْ صِبْیَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰی عَلَیْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَیْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَاْتُ بِوَالِدَیَّ اَسْقِیْهِمَا قَبْلَ وَلَدِیْ وَاِنَّهُ قَدْ نَاٰی بِیَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَیْتُ حَتّٰی اَمْسَیْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَبْدَاَ بِالصِّبْیَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْیَةُ یَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَیَّ فَلَمْ یَزَلْ ذٰلِكَ وَاَبِیْ وَدَاْبُهُمْ حَتّٰی طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ

لَنَا فُرْجَةً نَرٰی مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتّٰی یَرَوْنَ السَّمَاءَ (الحدیث) متفق علیہ

ترجمہ۔ عبداللہؓ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا۔ ایک موقعہ پر تین آدمی جا رہے تھے کہ ان کو مینہ نے آلیا۔ وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے۔ پہاڑ سے غار کے مُنہ پر ایک پتھر آ پڑا۔ اور غار کو بند کر دیا۔ تینوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ اپنے ان نیک اعمال پر نظر ڈالو۔ جو خاص طور پر خدا کے لئے کئے ہوں۔ اور اس عمل کے وسیلہ سے خُدا سے دُعا مانگو۔ امید ہے کہ خدا تعالےٰ اس پتھر یا اس مصیبت کو دُور کر دے۔ ایک نے ان میں سے کہا۔ اے اللہ میرے ماں باپ بہت بُوڑھے تھے۔ اور میرے کئی چھوٹے بچے تھے۔ اور مَیں بکریاں چرایا کرتا تھا تاکہ ان کا دُودھ ان سب کو پلاؤں۔ جب شام ہو جاتی۔ تو مَیں گھر آتا۔ دُودھ دوہتا اور سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا۔ پھر بچّوں کو دیتا۔ ایک روز ایسا اتفاق ہُوا۔ کہ چراگاہ کے درخت مجھ کو دُور لے گئے۔ (یعنی بکریوں کو چراتا چراتا مَیں دُور نکل گیا) اور وقت پر گھر نہ آسکا۔ یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ جب گھر پہنچا۔ تو دیکھا کہ میرے ماں باپ دونوں سوگئے ہیں۔ مَیں نے حسبِ معمول دودھ دوہا۔ پھر دودھ کا برتن لے کر ماں باپ کے پاس پہنچا۔ اور ان کے سرہانے کھڑا ہوگیا۔ مجھ کو ان کا جگانا بھی بُرا معلوم ہُوا۔ اور یہ بھی کہ ماں باپ سے پہلے بچّوں کو دُودھ پلاؤں۔ بچّے میرے پاؤں کے پاس پڑے بھوک سے روتے اور چلاتے تھے۔ اور مَیں دُودھ لئے کھڑا تھا۔ صبح تک یہی کیفیت رہی۔ (یعنی مَیں دُودھ لئے کھڑا رہا اور بچّے روتے رہے۔ اور ماں باپ پڑے سوتے رہے۔) اے اللہ اگر تو جانتا ہے۔ کہ مَیں نے یہ کام محض تیری رضامندی اور خوشنودی کے لئے کیا ہے۔ تو تُو اس پتھر کو اتنا کھول دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے پتھر کو اتنا ہٹا دیا۔ کہ آسمان نظر آنے لگا۔

آج کل کے نوجوان

اس واقعہ کو غور سے پڑھیں اور بار بار پڑھیں تاکہ ان کو بیوی بچّوں کی خوشنودی اور خدمت سے بڑھ کر ماں باپ کی خوشنودی اور ان کی خدمت کو مقدم خیال کریں۔ تاکہ قبر کے عذاب اور قیامت کے دن ماں باپ کی بددُعا اور دلی ناراضگی کے باعث دوزخ میں نہ جائیں۔

وما علینا الا البلاغ۔

ماں باپ کو مہربانی کی نظر سے دیکھنے کا ثواب

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ كُلَّ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمِ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَاَطْیَبُ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔ ترجمہ۔ ابن عباس سے روایت ہے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو بیٹا کہ ماں باپ کی طرف رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھے۔ اللہ (تعالیٰ) اس کے حساب میں ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب لکھتا ہے۔ صحابہ (کرامؓ) نے عرض کی۔ اگرچہ دن بھر میں سو مرتبہ دیکھے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ اللہ (تعالےٰ) بہت بڑا اور پاکیزہ ہے (یعنی اس کے خزانے میں کس چیز کی کمی ہے)

ماں باپ اگر ظلم بھی کریں۔ تو بھی سہنا چاہیئے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مُطِیْعًا لِلّٰهِ وَالِدَیْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَمَنْ اَصْبَحَ عَاصِیًا لِلّٰهِ فِیْ وَالِدَیْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ اِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان۔

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص اس حال میں صبح کرے۔ کہ ماں باپ کے حق میں خدا کے احکام کی اطاعت کرتا ہو۔ (یعنی ماں باپ کے حقوق کو ادا کرتا ہو) تو وہ اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کے لئے بہشت کے دو دروازے کھُلے ہوتے ہیں۔ اور اگر ماں باپ میں سے ایک ہی زندہ ہو تو بہشت کا ایک دروازہ کھُلا ہوتا ہے۔ اور جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ وہ ماں باپ کے حق میں خدا کا نافرمان ہو تو اس کے لئے دوزخ کے دروازے

اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ ماں باپ ظلم کریں۔ اگرچہ آپ نے فرمایا اگرچہ اس پر ظلم کریں۔ اگرچہ ماں باپ ظلم کریں۔ اگرچہ ماں باپ ظلم کریں۔ اگرچہ ماں باپ